SHE AND ALLAN

مصنف
ہیڈر ہیگرڈ

مترجم
مظہر الحق علوی

قیمت
پندرہ روپیہ

بناشر
نسیم بک ڈپو۔ لاٹوش روڈ لکھنؤ

ٹیلیفون { آفس ۲۴۵۵۹
ٹیلیفون { رہائش ۲۵۳۲۴

ناشر: عزیز الرحمٰن — جون ۱۹۷۴ء — پرنٹر: نظامی پریس لکھنؤ

پیش لفظ

یوں تو ہیگرڈ کے زیادہ تر ناول ایسے ہیں کہ ایک ناول کا تعلق دوسرے ناول سے ہے یا خود بخود پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن یہ سب کے سب ناول اپنے طور پر مکمل ہیں اور انھیں الگ الگ پڑھنے کے بعد قاری تشنگی محسوس نہیں کرتا البتہ ان کے ناولوں میں دوسرے ناول کے متعلق جا بجا اشارے ضرور ملتے ہیں۔

لیکن ہیگرڈ نے ایک ہی سلسلے کے تین ایسے ناول بھی لکھے ہیں جن کا تعلق ایک دوسرے سے براہ راست ہے اور جن کی کہانی پہلے ناول سے شروع ہو کر تیسرے ناول میں ختم ہوتی ہے۔ اس قسم کے تین یک موضوعی ناولوں کو انگریزی میں TRILOGY (سہ نثری؟) کہتے ہیں۔

ایشہ اور ایلین ہیگرڈ کی اس جگ مشہور اور سب سے زیادہ پسندیدہ TRILOGY کی پہلی کڑی ہے۔ ان ناولوں کی دلچسپی اور مقبولیت کا تو بھی یہ عالم ہے کہ اگر ہیگرڈ ان تین ناولوں کے علاوہ کچھ اور نہ لکھتا تب بھی شہرت دوام حاصل کر لیتا۔

ایشہ اور ایلین ہیگرڈ نے سب کے آخر میں، یعنی ایشہ اور ریٹرن آف شی کی اشاعت کے بعد لکھا لیکن چونکہ واقعات کی رو سے اس ناول کا نمبر پچھلے دو ناولوں سے

پہلے آتا ہے اس لئے میں سب سے پہلے اسے ہی اپنے قارئین کی خدمت میں
پیش کر رہا ہوں۔ بعد کے دو ناول تو عرصہ سے میرے پاس تھے لیکن پہلا ناول
دستیاب نہ تھا (ویسے ہیگرڈ کے تقریباً سارے ہی ناول نایاب ہیں) اب یہ مل
گیا ہے تو میں بڑے فخر سے ہیگرڈ کی یہ TRAILGGY پیش کر رہا ہوں
اگر آپ اسے اپنے منہ میاں مٹھو بننا نہ کہیں تو میں کہوں گا کہ ہیگرڈ کی طرح ان
تین مسلسل ناولوں کا ترجمہ میرا ایک کارنامہ ہی ہے جس کی داد میں آپ سے
چاہوں گا اور قبلہ نسیم صاحب تو داد کے بجا طور پر مستحق ہیں ہی کہ کاغذ کی اس
گرانی بلکہ کمیابی میں بہترین ناول چھاپ کر آپ کی دلچسپی کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔
جب آپ اس ناول کا مطالعہ فرما رہے ہوں گے تو اس سلسلے کا دوسرا ناول
"الیشہ" نسیم بکڈپو میں طباعت کی آخری منازل طے کر رہا ہوگا چنانچہ آپ
کو اس کا انتظار نہ کرنا پڑے گا انشاء اللہ۔

خانہ در سید واڑہ
احمد آباد

منظر الحق علوی
۱۵ر اکتوبر ۱۹۶۰ء

ایلن کواٹرمین کے قلم سے

میرے دوست! میں جانتا ہوں کہ ایک دن میرے سارے مسودات میری وصیت کے مطابق تمہارے پاس پہنچ جائیں گے اور شاید تم انہیں چھپوا بھی دو گے چنانچہ اس مسودے کے متعلق میں تم سے چند باتیں کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔

عرصہ ہوا میں نے اپنی اس مہم کے واقعات کی تفصیلات ادھر ادھر درج کی تھیں جو اپنے طور پر کم و بیش مکمل تھیں۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ جیسے جیسے ہماری عمر بڑھتی جاتی ہے حافظہ کمزور ہوتا چلا جاتا ہے جوانی کے واقعات اور تجربات تو اب پوری طرح سے یاد رہتے ہیں اور یاد آتے ہیں لیکن ادھیڑ عمر میں ہمارے ساتھ جو کچھ ہوا ہوتا ہے وہ یا تو ہمیں سرے سے یاد ہی نہیں رہتا یا پھر دھندلایا ہوا ہوتا ہے اس قدرتی منظر کی طرح جس پر کہر چھایا ہوا ہو۔ دور تو دور بچپن اور جوانی کے منظر پر سورج پوری طرح سے چمکتا نظر آتا ہے یہ حال پر بھی چمکتا ہے لیکن حال اور ماضی بعید کے درمیان جو وادی ہے وہ دھندلائی ہوئی ہوتی ہے۔ اور واقعات اسی دھند میں الجھ کر رہ جاتے ہیں۔

اور اسی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اپنی اس مہم کی تفصیلات کا مسودہ تیار کر لیا۔ یہ میری وہی عجیب و غریب مہم ہے جس میں میری ملاقات اس پُراسرار ہستی سے ہوئی جو عائشہ یا ”حیا یا وہ جو حکم کرتی ہے“ کے نام سے مشہور تھی اور جسے میں خود بھی انہی ناموں سے جانتا ہوں۔ اس مہم کی تفصیلات میں نے چھپوانے کی غرض سے تحریر نہ کی تھیں بلکہ خود اپنی تسکین کے لئے تحریر کی تھیں اور اس لئے بھی کہ جب میں بوڑھا ہو کر کسی کام کا نہ رہوں تو خود اپنی اس مہم کے واقعات پڑھ کر اپنا دل بہلاؤں اور یادیں تازہ کروں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت، جب میں نے یہ اور دوسرے مسودات تیار کئے تھے، تو میرا یہی ارادہ تھا بلکہ میں نے یہی فیصلہ کر لیا تھا کہ میرے یہ مسودات میری موت کے بعد شائع کئے جائیں کیونکہ ان مسودات میں میری مہمات کے ایسے عجیب و غریب واقعات درج ہیں کہ مجھے خوف ہے کہ لوگ انہیں پڑھ کر مسکرائیں گے اور شاید مجھے جھوٹا کہیں گے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ جب تم میرا یہ مسودہ پڑھو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں نے ایک وعدہ کیا تھا اور میں ہمیشہ اپنا وعدہ نبھاتا ہوں اور دوسروں کے راز اپنے سینے میں دفن رکھتا ہوں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس مسودے کو تلف کر دینے کی (بشرطیکہ میں ایسا کر سکوں) ہدایت کر دی تھی۔ اور چونکہ میں کسی سے کچھ نہ کہنے کا وعدہ کر چکا تھا اس لئے میں نے اپنی اس مہم کا ذکر کبھی بھولے سے بھی کسی کے سامنے نہ کیا اور نہ ہی اپنے کسی مسودے میں اس کی طرف اشارہ کیا اور ہمیشہ اسے اپنی کتاب حیات کا ایک ایسا صفحہ سمجھتا رہا جو صرف میرے لئے تھا اور جس سے صرف میں واقف تھا اب اگر میں نے اپنی اس مہم کے واقعات کو تم سے بیان کیا یا چھپایا تو اس میں میرا اپنا کوئی ہاتھ نہیں۔

خیر تو میں نے اپنی اس خاص مہم کے واقعات، اپنی تسکین کی خاطر اور اس لئے کہ انھیں بھول نہ جاؤں، لکھ کر ایک طرف رکھ لئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں اپنی اس مہم کو اور اس مسودے کو بالکل بھول ہی گیا۔ نہیں میں ان واقعات کو نہیں بھولا کیونکہ ان کے ساتھ دوسرے بھی واقعات وابستہ تھے اور نہ ہی اس مسودے کو بھولا کیونکہ اس کے ساتھ دوسرے مسودات بھی رکھے ہوئے تھے۔

اس کے علاوہ الیشہ کے متعلق دو روایتیں اور اس کے دو مقولے، جو ان صفحات میں نہیں ہیں مجھے جیسے جیسے یاد آئے گئے میں انھیں نوٹ کرتا گیا اور اس مسودے کے ساتھ نتھی ہیں جو کاغذات ملیں گے ان میں سے ایک ٹکڑے کی پوری تاریخ لکھی ہوئی ہے جو خود الیشہ نے مجھے بتائی تھی لیکن جو میں نے یہاں حذف کر دی ہے۔ اس کے باوجود اپنی اس حیرت انگیز مہم کے بہت سے حیرت انگیز واقعات یا تو مجھے سرے سے یاد ہی نہیں رہے یا دھندلا گئے ہیں جس طرح کہ پرانا فوٹو دھندلا جاتا ہے اور صرف اس کا خاکہ باقی رہ جاتا ہے۔

سچ تو یہ ہے بھائی کہ میں اس پوری کہانی سے بڑا شرمندہ ہوں جس میں میں نے اپنی کمزوریوں کو نمایاں کیا ہے۔ حالانکہ جو کچھ ہوا ہے وہ سب کچھ میں نے ایمانداری سے لکھ دیا ہے۔ نہ کوئی بات حذف کی ہے اور نہ اپنی طرف سے زیب داستان کے لئے کچھ اضافہ کیا ہے لیکن جب اپنی اس مہم کے واقعات پر غور کرتا ہوں تو بڑی شرمندگی سے یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں سخت فریب کا شکار رہا تھا۔ اس عجیب عورت نے، جس سے میری ملاقات کورنگ کے کھنڈرات میں ہوئی تھی یقیناً مجھ پر جادو کر دیا تھا اور میری عقل اس طرح سلب کر لی تھی کہ میں نے ہر اس بات پر آمنّا و صدقنا کہہ دیا تھا جو سراسر ناقابلِ یقین تھی۔

مثلاً اس نے مجھے چند کافر دیوتاؤں کے ساتھ اپنے رابطہ اور گفتگو کی معجزہ خیز کہانیاں سنائی تھیں لیکن یہ بھی سچ ہے کہ دوسرے ہی لمحے اس نے ان کہانیوں میں ترمیم کر دی یا ان کی تردید کر دی تھی۔ اس کی باتوں میں اجتماع ضدین والا تضاد تھا۔ اس کے علاوہ الیشہ کو یہ بھی دعویٰ تھا کہ اس کی عمر ہم فانی انسانوں کی مدت عمر سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ یعنی وہ سینکڑوں بلکہ ہزارہا سال سے زندہ ہے۔ لیکن [illegible] کے بقول یہ چونکہ ممکن نہیں اس لئے الیشہ کا یہ دعویٰ محض بکواس تھا۔ اس کے علاوہ اس کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ وہ فوق الفطرت قوتوں کی مالک تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ اور بھی زیادہ بکواس تھی۔ البتہ یہ سچ ہے کہ اس نے مسمریزم یا شاید ہپناٹزم کے ذریعہ مجھے کسی جگہ، جو ہماری دنیا سے الگ اور ہماری نظر سے پوشیدہ تھی پہنچا دیا تھا اور میں نے وہ چیزیں دیکھی تھیں جو عام انسانوں کو نظر نہیں آتیں۔ صرف مجھے ہی نہیں بلکہ اس نے جنگجو زولو کو جو بہادر امسلوپوگاس کے نام سے مشہور تھا اور میرے ہوٹنٹوٹ ملازم ہینس کو بھی وہاں پہنچا دیا تھا۔ یہ دونوں اس مہم میں میرے ساتھ تھے۔ اس کے علاوہ اس نے چند عجیب و غریب اور ناقابل فہم کام بھی کئے تھے۔ مثلاً عین اس وقت جب دیو قامت اور بھوت جیسے ریزو کے ساتھ جنگ میں ہمیں شکست ہو رہی تھی تو الیشہ بڑے پراسرار طریقے سے اچانک میدان جنگ میں ظاہر ہوئی تھی۔ اور بگڑی بازی سنور گئی تھی۔ یہ اور ایسی دوسری ناقابل فہم باتوں کو چھوڑ دیا جائے تو میرا کہنا ہوگا کہ شرمناک حد تک بیوقوف بنا تھا۔ چنانچہ جب آدمی پورا بیوقوف بنے تو مناسب یہی ہوگا کہ وہ خاموش رہے، ان باتوں کو اپنے تک ہی رکھے اور جگ ہنسائی کا

---

۱ یہ زمانہ موسیٰ (حضرت یا مصری دارا) جو ۲۰۰۰ سو قبل مسیح میں تھا۔

موقع نہ دے۔

تو کہنے کا مطلب یہ کہ یہ حالات تھے اور میری اسی عمر کا مسودہ الماری میں پڑا ہوا تھا کہ ایک دن میرا دوست کپتان گڈ کہیں سے ایک کتاب اٹھا لایا اور اصرار کرنے لگا کہ میں اسے ضرور پڑھوں۔

یہ سوچ کر یہ کتاب ایک ناول ہے میں اس کے مطالعہ سے برابر انکار کرتا رہا۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں اکثر فنکاری ہوتا اور میں افسانوں سے زیادہ زندگی کی تلخ حقیقتوں کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔

بے شک مجھے مطالعہ پسند ہے لیکن یہاں بھی میری پسند دوسری چیزوں کی طرح محدود ہے۔ مثلاً میں انجیل مقدس، خصوصاً قدیم عہد نامہ پڑھتا ہوں کیونکہ اس کا ترجمہ سحر کن اور زبان رواں دواں ہے بالکل اسی عربی زبان کی طرح جو البتہ بولی جاتی تھی۔ رہی نظم تو اس کے لئے شیکسپیئر سے میں آگے نہیں بڑھا۔ جدید ادب سے، بشرطیکہ ہم اسے ادب کہہ سکیں، مجھے بس اتنا ہی لگاؤ ہے کہ اخبارات دیکھ لیتا ہوں۔

رہی تاریخ تو مجھے مصر قدیم سے دلچسپی ہے۔ دیکھا جائے تو میں اس حد تک اس کا دیوانہ ہوں۔ سرزمین اور اس کی تاریخ مجھے مسحور کر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ میں کبھی کبھی لاطینی اور یونانی دیومالا کا مطالعہ کر لیتا ہوں۔

چنانچہ یوں ہوا کہ اس ناول کو پڑھنے کے لئے کپتان گڈ کا اصرار اور میرا انکار بڑھتا گیا۔ وہ بضد تھا کہ میں یہ ناول پڑھوں اور مجھے ضد آگئی تھی کہ نہ پڑھوں گا۔ لیکن کپتان گڈ بھی ایک ہی ڈھیل آدمی ہے چنانچہ جب وہ رات کو میرے گھر سے رخصت ہوا تو کتاب میرے پاس چھوڑ گیا۔ چھوڑ گیا کیا بلکہ میری ناک کے نیچے رکھ گیا کہ میں اسے بھول نہ جاؤں۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ میں اس کتاب پر

ایک نظر غلط انداز ڈالے بغیر نہ رہ سکا اور جب میں نے ٹائیٹل پر چھپے ہوئے گولڈن حروف اور ان کے نیچے میں نے کتاب کا نام دیکھا تو میں چونکا۔ کتاب کا نام تھا "عائشہ"۔

میں نے بے اختیار کتاب اٹھائی اور پہلا ہی صفحہ کھولا تھا کہ میری دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں کیونکہ اس صفحہ پر ایک عورت کی تصویر تھی جس نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال رکھی تھی۔ اور یقین کرو، دوست یہ نقاب پوش عورت ہو بہو وہی ہے جس سے میں کبھی مل چکا تھا۔ وہی پُر اسرار عائشہ۔ یہ صفحہ الٹا تو ایک لفظ پر میری نگاہیں مرکوز ہو گئیں۔ یہ لفظ تھا "کور"۔ یہ تو بہر حال ہو سکتا ہے اور ہے کہ نقاب پوش عورتیں دنیا میں بہت سی ہیں لیکن "کور" تو ایک ہی ہے۔

چنانچہ میں نے یہ کتاب شروع سے پڑھنا شروع کی اور رات بھر پڑھتا رہا۔ یہ بہار کا موسم تھا جب سورج چھ بجے سے پہلے طلوع نہیں ہوتا اور جب میں نے کتاب بند کی تب تو سورج بہت زیادہ بلند ہو چکا تھا۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کتاب کے مطالعہ سے میری کیا حالت ہوئی کیونکہ اس کتاب کے صفحات میں، میں ایک بار پھر اس پر اسرار عورت کے سامنے تھا جو "وہ جو حکم کرتی ہے" کے نام سے مشہور ہے اور جسے تم نے اس کتاب میں "وہ، جس کا حکم ماننا ضروری ہے" کے نام سے یاد کیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ میں بلالی کے متعلق کیا کہوں جس نے مسٹر ہومی سے یہ جھوٹ کہا تھا کہ ان سے پہلے کور کے کھنڈرات میں کسی سفید فام کے قدم نہیں پہونچے،

اس کے علاوہ یہ بھی ہوا کہ اس داستان نے، جو اس کتاب میں درج -

تھی۔ جگہیں پُر کر دیں۔ جنہوں نے مجھے چکر میں ڈال رکھا تھا اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہ تھی کیونکہ اس پُراسرار ہستی کے ساتھ جو دیوی لیکن بوڑھی عورت (لیکن اپنے طور پر بڑی عجیب تھی) میری ملاقات ظاہر ہے کہ گہری اور طویل نہ تھی۔ یہ سچ ہے کہ اس کتاب میں، جو میرے دوست تمہاری لکھی ہوئی ہے اور جسے گنڈ کیمر سے اٹھوا لایا اور میرے پاس چھوڑ گیا تھا، ایشہ اس بلند مقام پر نظر آتی ہے جس پر میں نے اسے نہ دیکھا تھا۔ البتہ اس کا کردار گنڈ کی لائی ہوئی کتاب میں بھی وہی ہے جس سے میں واقف تھا وہ ذرا نہیں بدلا ہے۔ اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ بہت سے مختلف کرداروں کی مالک تھی جیسا کہ خود اس نے مجھ سے کہا تھا کہ "وہ ایک نہیں بہت ہے اور یہاں نہیں بلکہ ہر جگہ ہے"۔

اس کے علاوہ تمہاری لکھی ہوئی کتاب میں مجھے قالی تریط کی داستان بھی تفصیل سے لکھی مل گئی جسے میں نے ایشہ کا ایک جھوٹ سمجھا تھا۔ اس قالی تریط کے متعلق، جس کا صدیوں پہلے خون کر دیا گیا تھا، ایشہ نے مجھے یہ ضرور بتایا تھا کہ وہ اپنے اس محبوب کا صدیوں سے انتظار کر رہی ہے اور یہ کہ اس وقت تک انتظار کرتی رہے گی جب تک کہ وہ نیا جنم لے کر دوبارہ اس کے پاس نہیں آ جاتا۔ جب میں ایشہ سے رخصت ہو رہا تھا تو اس نے قسم کھا کر کہا تھا کہ وہ تنہا اس نوجوان کو چاہتی ہے اور یہ کہ دیوتاؤں نے ان دونوں کو بس ایک دوسرے کے لئے ہی بنایا ہے۔ چنانچہ قالی تریط کا انتظار کرنا اس کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ اسی کتاب کے ذریعہ میں ان چیزوں سے واقف ہوا، جن کے متعلق میں کچھ نہ جانتا تھا۔ مثلاً "آتشِ حیات" کے متعلق۔ البتہ،

ضرور یاد ہے کہ ایشہ نے ویدِ قامت ،یزد کا جس طرح ذکر کیا تھا اسی طرح "جامِ حیات" کا بھی ذکر کیا تھا جو مجھے دیا جاتا بشرطیکہ میں ایشہ اور اس کی فوق الفطرت قوتوں کے سامنے جھک جاتا۔

آخر میں میں اس کے انجام سے واقف ہوا اور وہ صفحات پڑھتے وقت خوب رویا ۔ میرے خدا! یہ انجام ہے ۔ لیکن دوست! مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور واپس آئے گی جیسا کہ اس نے کہا ہے ۔ اور یہ اب میری سمجھ میں آیا ہے ہماری آخری ملاقات کے وقت جب میں نے اس کی ساحرانہ قوتوں سے عاجز آ کر اس سے طنزاً کہا تھا کہ قدرت نے اس کے لئے ایک آخری اور کاری ضرب یقیناً تیار کی ہوگی تو وہ کیوں گھبرا گئی تھی ۔ حالانکہ یہ میرے منہ سے یوں ہی اور بے اختیار نکل آئی تھی لیکن ایشہ کو احساس ہو گیا تھا کہ میرے منہ سے یہ حقیقت بول رہی ہے ۔ البتہ یہ وہ نہ جانتی تھی کہ یہ کون سی ضرب تھی اور یہ کہ وہ کب اور کہاں اس پر پڑے گی۔

قصہ مختصر میں یہ کتاب "ایشہ" پڑھ کر حیران بلکہ دم بخود رہ گیا ۔ لیکن جب میں نے کتاب بند کی تو اس وقت بھی میں نے یہی فیصلہ کیا کہ میں ایشہ اور اس سے اپنی ملاقات کے سلسلے میں خاموش ہی رہوں گا کیونکہ میں نے ایشہ کے سامنے قسم کھائی تھی کہ جیتے جی میں اپنی اس مہم کے متعلق کسی سے کچھ نہ کہوں گا ۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فیصلہ کیا کہ اپنی اس مہم کا مسودہ تلف بھی نہ کروں گا ۔ میرے بعد اگر یہ مسودہ چھپ گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ایشہ کے متعلق اس کتاب میں جو کچھ نئے آیا ہے، بہت کچھ لکھا جا چکا ہے ۔ چنانچہ میں کچھ کہے بغیر اب لیو، ہولی، وون لاور ایشہ کے سینے میں خاموش ہی رہوں گا۔

ایک بات اور ۔ یہ صاف بات ہے کہ نہ تو میں نے اصل ایشہ کو پہچانا تھا نہ یہ جو پہچانتا تھا ۔ ہزاروں طریقوں سے وہ مجھے اس طرح مسحور کرتی اور دھوکا

دیکھ رہی کہ میں تقریباً وحشت زدہ ہو گیا اور اس کے کردار کی گہرائیوں میں نہ جھانک سکا۔ یہ شاید خود میرا ہی قصور تھا۔ اگر میں نے اس پر اعتبار کیا ہوتا، اس کی فوق الفطرت قوتوں کو تسلیم کر لیا ہوتا تو وہ شاید میرے سامنے کھل کر اپنی ساری کمزوریوں، خوبیوں اور رازوں کے ساتھ، میرے سامنے آجاتی۔ جس طرح کہ وہ مسٹر ہولی اور مسٹر لیوونسی کے سامنے آگئی اور انھیں وہ راز بتا دیئے جو مجھے نہ بتائے تھے۔

عائشہ نے مجھے وہی باتیں بتائیں جو مجھے بتانا چاہتی تھی اور بس۔

ایلن کواٹرمین

پہلا باب

تعویذ

یہ غالباً مصر قدیم کے لوگ تھے جنھوں نے کہا تھا اور جن کا اعتقاد بھی تھا کہ ہر انسان چھ یا سات عناصر کا بنا ہوا ہے حالانکہ انجیل میں انسانوں کو صرف تین چیزوں کا مرکب بتایا ہے یعنی جسم ، جان اور روح ۔ بہرحال مصر قدیم کے لوگوں کے پاس وقت بہت زیادہ تھا اور وہ چونکہ عقلمند بھی تھے اس لئے ایسی باتیں بہت زیادہ سوچا کرتے تھے ان کا کہنا تھا کہ انسان کا ۔ عورت اور مرد کا جسم دراصل ایک خول بلکہ یوں کہو کہ گھر ہوتا ہے جس میں یہ چھ یا سات مختلف عناصر وقتاً فوقتاً قیام کرتے تھے اور کبھی کبھار ہی ، اتفاقاً یکجا ہوجاتے ہیں۔ البتہ ان میں سے ایک عنصر اس گھر کو، یعنی انسان کے جسم کو گرم اور زندہ رکھنے کے لئے اس میں بہرحال موجود رہتا ہے ۔

بہرحال میں، ایلین کوارٹرمین ، ایک اکھڑ اور جاہل شکاری ہوں بھلا مجھے قدیم مصریوں کے نظریات کے متعلق فیصلہ صادر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ میرا مطالعہ محدود اور علم ادھورا ہے اور آپ جانتے ادھوری تعلیم ویسے بھی خطرناک ہوتی ہے چنانچہ یوں ہوا کہ میں مصریوں کے اس نظریہ سے واقف ہو کر سمجھنے لگا کہ ۔ انسان کی ذات ایک نہیں بلکہ بہت سی ہیں۔ اس سلسلے میں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آسمانی صحیفوں میں بھی کہا گیا ہے کہ انسان کا جسم بہت سے شیاطین ، شاید سات کا مسکن ہے۔ اس کے علاوہ زندہ لوگ بھی اپنے دماغی ڈاکٹروں کے متعلق کہتے ہیں کہ ان کے

جسم میں بہت سی روحیں رہتی ہیں:

بہرحال ایک بات تو ہے کہ ہم ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے۔ مختلف اوقات میں مختلف قسم کی شخصیتیں رونما ہوتی ہیں۔ کبھی ایک جذبہ ہم پر حاوی ہو جاتا ہے اور کبھی دوسرا۔ ایک گھنٹے میں ہم غصے کے غلام ہو کر سنگدل ہو جاتے ہیں اور دوسرے گھنٹے میں حد سے زیادہ رحم دل۔ ایک گھنٹے میں ہم سب کو پھانسی پر لٹکا دینا چاہتے ہیں لیکن دوسرے ہی گھنٹے میں ہماری کایا کلپ ہو جاتی ہے اور ہم نہ صرف انسان بلکہ حشرات الارض تک کو بخش دیتے ہیں۔

میں، ایلین کواٹرمین۔ ظاہر ہے کہ ایک سیدھا سادہ آدمی اور نرا شکاری ہوں۔ مجھے نہ تو فلسفے سے کوئی واسطہ ہے اور نہ نفسیات سے اس کے باوجود یوں ہوا کہ ایک دفعہ مجھے بھی روحانیت سے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے اور انسانوں کے اس ہر دم بدلتے ہوئے کردار کی وجہ معلوم کرنے کا شوق چرایا۔ چنانچہ میں نے اپنے فرصت کے دنوں میں نفسیات کی کتابوں کا مطالعہ کیا، فلسفیوں اور ماہر نفسیات سے ملا لیکن کسی طرف سے مجھے اطمینان بخش جواب نہ ملا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے اس معاملے پر ہی خاک ڈال دی اور تھک کر بیٹھ رہا۔

اس کے چند مہینوں بعد میں زولولینڈ میں تھا اور چونکہ میرا قیام سیاہ پہاڑ یا بولی پہاڑی سے زیادہ دور نہ تھا اس لئے میں اپنے اس دوست سے ملنے گیا جس کا ذکر میں نے ناول "وشنٹ ڈول"[۱] میں کیا ہے۔ میری مراد اس بے حد بوڑھے بونے

۱؎ یہ ناول نسیم بک ڈپو لکھنؤ سے شائع ہو چکا ہے۔

اور مجھ اسرار ساحرہ سے ہے جس کا نام زکالی تھا اور جو "وہ چیز جسے پیدا نہ ہونا چاہیے تھا" کے نام سے اور زندہ لوگوں میں "راستہ کھولنے والا" کے نام سے مشہور تھا۔ جب ہم زولولینڈ اور اس کے سیاسی حالات کے متعلق باتیں کر چکے تو میں جانے کے لیے اٹھا کیونکہ میں کالی پہاڑی پر اور زکالی کے غار میں رات گزارنا چاہتا تھا۔ یہ مقام ہمیشہ مجھ پر دہشت طاری کر دیتا تھا۔

"کیوں میکومیزن! تمہیں اور کچھ نہیں پوچھنا ہے؟" اس بڈھے بونے نے اپنے لمبے بال اپنے چہرے پر سے پیچھے کی طرف جھٹک کر اور گویا میری روح میں جھانک کر پوچھا۔

میں نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"یہ تو عجیب بات ہے میکومیزن" وہ بولا۔

"اس میں عجیب بات کیا ہے زکالی؟"

"عجیب بات یہ ہے کہ تم اور کچھ پوچھنا نہیں چاہتے حالانکہ میں تمہارے دماغ پر کوئی چیز لکھی دیکھ رہا ہوں۔"

"کیا چیز؟"

"ایک تحریر ہے جو ـــ جو ـــ روحوں کے متعلق ہے"

اور تب دفعتہً مجھے وہ سارے مسائل یاد آ گئے جن کے پیچھے میں نے بہت زیادہ مغز ماری کی تھی اور کوئی اطمینان بخش جواب نہ پایا۔ روحانیت کے مسئلے میں انہیں معلوم کرنے کی سرے سے تمنا ترک کر دی تھی اور یہ بھی سچ ہے کہ میں نے اپنی اس ناکامی کا ذکر زکالی سے کرنے کا ارادہ بھی نہ کیا تھا۔

"آہا۔ تو یاد آ گیا میکومیزن۔ ہے نا؟" اس نے میرے خیالات پڑھ کر کہا۔ "چنانچہ کہو میکومیزن جو کہنا ہے اور پوچھو جو پوچھنا ہے کیونکہ اس وقت میں تمہارا ہمراز ہوں

تنہا تم میرے اس سوال کا جواب دے سکتے ہو کیونکہ تمہارا رابطہ اور تعلق دونوں سے قائم ہے۔

"میں کیا سن رہا ہوں! میکو میرن! ایک
وہ ہو ہو۔ ہو۔ ہو" وہ پھر ہنسا۔
دفعہ تم نے مجھے زود لوغریبی کہا تھا — یاد ہے تمہیں؟ — تو اب اس شعبدہ باز سے وہ باہر نکلنے کو کہا جا رہا ہے جو عقل مند سفید ناموں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں؟

"سوال یہ نہیں ہے نکالی گئی تم سے کیا کہا جا رہا ہے جسے بے چینی سے پیدا کر دیا۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ تم کیا کر سکتے ہو؟"

"تو میں اب تک نہیں جان سکا۔ لیکن میکو میرن! تم کس کی روح سے ملاقات کرنا چاہتے ہو؟ اگر تم اس عورت کی روح سے ملنا چاہتے ہو جس کا نام مامینا[1] تھا اور جو مجھ سے محبت کرتی تھی تو —"

"نہیں۔ مجھے اس کی روح سے ملاقات نہیں کرنی ہے اور اگر وہ اتنی ہی تم سے محبت کرتی تھی تو تم نے اس کی محبت کے صلے میں اسے موت دی؟"

"اور یہ میں نے اچھا ہی کیا میکو میرن۔ بلکہ حقیقت میں اس پر رحم کیا۔ اس کو وجہ تم بخوبی سمجھ سکتے ہو۔ رہی دوسری بات تو یہاں میں ان کا ذکر نہ کروں گا۔ اب اگر اس کی روح سے نہیں تو کس کی روحوں سے ملاقات کرنا چاہتے ہو؟ ٹھہرو مجھے دیکھنے دو — مجھے دیکھنے دو — آہا — وہ روحیں معلوم ہوتی ہیں۔ دونوں تمہاری بیویاں ہیں۔ اور میرا تو خیال تھا کہ سفید فام صرف ایک ہی شادی کرتے ہیں — اور — اوہ! دوسری بھی روحیں ہیں۔ ہجوم ہے ان کا جن

---

[1] مامینا کا قصہ معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ ہو ناول "وحشت دل" مطبوعہ نسیم بک ڈپو لکھنؤ۔ مترجم

صورتیں تمھارے دماغ کی پانیوں میں تیر رہی ہیں۔ ایک سفید بالوں والا بڈھا ہے، کچھ چھوٹے بچے ہیں جو شاید آپس میں بھائی اور بہن ہیں اور دوسرے جو شاید دوست ہیں۔ اور انہی میں امینا بھی ہے جس سے تم ملاقات کرنا نہیں چاہتے۔ اور یہ واقعی بڑے افسوس کی بات ہے کیونکہ صرف امینا کو ہی میں تمہیں دکھا سکتا ہوں یا تم سے کہ تمہیں اس راستے پر ڈال سکتا ہوں جس پر تمھاری ملاقات اس سے ہو سکتی ہے۔ ہاں۔ البتہ اگر دوسری کا فرعون تیر ہوں تو۔

"کیا مطلب؟" میں نے پوچھا۔

"مطلب یہ میکومازن کہ اس راستہ پر صرف کالے ہی سفر کر سکتے ہیں جو میں کھونٹے ہوں۔ ان پیروں پر، جن میں سفید خون گردش کرتا ہے، مجھے کوئی اختیار نہیں"

"تو پھر یہ معاملہ یہاں ختم ہوا" میں نے کہا اور اٹھ کر پھاٹک کی طرف بڑھا۔

"میکومازن! واپس آؤ اور بیٹھ جاؤ۔ میں نے تو نہیں کہا کہ یہ معاملہ ختم ہوا۔ افریقہ میں میرے علاوہ بھی ساحر ہیں اور کہتے ہیں کہ افریقہ بہت بڑا ملک ہے۔"

میں واپس آیا اور بیٹھ گیا کیونکہ شوق تجسس سے، جو میری سب سے بڑی کمزوری ہے، میں بیتاب تھا۔

"شکریہ زکالی" میں نے کہا۔ "لیکن یہ صاف بات ہے کہ میں دوسرے وچ ڈاکٹروں کے پاس نہ جاؤں گا۔ سچ تو یہ ہے کہ میں ان سے بھر پایا۔"

"بے شک۔ بے شک۔ خصوصاً اس لئے کہ تم جانتے ہو کہ میرے علاوہ سارے کے سارے وچ ڈاکٹر دھوکے باز اور شعبدہ باز ہیں۔ میں علم کا آخری دفینہ ہوں۔ لیکن بہر حال فریب اور جھوٹ سے بھرے ہوئے تھے جیسا کہ شاکا نے معلوم کر لیا اور پھر جو ہاتھ آیا اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ کوئی منیمہ ہو جو

ڈاکٹر بھی ہو جس کا حکم سفید روحوں پر چلتا ہو؟

"اگر تمہارا مطلب عیسائی مبلغوں سے ہے..." میں نے کہنا شروع کیا۔

"نہیں میکومیزن! میری مراد ان عبادت گزاروں سے نہیں ہے جو سب ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں اور وہی کہتے ہیں جو انہیں سکھایا جاتا ہے اور اس سے آگے کچھ جانتے بھی نہیں اور نہ ہی اپنے متعلق کچھ سوچتے ہیں۔"

"ان میں سے اکثر اپنے متعلق ضرور سوچتے ہیں۔"

"ہاں۔ اور نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ ہمارے لمبے اور موٹے ڈنڈے لے کر ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اصل اور حقیقی کاہن تو وہ ہے میکومیزن! جس کے پاس دنیا آتی ہے تاکہ وہ جو اس نقاب میں سے نظر آتا ہے جو اس کے باپ کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے۔ میں ایک ایسا ہی کاہن ہوں اور اسی لئے میرے ہم پیشہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔"

"اگر یہ سچ ہے تو پھر تم نے انکی نفرت کا بدلا یوں لیا کہ شاکا کے ہاتھوں اب سب کو قتل کروا دیا۔ لیکن یہ باتیں چھوڑو اور بتاؤ کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو اور کون سے سفید فام ڈاکٹر کا ذکر کرنا چاہتے تھے۔"

"مشکل یہی ہے میکومیزن کہ میں نہیں جانتا۔"

"تمہارا حال اس کتے کا سا ہے جسے شیر کے سامنے ڈال دیا گیا ہو۔"

"بالکل ٹھیک کہا۔ یہ سفید فام شیر یک شیرنی اس پہاڑ کے غاروں میں رہتی ہے جو یہاں سے دور بہت دور ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا ۔۔۔ میرا مطلب ہے مجسم۔"

"تم! پھر تم نے جو دیکھا نہیں ہے یا کبھی نہیں ہے اس کے متعلق کوئی بھی بات کیسے کہہ سکتے ہو؟"

جادو نے مجھے پیش کی تھی۔ اس کے عمل کے ذریعہ وہ الاؤ میں سے راکھ کریدنے لگا جو ہمیشہ اس کے سامنے جلا کرتا تھا۔ اس عمل کے دوران وہ مجھ سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا۔ شاید میرا دھیان بٹانے کے لئے اس نے ایک سعید نام کا ذکر کیا جس سے میری ملاقات اس سفر میں ہو گی اور دوسری بھی بہت سی باتیں بتائیں جن سے مجھے کوئی دلچسپی نہ تھی۔

جب وہ الاؤ میں سے راکھ نکال چکا تو اس پر اپنا ہاتھ پھیر کر اسے ہموار کیا اور پھر اس پر اپنے بھالے کی نوک سے ایک نقشہ بنایا۔ اس نقشے میں اس نے لکیریں بنا کر چشموں کو اجاگر کیا۔ چند خاص علامتوں سے جھاڑیوں اور جنگلوں کو ظاہر کیا۔ پھر ان لکیروں کے ذریعہ پانی اور دلدلوں کی نشان دہی کی اور ننھی ننھی ٹیکریاں بنائیں جو گویا پہاڑ اور ٹیلے تھے۔

جب وہ نقشہ مکمل کر چکا تو مجھ سے کہا کہ میں الاؤ کے دوسری طرف آ کر اس کے بنائے ہوئے اس شاہکار کو غور سے دیکھوں۔ اس نقشہ پر اس نے بعد میں کچھ سوچ کر ایک پر پیچ اور گہری لکیر بنا دی تھی۔ یہ گویا کوئی بڑا دریا تھا اور شمالی سرے پر راکھ کی ایک نسبتاً بڑی ڈھیری بنا دی تھی جو ایک عظیم پہاڑ کی نشان دہی کر رہی تھی۔

"میکومازن! اس نقشے کی طرف غور سے دیکھو" وہ بولا "اور اسے ذہن نشین کر لو کیونکہ اگر تم اس سفر پر روانہ ہوتے اور اس نقشے کو بھول گئے تو مر جاؤ گے نہیں۔ نہیں۔ اپنی اس کتاب میں اسے نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ دیکھو۔ میں اسے تمہارے دماغ پر ہی نقش کئے دیتا ہوں"

اور دفعتہً اس نے گرم گرم راکھ اپنی دونوں مٹھیوں میں بھر کر میرے چہرے پر پھینکی اور کوئی منتر بڑبڑانے کے بعد کہا۔

"لو اب تم کبھی نہ بھولو گے۔"

"واقعی کبھی نہ بھولوں گا" میں نے کھانستے اور کھنکارتے ہوئے کہا۔ "اور مناسب ہوگا کہ آئندہ سے تم میرے ساتھ ایسا مذاق نہ کرنا۔"

لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس تپیدہ نخشے کی ایک ایک تفصیل کبھی نہ بھولا۔ اس کی وجہ سمجھنے سے میں آج تک قاصر ہوں۔

"یہ تمہارا دریا، جو تم نے بنایا ہے، یقیناً نہایت مناسب ہے" میں نے جھلاتے ہوئے کہا۔ "اس کے باوجود، یعنی اگر کوئی آدمی یہاں پہنچ جائے تب بھی، تمھاری اس ملک کا پہاڑ کافی دور ہے۔ چنانچہ اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ میرا لکھا وہاں تک کس طرح پہنچ سکے گا؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا میکوبرن" وہ بولا، "لیکن تم وہاں شاید اکیلے نہیں بلکہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جاؤ گے۔ بہرحال میں نے سنا ہے کہ پرانے زمانے میں لوگ وہاں تک جایا کرتے تھے کیونکہ سنا ہے کہ کبھی وہاں ایک زبردست شہر آباد تھا جو ایک عظیم مملکت کا دارالسلطنت تھا۔"

اب میں نے اپنے کان کھڑے کیے۔ حالانکہ مجھے زکالی کی اس ملک کے متعلق کہانی پر یقین نہ تھا۔ تاہم مجھے قدیم تہذیب اور اس کے آثار سے نامعلوم دلچسپی تھی۔ پھر میں یہ بھی جانتا تھا کہ اس سلسلے میں اس بوڑھے کی معلومات حیرت انگیز طور پر وسیع اور صحیح تھیں۔ یہ میں نہیں جانتا کہ اس نے یہ معلومات کیسے اور کہاں سے حاصل کی تھیں لیکن یہ ضرور جانتا تھا کہ اس کے بیانات میں وہ بہت کم غلط ثابت ہوئے تھے۔ چنانچہ سچ تو یہ ہے کہ میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ اگر ممکن ہوا تو میں اس سفر پر ضرور جاؤں گا۔

"اور وہ لوگ اس شہر تک کس طرح پہنچے تھے زکالی؟" میں نے پوچھا۔

"شاید سمندری راستے سے۔ لیکن میکومیزن! میرے خیال میں مناسب ہوگا کہ تم بحری راستے سے نہ جاؤ۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ میرے خیال میں سمندر کے کنارے کی دلدلیں اب ناقابلِ عبور بن گئی ہیں چنانچہ تم خشکی پر اور اپنی دونوں ٹانگوں پر ہی محفوظ رہو گے۔"

"تو تم چاہتے ہو کہ میں اس مہم پر جاؤں؟"

زکالی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیوں؟ یہ میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ تم کوئی کام بے مقصد نہیں کرتے۔"

"آہ میکومیزن! تمھاری نظر اکثر آدمیوں کی بہ نسبت زیادہ گہری اور تم بہت زیادہ ہوشیار ہو۔ ہاں میکومیزن! میں چاہتا ہوں کہ تم یہ سفر کرو اور اس کی تین وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ تم چند خاص معاملات میں اپنا اطمینان کر لو اور اپنی روح کو تسکین دو اور اس معاملے میں میں تمھاری مدد کر دوں گا۔ دوم اس لئے کہ میں خود اپنا اطمینان کرنا اور اپنی روح کو تسکین دینا چاہتا ہوں اور سوم اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ تم وہاں سے بخیر و خوبی لوٹ کر میرے پاس آؤ گے اور میں تمھارے ذریعہ وہ باتیں معلوم کروں گا جو آنے والے دنوں میں ہونے والی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں یہ داستان ہی تمھیں نہ سناتا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تم زندہ رہو۔ ابھی مجھے تمھاری ضرورت ہے۔"

"گھما پھرا کر بات نہ کرو زکالی اور صاف صاف کہو کہ تم چاہتے کیا ہو؟"

"میں بہت کچھ چاہتا ہوں اور تمھارے اس سفر سے مجھے بہت کچھ ملے لیکن خصوصاً دو چیزیں ہیں چنانچہ بقیہ کے متعلق میں لن ترانی نہ کروں گا۔"

"کون سی ہیں یہ دو خاص چیزیں؟"

• اول تو یہ کہ اس حیرت انگیز سفید فام دیو ڈاکٹر سے۔ ۔
خوابوں میں کہاں تک صداقت ہے اور دوسرے یہ کہ میں اپنی ان خواہش سازشوں میں
کہاں تک کامیاب رہوں گا جن کا تانا بانا بُن رہا ہوں... سازشوں میں کہاں تک کامیاب
رہوں گا جن کا تانا بانا میں برسوں سے بن رہا ہوں:

"کون سی سازشیں؟ کیسی؟ اور میرے اس طویل سفر سے تمہیں اپنے ان سوالوں کے جواب مل جائیں گے؟"

"کہاں سے بخوبی واقف ہو ہیکومیرن! یہ سب وہ سازشیں ہیں جن کے ذریعہ میں شاہی خاندان کا تختہ الٹ
دینا چاہتا ہوں۔ اور تم جانتے ہی ہو کہ اس خاندان نے مجھ پر ظلم کیا ہے زیادتیاں کی ہیں مجھ پر۔ تو اس کا انتقام
سخت اور مکمل ہو، اچھا اور ہوگا۔ رہا یہ سوال کہ تمہارے اس سفر سے میری سازشوں کا کیا تعلق؟ تو سنو تو یہ کہ
ہیکومیرن کہ تم مجھ سے یہ وعدہ کرو گے کہ وہاں پہنچنے کے بعد اس سے پوچھو گے کہ آیا تختہ الٹنے والا اپنی
اپنے اس ارادے میں کامیاب ہوگا جو وہ کر چکا ہے یا وہ خود تباہ و برباد ہو جائے گا۔ وہ شاہی گھرانے کا تختہ الٹنے
میں کامیاب ہوگا یا خود اسکا تختہ الٹ جائے گا:

"اگر تم اس ساحر سے واقف ہو اور اس سے روحانی ملاقات کر سکتے ہو جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو
پھر تم اس سے کیوں نہیں پوچھ لیتے؟"

• سوال پوچھنا ایک بات ہے اور اسکا جواب حاصل کرنا دوسری بات ہے ہیکومیرن میں نے اپنی شب بیداریوں
میں اور رات کی تنہائیوں میں اکثر اس سے یہ سوال پوچھا ہے اور ہر دفعہ مجھے ایک ہی جواب ملا ہے یہاں آ جاؤ
اور شاید میں تمہیں اس سوال کا جواب دوں گی۔ لیکن میں نے کہا میں بوڑھا اپاہج اور بوڑھا ہو چکا ہوں
میں ایسا طویل اور مشکل سفر کر کے تمہارے پاس کیسے آ سکتا ہوں؟ میں تو روحانی طور پر ہی تم سے ملاقات کر سکتا ہوں
"تو پھر اے ساحر! اپنا کوئی سفیر مجھ تک میرے پاس اور خیال رہے وہ سفید فام ہو کیونکہ سیاہ فام تو
میں تھک گئے ہو، دیکھو اس کے پاس تمہاری کوئی نشانی ہونی چاہیے تاکہ میں اسے پہچان لوں اور تم مجھے خواب
میں اسکے متعلق بتا دینا اس کے علاوہ تم اسے اپنی نشانی کے طور پر کوئی ایسی چیز دینا جو پُر قوت ہو تاکہ اس سفر میں
اس کی حفاظت کر سکے۔

— بتلاتا ہے وہ جواب میکومیزن جو اس ملکہ نے مجھے اپنے خواب میں دیا ہے؟"

"اچھا۔ تو اپنی کون سی نشانی تم مجھے دو گے زکالی؟"

اور اس نے اپنے لبادے کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ہاتھی دانت کا ایک ٹکڑا برآمد کیا جو شطرنج کے ایک بڑے مہرے جتنا تھا اور اس میں ایک سوراخ میں ہاتھی کی دم کے بالوں سے بنا ہوا ایک دھاگا پرویا ہوا تھا۔ ہاتھی دانت کے اس ٹکڑے کا رنگ مٹیالا تھا۔ زکالی نے کچھ پڑھ کر اس پر پھونکا جیسے تعویذ پر پھونکتے ہیں اور سرگوشی میں اس سے کچھ کہتا رہا اور پھر اپنی یہ نشانی مجھے دے دی۔

میں نے وہ تعویذ لے لیا کیونکہ میرے خیال میں وہ تعویذ ہی تھا۔ بے پروائی سے لیا اور روشنی کے قریب لے جاکر اسے دیکھا تو اس بری طرح سے چونکا کہ وہ تعویذ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر گرتے گرتے بال بال بچ گیا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں یوں ایک دم سے کیوں چونکا تھا لیکن میرا خیال ہے کہ شاید میرا وہم تھا کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی غیر معمولی اور سمجھ میں نہ آنے والا انجانا سا تعویذ میں سے نکل کر خود مجھ میں سرایت کر گیا تھا۔ زکالی اچھل پڑا اور چیخ کر بولا۔

"احتیاط سے میکومیزن۔ میں جوان نہیں ہوں کہ تم مجھے یوں زمین پر پٹخ دو۔"

"کیا مطلب؟" میں نے پوچھا۔

اور غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہاتھی دانت کا یہ ٹکڑا ہو بہو زکالی کی شکل پر ہی تراشا گیا تھا۔ وہی دھنسی ہوئی آنکھیں، وہی بڑا سا سر، وہی مینڈک کا سا جسم اور وہی لانبے بال۔ غرض یہ چھوٹا سا بت ہو بہو زکالی تھا۔

"بت تراشی کا شاہکار ہے نا۔۔۔ ہے کہ نہیں میکومیزن؟ تم جانو اس فن میں میں یکتا ہوں۔ اور جو کچھ بتا سکتا ہوں کہ کون سا بت مکمل ترین ہے؟"

"جانتا ہوں۔" میں نے جواب دیا اور اس بت کے متعلق سوچنے لگا جو اس نے مجھے اس عورت کی موت کے دوسرے دن دیا تھا جس کی شکل پر وہ بت تراشا گیا تھا۔ اس بت کا یہ تذکرہ

"میکومیزن! یہ صدیوں پرانا ہے۔ اور صدیوں سے ہماری نسل میں وراثتاً چلا آرہا ہے تم

شاید جانتے ہو گے کہ جب کوئی جادو یا وچ ڈاکٹر مرتا ہے تو وہ اپنا علم اور دانائی اس وچ ڈاکٹر کو دے جاتا ہے جو ابھی زندہ ہے تاکہ اس کا علم اور دانائی اس دنیا میں موجود رہے۔ اس کے علاوہ اس قسم کے بت، جو کسی وچ ڈاکٹر کی صورت شکل پر تراشے گئے ہوں، اس کی قوتوں کے حامل ہوتے ہیں:

زکالی کی اس بات پر مجھے یاد آیا کہ مصر قدیم کے لوگوں کے اعتقاد کے مطابق ہر شخص کا ایک دوسرا وجود بھی ہوتا تھا جسے "کا" کہتے تھے۔ اس شخص کے مرنے کے بعد بھی یہ "کا" زندہ رہتا تھا چنانچہ مرنے والے کی شکل کا بت بنا کر اس کی ممی کے ساتھ اس کے مقبرے میں رکھ دیا جاتا تھا۔ اور تب مرنے والے کا "کا" اس بت میں حلول کر جاتا تھا اور کہتے ہیں کہ یہ بت بڑا ہی پُرقوت ہوتا تھا۔ لیکن میں نے یہ بات زکالی سے نہیں کہی کیونکہ اگر کہتا تو وہ شاید سمجھ نہ سکتا اور اپنے بیہودہ سوالات کر کے خواہ مخواہ میرا دماغ چاٹنے جاتا۔ البتہ میں حیرت سے یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ زکالی کو "مصریوں" کی طرح ہی اپنے بت میں اپنی قوتوں کے ہونے کا خیال کیسے آیا!

"میکومزان! جب تم یہ دعا کا اپنی گردن میں ڈال لو گے اور یہ بت تمہارے سینے پر لٹکتا رہے گا۔ اور خیال رہے کہ تم اسے کبھی اتارنا نہیں ہے۔ تو پھر زکالی کی قوتیں تم جہاں بھی جاؤ گے تمہارے ساتھ جائیں گی۔" زکالی کہتا رہا۔ "یہ تمہارے خیالات پڑھ لے گا۔ زکالی کے نشے تمہارے فیصلے ہوں گے اور زکالی کی دانائی تمہاری راہبری کرے گی۔ یوں سمجھ لو کہ اس سفر میں خود زکالی تمہارے ساتھ ہوگا اور خطرات میں اور مصیبت میں یہ تمہیں بتا دے گا اور تمہاری حفاظت کرے گا۔ اس کے علاوہ شمال میں اور جنوب میں اور مشرق میں اور مغرب میں لوگ اس بت کو جانتے ہیں۔ جب وہ اسے دیکھیں گے تو اس کے سامنے جھک جائیں گے ...؟"

ہم لوگ اس بُت سے واقف ہیں۔ جب وہ اسے دیکھیں گے تو اس کے سامنے جھک جائیں گے اور اس کے حکم کی تعمیل کریں گے اور اس کے لئے راستے کھول دیں گے جس نے راستے کھولنے والے کا طلسم توڑ دیا ہوگا:

"اچھا!" میں نے مسکرا کر کہا۔ "اور اس پر یہ رنگ کیسا ہے؟"

"یہ تو مجھے یاد نہیں بیگ صاحب کیونکہ یہ میرے پاس بہت برسوں سے ہے۔ یعنی اس وقت سے جب یہ مجھے میرے جدِ امجد سے ورثے میں ملا تھا جو خود میری طرح بدصورت اور بونا تھا لیکن یہ رنگ خون جیسا لگ رہا ہے۔ ہے نا؟ کاش کہ مائنا آج زندہ ہوتی۔ بڑا تیز حافظہ تھا اس کا۔ وہ بتاتی کہ یہ رنگ کیسا ہے اور کیا ہے!"

اور پھر اس نے ہاتھی کی دُم کے بالوں سے بنا ہوا دھاگا، جو بُت میں پرویا ہوا تھا، میری گردن میں ڈال دیا۔

اس کے بعد میں نے جلدی سے موضوع بدل دیا کیونکہ مجھے خوف تھا کہ وہ بوڑھا ساحر، جو بے حد خوفناک قسم کا آدمی تھا اور جس کا تعلق مائنا کے قبیلے سے براہ راست تھا، اپنی عادت کے مطابق مجھ پر چوٹ کرنے لگے گا۔

"تم مجھے اس سفر پر جانے کو کہہ رہے ہو" میں نے کہا۔ "اور وہ بھی تنہا نہیں اس کے باوجود تم نے مجھے ہاتھی کے قد جیسا ہاتھی دانت کا یہ بدصورت ٹکڑا دیا ہے جو اس آدمی کی صورت پر تراشا گیا ہے جیسا بدہیئت آدمی کبھی پیدا نہیں ہوا ہے"

"یہ میں نے زکالی پر چوٹ کی تھی" اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خون میں لتھڑا ہوا ہے۔ اگر میرا بس چلے تو میں اس ٹکڑے کو الاؤ میں پھینک دوں اور موقع ملا تو پھینک دوں گا۔ چنانچہ اب کون میرا ساتھی ہوگا اس سفر میں؟"

کیا نہ کرنا۔

• میرا مطلب ہے اس بُت کو آگ میں نہ پھینک دینا کیونکہ میں اپنا وقت آنے سے پہلے آگ میں جلنا نہیں چاہتا۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو چونکہ تم نے اسے پہنا ہے اس لئے میرے ساتھ شاید تم بھی جلو گے۔ بہرحال یہ تو ہوگا کہ تم مر جاؤ گے۔ اور دیکھو اسے اپنی گردن میں سے نکالنے کی کوشش بھی نہ کرنا بلکہ اگر چاہتے ہو تو کوشش کر دیکھو۔

اور میں نے کوشش کی لیکن کسی غیبی قوت نے مجھے یہ بُت اپنی گردن میں سے نکالنے سے روک دیا حالانکہ میں اسے واپس زکالی کو دے دینا چاہتا تھا۔ پہلے میرے منصوبہ دیا ہوا ہاتھ اُٹھ آیا اور ہاتھی کی دُم کے بالوں سے بنا ہوا دھاگا میرے قمیص کے کولر میں الجھ گیا۔ اور پھر کوشش کی تو میرا ہاتھ سن ہوگیا اس کیا ہوگیا معلوم ہی نہ ہوگیا اور آخر میں شکست خوردہ کر میں نے اپنی یہ کوشش ترک کر دی۔

زکالی نے، جو میری یہ کوششیں دیکھ رہا تھا، اپنا مخصوص بھیانک قہقہہ لگایا اور اس کا قہقہہ غار میں اور کالی چٹانوں میں گونج گیا۔

جب اس کے قہقہے کی گونج ڈوب گئی تو اس نے کہا:۔

• تم پوچھ رہے ہو میکومبزین کہ اس سفر میں کون جائے گا تمہارے ساتھ خیر تو اس کے متعلق میں ان سے پوچھتا ہوں جو اس سوال کا جواب جانتے ہیں میرا اسالان لاؤ؟

جھونپڑی کی جھونپڑی کے سایوں میں سے ایک طویل القامت وحشی نکل آیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں بڑا سا پیالا اور دوسرے میں پونشری کی کھال کی تھیلی تھی۔ اس نے سلام کر کے یہ تھیلی اپنے آقا کے قدموں میں رکھ دی۔ یہاں میں یہ بتا دوں کہ

یہ سلام ۔ زولو لفظ تھا جس کے معنی ہوتے ہیں "بادشاہ" یا "بھوت"

زکوبی نے تھیلی میں ہاتھ ڈال کر انسانی ہاتھ کی چند چھوٹی ہڈیاں برآمد کیں۔

"بے حد معمولی ترکیب ہے" وہ بڑبڑایا "اتنی معمولی کہ چھوٹے ساحر اسے آزماتے ہیں لیکن چونکہ یہ معاملہ معمولی ہی ہے اس لئے اس کے لئے غیر معمولی ترکیب استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔ اچھا تو میکومیزن! اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تم اس سفر میں کس کو اپنے ساتھ لے جاؤ گے۔"

پھر اس نے ہڈیوں پر پھونک ماری، اپنی مٹھی میں ہلایا اور ایک جھٹکے کے ساتھ جس طرح ہم پانسے پھینکتے ہیں، زمین پر پھینک دیا۔ ہڈیاں اس راکھ پر گر کر بکھر گئیں جو اس نے الاؤ سے نکالی تھی اور جس پر اس نے نقشہ بنایا تھا۔

اس نے دیر تک جھک کر ہڈیوں کا مطالعہ کیا۔

"میکومیزن تم اسلوپوگاس نامی ایک آدمی کو جانتے ہو جو اس قبیلے کا کوا ہے جو "ہانسے والے" کہلاتے ہیں؟ تم جانتے ہو اس اسلوپوگاس کو جو "بلاکی لوپا" خونریز اور "لمبے بجوڑ" کے نام سے مشہور ہے؟ یہ لمبے بجوڑ کا لقب اس لئے ملا ہے کہ وہ اپنا کلہاڑا دشمنوں کے سر پر اس طرح مارتا ہے جس طرح لمبا بجوڑ کیڑے پر چونچ مارتا ہے۔ یہ اسلوپوگاس نہ حبشی آدمی ہے لیکن اونچے خاندان کا فرد ہے اور بے حد... بہادر ہے۔ اور ایک جری سپاہی ہے اور اس کا انجام بھی شاندار ہوگا۔ میکومیزن اس کی موت بڑی شاندار ہوگی اور وہ بھی تمہارے ساتھ ہی ایک سفر میں۔"

---

[1] اسلوپوگاس کے دلچسپ کارنامے معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ ہو ناول "نادہ للی" ترجمہ - مطبوعہ نسیم بکڈپو لکھنؤ

بتایا۔ کیونکہ اس شخص سے ایک بولستا اور ایک عورت دونوں کی وجہ سے بیزار ہے۔ اسلوبوگا کی بیوی کی سے جو اپنے شوہر سے تو نفرت کرتی ہے مگر بولستا سے نفرت نہیں کرتی۔ مجھے یقین ہے کہ اسلوبوگا اس تمھارے ساتھ جانے کی بات پسند آئے گی اب اس کے دشمن سو جاؤ۔ پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔"

"اور کون جائے گا میرے ساتھ؟" میں نے پوچھا۔

زکانی نے ایک بار پھر ہڈیوں کی طرف دیکھا۔ پیر کے انگوٹھے سے انھیں الٹ پلٹ کیا۔ انھیں رکھ دیں دوبارہ اور پھر ایک جماہی لے کر کہا۔

"ایک زرد رو ملازم ہے تمھارا جو بے حد ہوشیار ہے سانپ کی طرح گھاس میں خاموشی سے رینگنا جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے .... کہ کب ڈسنا چاہیے اور کب دبک جانا چاہیے۔ اگر میں تمھاری جگہ ہوتا تو اسے ضرور ساتھ لے جاتا۔"

"یہ تم نے کوئی نئی بات نہیں بتائی زکانی کیونکہ تم جانتے ہو کہ یہ ایسا ملازم ہے میرے پاس جو ہنیشوٹ ہے اور جس کا نام ہنیس ہے۔ وہ اپنے طور پر بے شک بہت ہوشیار ہے لیکن اسے شراب کی لت ہے۔ اور وہ بے حد وفادار بھی ہے کیونکہ میرے والد کے زمانے سے میرے ساتھ ہے۔ اس وقت وہ پڑاؤ میں میرے لئے کھانا تیار کر رہا ہوگا۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ ہوں گے میرے ساتھ؟"

"نہیں۔ میرے خیال میں تم تین کافی ہو۔ البتہ کلہاڑے والے میرے منتخب سپاہیوں کا دستہ اپنے ساتھ لے لینا کیونکہ تمھیں جنگ بھی کرنی ہوگی اور شاید ایک دو بھوتوں سے بھی مڈبھیڑ ہو جائے گی۔ اسلوبوگا مرہ کے ساتھ تو نادرا کا بھوت ہمیشہ رہتا ہے اور تمھارے ساتھ تو کئی بھوت چلتے ہیں۔ مثلاً امینا کا بھوت جسے میں اس وقت بھی تمھارے اور اپنے قریب محسوس کر رہا ہوں۔"

"ارے! ہوا میں ایک بار پھر تیزی آ رہی ہے۔ ایسی پرسکون شام میں یہ

واقعی عجیب بات ہے یسنو میکو بیزن؟ ہوا کس طرح گراہ رہی اور تمھارے
بالوں سے کھیل رہی ہے حالانکہ میرے بالوں کو چھیڑا تک نہیں۔ تکیو میں
یہ بھوتوں کی باتیں کیوں کر رہا ہوں جب کہ تم خود ایک بھوت سے ملنے جا رہے
ہو ـــ سفید نام بھوت سے ـــ اور میرا واسطہ تو سیاہ فام بھوتوں سے
ہی ہے؟

• شب بخیر میکو بیزن، شب بخیر! جب تم اس سفید فام ساحرہ سے جس کی
خاک پا کی برابری بھی میں نہیں کر سکتا ملکر واپس آؤ تو میرے سوال کا جواب
دینا جو تم اس سے پوچھو گے اور جس کا صحیح جواب یقیں اسی سے مل جائے گا۔
• اور دیکھو۔ یہ تعویذ، جو میں نے تمھیں دیا ہے ہمیشہ پہنے رکھنا۔ اس کی وجہ
سے تم محفوظ رہو گے اور خوش قسمتی تمھارے ساتھ چلے گی ـــ ہائے عجیب دنیا ہے
یہ جس کا تماشہ میں دیکھ رہا ہوں اور شاید تم بھی دیکھ رہے ہو اور اگر تمھیں
دیکھ رہے تو بہت جلد دیکھ لوگے یا دیکھنے لگ جاؤ گے۔

• شب بخیر میکو بیزر ـــ مقدس روحیں اس سفر میں تمھاری حفاظت کریں
اور تم کامیاب واپس آؤ۔ اور میکو بیزن! تم عورتوں کے رسیا ہو لیکن مناسب
ہوگا کہ اس سفید فام ملکہ کی محبت میں نہ پھنس جاؤ کیونکہ اس طرح دو مردوں کے
دلوں میں رشک و رقابت کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ میری مراد ان سے ہے جو
فی الحال اس دنیا سے پردہ کر گئے ہیں۔ اور پھر چونکہ یہ سفید فام ملکہ ایک سراب
کے سائے میں ہے۔ سو اسے تم اسے حاصل نہ کر سکو گے۔ ہا ہا ہا۔ ہو۔ ہو۔ ہو ـــ
میرے ملازم! میرا کمبل لاؤ کیونکہ سردی بڑھنے لگی ہے اور میرا وہ منتر بھی لاؤ جو
بھوتوں سے مجھے محفوظ رکھتا ہے اور آج تو یہاں بھوت ہی بھوت ہیں۔ میکو بیزن
انھیں اپنے ساتھ لایا ہے۔ ہا ہا ہا۔ ہو۔ ہو۔ ہو"

میں اٹھا اور پلٹ کر چل دیا۔ لیکن ابھی میں چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ زکالی نے مجھے آواز دی۔ میں واپس آیا تو زکالی نے کہا۔

"میکومیزن! جب تمہاری ملاقات اسلوپوگاس سے ہو اور یقیناً ہوگی، تو اس خونریز اور کینہ بھوڑ سے یہ الفاظ کہنا۔

"ایک چنگاڈر راستہ کھولنے والے کی جھونپڑی کے قریب چوں چوں کر رہی ہے اور راستہ کھولنے والے کے کان میں وہ دو نام بار بار کہہ رہی ہے ایک مردہ ہے لوسٹا اور دوسری عورت ہے مناذی۔ اس کے علاوہ یہ چنگاڈر ایک دوسرا عظیم نام بھی لے رہی ہے جسے ہماری زبان ادا نہ کرے تو اچھا ہے۔ یہ اس خاص ہاتھی کا نام ہے جو اپنی دھمک سے زمین کو لرزا رہا ہے اور وہ چنگاڈر یوں کہتی ہے کہ یہ خاص کٹھ بھوڑ کو درخت کے تنے میں سے نکالنے کے لیے اپنے دانت تیز کر رہا ہے۔ اس لیے کہنا میکومیزن کہ راستہ کھولنے والے کا کہنا ہے کہ کٹھ بھوڑ کے لیے مناسب ہوگا کہ وہ پسر ابن شبّ کے ساتھ چند دنوں کے لیے شمال کی طرف بھاگ جائے کیوں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس پرندے پر آنچ آ جائے جو ایک عظیم درخت کی جڑ کھود رہا تھا اور اس کے متعلق اپنے گھونسلے میں چہچہاتا رہتا ہے۔

الوداع میکومیزن۔"

پھر زکالی نے ہاتھ ہلایا اور میں یہ سوچتا چلا آیا کہ میں کون سی سازش کا شکار بن گیا تھا۔

---

۱ یہ ایلن کوارٹرمین کا لقب تھا۔

دوسرا باب

پیغامبر

اس رات میں سکون کی نیند نہ سو سکا حالانکہ میں ہر جگہ اور ہر وقت بڑے سکون اور بے فکری سے سو لیتا ہوں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کالی پہاڑی کے قریب خدا جانے کیوں مجھے کبھی نیند نہیں آتی۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ زکالی بھوتوں اور مسرے ہوؤں کی باتیں میرے اعصاب پر سوار ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ میں یہ یقین کرنے لگ جاتا ہوں کہ بھوت پریت کا وجود نہ صرف ہے بلکہ اس وقت وہ میرے پڑاؤ کے گرد منڈلا رہے ہیں۔ بہت سے لوگ، آپ جانئے، ضعیف الاعتقاد ہوتے ہیں اور شاید میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔

بہر حال سورج نے، جس کی روشنی میں ان چیزوں کا خاتمہ کر دینے کی قوت ہے، بھوتوں وغیرہ اور خیالات کا خاتمہ کر دیا چنانچہ جب میں بیدار ہوا تو دھوپ پھیل چکی تھی اور میں نے اپنے گزشتہ رات کے خیالات اور خوف پر ایک زبردست قہقہہ لگایا۔

میں اس چشمے پر پہنچا جو ہمارے پڑاؤ کے قریب تھا۔ اور نہانے کے لئے اپنا لباس اتارنے لگا۔ میں اب بھی اپنے بوڑھے دوست زکالی کی اوٹ پٹانگ باتوں پر ہنس رہا تھا۔

جب میں اس بحث تاؤ اور توجیہ بخش کام میں مصروف تھا تو میرا ایک کسی

چیز سے ٹکرا گیا ۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ زکالی کا وہ بدصورت اور بدنما بت تھا جو اس نے میری گردن میں ڈال دیا تھا ۔ اس پر نظر پڑی تو اول تو مجھے گھن آئی اور پھر زکالی کی وہ عجیب باتیں یاد آگئیں جو اس نے اپنے اس بت کے متعلق کہی تھیں خصوصاً اس کا یہ دعویٰ کہ یہ بت اس کے پاس صدیوں سے ہے جو کسی طرح ممکن نہیں کیونکہ یہ بت خود زکالی کی شکل و صورت پر تراشا گیا تھا اور ظاہر ہے کہ وہ صدیوں سے زندہ نہ تھا مجھے بڑا غصہ آیا کہ میں نے بے چون و چرا وہ واہیات بت اپنی گردن میں ڈال لیا تھا چنانچہ اب میں اسے اتارنے لگا ۔ میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ اسے اتار کر چشمے میں پھینک دوں گا ۔

اس بت کو اپنی گردن میں سے نکالنے کا عمل جاری تھا کہ قریب کی سلوں اور جھاڑیوں کے ملے جلے جھنڈ میں سے ، جو مجھ سے زیادہ دور نہ تھا ، پھنکاروں کی آواز سنائی دی اور دیکھا کہ ان کے اوپر ایک کالے " اما ما " کا سر نمودار ہوا ۔ یہ سانپ " اما ما " افریقہ کا سب سے زیادہ زہریلا سانپ ہوتا ہے اور بلا وجہ بھی یعنی اسے نہ چھیڑا جائے تب بھی آدمی پر حملہ کر دیتا اور اسے ڈس لیتا ہے ۔

مجھے میں پڑے ہوئے بت کو چھوڑ کر میں تڑپ کر پیچھے ہٹا اور اس طرف لپکا جہاں میری بندوق پڑی ہوئی تھی ۔

اس سے پہلے کہ میں بندوق اٹھاتا سانپ غائب ہو چکا تھا ۔ یہ سوچ کر کہ وہ موذی اپنے بل میں ، جو غالباً چشمے سے دور تھا ، چلا گیا ہے میں نے اطمینان کا سانس لیا اور چشمے میں اتر کر ایک بار پھر زکالی کا " طلسم " اتارنے لگا کہ اسے چشمے میں پھینک دوں ۔

بہرحال — میں نے سوچا — یہ ایک بدہیئت ، واہیات اور فضول

خون آلود چیز ہے جسے میں پہننا نہیں چاہتا کیونکہ ظاہر ہے کہ وہ میری محبوبہ کی نشانی تو ہے نہیں جسے میں اپنے سینے پر لٹکائے رہوں۔

یہ بدصورت بت جب میرے ہاتھ تک آ پہنچا تھا کہ یکایک نرسلوں اور جھاڑیوں کے دوسری طرف سے وہی سانپ نمودار ہوا۔ اور اس دفعہ اس کا ارادہ نیک نہ تھا کیونکہ اس دفعہ وہ پھنکارتا اور اپنی زبان لپلپاتا میری طرف آ رہا تھا۔

بہرحال میں اپنے اس زہریلے دوست سے زیادہ تیز ثابت ہوا میں نے لپک کر بندوق اٹھائی اور یکے بعد دیگرے کئی فیر کر دیئے۔ گولیاں سنسناتی ہوئی چلیں اور اس کا سر اڑ گیا اور لمبا دھڑ چند لمحوں تک تڑپتے رہنے کے بعد ٹھنڈا پڑ گیا۔

دھماکوں کی آواز سن کر ہنس پڑاؤ کی طرف سے حالات کی تحقیق کو بھاگا آیا۔ یہاں میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہنس میرے اس ہاٹنٹوٹ ملازم کا نام تھا جو میرے والد کے زمانے سے میرے ساتھ تھا اور میری اکثر مہمات میں میرے ساتھ رہا تھا۔ وہ اس وقت بھی میرے ساتھ تھا جب میں ریٹیف کے ساتھ ڈنگان کے کرال میں گیا تھا اور خوش قسمتی سے قتل عام کے ہنگامے سے بچ گیا تھا[1]۔ اس کے علاوہ بھی وہ بہت سی مہمات میں میرے ساتھ تھا اور یہ وہی تھا جب ہم اس جگہ گئے تھے جہاں ہنس نے عظیم ہاتھی "جانا" کا خاتمہ کیا تھا اور خود بھی مارا گیا تھا[2]۔ لیکن یہ سب اس وقت تو میرے خواب و خیال تک بھی نہ

---

[1] ملاحظہ ہو: ناول "شہید وفا" ترجمہ: ابو محمد اختر۔ مطبوعہ نسیم بکڈپو۔ لکھنؤ

[2] ملاحظہ ہو: ناول "ندائے روح" مطبوعہ نسیم بکڈپو۔ لکھنؤ — مترجم

رہی دوسری باتیں تو ان کے متعلق یہ ہے کہ ہلیس حددرجہ اور مکمل ترین بے اصول آدمی، ایسا آدمی جسے نا ثبا اور دھرم ڈھنگا کہتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ بوٹسوانے کہا تھا کہ وہ اس قدر چالاک تھا کہ بندروں کا پورا جرگہ بھی چالاکی اور عیاری میں اس کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا: اس کے علاوہ جب بھی موقع ملتا وہ بے تحاشہ پیتا تھا۔ البتہ ایک قابل قدر خوبی تھی اس میں اور وہ یہ کہ اس کا سا وفادار آدمی شاید ہی کوئی دوسرا ہو اور یہ میں بلا جھجک کہہ سکتا ہوں کہ کسی مرد اور کسی عورت نے بھی مجھے اس شدت اور راسخ خلوص سے نہ چاہا تھا جس طرح کہ انہیں نے مجھے چاہا اور مجھ سے محبت کی تھی۔

رہی اس کی شکل وصورت اور جسمانی ساخت تو وہ ایک بڈھے اور شکستہ حال لنگور کی طرح تھا۔ اس کا جھریوں پڑا چہرہ خشک سنگترے کی طرح تھا اور اس کی آنکھیں ہمیشہ سرخ رہا کرتی تھیں۔ میں یہ معلوم نہ کرسکا کہ اس کی عمر کیا تھی اور سچ تو یہ ہے کہ خود اسے بھی اپنی عمر یاد نہ تھی لیکن زمانے اور برسوں کی سختیوں اور نشیب و فراز نے اسے جفاکش اور سخت بنا دیا تھا آخر میں یہ کہ قدموں کے نشانات کے ذریعہ کھوج لگانے میں وہ اپنی مثال آپ تھا اور ساتھ ہی وہ بہترین نشانے باز تھا خصوصاً اسکی اس ایک نالی بندوق کا تو نشانہ تو کبھی خطا ہی نہ کرتا جس کا نام اس نے " ان تومبی۔ سرواری یا کنواری ـ رکھا تھا۔ لیکن اس بندوق کے متعلق میں متعدد ناولوں[1] میں تفصیل کر چکا ہوں۔

مگر کیا بات ہے اس " دو لہولا" یہ دعا کے کیسے تھے؟ یہاں نہ تو شیر ہیں اور نہ کوئی شکار ہے؟

---

[1] یہ ناول بھی نسیم بک ڈپو لکھنؤ سے چھپ چکا ہے۔ مترجم

"ہنیس! میرے دوست! ان جھاڑیوں کے دوسری طرف دیکھو ذرا"

انجی نے انہی احتیاط سے کام لے کر دو لمبا چکر کاٹ کر جھاڑیوں کے دوسری طرف پہنچا۔ اور پھر سانپ دیکھ کر دم بخود رہ گیا۔ یہاں میں یہ بتا دوں کہ اتنا بڑا سانپ میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ہنیس چند لمحوں تک بت بنا کھڑا رہا اور پھر سر ہلا کر بولا:۔

"پاس! تم تو اسے کالا سانپ ہی کہو گے لیکن میرے خیال میں یہ کچھ اور ہی ہے"

"اور کیا ہے ہنیس؟"

"بوڑھے ڈاکٹر کی محافظ روحوں میں سے ایک ہے یہ"

"کیا کہتے ہو"

"ٹھیک کہہ رہا ہوں بلکہ سچ کہہ رہا ہوں پاس۔ ایسی بہت سی روحیں اس نے اس پہاڑ پر متعین کر دی ہیں جو اسے ہر آنے جانے والے کی خبر دیتی رہتی ہیں۔ پاس! کل شام جب تم دونوں پہاڑ پر زکالی سے باتیں کر رہے تھے تو میں نے اس سانپ کو ایک پتھر کے پیچھے دبک کر تم دونوں کی باتیں سنتے دیکھا تھا"

"اگر ایسا ہی ہے تو پھر زکالی کی محافظ روحوں میں سے ایک کم ہو گئی ہے" میں نے ہنس کر کہا۔ "لیکن اس کے پاس چونکہ بہت سی روحیں ہیں اس لئے وہ اس ایک روح کی کمی محسوس نہ کرے گا۔ اور اس آلو کے پٹھے زکالی کی یہی سزا ہے کہ اس کمبخت نے اس روح کو میرے پیچھے لگا دیا"

"ٹھیک ہے پاس لیکن زکالی کو تمہاری یہ حرکت بری معلوم ہو گی لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ زکالی نے ایسا کیوں کیا" ہنیس نے سر کھجا کر کہا "جبکہ وہ تمہارا دوست ہے؟"

"نہیں! تو تم سمجھتے ہو کہ یہ سانپ زکالی نے میرے پیچھے لگا دیا تھا؟"

"ہاں باس"

"تو تم نرے گدھے ہو۔ یہ سانپ نہ تو روح ہے اور نہ زکالی کا فرستادہ بلکہ یہ صرف سانپ ہے اور یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ سانپ بے وجہ ہی آدمی پر حملہ کر دیتا ہے۔"

ہنیس نے میری اس بات کی طرف کوئی دھیان نہ دیا کیونکہ اس کے نزدیک یہ ایک سفید فام کی بڑ تھی جو اس قسم کے معاملات سمجھ ہی نہیں سکتا۔ کوئی جواب دینے کے بجائے وہ اپنی سرخ سرخ آنکھیں گھماتے اور سانپ کی آمد کی وجہ تلاش کرنے کے لئے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ دفعتہً اس کی نظر اس بت پر پڑی جو میرے سینے پر لٹک رہا تھا۔

ہنیس نمایاں طور پر چونکا۔ چونکا کیا باقاعدہ اچھل پڑا۔

"باس! تم نے یہ عظیم ساحر کو اپنے گلے میں کیوں ڈال رکھا ہے کہ وہیں تمہارے دل پر لٹک رہا ہے؟ میں تو خوبصورت عورتوں کی نشانیاں ہمیشہ اس طرح اپنے سینے پر لٹکاتے دیکھا ہے۔ جانتے ہو باس کہ یہ دراصل عظیم زکالی کا عظیم طلسم ہے اور یہ افریقہ کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ جب زکالی کہیں دور کوئی حکم بھیجتا ہے تو وہ ہمیشہ طلسم اس کے ساتھ بھیجتا ہے اور وہ جسے حکم بھیجا جاتا ہے، یہ بت دیکھ کر سمجھ لیتا ہے کہ اسے زکالی کے حکم کی تعمیل کرنی ہے اور یہ کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو وہ مر جائے گا۔ اس کے علاوہ وہ خود بخود سمجھ جاتا ہے کہ جب تک یہ بت پہنے رہے گا تب تک وہ محفوظ رہے گا کیونکہ یہ بت زکالی ہے اور زکالی بت ہے۔ دونوں ایک ہیں باس۔ بت ہی زکالی ہے اور زکالی ہی بت ہے۔ اس کے علاوہ یہ بت زکالی کے باپ کے باپ کا ہے۔ کم سے کم زکالی تو یہی کہتا ہے۔"

"زکالی کیا اس کرتا ہے" میں نے کہا۔

اور پھر میں نے ہنیس کو بتایا کہ یہ داہیات تعویذ کس طرح میرے پاس آیا۔

ہنیس نے ذرا بھی حیرت کا اظہار کئے بغیر اپنا سر ہلایا۔

"تو ہم ایک لمبے سفر پر روانہ ہو رہے ہیں" وہ بولا- "بہرحال باس پچھلے کئی برس کر ان جانی پہچانی جگہوں میں بھٹک بھٹک کر اور بوڑھی عورتوں کے ہاتھوں جن کے جسموں سے بدبو پھوٹا کرتی ہے کمبل فروخت کرتے کرتے میں بھی اکتا گیا ہوں خیر اب وقت آگیا ہے باس کہ ہم کوئی نئی جگہ اور نئی مہم پر جائیں۔ اس کے علاوہ زکالی نہیں چاہتا کہ اس سفر میں تمہیں کوئی نقصان پہنچے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ تم سے اور بھی کچھ کام لینا چاہتا ہے۔ یہ بات میں اس وقت بے دھڑک اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس وقت اس کی روح تمہارے پاس نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے سانپ کی تلاش میں چلی گئی ہے۔ ہاں تو باس جب وہ ماسا تم پر حملہ کرنے آیا ہے تو اس وقت تم زکالی کے دیئے ہوئے اس جادو کے ساتھ کیا کر رہے تھے؟"

"میں یہ داہیات چیز اپنے گلے سے اتار رہا تھا کہ اسے چشمے میں پھینک دوں کیونکہ ہاتھی دانت کا یہ ٹکڑا مجھے پسند نہیں۔ میں نے دو دفعہ اسے اتارنے کی کوشش کی اور دونوں ہی دفعہ ماسا نمودار ہوا۔"

"ضرور ہوا ہوگا باس اور اگر تم نے یہ جادو اتار کر چشمے میں پھینک دیا ہوتا تو خود تم بھی اس کے ساتھ غائب ہو جاتے کیونکہ ماسا تمہارا خاتمہ کر دیتا۔ یہی بات زکالی تمہیں دکھانا چاہتا تھا اور اسی لئے اس نے اس ماسا کو تمہارے پیچھے لگا دیا تھا۔"

"ہنیس! تم توہم پرست اور بوڑھے گدھے ہو۔"

"ہاں باس۔ تم کہتے ہو تو میں بوڑھا گدھا ہی ہوں۔ لیکن مجھ سے پہلے میرا باپ بھی جادوگر تھا اور اس کی معرفت سے واقف تھا [illegible]

میل تک ہر ایک حتیٰ کہ خود بادشاہ بھی زکالی کے اس بت کو جانتا اور اس سے
ڈرتا ہے یہ اور بات ہے کہ کوئی اس کے متعلق کچھ کہتا نہیں۔ امین! میں تم سے
کہتا ہوں — شرابی ہنیس کی زبان میں نہیں بلکہ تمہارے پادری باپ کی زبان میں جنہوں
نے مجھے ایک مسیحی عیسائی بنایا ہے — کہ آسمانوں کا واسطہ — جہاں ہمیشہ وہ آگ
جلتی رہتی ہے جسے ایندھن کی ضرورت نہیں — یہ بت کبھی اپنی گردن سے نکالنا
اور نہ کہیں اسے پھینک دینے کی کوشش کرنا۔ اگر تمہارا یہی ارادہ ہے تو میں اس
سفر میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا۔ کیونکہ تم جانتے ہو میں اب اس فرشتے کی طرح
اچھا بن گیا ہوں جس کی تصویر مجھے تمہارے باپ نے دکھائی تھی اور جس کے شانوں
پر دو خوبصورت بازو تھے — تاہم مجھے وہاں جانا ہے جہاں آگ ہمیشہ جلتی رہتی
ہے اور وہاں پہنچ کر مجھے تمہارے باپ سے ملنا اور تمہارے متعلق ساری رپورٹ دینی
ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تمہارے باپ مجھ پر غصہ کریں کہ میں نے تمہیں یہ جادوئی بت پہنے
رکھنے کا مشورہ نہ دیا۔"

یہ سوچ کر کہ اگر ہنیس دوسری دنیا میں گیا اور اس نے میرے والد کے سامنے
یہ ساری باتیں بیان کیں تو وہ اس خیال سے کیسے فکرمند ہو جائیں گے کہ ان کا
بنایا ہوا عیسائی تو بہرحال وحشی اور زکالی کا فرمانبردار رہا۔ مجھے ہنسی آ گئی لیکن ہنیس
نے میرے ہنسنے کی کوئی پرواہ نہ کی اور بے حد سنجیدگی سے سلسلۂ کلام جاری
رکھتے ہوئے کہا۔

"امین! زکالی کے اس جادو کو کبھی اپنے سے الگ نہ کرنا — کلیجہ نکال کر پھینک
دینا لیکن اسے کبھی نہ پھینکنا۔ بے شک یہ نہ تو کسی عورت کے بالوں کی طرح خوبصورت
ہے اور نہ ہی اس میں خوشبو ہے اس کے باوجود یہ چیز بے حد کارآمد اور مفید
ثابت ہو سکتی ہے۔ عورتوں کے بالوں کا تو یہ ہے ان کو دیکھ کر تم اداس

ہو جائے اور وہ باتیں یاد کرنے لگے ہو جنھیں بھول جانا ہی مناسب ہے لیکن یہ بہت بلکہ یوں کہو کہ عظیم لرکالی جو اس ہٹ بن ہے تمھیں دشمنوں کے بھالوں اور بیماریوں سے بچائے گا اور اگر کسی شریر دیو ڈاکٹر نے تم پر کوئی جادو کیا تو وہ خود اس کے سر پر الٹ جائے گا اور اسی کی وجہ سے ہمیں ہر وقت خوب سا کھانا اور قسمت نے یاوری کی تو شراب بھی ملتی رہے گی۔

"بکواس کرتے ہو تم" میں نے کہا۔ "اب تم جاؤ یہاں سے کیونکہ میں نہانا چاہتا ہوں"

"اچھا باس۔ لیکن باس کی اجازت سے میں اس جھاڑی کے دوسری طرف بندوق لے کر بیٹھتا ہوں اس لئے نہیں کہ میں باس کو ننگا دیکھنا چاہتا ہوں — سفید فاموں کا جسم تو بے حد پھیکا اور گھناؤنا ہوتا ہے اور اس میں دیکھنے کے قابل کوئی چیز ہوتی بھی نہیں اور پھر — باس برا نہ مانیں — سفید فاموں کے جسم سے خراب بو بھی آتی ہے — ہاں تو باس کو ننگا دیکھنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے جھاڑی کے دوسری طرف جا کر بیٹھتا ہوں کہ کہیں وہ دوسرے سانپ نہ نکل آئیں"

"الو کے پٹھے! بندر! بھاگ جاؤ یہاں سے اور اپنی بکواس بند کرو" میں نے کہا اور اسے لات رسید کرنے کے لئے اپنی ٹانگ اٹھائی۔

اس پر ہینس بھاگ کر جھاڑی کے دوسری طرف چلا گیا۔ جاتے وقت میں نے دیکھا، اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ میں چشمے میں اتر کر نہانے لگا اور میں جانتا تھا کہ جھاڑی کے پیچھے بیٹھا ہوا ہینس میری طرف دیکھ رہا تھا۔ بے شک اس لئے نہیں کہ وہ مجھے برہنہ دیکھنا چاہتا تھا بلکہ اس لئے کہ اسے خوف تھا کہ کہیں میں عظیم لرکالی کے عظیم جادو کو اتار پھینک نہ دوں۔

اب زکالی کے اس تعویذ یا طلسم کے متعلق میں یہاں یہ بتا دوں کہ اس کی قوتوں میں مجھے اعتقاد نہ تھا۔ یہ سچ ہے کہ کئی دفعہ یہ تعویذ بے حد کارآمد ثابت ہوا خصوصاً ان معاملات میں جن کا تعلق اسلوپوگاس سے ہے لیکن یہ میں نہ مانتا ہوں اور نہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر میں نے وہ گھناؤنی چیز اتار پھینکی ہوتی تو میری مہم کا انجام وہی ہوتا جو ہوا یا اس سے اچھا ہوتا یا برا ہوتا۔

یہ بھی سچ ہے کہ اس مہم کے آخر تک میں نے اسے کبھی اتارنے کی کوشش نہ کی البتہ اس مہم کے آخر میں ایک دوسری ہستی کو بچانے کے لیے میں نے یہ تعویذ اتار لیا تھا کیونکہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا بلکہ میں نے اس وقت بھی اسے نہ اتارا جب اس نے میرے سینے کی کھال کو رگڑ رگڑ کر اس پر نیل ڈال دیا تھا — اور یہ اس لیے کہ میں وفادار ہنس کو خفا نہ کرنا چاہتا تھا۔

اس کے علاوہ یہ بھی سچ ہے کہ اس گھناؤنی چیز کا اثر ملک کے طول و عرض میں پھیلا ہوا تھا اور افریقی قبائل کے عجیب و غریب لوگ اس کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے حتیٰ کہ اماجر لوگ بھی مثلاً بید نسل اس کا احترام کرتے تھے جس کا ثبوت مجھے بہت جلد مل گیا تھا اس کے اثر کا پہلا ثبوت تو مجھے اس زبردست پہاڑی اور کلہاڑے والوں کے سردار امسلوپوگاس کے سلسلے میں ملا۔

چند وجوہات کی بنا پر جن کا ذکر میں اپنے وقت پر کروں گا، میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ میں اس شخص امسلوپوگاس کے پاس نہ جاؤں گا اس کے باوجود مجھے اس کے پاس جانا پڑا۔ میں نے یہ بھی ارادہ کر لیا تھا کہ اس پراسرار سفید فام ساحرہ سے ملاقات کرنے کے لیے میں یہ طویل سفر نہ کروں گا لیکن میں اپنے اس ارادے میں بھی کامیاب نہ ہوا۔ اول تو میں نے یہ ارادہ اس لیے کیا تھا کہ میرے خیال میں

اس ساحرہ کے متعلق کانی کی کہانی بے بنیاد تھی اور اگر نہ بھی ہو تب بھی زکانی اپنے کسی خاص مقصد کے لئے مجھے اس ساحرہ کے پاس بھیج رہا تھا اور میں زکانی کے ہاتھ میں کھلونا بلکہ موم کی ناک بننا نہ چاہتا تھا۔ یہ وجوہات تھیں جن کی بنا پر میں نے اس مہم پر نہ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کے باوجود مجھے ماننا پڑا نہیں کہنا تھا کہ ایسا زکانی کے عظیم جادو کے اثر سے ہوا۔ یہ میں نہیں مانتا البتہ آپ خود واقعات کے پیش نظر یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ جو کچھ ہوا وہ اتفاقات تھے یا زکانی کا جادو۔

خیر تو آمدم بر سر مطلب۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اس مہم پر نہ جاؤں گا۔ نہ اس وقت اور نہ ہی مستقبل میں۔ اول تو اس لئے کہ میرے خیال میں اس قسم کی سفید فام ساحرہ کا کوئی وجود تھا ہی نہیں اور دوم اس لئے کہ میں زکانی کو دکھا دینا چاہتا تھا کہ میں اس کا غلام یا حکم کا بندہ نہیں ہوں۔ چنانچہ اس کے حکم کے مطابق میں اسلوپگاس کے پاس بھی نہ جاؤں گا۔ مہم پر جانا تو خیر دور کی بات تھی۔

یہ ارادہ کرنے کے بعد میں تجارت کے لئے جتنا کچھ اور جو کچھ سامان لایا تھا وہ مناسب منافع سے فروخت کیا (یہ فروخت کاغذی تھی۔ یعنی نقد نہیں) اور ناٹال لوٹ جانے کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا کہ اپنے گھر جا کر، جو ڈربن میں تھا، آرام کروں گا اور اپنے اس ارادے کا اظہار ہنس کے سامنے بھی کر دیا۔

"بہت اچھا باس" وہ زرد رو چہرے سے بولا "میں خود بھی ڈربن جانا چاہتا ہوں۔ وہاں ایسی بہت سی چیزیں مل جاتی ہیں۔ جو یہاں نہیں ملتیں" اور اس نے اپنی نظریں جن کی بوتل پر مرکوز کر دیں جو میرے قریب رکھی

ہوئی تھی لیکن جس میں پانی بھرا ہوا تھا کیونکہ شراب ختم ہو چکی تھی۔

"ہاں باس ایک مدت تک ہمیں شراب کی صورت تک دیکھنے کو نہ ملے گی۔" ہنیس نے دیدے گھما کر کہا۔

"یہ کیوں کہا تم نے؟" میں نے غصے ہو کر پوچھا۔

"یہ تو میں نہیں جانتا باس۔ لیکن باس تم عظیم ساحر راستہ کھولنے والے سے ملنے گئے تھے ــ گئے تھے نا؟ اور اس نے تم سے شمال کی طرف جانے کو کہا تھا اور پھر تمہیں یہ جادوئی تعویذ دیا تھا۔ ہے کہ نہیں؟"

اور یہ کہہ کر ہنیس اپنا نرسل کا بنا ہوا پائپ سلگانے لگا لیکن اس طرح سے میں اپنی نظریں میرے جسم کے اس حصے پر جمائے رہا جہاں زرکالی کا دھڑکتا ہوا بت میری قمیص کے نیچے لٹک رہا تھا۔

"یہ سب سچ ہے ہنیس۔ لیکن اب میں زرکالی کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں اس کا پیغامبر نہیں ہوں چنانچہ اس کا پیغام لے کر نہ تو میں مشرق کی طرف جاؤں گا، نہ مغرب کی طرف، نہ شمال کی طرف اور نہ جنوب کی طرف۔ چنانچہ کل صبح ہم دریا عبور کر کے ناتال کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے باس۔ لیکن کیوں نہ ہم آج شام ہی دریا عبور کر لیں؟ ابھی کافی دن باقی ہے۔"

"میں نے کہا ہے کہ ہم کل صبح دریا عبور کریں گے۔ چنانچہ اب آگے کچھ کہنے کی گنجائش نہیں اور تم جانو میں جو کہتا ہوں بس وہی کرتا ہوں۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں جو اپنا ارادہ بدل لیتے ہیں۔" میں نے سخت لہجے اور فیصلہ کن انداز میں کہا کیونکہ سنا ہے کہ اس طرح اپنی مستقل مزاجی ظاہر کر سکتا ہے۔

"ٹھیک ہے باس۔ لیکن کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ارادے کے علاوہ ایک بہت

نے اپنے بیل، جنھیں مستعار دے دیے ہوتے تو میرا چھکڑا یا اس کا کچھ حصہ آج تک وہیں پھنسا نظر آتا۔ بہرحال ان زائد بیلوں کی مدد سے ہم نے چھکڑا نکالا اور واپس اسی کنارے پر آ گئے جس کنارے سے دریا میں اترے تھے۔

اب اسے اتفاق کہئے یا میری خوش قسمتی کہ جیسے ہی ہم چھکڑے کو کنارے پر لائے کہ اس طرف کے دریا میں بڑا زبردست سیلاب آ گیا کیونکہ کہیں آگے زبردست طوفانِ باد و باراں پھٹ پڑا تھا اور اس کا سارا پانی دریا میں آ گیا تھا۔

اس ملک انگلستان میں، جہاں تم یہ سطور پڑھ رہے ہو، ہر جگہ دریا پر پل بنے ہوئے ہیں لیکن لوگ ان کی قدر نہیں کرتے۔ اگر وہ کبھی ان پلوں کے متعلق سوچتے بھی ہیں تو محض اس لئے کہ اس روپے کا رونا روئیں جو ان کی تعمیر پر خرچ ہوا ہے۔ کاش کہ یہ لوگ میری طرح افریقہ کے جنگلوں میں سفر کرتے، تب انھیں پتہ چلتا کہ دریا پر پل نہ ہونے کا کیا مطلب ہوتا ہے اور کتنی دقتوں اور مایوسیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہی بات شہر کے متعلق بھی کہی جا سکتی ہے۔ شہری دوستو! تمہیں تو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ شہر میں تمہیں اتنی بہت سی سہولتیں اور آسانیاں میسر ہیں۔ مشکلیں اور دقتیں کیسی ہوتی ہیں یہ تو تم جانتے بھی نہیں۔

خیر تو اس واقعہ کے بعد میں نے خیمہ ڈال دیئے اور راضی بہ رضا ہو کر بیٹھ گیا اور اس وقت کا انتظار کرنے لگا جب خدا پانی روک دے گا اور میرے لئے آگے بڑھنا ممکن ہوگا۔

اس منحوس دریا نے مجھے سخت غصہ دلا دیا تھا اور مجھے اس سے قریب قریب نفرت سی ہو گئی تھی۔ چنانچہ میں اس کے کنارے سے اور اس کے قریب سے ہٹ آیا اور اس سے بہت دور جہاں سے یہ دریا دکھائی نہ دیتا تھا، ایک

بلند اور خشک مقام پر پڑاؤ ڈال دیا۔ ہمارے پڑاؤ کے قدموں میں ایک خوبصورت میدان پھیلا ہوا تھا جو لانبی لانبی گھاس سے ڈھکا ہوا تھا۔

سورج غروب ہونے سے پہلے بادل چھٹ گئے تو میں نے ایک سو میل کے فاصلے پر ایک عجیب پہاڑ دیکھا اس پہاڑ کی ڈھلان پر گھنا جنگل تھا اور اس کی چوٹی ننگی تھی اور ایسی تھی جیسے ایک زبردست بت سر جھکائے بیٹھا ہوا ہو۔ حیرت انگیز تھا یہ بت جسے انسان نے نہیں بلکہ قدرت نے تراشا تھا۔ ٹھوڑی، بازو، گھٹنے — سب کچھ تھا۔ اس پہاڑی بت کو دیکھ کر مجھے زکالی کا وہ چھوٹا سا بت یاد آگیا جو اس وقت میرے سینے پر لٹک رہا تھا۔

"ہنس! کیا نام ہے اس کا؟" میں نے اس عجیب پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا جس پر ڈوبتے ہوئے سورج کی کرنوں نے گویا آگ بکھیر دی تھی۔

"وہ کوہِ چڑیل ہے باس" ہنس نے جواب دیا۔ "جہاں اسلوپوگاس اور اس کا خون بدل بھائی اپنے بھیڑیوں کی فوج کے ساتھ شکار کھیلا کرتے تھے۔ یہ آسیب زدہ پہاڑ ہے باس اور اس کی چوٹی پر کے ایک غار میں اس لڑکی کی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں جس کا نام نادا، لقب کنول تھا اور جو اسلوپوگاس کی معشوقہ تھی[۱]۔"

"بکواس ہے یہ سب" میں نے کہا

حالانکہ میں نے بھی اسلوپوگاس اور نادا کی کہانی بہت سے کافروں سے سنی تھی اور پھر یہ بھی یاد آیا کہ زکالی نے بھی نادا کا نام لیا تھا اور اس کے حسن کا موازنہ عائشہ سے کیا تھا۔

"تو پھر یہ سورما اسلوپوگاس کہاں رہتا ہے؟" میں نے پوچھا۔

۱؎ اس پوری کہانی کے لئے ملاحظہ ہو ناول "خونریز" مطبوعہ نسیم بک ڈپو لکھنؤ۔ مترجم

سے اپنا پائپ سلگانے لگا۔ اور ان تینوں اجنبیوں کی طرف کوئی دھیان نہ دیا جو بڑے خونخوار اور وحشی معلوم ہوتے تھے۔

یہ لوگ جو اپنے ہاتھوں میں بھالوں کے بجائے کلہاڑے لیے ہوئے تھے سیدھے میری طرف بڑھتے آئے۔ انھوں نے اپنے کلہاڑے اس طرح بلند کر رکھے تھے کہ اگر میری جگہ کوئی دوسرا اور شخص ہوتا جو ان دولسیاہیوں کے طریقوں سے ناواقف ہوتا تو وہ یہی سمجھتا کہ ان وحشیوں کا ارادہ قتل کرنے کا ہی ہے۔

بہر حال جیسا کہ میرا خیال تھا وہ تینوں میرے سامنے آئے اور مجھ سے صرف چند قدم دور ایک دم سے پتھر کی طرح بے حس و حرکت کھڑے ہو گئے۔ میں تو جیسا بنا بیٹھا اپنا پائپ سلگانے میں یوں مصروف رہا جیسے میں نے ان آنے والوں کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ آخرکار جب میں نے سر اٹھایا تو ان لوگوں کو دیکھ کر نہ تو میں چونکا اور نہ ہی خوف کا اظہار کیا بلکہ تھوڑی سی دلچسپی سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔

پھر میں نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی کتاب نکالی یہ نظم کی کتاب تھی اور انگولا کا دیہاتی ماحول تھی میں اطمینان سے کتاب پڑھنے لگا۔

جس بند پر سب سے پہلے میری نظر پڑی وہ یہ تھا: "حال تھا بشرطیکہ ہم جاگو تو کلہاڑے کا بدل سمجھو۔

یہ وہ نظم تھی جس کا عنوان تھا "زمین کی کہانی" اور وہ بند یوں تھا

"ہائے! لیکن وہ منظر کس قدر خوفناک ہوتا ہے۔

اسے دیکھنا اور محسوس کرنا کس قدر خوفناک ہوتا ہے۔

کہ دشمن اپنے ہاتھ میں کلہاڑا پکڑے

اور اسے بلند کر کے کھڑا ہے

اور یہ احساس کہ اب فرار کی کوئی راہ اور بچنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے"

میرے اس عمل اور میری اس بے پروائی نے آنے والوں کو دم بخود کر دیا
کیونکہ ان کا انداز گفتگو ہی خطاکارانہ تھا۔

آخرکار اس سپاہی نے، جو اپنے دو سپاہیوں کے بیچ میں کھڑا تھا کہا۔

- سفید فام! کیا تم اندھے ہو؟

- نہیں کالے آدمی" میں نے جواب دیا" میں اندھا تو نہیں ہوں البتہ میری نظر ذرا کمزور ہے چنانچہ تم ذرا ایک طرف ہٹ جاؤ۔ تم نے روشنی روک رکھی ہے اور میں ٹھیک سے پڑھ نہیں سکتا۔"

میری اس بات نے ان تینوں کو اتنا زیادہ حیرت زدہ کر دیا کہ وہ بے اختیار چند قدم پیچھے ہٹ گئے۔

میں نے آگے پڑھا تو یہ بند تھا۔

"علم البدن کے ماہر کہتے ہیں
اور شاید سچ ہی کہتے ہیں
کہ مرنے کے بعد
اور قتل ہونے کے بعد
زندگی دوبارہ نہیں ملتی"

صورت حال کے پیش نظر نظم کا یہ بند گویا بدشگون تھا چنانچہ میں نے تعجب سے کتاب بند کی اور اپنے سامنے کھڑے ہوئے وحشیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

- تم لوگ بہت خوش ہو چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ اس امید سے یہاں آئے ہو کہ شاید تمہیں کھانے کو کچھ مل جائے گا لیکن اگر تم آوارہ گرد ہو اور بھوکے ہو تو مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس اس وقت گوشت کی مقدار زیادہ نہیں ہے البتہ میرے ملازموں کے پاس کچھ بچا رہ گیا ہو گا تو وہ تمہیں مل جائے گا۔

"بے شک وہ سکھ مذہب تھا۔" شاہ محمد بولا۔ "ورنہ کون ہے جو اس طرح زبان کھولنے کی جرأت کر سکتا ہے۔"

اب ان تینوں نے اپنے گھوڑے بند کر کے مجھے سلام کیا اور مجھے "سردار" کہا اور دوسرے بے حد شاندار القاب دیئے اور جس طرح بھاگتے ہوئے آئے تھے اسی طرح بھاگتے ہوئے چلے گئے اور کہتے گئے کہ وہ میرا پیغام اسلوپگاس تک پہنچا دیں گے اور یہ کہ وہ راہبر بھیج دے گا۔

چنانچہ یوں ہوا کہ اپنے فیصلے کے خلاف اتفاقات نے مجھے گھاڑے والوں کے کرال میں پہنچا دیا۔ آخری وقت تک میں وہاں جانا نہ چاہتا تھا لیکن جب نذرانہ طلب کیا تو مجھے مناسب معلوم ہوا کہ اسلوپگاس سے ملاقات کر ہی لوں کیونکہ مجھے یقین تھا کہ اگر میں نے سردار سے مل کر اس نذرانے کا فیصلہ نہ کر لیا تو میرے بیل چرا لئے جائیں گے اور میں مصیبت میں پھنس جاؤں گا۔

اب مقدر چونکہ مجھے اس طرف لے ہی آیا تھا اس لئے میں نے [illegible] لٹکانے پر اکتفا کی لیکن سٹیبس کا کہنا تھا کہ چونکہ زولو مجھے اسلوپگاس کے پاس بھیجنا چاہتا تھا اس لئے وہی طوفان اور دریا کا ابھار لے آیا تھا اور اسی نے یا اس کے طلسم نے ہمیں اس طرف دھکیل دیا تھا۔ وجہ کچھ بھی ہو اس حقیقت سے میں بہرحال انکار نہیں کر سکتا کہ میں وہاں پہنچ گیا تھا جہاں میں جانا نہ چاہتا تھا۔

تیسرا باب

اسلوپوگاس

دوسرے دن نیچی کلہاڑے والوں کے کرال سے باہر آ گئے۔ وہ اپنے ساتھ نہ صرف دو بیل بلکہ ان کا چرواہا بھی لائے تھے جس سے پتہ چلتا تھا کہ خود اسلوپوگاس بھی مجھ سے ملنے کو مرا جاتا تھا۔

چنانچہ ہم نے اپنا پڑاؤ اٹھایا اور روانہ ہو گئے۔ راہبر ہمیں تقریباً سو گز ڈھلوان سے اتار رہے تھے، راستہ ناہموار تھا لیکن مشکل نہ تھا۔ نیچے طشتری کی شکل کا میدان تھا جس میں بہت سے مویشی چر رہے تھے۔

اس میدان میں کئی میل تک سفر کرنے کے بعد ہم آخرکار ایک دریا پر پہنچ گئے جس کا پاٹ کچھ زیادہ چوڑا نہ تھا۔ اس دریا نے ایک بڑے سے کرال کو تین طرف سے گھیر رکھا تھا۔ کرال کے چوتھی طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کا سلسلہ تھا اور ان پہاڑیوں کو پتھر کی دیواریں بنا کر جوڑا گیا تھا۔ میرا مطلب ہے دو پہاڑیوں کے درمیان جو فاصلہ تھا یا درہ تھا اسے پتھر کی دیوار سے بند کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ کرال کی بڑی مضبوطی سے اور کافی طریقے سے قلعہ بندی کی گئی تھی۔ چنانچہ میرے اندازے کے نزدیک یہ کرال ناقابل تسخیر تھا۔

اسلوپوگاس کے بھیجے ہوئے راہنماؤں کی مدد سے ہم نے آسانی سے دریا پار کر لیا حالانکہ دریا لمبا چوڑا تھا لیکن ہمارے راہبر جانتے تھے کہ وہ کہاں پایاب ہے۔ دوسرے کنارے پر پہنچے تو طویل القامت اور

سے جھانکتے ہوئے کافروں نے ہمارا استقبال کیا۔ یہ سب کے سب بھالوں کے بجائے کلہاڑے لئے ہوئے تھے۔ یہ لوگ ہمیں مویشیوں کے کرال میں لے گئے جو بستی کے عین بیچ میں تھا۔ یہ ایک وسیع و عریض میدان تھا جس کے چاروں طرف بلند باڑ بنی ہوئی تھی۔ ہنگامی حالات میں یہ کرال یا باڑہ مویشیوں کی حفاظت کرتا تھا اور یہی باڑہ بستی کا گویا "ٹاؤن ہال" "دربار عام" اور "تماشہ گاہ" بھی تھا۔

اس وقت یہاں کوئی رسم ادا کی جا رہی تھی کیونکہ سپاہی کرال کے گرد مستعد کھڑے تھے اور نقیب دوڑ دوڑ کر کوئی اعلان کر رہے تھے۔

میدان کے انتہائی سرے پر اور سردار کے بڑے جھونپڑے کے سامنے چند آدمی مؤدب کھڑے تھے اور ان کے درمیان تپائی پر ایک دیو قامت لیکن دبلا پتلا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے زرد لوسپاہیوں کا لباس پہن رکھا تھا اور اپنے گھٹنوں پر ایک زبردست کلہاڑا رکھے ہوئے تھا جس کے دستے پر تار لپٹے ہوئے تھے اور دستہ گینڈے کے سینگ کا بنا ہوا تھا۔

جھکڑا کرال کے باہر ہی چھوڑ دیا گیا تھا چنانچہ ہم یعنی میں اور ہنیر پیدل تھے اور ہمارے راہبر ہمیں اس طرف لئے جا رہے تھے جہاں نقیب چیخ رہے تھے اور وہ دیو قامت وحشی تپائی پر بیٹھا بیزاری سے جمائیاں لے رہا تھا۔

میں نے دیکھا کہ یہ دیو قامت وحشی دیکھنے کی چیز تھا۔ قد لمبا، شانے چوڑے لیکن جسم دبلا، بازو لانبے اور مضبوط اور بشرے سے آتش مزاجی عیاں تھی۔ اس کا چہرہ مجھے شاہ زند لونڈگان کی یاد دلا رہا تھا۔ دوسری خاص بات اس میں یہ تھی کہ اس کے ماتھے میں کنپٹی سے ذرا اوپر ایک بڑا سا

سوراخ تھا جس پر تیلی کمان جھلی کی طرح تنی ہوئی تھی۔ کسی دشمن کے ہتھیار کی زبردست ضرب سے کھوپڑی کا یہ حصہ پچک گیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے شاہانہ وقار جھلک رہا تھا۔

اس عجیب اور خوفناک کافر نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور چیخ کر بولا۔
"ایں! تو کیا ایک سفید فام کلہاڑے والوں کی سرداری حاصل کرنے کے مجھ سے جنگ کرنے آیا ہے؟ بہرحال یہ تو بولو! کیا آدمی ہو؟"

"نہیں" میں نے جواب دیا۔ "پاسبان شب، میکومیزن تمہاری دعوت پر تم سے ملنے آیا ہے۔ اور اسلوپگاس! میکومیزن کا نام اس وقت بھی مشہور تھا جب تمہیں کوئی جانتا بھی نہ تھا"

سردار اٹھا اور اس نے اپنا خوفناک کلہاڑا بلند کر کے مجھے سلام کیا۔
"میکومیزن!" وہ بولا "میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ بے شک تم قد میں چھوٹے ہو لیکن شہرت میں بلند ہو۔ ہاں میکومیزن! میں نے سنا ہے کہ تم نے کس طرح "بانگو کو شکست دی تھی،" حالانکہ اسے ساڈو کو نے قتل کیا تھا،[1] اور یہ کہ تم نے کس طرح اپنے حصے کے جھے سو مویشی شوزا اور آماگوانے لوگوں میں تقسیم کر دئے تھے۔ اس کے علاوہ میں تمہارے حیرت انگیز کارناموں کے متعلق بہت سی باتیں سنی ہیں لیکن ملاقات کا شرف آج پہلی دفعہ حاصل کر رہا ہوں۔ چنانچہ اے پاسبان شب! اے میکومیزن اے عیار! میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں کیونکہ تم سیاہ فاموں کے دوست ہو"

"شکریہ" میں نے جواب دیا "لیکن ابھی تم نے جنگ کرنے کے متعلق

---

[1] ملاحظہ ہو ناول "وشی وول" مصنف سیمپ بکر ہو۔ گارڈ۔ مترجم

مجھ سے کہا تھا۔ اگر میاں تم سے جنگ کرنا ضروری ہے تو آؤ ہم پہلے اس سے نپٹ لیں۔ میں تیار ہوں۔

اور میں نے اپنی رائفل چلائی۔

اسلیوپولکاس نے ایک قہقہہ لگایا۔

"منٹو میگومیزی! وہ بولا۔" قدیم رسم کے مطابق ہر سال آج کے دن کوئی بھی شخص یہاں کی سرداری کے لئے مجھ سے جنگ کر سکتا ہے اور مجھے قتل کر کے یہاں کا سردار اور اس کھونٹے کا مالک بن سکتا ہے جس کا نام کرا میں ہے۔ اگر چہ آج تک تو کوئی میرے مقابلے پر آیا نہیں حالانکہ خود میں نے اسی طرح اگلے کٹی نہ والے سے جنگ کر کے یہاں کی سرداری اور یہ کھونٹا حاصل کیا تھا۔ لیکن یہ رسم بہت پرانی ہے۔ اس وقت کی جب نہ تو بندوقیں تھیں اور نہ ہی میکومیزن جیسے انسان جو سنا ہے کہ پچاس قدم دور سے دیوار سے چپکی ہوئی چھپکلی کو مار گراتے ہیں۔ چنانچہ میکومیزن! اگر تم بندوق سے جنگ کرنا چاہتے ہو تو میں پہلے ہی سے اپنی شکست تسلیم کئے لیتا ہوں۔ یہاں کی سرداری تمہیں مبارک ہو۔"

اور اس نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا۔

"میرے خیال میں اس وقت گرمی اتنی سخت ہے کہ جنگ کرنا ممکن نہیں۔ پھر چاہے بندوق سے جنگ کی جائے چاہے کھونٹے سے۔ رہی سرداری تو وہ تو تکلیف دہ بھڑوں سے بھرا ہوا شہد ہے۔"

اس کے بعد میں اس تپائی پر بیٹھ گیا جو خاص میرے لئے لا کر اسلیوپولکاس کے قریب رکھ دی گئی تھی۔

علبی کی رسم جاری رہی۔

نقیب ہیپوڑوں کا پورا زور لگا کر چیخ چیخ کر کہتے رہے کہ ہے کوئی جو سرداری

حاصل کرنے کے لیے کلہاڑے کے ہوتے ہوئے مالک سے جنگ کرے۔ لیکن کوئی آگے
نہ آیا۔ صاف ظاہر تھا کہ لوگ کلہاڑے کے مالک اور اس کے کلہاڑے سے ڈرتے تھے۔

آخرکار اسلوپوکوس اٹھا، اس نے اپنا خوفناک کلہاڑا سر سے بلند کرکے گھمایا
اور اعلان کیا کہ چونکہ کوئی اس کے مقابلے میں نہ آیا تھا اس لیے مزید ایک سال
کے لیے وہ اس قبیلے کا سردار تھا۔ لوگوں نے اس کے اس اعلان کو حیرت کا اظہار
کیے بغیر سنا اور قبول کرلیا۔

اب نقیبوں نے چیخ کر اعلان کیا کہ اگر کسی کو کسی کے خلاف شکایت ہو تو
وہ سامنے آئے اور سردار کے سامنے اپنی شکایت پیش کرے۔ اس سے پورا پورا
انصاف کیا جائے گا۔

چند لمحوں کے بعد ایک بے حد قبول صورت عورت آگے آئی جس کی بڑی
بڑی، خوبصورت اور چمکدار آنکھیں یوں چاروں طرف گھوم رہی تھیں جیسے
کسی چیز کی تلاش کر رہی ہوں۔ اس کا لباس عمدہ تھا اور جو گہنے اس نے
پہن رکھے تھے وہ اس بات کا پتہ دیتے تھے کہ وہ قبیلے کے سردار کی بیوی تھی۔

"میں، موزازی، ایک شکایت کرنا چاہتی ہوں" اس نے کہا۔ "کیونکہ
آج کے دن، قدیم رسم کے مطابق، ہر شخص نہ عام کو شکایت کرنے کا
حق حاصل ہے۔"

"کہو" اسلوپوکاس نے کہا۔

"شادو زولوشگا ان نے زنیا کو اس کے بچوں سمیت قتل کر دیا تو اسے
اسلوپوکاس! اس کے بعد میں تمہاری اکلوتی کاس نہ یعنی بڑی بیوی، بنی اور
اب تک ہوں۔"

"ہاں، یہ میں جانتا ہوں" اسلوپوکاس نے کہا۔ "لیکن تم کہنا کیا چاہتی ہو؟"

مجھے یہ کہنا ہے کہ تم دوسری عورتوں کی وجہ سے مجھے نظر انداز کر رہے ہو جس طرح کہ تم نے حسین ناڈوا چڑیل ناڈوا کی وجہ سے اپنی بیوی زنیتا کو، جواب اس دنیا میں نہیں رہی، نظر انداز کر دیا تھا۔ میری کوئی اولاد نہیں ہے جس طرح کہ تمہاری کسی بھی بیوی سے کوئی بچہ نہیں ہوا ہے کیونکہ حسین ناڈوا مرتے وقت بد دعا دے گئی ہے جس کی وجہ سے اب تمہاری ساری بیویاں بانجھ بن گئی ہیں اب میں چاہتی ہوں کہ مجھ پر سے یہ سراپ اٹھا لیا جائے اور میری کوکھ ہری کر دی جائے۔ تمہاری خاطر میں نے سردار لوسشا کو چھوڑا جس کی میں منگیتر تھی اور اس کا انعام مجھے یہ ملا کہ میری کوکھ خشک ہو گئی اور تم مجھے نظر انداز کر رہے ہو۔"

"اے عورت! میں دیوتا تو ہوں نہیں کہ تیرا بانجھ پن دور کر دوں" اسلوبیگاس نے غضبناک ہو کر کہا۔ "کاش کہ تو میرے خون بدل بھائی لوسشا سے ہی چپکی رہی ہوتی اور مجھے میرے حال پر ہی چھوڑ دیا ہوتا۔"

"اگر تم نے میری طرف سے بے پروائی برتی تو یہ اب بھی ہو سکتا ہے" موزابی نے کہا اور اس کی آنکھوں کی چمک دوچند ہو گئی۔ "تم اپنی نئی بیوی کو علیحدہ کر کے مجھے اس کا مقام واپس دے رہے اور ناڈوا کا سراپ مجھ پر سے اٹھا رہے ہو کہ نہیں؟"

"تمہارے پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے موزابی" اسلوبیگاس نے جواب دیا۔ "کہ میں اپنی نئی بیوی کو علیحدہ نہ کروں گا کیونکہ اس کی زبان تمہاری طرح قینچی اور تیز نہیں ہے اور پھر وہ تم سے زیادہ وفادار اور مخلص ہے۔ رہا دوسرا سوال تو وہ میرے اختیار میں نہیں ہے کیونکہ بچے قدرت کی نعمت اور بانجھ پن اس کی لعنت ہے۔ اس کے علاوہ یہ تم نے بہت برا کیا ہے کہ اس معاملے میں تم اس عورت کا نام لے آئی ہو جو اب اس دنیا میں نہیں اور جو سب عورتوں سے زیادہ

حسین اور معصوم تھی۔ آخر میں یہ کہ میں ان سب لوگوں کے سامنے تمہیں خبردار کئے دیتا ہوں کہ تم اپنی سازشوں سے اور لوسنا سے اپنے تعلقات بڑھانے سے باز آؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں یا لوسنا کو یا دونوں کو ہی میرے ہاتھوں نقصان پہنچ جائے پھر لوسنا میرا خون بدل بھائی ہی کیوں نہ ہو"۔

"سازش"۔ موناژی غضبناک ہو کر چلائی۔ اسلوپوکاس سازش کے متعلق کہہ رہا ہے؟ — ہاہا۔ میں نے سنا ہے کہ شاکا اپنا ایک بیٹا چھوڑ گیا ہے اور اس کا یہ بیٹا اس بادشاہ کے خلاف سازش کر رہا ہے جو اس وقت شاکا کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ موجودہ بادشاہ کو ان سازشوں کی خبر ہو گئی ہو اور ہو سکتا ہے کہ بہت جلد کلہاڑے والوں کا سردار کوئی دوسرا ہو"۔

"اگر ایسا ہی ہے" اسلوپوکاس نے کہا "تو موناژی کلہاڑے والوں کے اس نئے سردار کا نام لوسنا تو نہیں؟"

اور پھر دفعتہً اسلوپوکاس کا سکون رخصت ہو گیا اور اس کا غصہ جوالا مکھی کی طرح پھٹ پڑا اور اس نے گرج کر خوفناک آواز میں کہا:۔

"کیا کیا ہے میں نے کہ میری پیاری بیویاں میرے خلاف ہیں اور چاہتی ہیں کہ میں مر جاؤں؟ زینتیا نے مجھ سے غداری کی اور ڈنگان کو میرے خلاف اکسایا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود اور اس کے ساتھ اس کے بچے بھی قتل کر دئے۔ اور اب موناژی تم کانو دایہ کو میرے خلاف بھڑکانا چاہتی ہو حالانکہ اس کے خلاف میں نے کوئی سازش نہیں کی ہے؟ بہت اچھا۔ لیکن مناسب ہوگا کہ غداری کرنے سے پہلے تم اور لوسنا بھی سوچ لے کہ زینتیا کا کیا انجام ہوا تھا اور تم دونوں کوئی قدم اٹھانے سے پہلے یہ بھی سوچ لو کہ جو لوگ اسلوپوکاس

درمیان بھائی چارہ قائم کر سکتی ہے کیونکہ میری کاسکی ایک حقیقی بیوی روحوں میں بھی ہے ۔ بہرحال ۔ اس وقت تم جا کر آرام کرو ۔ بعد میں ہم اطمینان سے باتیں کریں گے

چنانچہ میں اسلوپوگا اس کو دوسرے معاملات میں الجھا چھوڑ کر اٹھ آیا ۔

اور راستے میں میں اس خاص پیغام کے متعلق سوچ رہا تھا جو زکالی نے مجھے اسلوپوگامس کے لئے دیا تھا اور یہ کہ اس پیغام میں دو ہی دو نام تھے وہ اشارے کنائے بھی یاد آئے جو اس حسد اور غصے میں بھری ہوئی عورت یعنی زوزا نے اس سازش کے متعلق کئے تھے جو تشاکا کے تخت پر بیٹھنے والے کے خلاف کی جا رہی تھی ۔ اس سے اس کی مراد یقیناً کاگووایو سے تھی جو اس وقت زولولینڈ کا بادشاہ تھا ۔

مجھے اس جھونپڑی میں پہنچا دیا گیا جو گویا شاہی مہمان خانہ تھا ۔ یہ جھونپڑی بے حد فراخ اور حیرت انگیز حد تک صاف ستھری تھی ۔ اس کے علاوہ اس نے میرے اور میرے ملازموں کے لئے کافی سے زیادہ کھانا بھی تیار کر کے بھجوا دیا گیا تھا ۔

کھانے سے فارغ ہو کر میں کچھ دیر کے لئے سو گیا ۔ یہ میری عادت تھی کہ جب میرے کرنے کو کچھ نہ ہوتا تو میں کھانے کے بعد تھوڑی سی نیند لے لیتا تھا کیونکہ پتہ نہیں رات کو کب تک جاگنا پڑے ۔

جب سورج غروب ہونے لگا تو ایک سپاہی نے آ کر مجھے اطلاع دی کہ اب سردار مجھ سے ملنا چاہتا ہے ۔ چنانچہ میں اس کے جھونپڑے میں پہنچا جو بستی کی تمام جھونپڑیوں سے الگ تھی اور اس کے چاروں طرف پھوس کا حصار تھا چنانچہ حصار سے کان چپکا کر کھڑا ہوا آدمی بھی وہ باتیں نہ سن سکتا تھا ۔ جو جھونپڑی میں کی جا رہی ہوتیں ۔ اس کے علاوہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ ایک سپاہی ، جو کلہاڑا

لئے ہوئے تھا، حصار کے دروازے پر پہرہ دے رہا تھا اور تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد پورے حصار کا چکر لگا لیتا تھا۔

سردار امسلوپوگاس جھونپڑے کے دروازے پر ایک تپائی پر بیٹھا ہوا تھا اور وہ گینڈے کے سینگ کے دستے والا خوفناک کلہاڑا اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس دفعہ کلہاڑا چمڑے کے فیتے سے اس کی کلائی سے بندھا ہوا تھا۔ بندھا ہوا کہنا شاید صحیح نہیں ہے۔ اسے یوں کہنا مناسب ہوگا کہ کلہاڑے کے دستے کے سرے پر ایک سوراخ میں چمڑے کا پھندا پڑا ہوا تھا اور امسلوپوگاس نے یہ پھندا اپنی کلائی میں پہن رکھا تھا اور کلہاڑا اپنی ران سے لٹکا کر کھڑا کر رکھا تھا۔ خود امسلوپوگاس نے اپنے شانے پر بھیڑیے کی کھال کو لبادہ ڈال رکھا تھا۔ غروب ہوتے ہوئے سورج کی سرخ روشنی میں یوں بیٹھا ہوا امسلوپوگاس بے حد خونخوار اور سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

اس نے میرا استقبال کیا اور اپنے قریب رکھی ہوئی دوسری تپائی کی طرف اشارہ کیا۔ میں اس پر بیٹھ گیا۔ یقیناً وہ میری آنکھوں کی طرف دیکھ رہا تھا کیونکہ اس نے فوراً کہا:

"میں دیکھ رہا ہوں میکومیزن کہ رات کے شکار کرنے والے درندوں، مثلاً چیتے اور لکڑ بگھے کی طرح تم بھی ہر چیز کا جائزہ لے رہے ہو، یعنی کہ یہ بھی دیکھ رہے ہو کہ یہاں کون ہے اور کتنے سپاہی کھڑے ہیں اور یہ کہ حصار کیسا ہے اور اس کا دروازہ کس طرف ہے؟"

ہاں، اگر میری یہ عادت نہ ہوتی تو میں بہت پہلے مر چکا ہوتا۔"

"ہاں۔ اور چونکہ میری یہ عادت نہیں ہے اس لئے شاید میں بہت جلد مر جاؤں گا۔ میکومیزن آدمی کے لئے بیدار ہونا اور میدان جنگ میں اپنی

بیماری کا ثبوت دینا ہی کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ آدمی خوش قسمت ہے جو
بے فکر ہو کر سوتا ہے اور جب وہ مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں اس نے اچھا کھایا
(مطلب اچھی زندگی گزاری اور طبعی موت مرا) میکو میزن! آدمی کو چاہئے
کہ اپنی زبان پر قابو رکھے حتیٰ کہ اپنے خیالات کو بھی اپنے اختیار میں رکھے، وہ
جھونپڑی کی چھت میں سرسراہٹ پیدا کرتے ہوئے چوہوں اور ان کے اوپر
رینگتے رہنے والے سانپوں سے ہوشیار رہے مبادا چھت میں آواز پیدا کرتا
ہوا چوہا کوئی غدار ہو جو راز کی باتیں سن رہا ہو۔ اور اس آدمی کو چاہئے کہ وہ
کسی پر بھروسہ نہ کرے۔ خصوصاً ان عورتوں پر جن کے ساتھ وہ سوتا ہے
لیکن وہ لوگ جن کی رگوں میں شیر کا خون ہوتا ہے اور جو بھرے ہوئے بھیڑیے
کی طرح حملہ کرتے ہیں ان باتوں کی طرف دھیان نہیں دیتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر کار
وہ گھر سے کھنڈر میں جا کر رہتے ہیں۔"

"ہاں" میں نے جواب دیا" خصوصاً وہ لوگ جن کی رگوں میں شیر کا خون
ہوتا ہے۔ پھر یہ شیر چاہے انسان ہو چاہے درندہ۔"

یہ میں نے ان افواہوں کی بنا پر کہا تھا جو زولولینڈ میں اسلوپوگاس کے
متعلق گشت کر رہی تھیں یعنی یہ کہ وہ شاکا کا بیٹا تھا۔ چنانچہ اسے کھونے
کے لئے کہ وہ شیر ہے اس کا باپ شاکا تھا۔ جس نے زہر چلایا تھا۔ لیکن افسوس کہ
میرا نشانہ خطا کر گیا۔ پھر یہ بھی سرگوشیوں میں کہا جا رہا تھا کہ ڈنگان کو بھی اسی
اسلوپوگاس نے ہی جو ڈنگان سے شکل وصورت میں مشابہ تھا قتل کیا تھا۔

"میکو میزن! تم میرے پاس کیوں آئے ہو حالانکہ آج سے پہلے کبھی نہ آئے
تھے؟" اس نے پوچھا۔

"اسلوپوگاس! میں خود اپنی مرضی سے تمہارے پاس نہیں آیا ہوں۔ اور

اس طرف آنے کا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن تم یہ یوں سمجھو کہ سیلاب ہی مجھے اس طرف لے آئے۔ میں ناشال جا رہا تھا لیکن چونکہ دریائے میں سیلاب آ گیا تھا اس لئے میں انھیں عبور نہ کر سکا۔

• یہ سچ ہی اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں سفید نام کہ تم میرے لئے کوئی پیغام لائے ہو کیونکہ چند دنوں پہلے ہی ایک وچ ڈاکٹر نے، جو بھٹکتا ہوا اس طرف آ نکلا تھا، مجھ سے کہا تھا کہ میں تمھاری آمد کا منتظر رہوں اور یہ کہ تم میرے لئے کوئی پیغام لے کر آ رہے ہو۔

• آہ — اچھا! بہرحال یہ سچ ہے کہ تمھارے لئے ایک پیغام ہے میرے پاس۔ ایک ایسا پیغام جسے میں تم تک پہنچانا نہ چاہتا تھا۔

• لیکن اب چونکہ تم آ ہی گئے ہو اس لئے وہ پیغام شاید مجھے سنا دو گے، کیونکہ میکومیزن! وہ لوگ، جو کوئی پیغام لے کر چلتے ہیں لیکن اسے پہنچاتے نہیں کبھی کبھی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں۔

• ہاں اسلوپوگاس۔ میں یہاں آ گیا ہوں اس لئے یہ پیغام تمھیں سنا دوں گا۔ کیونکہ یہی میرے لئے شاید مقدر ہو چکا تھا۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم اس خاص آدمی کو جانتے ہو جو قد و قامت میں تو چھوٹا ہے لیکن دراصل بے حد عظیم ہے، جو بظاہر بہت بدصورت ہے لیکن جس کا دماغ جوانوں سے زیادہ جوان ہے اور راستے کھولنے والا کے نام سے مشہور ہے؟

• ہاں۔ میں نے اس کا نام سنا ہے جس طرح کہ بہت پہلے میرے اجداد نے سنا تھا۔

• اچھا۔ اچھا! اب اگر مناسب سمجھو تو مجھے اپنے ان اجداد کے نام بتاؤ جنھوں نے اس بونے کا نام سنا تھا۔ بہت کم عمر پائی ہو گی انھوں نے بہرحال

میں ان کے نام معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"یہ میں نہیں بتا سکتا۔" اسلوپوگاس نے کہا۔ "کیونکہ ان کے نام جو غیبیا ہیں یعنی انھیں زبان پر نہیں لایا جا سکتا۔"

"اوہ!" میں نے کہا۔ "میرے خیال میں یہ قانون صرف بادشاہوں کے ناموں کے لئے ہے۔ بہرحال میں ایسا جاہل سفید فام نہیں ہوں کہ تمہارے اس قسم کے زولو قوانین سے ناواقف ہوں۔"

"میکومیزن! تم اس قسم کے قوانین سے واقف ہو یا ناواقف اس سے کیا فرق پڑ جاتا ہے؟ ہاں تو کیا پیغام لے کر آئے ہو تم؟"

"اے بلائی لو! اے خونریز! یہ پیغام ایک طویل کہانی کا حرف آخر ہے لیکن چونکہ تم اسے سننا ہی چاہتے ہو اس لئے سنو کہ یہ تھا اس پیغام کے الفاظ"

اور میں نے زیکالی نے جو کچھ کہا تھا لفظ بہ لفظ دہرا دیا۔ یعنی وہ پیغام جو اس نے مجھے اس وقت دیا تھا جب میں جانے لگا تھا۔ اور اس نے مجھے واپس بلایا تھا۔

اسلوپوگاس بڑے غور اور توجہ سے ایک ایک لفظ سنتا اور سر ہلاتا رہا۔

اور جب میں خاموش ہوا تو اس نے کہا۔

"میکومیزن! ایک بار پھر پیغام دوہرا دو۔"

چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔

اسلوپوگاس نے پھر سر ہلایا۔

"ہو تا ہی! لوسٹا!" اس نے آہستہ سے کہا۔ "جن اسفید فام ایسے نام تم نے آج اپنے کانوں سے سن لئے اور پھر وہ خاص باتیں بھی اپنے کانوں سے سنیں جو مختصر سا جوہری جو تی تمازی کی زبان سے ادا ہوئیں۔ چنانچہ اس کی

وہ باتیں راستہ کھولنے والے کے پیغام میں مجھ میں آنے والے زخم بھر رہی ہے:

پھر اس نے ادھر ادھر دیکھ کر اور تقریباً سرگوشی میں کہا۔

"معلوم ہوتا ہے میرا شک غلط نہیں ہے۔ مجھ سے غداری اور میرے خلاف سازش کی جا رہی ہے۔"

"میں تو سمجھا نہیں" میں نے کہا۔ "راستہ کھولنے والے کے اوٹ پٹانگ پیغام کی طرح تمھاری باتیں بھی میرے لئے بے سرو پا ہیں۔ کون تم سے غداری کر رہا ہے اور کیوں؟"

"اس سانپ کو سویا رہنے دو میکومیزن۔ اسے اپنے پیر سے ٹھوکر نہ مارو۔ تمھارے لئے بس اتنا ہی جان لینا کافی ہے کہ اس معاملے پر میری زندگی کا انحصار ہے یوں سمجھو کہ میں دو شاخہ ٹہنی کے درمیان پھنسا ہوا چوہا ہوں اب کوئی مضبوط ہاتھ اس ٹہنی کو دونوں طرف سے دبا دے تو چوہے کا انجام:"

"جو ہر چوہے کا ہوتا ہے شاید وہی اس خاص چوہے کا ہوگا" میں نے کہا۔ "البتہ اگر وہ چوہا اس ہاتھ کو، جو اس ٹہنی کو دبانے والا ہے، پہلے ہی کاٹ لے تو شاید وہ بچ جائے گا۔"

"میکومیزن! تمھاری الجھی کہانی کیا ہے؟"

"الجھی کہانی؟"

"میری مراد ان باتوں سے ہے جو راستہ کھولنے والے کے اس پیغام سے پہلے تمھارے اور اس کے درمیان ہوئی تھیں۔ کیا میں انھیں سن سکتا ہوں کہ کوئی فیصلہ کر سکوں؟"

"کیوں نہیں۔ لیکن ایک شرط پر۔"

"وہ کیا شرط ہے؟"

"یہ کہ جو کچھ تم سنو گے اسے تمھارا دل محفوظ رکھے گا۔"

اسلوپوگاس نے اپنا ہاتھ کلہاڑے کے چوڑے پھل پر رکھ دیا۔

"میں اس کلہاڑے کی قسم کھاتا ہوں" وہ بولا "کہ اگر کبھی میں کسی سے کچھ کہوں اور اپنی قسم توڑ دوں تو یہی کلہاڑا میری موت ثابت ہو۔"

چنانچہ میں نے اسے وہ کہانی، جو میں پہلے باب میں بیان کر چکا ہوں، سنا دی اور سوچا کہ چونکہ اسلوپوگاس ایک جنگجو سپاہی ہے اس لئے روحانیت کی باتیں نہ سمجھ سکے گا۔ لیکن میرا یہ خیال غلط تھا کیونکہ اس نے بہت کچھ سمجھ لیا۔ غالباً اس لئے کہ وحشی لوگ شاید قدرت کے ان رازوں سے بہت قریب ہوتے ہیں یا شاید اس کا سبب دوسرا تھا جو مجھے بعد میں معلوم ہوا۔

"چنانچہ معاملہ یوں ہے یا تم نے اسے اس طرح سمجھا ہے۔" جب میں خاموش ہوا تو اس نے کہا، "کہ تم، میکومیزن، ان چند خاص عورتوں کو تلاش کر رہے ہو جو مر چکی ہیں اور معلوم کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہیں دوسری جگہ زندہ ہیں یا سچ مچ مر چکی ہیں لیکن اب تک تم اپنے اس سوال کا جواب حاصل کرنے میں ناکام رہے ہو۔ لیکن چونکہ تمہارے دل میں اس کی کھوج تھی اس لئے تم نے اس کے متعلق راستہ کھولنے والے زکالی سے پوچھا کیونکہ اس کا ایک لقب "روحوں کا گھر" بھی ہے۔ اور اس نے جواب دیا کہ وہ تمہارے اس سوال کا جواب اطمینان بخش طور پر نہیں دے سکتا کیونکہ یہ درخت اتنا بلند ہے کہ زکالی کے لئے اس پر چڑھنا ممکن نہیں لیکن، اس نے کہا، شمال میں اور بہت دور ایک سفید فام ساحرہ کا مقام ہے جو زکالی سے زیادہ عظیم ہے اور جو اس بلند درخت کی چوٹی تک جا سکتی ہو۔ چنانچہ زکالی نے تمہیں اس سفید فام ساحرہ کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ اب کہو کہ میں نے تمہاری کہانی کو ٹھیک سمجھا ہے؟"

"اچھا! اب تمہارے سفر کے لئے زکالی کو تمہارے ساتھیوں کی تلاش ہوئی

جو بار برداروں اور رسمی نوکروں کو چھوڑ کر صرف دو ہوں۔ چنانچہ ان میں سے ایک تو میں ٹھہرا، جس کا نام اسلوپوگاس اور لقب "کٹھ بجوڑ" اور "خونریز" ہے اور تمہارے دوسرے ساتھی کے لئے اس زرد رو کو پسند کیا گیا جو چھوٹا، بندر جیسا ہے اور جس کا نام ہینس ہے اور جسے میں آج صبح تمہارے ساتھ دیکھ چکا ہوں۔ لیکن پھر تم نے زکالی کا مذاق اڑایا اور کہا کہ تم نہ تو میرے پاس آؤگے اور نہ ہی اس سفید فام ساحرہ سے ملنے شمال کی طرف جاؤگے۔ ٹھیک ہے؟

"ٹھیک ہے" میں نے کہا

"لیکن پھر ہوائیں چلیں، بادل آئے، بارش ہوئی اور دریا چڑھ گئے چنانچہ تم شمال کی طرف نہ جا سکے اور آخرکار اتفاق سے یا قسمت سے یا زکالی کی مرضی سے تم یہاں، میرے کرال میں اور میرے پاس آگئے اور یہ کہانی مجھے سنا دی۔"

"بالکل۔"

"بہت اچھا سفید فام لیکن میں یہ کیسے یقین کرلوں کہ یہ سب سچ ہے؟ یہ میرے پیروں کے نیچے کوئی جال نہیں بچھایا گیا ہے؟ ویسے بھی میرے پیر بہت پہلے سے جال کی رسیوں کا دباؤ محسوس کر رہے ہیں۔ میں کیسے یقین کرلوں کہ اسی راستہ کھولنے والے نے میرے لئے یہ پیغام بھیجا ہے جو ایسے عجیب طریقے سے اور اس شخص کے ذریعہ پہنچا ہے جو شمال کی طرف اور ایک انجانی منزل کی طرف جانا چاہتا ہے؟ اس وچ ڈاکٹر نے، جو بھٹکتا ہوا اس طرف آگیا تھا، مجھ سے کہا تھا کہ وہ جو میرے پاس آئے گا، کوئی نشانی لے کر آئے گا۔"

"یہ تو میں نہیں کہہ سکتا" میں نے جواب دیا لیکن پھر فوراً ہی سوچ کر اضافہ کیا۔ "لیکن تم چونکہ کوئی نشانی طلب کر رہے ہو اس لئے میں تمہیں ایک نشانی دکھا سکتا ہوں جو شاید تمہیں یقین دلا دے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے۔"

یہاں اگر کوئی خفیہ مقام ہو تو۔۔۔

اسلوپوگاس اٹھ کر دروازے تک گیا اور دیکھا کہ پہرے دار اپنی جگہ پر آگیا تھا۔ پھر اپنی جھونپڑی کا چکر لگایا اور خصوصاً اس کی چھت پر دیکھی اور نیچی آواز میں مجھ سے کہا:۔

"میکومیزن! ایک دفعہ میرا راز چھت کے ذریعہ باہر چلا گیا تھا۔ میری بیویوں میں سے ایک، جس نے چھت میں بنے ہوئے دھواں نکلنے کے سوراخ سے کان لگا کر سب سی باتیں سن لی تھیں اور اس طرح وہ بہت سوں پر، خود اپنے آپ پر اور ہمارے بچوں پر مصیبت لے آئی تھی۔ آؤ۔ اندر آؤ۔ یہاں کوئی نہیں ہے اس کے باوجود اپنی آواز نیچی رکھنا"

چنانچہ ہم اپنی اپنی تپائی اٹھا کر جھونپڑی میں آ گئے۔ جھونپڑی میں الاؤ جل رہا تھا۔ اسلوپوگاس نے لکڑی کی مٹھی بھر کھپچیاں ڈالیں اور ہم اس کے قریب تپائیاں رکھ کر بیٹھ گئے۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا نشانی ہے تمہارے پاس" اسلوپوگاس نے کہا۔

جواب میں میں نے اپنی قمیص کے بٹن کھول دیئے اور الاؤ کے شعلوں کی روشنی میں زکالی کا وہ بت دکھایا جو میری گردن میں پڑا ہوا تھا اور میرے سینے پر لٹک رہا تھا۔

وہ اسے غور سے اور بہت دیر تک دیکھتا رہا لیکن اسے چھونے کی جرأت نہ کر سکا۔ پھر وہ اٹھا اور اپنا کلہاڑا بلند کر کے زکالی کے بت کو سلام کر کے صرف ایک لفظ کہا:۔

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ناول "خونریزہ" مطبوعہ نسیم بکڈپو۔ لکھنؤ — مترجم

"نکوسی"

نہ ہی وہ سلام تھا جو عظیم ساحروں کو کیا جاتا ہے کیونکہ کافر انھیں بہت سی روحوں کا گھر سمجھتے تھے۔

"یہ خطیر نشانی تھی ——— اصل جادوئی نشانی" وہ بولا" اور لوگ ہے ماناگونا زدولینڈ کے حکمرانوں کے جد امجد کے زمانے سے بلکہ اس سے بھی پہلے سے اس سے واقف ہیں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" میں نے پوچھا کیونکہ یہ بت بوڑھے زکالی کا تھا — ساز انگوگونا کو مرے ایک زمانہ گزر چکا تھا۔

"یہ تو میں نہیں جانتا لیکن یہ سچ ہے" اسلوپوگاس نے جواب دیا "سنو۔ ایک آدمی تھا موپاپو، جیسا کہ بہت سے لوگ اسے کہتے تھے "امبوپو" جو شاکا کا دست راست اور میرا وہ شاکی باپ تھا اور اس نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ جادوئی اسم نے زکالی کے بت کی طرف اشارہ کیا" دو دفعہ شاکا کو بھیجا گیا تھا۔ تیسری دفعہ یہ جادو بھیجی گئی لیکن اس دفعہ شاکا نے ہنڈیامے کے سامنے سر نہ جھکایا اور حکم نہ مانا چنانچہ اب کہاں ہے شاکا؟"

"موپو!" میں نے کہا "ہاں۔ میں نے سنا ہے اس موپو کے متعلق۔ شاکا کا دست راست بعد میں اس کا جلاد بن گیا اور اس ڈنگان اور امزلاپانگوہر کی مدد سے شاکا کو قتل کر دیا۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ یہ موپو اب بھی زندہ ہے حالانکہ اب زولولینڈ میں نہیں رہتا۔"

"ہے۔ اچھا! تو وہ اب بھی زندہ ہے!" اسلوپوگاس نے چونک کر جیسے ہم سے فوراً چھپکلی بھرتے اندھیرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "میکومازن! معلوم ہوتا ہے تم بہت سی باتیں جانتے ہو اور یہ بات تمہارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے!"

"ہاں اسلوپوگاس۔ میں نے جواب دیا۔ میں بہت سی باتیں جانتا ہوں۔ شاید اتنی جتنی میں خود جاننا چاہتا تھا۔ مثلاً دوبو کے رضاعی باپ اور اس حقیقی کے بیٹے جس کا نام — بالکا ہی تھا نا؟ — میں تمہارے متعلق بھی بہت کچھ جانتا ہوں"

اسلوپوگاس نے گھور کر میری طرف دیکھا۔ اپنے خوفناک کلہاڑے پر ایک ہاتھ ٹیک کر اٹھا لیکن پھر کچھ سوچ کر بیٹھ گیا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ" اور میں نے اپنے سینے پر لٹکتے ہوئے زکالی کے بت کو چھوا۔ "تمہارے اس کلہاڑے کی ضرب سے مجھے بچا لے گا جس کا نام کراہیا پیدا کرنے والا ہے۔" اور پھر اس طرح جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو میں نے کہا۔ "میں یہ بھی جانتا ہوں۔ یا شاید میں نے یہ خواب میں دیکھا ہے کہ ایک خاص سردار جس کی ماں کا نام میرے خیال میں بالکا تھا — اور یہ بالکا شاکا کی بیوی ہی تھی نا؟ — ہاں تو بالکا یہ سردار بیٹا پانڈا کے اس بیٹے کے خلاف سازشیں کر رہا ہے جو اس وقت زولینڈ کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے لیکن اس کی سازشوں کا بھانڈا پھوٹ گیا ہے چنانچہ اب اس خاص سردار کی جان کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔"

"میکومیزن!" اسلوپوگاس نے پھٹی ہوئی آواز میں کہا۔ "اگر تم یہ عظیم جادو پہنے ہوئے نہ ہوتے تو میں اسی وقت اور اسی جگہ تمہیں قتل کر کے اس جھونپڑی کے فرش کے نیچے دفن کر دیتا کیونکہ تم بہت سی باتیں جانتے ہو۔"

"اور اگر تم نے ایسا کیا تو یہ تم سخت غلطی کرو گے جیسی کہ تم پہلے بھی بہت سی غلطیاں کر چکے ہو۔ لیکن چونکہ میں یہ عظیم جادو پہنے ہوئے ہوں اس لئے مجھے قتل کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

اسلوپوگاس نے کوئی جواب نہ دیا چنانچہ میں نے کہا۔

"اچھا اب میرے شمال کے اس سفر کے متعلق کیا کہتے ہو؟ اگر میں اس سفر

پرسوانہ ہوا تو کیا تم میرا ساتھ نہ دو گے؟"

اسلوپگاس اٹھا اور چوپایوں کی طرح ہاتھوں اور پیروں کے بل چلتا جھونپڑی سے باہر رینگ گیا۔ شاید یہ دیکھنے کے لئے کہ کوئی ہماری باتیں تو نہیں سن رہا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ واپس آیا اور کہا کہ رات شفاف تھی حالانکہ افق پر طوفانی بادل چھا رہے تھے۔ یہ ذومعنی استعارہ تھا جس کا مطلب، میں نے سمجھ لیا، یہ تھا ہم کھل کر گفتگو کر سکتے تھے البتہ خطرہ کہیں دور گرج رہا تھا۔

"ٹھیک ہے" میں نے کہا "چنانچہ اب ہم کھل کر اور صاف صاف باتیں کر سکتے ہیں اور تم تو جانتے ہی ہو کہ زدلولینڈ میں کبھی کسی نے میکومبزین کی شرافت اور خلوص پر شک نہیں کیا۔ چنانچہ سردار ٹلاؤلو! اگر تم کچھ کہنا چاہتے ہو تو فوراً کہو کیونکہ میں تھکا ہوا ہوں اور کھانا کھا کر سو جانا چاہتا ہوں۔"

"اچھا میکومبزین۔ سنو۔ یہ کہنا ہے مجھے۔ یہ سچ ہے کہ میں نے زدلولینڈ کا تخت حاصل کرنے کی سازش کی تھی کیونکہ میں اس کا بیٹا ہوں۔ جو تخت پر بیٹھنے والے سے بہت زیادہ بڑا تھا۔ ہاں میکومبزین یہ سچ ہے کیونکہ میں اس چھوٹی اور معمولی سرداری سے تھک گیا ہوں۔ اس کے علاوہ یہ بھی سچ ہے کہ میں زیکالی کی مدد سے اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہوتا کیونکہ تم جانتے ہو زیکالی کو شاہی گھرانے کے ہر فرد سے سخت نفرت ہے لیکن وہ مجھ سے نفرت نہیں کرتا حالانکہ میں بھی شاہی گھرانے سے ہی ہوں۔ شاید اس لئے کہ خود میں نے شاہی خاندان کے خلاف بغاوت کی تھی۔ لیکن زیکالی کے پیغام سے اور میری بیوی سونازکہ کے عجیب الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ مجھ سے فریب کیا جا رہا ہے اور مجھ سے غداری کی گئی ہے چنانچہ کل رات یا کل رات یا آئندہ چاندنی رات بادشاہ کے جلاد میرے سر پر ہوں گے اور اس سے پہلے کہ میں ان کے مددگاروں وہ میرا خاتمہ کر دیں گے۔"

- لیکن اسلوپوگاس! کس نے غداری کر کے تمہاری سازشیں کھول دیں؟
میں نے پوچھا۔

- میری اس بیوی نے جس کا نام مونازی ہے۔ کم سے کم میرا تو یہی خیال ہے
سیکومیزن۔ اور اس کے ساتھ لوسٹا نے جو میرا خون بدل بھائی ہے اور جس پر
مونازی نے اپنا جال پھینکا ہے اور مجھ سے بے وفائی کی ہے۔ چنانچہ اب یلوشا،
جو مونازی سے محبت کرتا تھا، میری بیوی کو اس کے ساتھ ہی میری سرداری کو حاصل
کرنا چاہتا ہے۔ اب بتاؤ کہ میں کیا کروں کہ تمہاری آنکھیں اندھیرے میں بھی
دور تک دیکھ سکتی ہیں؟

چند لمحوں تک غور کرنے رہنے کے بعد میں نے جواب دیا۔

- اسلوپوگاس! اگر تمہاری جگہ میں ہوتا تو شاید میں اس لوسٹا کو اپنی جگہ
عارضی طور پر سردار بنا کر شمال کی طرف کے سفر پر چلا جاتا۔ اس کے بعد اگر
خطرہ اس عظیم گھرانے کی طرف سے آتا جہاں بادشاہ بیٹھا ہوا ہے تو اس کا نشانہ لوسٹا
بنتا جو بتاتا کہ کلہاڑے والے بے قصور رہیں اور یہ کہ تم دور سفر پہ گئے ہوئے ہو۔
یہ بڑے مرکے کی بات کہی ہے تم نے سیکومیزن۔ یہ تم نہیں بلکہ زکالی کا عظیم
جادو بول رہا ہے۔ اگر میں شمال کی طرف چلا گیا تو کون کہے گا کہ میں سازشیں کر رہا
تھا اور اگر میں نے اپنے ہی غدار خون بدل بھائی کو اپنی جگہ بٹھا دیا تو کون کہے گا کہ
میں نے شاہی گھرانے سے غداری کی ہے؟ واہ! بہت اچھا مشورہ ہے۔ اچھا!
اب مجھے اس سفر کے متعلق بتاؤ۔

چنانچہ میں نے اسے ساری باتیں بتا دیں حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ اس
وقت تک اس سفر پہ جانے کا قطعی میرا کوئی ارادہ نہ تھا کیونکہ میں اسلوپوگاس کے
کرال میں اتفاق سے پہنچ گیا تھا اور اتفاق سے اسلوپوگاس کو وہ پیغام سنایا تھا

جونکال نے مجھے دیا تھا۔

"تو میکو میزن تم اس سفید فام ساحرہ سے" جونکال کے بقول "دور شمال میں رہتی ہے روحوں کے متعلق پوچھنے جا رہے ہو۔ اب میں بھی، حالانکہ تم میری اس بات کا یقین نہ کرو گے کیونکہ میں سیاہ فام ہوں، ان لوگوں کے متعلق معلوم کرنا چاہتا ہوں جو مر گئے ہیں۔ ہاں میری جوانی کی ایک بیوی کے متعلق جو ایک وقت میری بیوی، بہن اور دوست تھی جسے میں دنیا کی ہر چیز سے زیادہ چاہتا تھا۔ اس کے علاوہ میں اپنے ایک بھائی کے متعلق بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں جس کا نام میں نہیں لوں گا لیکن جو میرے ساتھ جھاڑیوں پر حکومت کرتا تھا اور جو اس سامنے والے چڑیل پہاڑ پر جنگ میں مارا گیا۔ میں اپنے اس بھائی اور اپنی جوانی کی اس بیوی کے متعلق رات دن سوچا کرتا ہوں اور انھیں نہ بھولا ہوں اور نہ کبھی بھلاؤں گا۔ چنانچہ اب میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ دونوں کسی دوسری دنیا میں زندہ ہیں کہ نہیں اور یہ کہ جب میں مر جاؤں گا* اور میکو میزن میں ایک سپاہی کی موت مرنا چاہتا ہوں، تو دوسری دنیا میں ایک بار پھر ان سے مل سکوں گا کہ نہیں۔ اب سمجھے تم اسے باسبایا شب؟"

"ہاں، سمجھا" میں نے کہا کیونکہ اس کا معاملہ بھی میرے معاملے سے ملتا جلتا ہی تھا۔

"ہو سکتا ہے" اس نے کہا "کہ مرنے کے بعد دوسری دنیا میں پہنچنے اور زندہ

---

* میں کا نام قاتل ہی تھا اس کے کارناموں کے لئے ملاحظہ ہو ناول "ہولی فلاور" مطبوعہ نسیم بکڈپو لکھنؤ — مترجم

دھمکی باتیں خرافات ہوں اور ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد سارا معاملہ بس ختم تک ہو جاتا ہو۔ اس کے باوجود ہمارا یہ سفر دلچسپ اور یادگار ہوگا کیونکہ اس میں ہم بڑے بڑے کارنامے انجام دیں گے۔ اور خوب بہت سی جنگوں میں حصہ لیں گے کیونکہ زندولینڈ میں مشہور ہے کہ سکندر جہاں بھی جاتا ہے یہ دونوں چیزیں ساتھ لے کر جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مناسب ہوگا کہ کچھ عرصے کے لئے میں زندولینڈ چھوڑ دوں کیونکہ میں جال میں پھنس کر لومڑی کی موت مرنا نہیں بلکہ جنگ میں سپاہی کی موت مرنا پسند کرتا ہوں۔ آخر میں یہ کہ ہم دونوں میں خوب نبھے گی حالانکہ کبھی کبھی میرا غصہ بڑی تیزی دکھانے لگتا ہے لیکن مصیبت میں ہم ایک دوسرے کا ساتھ نہ چھوڑیں گے لیکن تمہارے اس زردرو بندر کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے اور میرے تعلقات کیسے ہوں گے :

ـ اس کی دوسری دنیا میں لیا ہوا" میں نے جواب دیا "نہیں بے حد وفادار آدمی ہے اور جب شراب سے دور ہو تو بے حد ہوشیاری اور عیاری کا ثبوت دیتا ہے"

اس کے بعد ہم اپنے سفر کا نقشہ بناتے اور اس کی تیاریوں کے متعلق باتیں کرتے رہے اور یہ طے کرتے رہے کہ اس سفر پر روانہ ہونے کے لئے ہمیں کب اور کہاں ملنا ہے۔

رات گئے تک ہم باتیں کرتے رہے اور پھر میں اٹھ کر سونے چلا گیا

چوتھا باب

شیر اور کلہاڑا

دوسرے دن علی الصبح میں اسلوپوگامن سے رسمی طور سے رخصت ہوا وداع الوداع کہہ کر کلہاڑے والوں کے کرال سے روانہ ہوگیا۔ جانے سے پہلے میں نے اسلوپوگامن کو مخاطب کرکے (بلند آواز میں تاکہ سب سن لیں) یہ کہا کہ چونکہ دریا ب تک چڑھے ہوئے ہیں اس لئے میں زولولینڈ کے شمالی حصے کی طرف جا رہا ہوں اور اس وقت تک اسی طرف تجارت کرتا رہوں گا جب تک کہ موسم مناسب اور دریا پایاب نہیں ہو جاتے۔

لیکن میرے اور اسلوپوگامن کے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ آئندہ پورے چاند کی رات کو، جو چار ہفتوں بعد پڑتی تھی، ہم ایک چھوٹی چوڑی وادی کے اس پہاڑ کے دامن میں ملیں گے جس سے ہم دونوں واقف تھے۔ اور جو شمال کی طرف اور زولولینڈ کی سرحد سے باہر تھا۔

چنانچہ میں شمال کی طرف چلا اور میرا یہ سفر بڑا سست تھا کیونکہ بیلوں کو تھکنے نہ دینے کے خیال سے میں آہستہ آہستہ سفر کر رہا تھا۔ اس کے علاوہ میں راستے میں پڑتے ہوئے کرالوں میں ٹھہر کر تجارت کرتا جا رہا تھا۔ اس کی تفصیلات بیان کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اتنا ضرور بتا دوں کہ اس سفر میں مجھے جتنا منافع ہوا پچھلے کئی برسوں سے نہ ہوا تھا۔ میرا سارا سامان تو بہر حال فروخت ہو چکا تھا اور میں چونکہ قرض پر تجارت کیا کرتا تھا اس کے علاوہ زولولینڈ میں میری

ساکھ بیٹھی ہوئی تھی اور کوئی میری ایمانداری پر شک نہ کر سکتا تھا اس لئے
میں نے بے حد عمدہ مویشیوں کا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہاتھی دانت کا بھی
کافروں سے سودا کیا اور یہ ہاتھی دانت مجھے اتنا سستا ملا کہ میں یہ سوچنے پر
مجبور ہو گیا کہ یہ چوری کا مال تھا ۔

ہم نے یہ سارا مال، یعنی مویشی اور ہاتھی دانت، اپنے ایک سفید فام
دوست کے پاس، جس پر مجھے بھروسہ تھا، ناتال بھیج دیا اور یہ مال بڑی
اچھی قیمت پر فروخت ہوا ۔

حقیقت یہ ہے کہ اس سفر میں خوش قسمتی نے میرا ایسا ساتھ دیا تھا کہ اگر
میں بنیئر کی طرح ضعیف الاعتقاد ہوتا تو میں بھی اسے زکالی کے 'عظیم طلسم'
کا ہی اثر سمجھتا ۔ لیکن میں جانتا تھا کہ یہ ایک اتفاق تھا اور تاجر کی زندگی
میں ایسے اتفاقات ہوتے ہی ہیں ۔ چنانچہ اس خوش قسمتی کو بھی میں نے اپنے
شانے اچکا کر قبول کر لیا جس طرح کہ میں اپنی بدقسمتی اور نقصان کو بھی قبول
کر لیا کرتا تھا ۔

اس سفر میں صرف ایک ناخوشگوار واقعہ ہو گیا ۔

ایک دن زنختہ بادشاہ کے پانچ سپاہی ایک مشہور اندونا آنا دمینو کی
افسری میں میرے پڑاؤ میں گھس آئے اور میرے چھکڑے کی
تلاشی لینے پر مصر ہو گئے ۔ میرا خیال تھا کہ وہ اس ہاتھی دانت کے لئے میرے
چھکڑے کی تلاشی لینا چاہتے تھے جو میں نے بے حد سستے داموں خرید کر ناتال
کی طرف روانہ کر دیا تھا ۔ لیکن نہ تو انھوں نے ہاتھی دانت کا ذکر کیا اور نہ ہی
میری کسی چیز کو اپنے قبضہ میں کیا ۔

مجھے اس پر بڑا غصہ آیا اور میں بادشاہ کے اندونا پر خوب خفا ہوا۔ جنگلی

میں وہ معافی مانگتا رہا اور کہا کہ اس نے جو کچھ کیا بادشاہ کے حکم سے کیا۔ باتوں باتوں میں اس کے زبان سے نکل گیا کہ اسے ایک سازشی کی تلاش تھی جو، بادشاہ کے خیال میں شاید میرے ساتھ ہو اور جسے میرے اس کھلنڈرانہ طبیعت سے واقف ہوتے بغیر اپنے ساتھ لے لیا ہو۔ اس نے کہا کہ یہ سازشی (جس کا نام اس نے نہ بتایا) بے حد خطرناک آدمی ہے اور اسی لئے وہ، یعنی انڈوآنا، اپنے ساتھ سپاہیوں کا پورا دستہ لے کر آیا تھا۔

انڈوآنا کی اس بات پر مجھے فوراً اسلوپوگاس کا خیال آگیا اور میں نے سوچا کہ یہ سازشی یقیناً وہی تھا۔ لیکن میں نے اس کے متعلق نہ تو کچھ کہا اور نہ ہی اپنے بشرے سے ظاہر کیا کہ میں اس کا اشارہ سمجھ گیا ہوں۔

"مجھے کسی بھی سازشی سے کوئی واسطہ نہیں" میں نے شانے اچکا کر کہا۔ "اور نہ میں اس قسم کے آدمیوں کو اپنے ہمراہ رکھتا ہوں۔"

لیکن انڈوآنا کو اب بھی اطمینان نہ ہوا چنانچہ وہ میرے سفر کے متعلق سوالات پوچھنے لگا کہ میں اپنے زولولینڈ کے اس سفر میں کس طرف گیا تھا اور میں نے کہاں کہاں قیام کیا تھا۔

مجھے یقین تھا کہ یہ شخص اسلوپوگاس کے کرال میں میرے قیام کے متعلق ضرور جانتا ہوگا۔ چنانچہ میں نے بے حد صاف گوئی بے خوفی سے کام لیتے ہوئے دوسری باتوں کے ساتھ اسے یہ بھی بتا دیا کہ میرا قیام کلہاڑے والوں کے کرال میں بھی رہا تھا۔

"اور وہاں تم کلہاڑے والوں کے سردار اسلوپوگاس سے، جو خونریزی کے کاموں سے مشہور ہے، ملے تھے؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔ اور یہ میری اس سے پہلی ملاقات تھی" میں نے جواب دیا۔

"تمہارے خیال میں کیسا آدمی ہے وہ ؟"

"مجھ کو وہ بے حد غیر معمولی قسم کا انسان معلوم ہوا"

"ہاں تم نے سچ کہا۔ لیکن یہ تم شاید نہیں جانتے کہ وہ کہاں تک غیر معمولی ہے"
انڈوآنا نے سر ہلا کر معنی خیز انداز میں جواب دیا۔

اور اب اس نے پوچھا کہ "خونریز" اس وقت کہاں تھا۔

"یہ میں کیسے کہہ سکتا ہوں ؟" میں نے جواب دیا "بہر حال جب میں وہاں
سے چلا تھا تو اس وقت وہ اپنے کرال ہی میں تھا اور اب بھی وہیں ہوگا"

"وہ وہیں نہیں ہے" انڈوآنا نے بے قراری سے کہا۔

میں خاموش اور بے تعلق رہا۔

"وہ اپنے کرال میں نہیں ہے" انڈوآنا نے پھر کہا "بلکہ وہ ایک شخص لوسنا
اور اپنی بیوی موزانزی کو اپنا قائم مقام بنا کر چلا گیا ہے اور یہ کہہ کر گیا ہے
کہ وہ ایک سفر پر جا رہا ہے اور یہ کہ اس کی واپسی تک یہ دونوں ہی کرال
کا انتظام وغیرہ کرتے رہیں گے"

میں نے ایک جمائی لی تاکہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اسے "خونریز" اور اس
کے معاملے سے بھی کوئی دلچسپی نہیں اور یہ کہ میں تھک گیا ہوں۔

"مناسب ہوگا کہ تم میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلو" انڈوآنا نے کہا۔

میں نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اور" وہ بولا "بادشاہ کے سامنے یہ ساری باتیں دہراؤ جو مجھ سے
کہی ہیں"

"میرے دوست! مجھے افسوس ہے کہ میں تمہارے بادشاہ کے پاس
نہیں جا سکتا" میں نے جواب دیا۔

"کیوں نہیں جا سکتے ؟"

"اس لئے کہ میں اپنا سارا سامان بھیج چکا ہوں اور اب ہاتھیوں کے شکار کے لئے شمال کی طرف جا رہا ہوں۔"

"ہاتھیوں کی عمر بڑی لمبی ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر تم بادشاہ کے پاس چلے تو وہاں سے واپس لوٹنے تک ہاتھی مر نہ جائیں گے۔" وہ گستاخ بولا۔

اس پر ہم دونوں میں بحث چل نکلی جس میں لحظہ بہ لحظہ گرمی آتی چلی گئی اور ہم دونوں کی آواز بلند سے بلند تر ہوتی گئی اور اس کا انجام یہ ہوا کہ انڈوآنا نے یہ دھمکی دی کہ اگر میں اپنی مرضی سے نہ چلا تو وہ جبراً مجھے بادشاہ کے پاس لے جائے گا۔

میں خاموش بیٹھ رہا کیونکہ میری سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ اب میں کیا کروں یا کیا کہوں۔ اسی اثنا میں میں اپنا پائپ سلگانے کے لئے الاؤ میں سے جلتی ہوئی ٹہنی اٹھانے کے لئے آگے کی طرف جھکا۔ میری قمیص کے بٹن تمام کھلے تھے چنانچہ یوں ہوا کہ میرے اس طرح جھکنے سے زکالی کا وہ چھوٹا سا بت جو میری گردن میں پڑا تھا اور سینے پر لٹک رہا تھا، قمیص کے کھلے ہوئے گریبان میں سے نمودار ہو گیا۔

اسے دیکھتے ہی انڈوآنا کی آنکھیں خوف سے پھٹ گئیں۔

"وہ جھنک نواسے" اس نے کانپتی ہوئی آواز اور سرگوشی میں کہا "چھپالو اسے مبادا یہ مجھ پر سحر کر دے۔ بلکہ میں تو محسوس کرنے لگا ہوں جیسے مجھ پر سحر کیا جا رہا ہے۔ یہ تو ــ یہ تو ــ وہ زبردست اور عظیم طلسم ہے۔"

"میرے دوست!" میں نے جماہی لے کر بے پروائی سے کہا۔ "اگر تم نے مجھے بادشاہ کے پاس چلنے اور اس ایک ہفتے کے بے کار سفر پر مجبور کیا تو میرے

معاملات میں دخل دیا تو بے شک یہ عظیم طلسم تمہارے ساتھ وہی کرے گا جس سے تم ڈرتے ہو۔"

اور میں نے اپنا ہاتھ زکائی کے بت کی طرف اٹھایا۔

"میکومیزن!" انڈوانا نے خوفزدہ آواز میں کہا۔ "میرے خیال میں تمہارا بادشاہ کے پاس چلنا ضروری نہیں ہے۔ بہرحال جا کر بادشاہ سے کہہ دوں کہ تم اس سازش کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔"

اور وہ بوڑھا لیشہ پاؤں اور تیزی سے رخصت ہوا کہ مجھے سلام کرنا اور الوداع کہنا بھی بھول گیا۔

دوسرے دن علی الصباح میں بھی روانہ ہو گیا اور فرصت سے سفر کرتا ہوا زولولینڈ کی حدود سے نکل گیا۔

موسم جو ایک دم سے بگڑ گیا تھا اب اسی طرح ایک دم سے خشک اور خوشگوار ہو گیا چنانچہ میں بغیر کسی دقت اور حادثے کے اس چپٹی چوٹی والے پہاڑ تک پہنچ گیا جہاں اسلوپوگاس سے ملنا طے پایا تھا۔ یہ پہاڑ گھنے جنگل سے گھرا ہوا تھا چونکہ اس پر سے اترتے ہوئے بے شمار چشمے اور بعض بارشوں میں اس پر سے بصورت سیلاب اترتا ہوا پانی اس جنگل کو سیراب کیا کرتا تھا۔

اس گھنے جنگل میں سے، جس میں شکار کی بہتات تھی گزر کر ہم پہاڑ کی مشرقی پہلو میں پہنچ گئے اور وہاں پڑاؤ ڈال دیا ۔ پورے چاند کی اس رات کو جس رات اسلوپوگاس آنے والا تھا، ابھی پانچ دن باقی تھے۔

میں یہاں پہنچ تو گیا تھا لیکن یقین نہ آتا تھا کہ اسلوپوگاس مجھ سے بعد

آجائے گا ۔ اوّل تو اس لئے کہ میرا خیال تھا کہ اس نے شاید میرے ساتھ اس احمقانہ مہم پر جانے کا ارادہ بدل دیا ہو اور دوم اس لئے کہ مجھے توقع تھی کہ وہ شاید بادشاہ سے ملنے ، میرا مطلب ہے اپنی مرضی کے خلاف ، چلا گیا ہوگا جس طرح کہ خود مجھے اس کے لئے مجبور کیا گیا تھا یا بادشاہ کے پاس جبراً لے جانے کی دھمکی دی گئی تھی ۔ یہ بات تو اب ظاہر ہو چکی تھی کہ وہ شاہ زولو کاٹو وایو کے خلاف سخت اور خطرناک قسم کی سازش کر رہا تھا اور اس میں اس بوڑھے عیار زکالی کا ہاتھ شریک تھا یا پھر اس کا ہتھیار بنا ہوا تھا ۔ پھر یہ بھی ظاہر تھا کہ اس کی اس سازش کا بھانڈا پھوٹ گیا تھا چنانچہ اب بادشاہ کے سپاہیوں کو اس کی تلاش تھی ۔ نتیجہ اس کا یہ کہ اس صورت میں وہ شاید ہی صحیح سلامت زولینڈ سے گزر اور نکل سکتا تھا ۔ چنانچہ اس طرح میں نے دو اور دو کو ملا کر چار کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میں اس عجیب سردار کو جس کا نام اسلوپوگاس اور لقب "خونریز" اور "کلہاڑے بردار" تھا اور اس کے خوفناک کلہاڑے "کراہیں پیدا کرنے والے" کو اب کبھی نہ دیکھ سکوں گا ۔

اور سچ تو یہ ہے کہ اس خیال سے مجھے یک گونہ مسرت حاصل ہوئی حالانکہ ابتدا میں مجھے ذرا جوش آگیا اور شوق بڑھ گیا تھا لیکن میں یہ احمقانہ سفر کرنا نہ چاہتا تھا ۔ اور ظاہر یہ احمقانہ ہی سفر تھا ۔ کیونکہ اول تو وہ علاقہ ہی گمنام اور انجان تھا جس طرف مجھے جانا تھا اور پھر اس سفید نام ساحرہ کا وجود محض روایتی تھا ۔ پھر زکالی نے اس کا ذکر کیا تھا اور بقول اس کے اس ساحرہ سے خواب میں ملاقات کی تھی ۔

ظاہر ہے کہ یہ کوئی ثبوت نہ تھا۔ زکالی ایک ہی عیار اور چالاک بوڑھا تھا اور یہ میں جانتا تھا۔

لیکن، یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ میں اپنی مرضی کے خلاف اس مہم پر گیا دھکیل دیا گیا تھا لیکن اگر اسلوپوگاس نہ آیا تو میں آزاد ہوں گا اور پھر مزے سے ناٹال کی طرف لوٹ جاؤں گا لیکن ناٹال لوٹنے سے پہلے تو میں تھوڑا سا شکار کروں گا کیونکہ اس طرف کے جنگل میں ہاتھی بہت تھے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہاں پہنچتے ہی میں ہاتھیوں کا شکار کرنے کے لیے تیار ہو گیا تھا لیکن ہینس نے کہا کہ چونکہ ہم شمال کی طرف اور ایک لمبے سفر پر جا رہے ہیں اس لیے ہاتھی دانت اپنے ساتھ لے جانا ہمارے لیے ممکن نہ ہوگا خصوصاً اس لیے کہ ہم اگر اپنا چھکڑا کہیں راستے میں ہی چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ ہینس کا یہ مشورہ مناسب تھا اور پھر میں پیشہ ور شکاری ہوں چنانچہ محض [illegible] کی خاطر کسی بھی جانور کو مارنا مناسب نہیں سمجھتا چنانچہ ہاتھیوں کے شکار کا ارادہ فی الحال میں نے ترک کر دیا۔

چنانچہ اس چھوٹی چوٹی والے پہاڑ کے قدموں میں پڑاؤ ڈال کر میں جب آرام کرنے لگا اور بیلوں کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ اور یہاں، درختوں کی قطار سے اوپر اور پہاڑ کی ڈھلان پر بہت زیادہ اور بہت عمدہ گھاس اُگ رہی تھی اور پانی کی بھی کوئی کمی نہ تھی کیونکہ ہمارا پڑاؤ ایک چشمے کے کنارے پر تھا۔

کسی زمانے میں یہاں کافروں کی کوئی بستی یا کرال رہا ہوگا جسے زلوؤں نے صاف کر دیا ہوگا کیونکہ مجھے گھاس میں انسانوں کی ہڈیاں پڑی ہوئی ملیں جو موسموں کے ردو بدل سے کالی پڑ گئی تھیں۔ اس کے علاوہ اس بستی کے، جو اب مٹ چکی تھی، مویشیوں کے کرال کے آثار موجود تھے اور یہ کرال اتنی اچھی حالت میں تھا کہ اس کی دیوار میں یہاں وہاں چند پتھر رکھ کر اور اس کے پھاٹک کو

کاٹی ہوئی خاردار جھاڑیوں سے بند کرکے ہم اس میں اب بھی اپنے پہلی رات
کے وقت بند کر لیتے تھے اور یہی میں نے کیا کیونکہ میں نے سوچا کہ شاید اس جنگل میں
شیر بھی ہوں حالانکہ میں نے یہاں شیر تو کہیں دیکھے اور نہ ہی ان کی آواز سنی۔

چنانچہ یہاں ہمارے دن بڑے اطمینان اور مزے سے گزرتے رہے کیونکہ
خوراک کا کوئی مسئلہ ہی نہ تھا۔ جب بھی ہمیں گوشت کی ضرورت ہوتی میں بندوق
اٹھا کر پڑاؤ سے چند گز آگے اور چشمے پر چلا جاتا اور ایک آدھ گدھا یا بارہ
سنگھا مار لاتا۔ یہ جانور اس چشمے پر گرد و نواح سے پانی پینے آیا کرتے تھے۔

چنانچہ یوں دن گزرتے رہے یہاں تک کہ پورے چاند کی رات آگئی اور
سچ تو یہ ہے کہ اس سے بھی مجھے یک گونہ مسرت حاصل ہوئی کیونکہ اب میں
بیزار ہونے لگا تھا۔ ویسے تو یہاں ہر طرح کی آسانیاں اور آرام میسر تھا لیکن
آپ جانئے جس شخص کی زندگی مسرت گزری ہو اور جو اس قسم کی زندگی کا
عادی ہو اس کے لئے زیادہ آرام تکلیف دہ اور بیزار کن معلوم ہوتا ہے اور
میرے پیر میں تو چکر ہی ہے کہ میں کسی ایک جگہ زیادہ ٹک کر نہیں رہ سکتا۔

آتش مزاج اسلوپوگاس کا کچھ پتہ نہ تھا چنانچہ میں نے فیصلہ کیا کہ دوسرے
دن میں ہاتھیوں کے شکار کو نکل جاؤں گا اور چند ہاتھی مارنے اور ہاتھی دانت
حاصل کرنے کے بعد، یا اگر ہاتھی نہ مار سکا تب بھی، نٹال کی طرف روانہ ہو جاؤں
بیکار پڑے رہنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔

پورا چاند نکل آیا اور اس کی روشنی پہاڑ، گھنے جنگل اور گھاس کے میدان پر
بکھر گئی۔ بے حد خوبصورت لیکن ساتھ ہی ساتھ مہیب منظر تھا۔ اس منظر کی خوبصورتی
اور ہیبت کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے کسی دور افتادہ ویران اور گھنے
جنگل میں ساری رات گزاری ہو۔

چاند اور جنگل کی طرف بہت دیر تک دیکھتے رہنے کے بعد میں پڑاؤ میں آیا اور کچھ دیر تک جاگتے رہنے کے بعد سو گیا۔

ایک یا شاید دو گھنٹوں کے بعد مویشیوں کے کرال کی طرف سے آتی ہوئی چند آوازوں کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں آنکھیں کھولے اور کان لگائے سنتا رہا لیکن چونکہ یہ آواز یا آوازیں پھر سنائی نہ دیں اس لئے میں نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔

لیکن ایک بے چین کر دینے والے خیال کی وجہ سے میں نے ایک بار پھر آنکھیں کھول دیں۔ اس دفعہ ذرا چونک کر میں سوچنے لگا کہ میں نے مویشیوں کے کرال کا دروازہ بند کیا تھا کہ نہیں۔ یہ اسی قسم کا بے چین کر دینے والا خیال تھا جو کبھی آپ کو بھی آیا ہوگا اور آپ سردیوں کی کسی یخ بستہ سرد رات میں اپنے گرم بستر سے یہ دیکھنے کے لئے نکلے ہوں گے کہ آپ نے دوسرے کمرے کی بجلی کھلی تو نہیں چھوڑ دی [illegible] ہر دفعہ آپ نے دوسرے کمرے میں پہنچ کر ہی دیکھا ہوگا کہ بجلی بند تھی۔

بہرحال ایسا ہی خیال مجھے آیا اور میں نے سوچا کہ اگر کرال کا دروازہ بند کیا گیا تھا تو پھر یقیناً ٹھیک سے بند نہ کیا گیا تھا اور اب مویشی جھاڑیاں ہٹا کر کرال سے باہر نکل رہے تھے اور آواز شاید اسی کی تھی۔

”مناسب ہوگا کہ میں چل کر دیکھ لوں“ میں نے سوچا۔

چنانچہ میں نے بستر سے نکل کر جوتے اور کوٹ پہنا، اپنی ایک نالی والی چھوٹی رائفل اٹھائی جس سے میں چھوٹی قسم کے جانوروں کا شکار کیا کرتا تھا اور زائد کارتوس لئے بغیر اور ہنیس یا کسی اور کو جگائے بغیر مویشیوں کے کرال کی طرف چل دیا۔

مویشیوں کے کرال کے دروازے کے قریب، اس کے عین سامنے اور اس پر اپنی ٹہنیاں پھیلائے انجیر کے سے بڑے بڑے پتوں والا ایک درخت تھا۔ اس درخت کے اندھیرے سائے میں سے گزر کر میں نے دیکھا کہ کرال کا دروازہ ٹھیک سے بند تھا اور اب مجھے یاد آیا کہ سورج غروب ہونے کے فوراً بعد میں آکر دیکھ گیا تھا کہ دروازہ بند تھا۔

چنانچہ اب میں لوٹا لیکن ابھی میں دو تین قدم ہی گیا ہوں گا کہ میں ٹھٹک گیا۔ کرال کی دیوار کی چوٹی پر میرے سب سے چھوٹے بیل، جو دیو مویشیوں کی نسل سے تھا، کا سر نمودار ہو گیا۔ اس میں کوئی حیرت انگیز بات نہ تھی اور نہ ہوتی جبکہ یہ سر مردہ بیل کا نہ ہوتا۔ بے شک بیل مردہ تھا کیونکہ اس کی آنکھیں بند تھیں اور زبان باہر لٹک رہی تھی۔

"یہ کیا بلا ہے۔" میں نے بڑبڑانا شروع کیا۔

لیکن فوراً ہی خاموش ہو گیا کیونکہ فوراً ہی ایک دوسرا سر نمودار ہوا یہ ایک بہت بڑے شیر کا سر تھا۔ اور اتنا بڑا شیر میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا جس نے بیل کو گردن سے دبوچ رکھا تھا اور اپنی زبردست جسمانی قوت سے، جو قدرت نے اس درندے کو عطا کی ہے، وہ بیل کو اپنی کمر پر لادے ہوئے اوپر اٹھا رہا تھا کہ اسے دیوار کی چوٹی پر لانے کے بعد باہر پھینک دے اور خود نیچے کود کر اپنے شکار کو گھسیٹ لے جائے اور کہیں بیٹھ کر اطمینان سے کھائے۔

اب آپ ذرا اس منظر اور خود میری حالت کا تصور کیجئے۔ وہ زبردست شیر مجھ سے صرف بارہ فٹ دور تھا۔ یہاں تک تو ٹھیک تھا لیکن ستم یہ ہوا کہ اس کمبخت نے مجھے دیکھ لیا اور وہ وہیں ٹھٹھک گیا لیکن بیل کو اس نے اب بھی نہ چھوڑا۔

— واہ! ایلن کواٹر مین کو ایسا موقع ملے اور وہ اس سے فائدہ نہ اٹھائے
آپ یقیناً دل میں کہہ رہے ہوں گے۔ اس نے یقیناً شیر کو وہیں ڈھیر کر دیا ہو گا:
اور اگر آپ میرے کارناموں کے ذریعہ مجھ سے واقف ہیں تو بے شک
آپ کا یہ خیال غلط بھی نہیں۔ اور ایسا ہو بھی ہوتا اور میں نے اس چھوٹی رائفل
سے اس شیر کو ٹھکانے لگا دیا ہوتا کیونکہ میں اس رائفل کی گولی بھی شیر کے حلق
کے نرم حصے میں داخل کر کے اس کے دماغ تک پہنچا سکتا تھا۔ بظاہر تو
پر یہ کام بے حد آسان معلوم ہوتا ہے۔ اور میرے لئے یہ کام آسان بھی تھا
حالانکہ یہ اور بات ہے کہ شیر کو دیکھتے ہی میں لمحہ بھر کے لئے بت بن گیا تھا۔ لیکن
پھر سنبھل کر جب میں نے رائفل اٹھا کر اپنے شانے سے لگائی تو اس وقت مجھے
یقین تھا کہ میں شیر کو مار گراؤں گا خصوصاً اس لئے کہ خود شیر مجھے دیکھ کر جہاں
تھا وہیں ٹھٹھک گیا تھا اور اس قدر بے حرکت تھا کہ بے حد آسان نشانہ بنا ہوا
تھا۔

اور پھر وہ خلاف توقع بات ہوئی جو ایسے وقت عموماً اور شکار میں خصوصاً
ہو جاتی ہے۔

میں نے لبلبی دبائی، دھماکا ہوا، گولی چلی لیکن وہ شیر کے لگنے کے بجائے
مردہ بیل کے سینگ کی نوک پر لگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا اس لئے ہوا کہ
عین اس وقت بیل کا سر ذرا ڈھلک گیا تھا اور اس کا سینگ شیر کے حلق کے
سامنے آگیا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ گولی نے سینگ سے ٹکرا کر اپنا رخ بدلا اور شیر کے حلق
میں اترنے کے بجائے اس کی گردن پر کی کھال بہت گہرائی تک ادھیڑتی ہوئی
نکل گئی۔ شیر کے تن بدن میں آگ لگ گئی، وہ پاگل ہو گیا —

اس نے بیل کو چھوڑ دیا اور ایک دل دہلا دینے والی دھاڑ کے ساتھ اس نے دیوار پر سے سیدھے میرے سر پر چھلانگ لگا دی۔ مجھے یاد ہے کہ ہوا میں گویا تیر کی طرح میری طرف آتا ہوا شیر اس وقت بے حد خوفناک معلوم ہو رہا تھا خصوصاً اس لئے کہ اس نے اپنا غار سا منہ پوری طرح سے کھول رکھا تھا اور اس کے خونخوار دانت برہنہ تھے۔

میں پھرتی سے کئی قدم پیچھے اور ایک دو قدم ایک طرف ہٹ گیا کیونکہ اپنے آپ کو بچانے کے لئے میں اب یہی کر سکتا تھا اور اس وقت بھی میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ زکائی کا "تعلیم طلسم" محض بیکار ہے جو مجھے اس شیر سے نہیں بچا سکتا۔

شیر میرے قریب گرا اور پھر مجھے سر سے پیر تک ادھیڑ ڈالنے کے لئے اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا تو وہ میرے قد سے بلند تھا اور پھر میں نے ایک عجیب بات دیکھی۔

چاندنی میں ایک کالا سا سایہ میرے قریب سے تیر کی طرح نکلا چلا گیا۔ میں نے صرف یہ دیکھا یا دیکھ سکا کہ یہ سایہ ایک بلند کئے ہوئے بڑے سے کلہاڑے کا تھا۔ شاید اس لئے کہ کلہاڑا بلند کرنے والے سے پہلے خود کلہاڑے کا سایہ زمین پر پڑا تھا۔

کلہاڑے کا سایہ جھکا، گرا اور اس کے ساتھ دوسرا سایہ زمین پر گرا۔ یہ پچھلی ٹانگوں پر کھڑے ہوئے شیر کا ایک اگلا پنجہ تھا جو کٹ کر گرا تھا۔ دوسرے لمحے خوفناک گرج سے جنگل گونج گیا۔ اور پھر دو سائے چپک پھیریاں کھانے لگے۔ اور پھر میں نے ایسا ہنگامہ دیکھا کہ شاید آئندہ کبھی نہ دیکھ سکوں گا۔

ایک بلند قامت اور بے حد لمبا نظر آتا ہوا سیاہ فام اس شیر سے جنگ

کر رہا تھا۔ جس کا ایک پنجہ غائب تھا لیکن جواب بھی اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا اپنے سالم پنجے سے سیاہ فام پر تھپڑ چلا رہا تھا۔

سیاہ فام، جو حیرت انگیز حد تک خاموش تھا غوطہ مار کر شیر کا وار بچا گیا اور ساتھ ہی اپنے کلہاڑے سے شیر پر وار کیا جو شیر کے سینے پر پڑا۔ یہ وار ایسا تھا کہ شیر تڑپتا گرا کیونکہ اس کا ایک پنجہ پہلے ہی سے کٹ گیا تھا۔

کلہاڑا پھر بلند ہوا اور اس سے پہلے کہ شیر سنبھل سکتا یا کچھ کر سکتا، اس کے سر پر پڑا اور اس کی کھوپڑی پھاڑتا ہوا بھیجے تک اتر گیا۔ اور اس کے بعد کھیل ختم ہو گیا کیونکہ شیر کا بھیجہ باقاعدہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔

"میکو میزن! دیکھو میں مقررہ وقت پر آگیا ہوں۔" اسلوپوگاس نے کہا کیونکہ یہ اسلوپوگاس ہی تھا جو اب اپنا کلہاڑا زور لگا کر شیر کی کھوپڑی میں سے کھینچ رہا تھا۔ "اور یہاں آکر دیکھا کہ تم رات کے وقت پہرہ دے رہے تھے جیسا کہ میں نے سنا تھا کہ تم راتوں کو ایسا ہی کرتے ہو اور یہ کہ اسی لئے تمہارا نام "پاسبان شب" ہے۔"

"نہیں" میں نے غرا کر کہا کیونکہ اس کا لہجہ مجھے برا معلوم ہوا تھا "نہیں بلائی لیو! تم دیر سے آئے ہو کیونکہ چاند کو طلوع ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے ہیں۔"

"میکو میزن! میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ چاند کے طلوع ہوتے ہی تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا بلکہ یہ کہا تھا کہ پورے چاند کی رات کو آؤں گا۔"

"ہاں۔ واقعی یہ سچ ہے۔" اس نے نرم پڑتے ہوئے کہا "بہرحال تم عین وقت پر آئے ہو۔"

"ہاں" اسلوپوگاس نے کہا "اور یہ بھی سچ ہے میکو میزن کہ ایسی صاف اور روشنی رات میں یہ کام اس شخص کے لئے آسان تھا۔ جو کلہاڑے کا استعمال

تانہ ہو۔ اگر رات اندھیری ہوتی تو ساری لڑائی کا انجام شاید کچھ اور ہوتا لیکن
مسٹر ہیرن! تم اتنے ہوشیار نہیں ہو جتنا کہ میں نے تمہیں سمجھ رکھا تھا۔ تمہیں اس
قسم کا کھلونا لے کر شیر کے سامنے نہ آنا چاہئیے تھا۔

اور اس نے اس چھوٹی رائفل کی طرف اشارہ کیا جو میرے ہاتھ میں تھی۔

• یہ میں نہ جانتا تھا اسلوپوگاس کہ کوہستانیوں کے کرال میں شیر ہے۔

• اس لئے تو میں نے کہا کہ تم اتنے ہوشیار نہیں ہو جتنا میں نے تمہیں سمجھ
رکھا تھا کیونکہ ہر جگہ اور ہر مرحلے میں ایک یا دوسری قسم کا شیر ہی ہوتا
جس کا مقابلہ کرنے کے لئے عقلمند آدمی کو بہرحال تیار رہنا چاہیے۔

• یہ تم نے پھر سچ کہا۔

میں اس وقت جب موقع واردات پر پہنچ گیا اس کے پیچھے ہی پیچھے
دوسرے ملازم بھی آ گئے۔ انہوں نے ایک ہی نظر میں صورت حال کا جائزہ لے
کر کہا:-

• راستہ کھولنے والے کے عظیم جادو نے اچھا کام کیا۔

• راستہ کھولنے والے کے عظیم جادو نے بہترین کام کیا ہے۔ اسلوپوگاس
نے ہنس کر کہا اور اپنے کلہاڑے کی طرف اشارہ کیا۔ جب سے میرے
ہاتھ میں یہ درد پیدا کرنے والا آیا ہے۔ تب سے لے کر آج تک کسی درندے
کا خون پینے کے لئے اس کے سر میں اتنا گہرا نہیں اترا۔ لیکن وہ بہت عمدہ تھا
چنانچہ درد پیدا کرنے والے کو شرمندہ نہ ہونا چاہئیے۔ لیکن زرد رو انسان!
تمہارے متعلق میں نے سنا ہے کہ تم بہت چالاک اور عیار ہو پھر یہ کیا بات
ہوئی کہ تم نے اپنے آقا کی رکھوالی نہ کی؟۔

• میں — سو گیا تھا۔ ہنس نے ہکلا کر جواب دیا۔

"رضاکاروں اور خدمت گاروں کو ہمیشہ جاگتے رہنا چاہئے:" اسلوپوگاس نے سختی سے کہا۔

اور پھر اس نے گھوم کر سیٹی بجائی اور چند فٹ دور اگی ہوئی گھاس میں سے بارہ دیو قامت آدمی نکل آئے۔ وہ سب کے سب تکڑ بگے کی کھال کے لبادے پہنے ہوئے تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں کلہاڑا تھا۔ ان لوگوں نے اپنے کلہاڑے بلند کر کے مجھے سلام کیا۔

"پہرہ لگا دو اور میرے لئے اس شیر کی کھال اتار لو۔ یہ بہت عمدہ چٹائی ثابت ہوگی" اسلوپوگاس نے کہا۔

اس پر ان آدمیوں نے کلہاڑے بلند کر کے پھر سلام کیا اور ادھر ادھر بکھر گئے۔

"کون ہیں یہ لوگ؟" میں نے پوچھا۔

"چند منتخب بہادر جنھیں میں اپنے ساتھ لایا ہوں میکومیزن۔ ان میں کے ایک دو راستے میں ہی رہ گئے"

اس کے بعد ہم پڑاؤ میں آ گئے اور اس رات ہمارے درمیان پھر کوئی بات چیت نہ ہوئی۔

دوسرے دن علی الصبح میں نے اسلوپوگاس کو بادشاہ کے اس انڈوانا کے متعلق بتایا جو میرے پاس آیا تھا، ایک سازش کو تلاش کر رہا تھا اور مجھے شاہی کرال میں لے جانا چاہتا تھا۔

اسلوپوگاس نے سر ہلایا۔

"میکومیزن! یہاں آتے وقت راستے میں لٹیروں نے ہم پر بھی حملہ کر دیا تھا

یہی وجہ ہے کہ میرے ایک دو آدمی راستے میں ہی چھوٹ گئے جو اب کبھی سفر نہ کر سکیں گے۔ ہم نے خوب مقابلہ کیا ان لیٹروں کا۔ ان میں سے ایک بھی اپنی جان بچا کر نہ جا سکا۔" پھر اس نے بڑی سنجیدگی سے اضافہ کیا: "ان کی لاشیں ہم نے اس دریا میں پھینک دیں جس میں بہت سے مگرمچھ ہیں۔ لیکن ان کے بھالے میں لے آیا اور یہ بھالے ایسے ہیں جیسے کہ بادشاہ کے سپاہی استعمال کرتے ہیں۔ اب اگر یہ بادشاہ کے ہی سپاہی تھے تو پھر وہ کبھی معلوم نہ کر سکے گا کہ اس کے ان سپاہیوں کا کیا بنا کیونکہ جنگ اس جگہ ہوئی تھی جہاں دور دور تک کوئی بستی نہیں ہے اور ہم نے ان کی ڈھالیں وغیرہ جلا دیں۔ او ہو ہو۔ بادشاہ یہی سمجھے گا کہ اس کے ان سپاہیوں کو بھوتوں نے کھا لیا۔"

اس صبح ہم آگے روانہ ہوئے اور تیز رفتاری سے کیونکہ خوف تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ زولوؤں کا کوئی دستہ ان لٹیروں کی تلاش میں اس طرف آنکلے اور پھر ہمارے نقش قدم اور چھکڑے کے پہیوں کے نشانات کے ذریعے ہمارا تعاقب کرنے لگ جائے۔ خوش قسمتی سے وہ بیل، جسے شیر نے مار ا تھا، زائد بیل تھا۔ ایسے زائد بیل ہر نے اپنے ساتھ لے لئے تھے ــــــ چنانچہ ہمیں اس کی کمی محسوس نہ ہوئی۔

راستے میں، مسلوپوگاس نے مجھے بتایا کہ وہ لوبشا اور اپنی بیوی ماذی کو اپنے قائم مقام بنا کر آیا ہے، یہ عہدہ انھوں نے اپنے دل میں شکوک و شبہات کے ساتھ قبول کیا تھا۔ بہرحال اب ماذی، مسلوپوگاس کی واپسی تک کہر والوں کی سردار تھی اور لوبشا، اس کا مشیر خاص۔

"مسلوپوگاس!" میں نے پوچھا۔ "کہیں تم نے یہ قدم اٹھا کر غلطی تو نہیں کی؟ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ماذی اور لوبشا کو حکومت کا چسکا لگ جائے اور جب

تم واپس آؤ تو وہ تمہیں تمہاری سرداری لوٹانے کو تیار نہ ہوں۔ اس کے علاوہ اس سلسلے میں جنگ، گھریلو اور رنجی جھگڑے بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔"

"اس سے کوئی فرق نہ پڑ جائے گا اور اس کی مجھے پروا بھی نہیں۔" ایلوڈیکا نے شانے جھٹک کر جواب دیا۔ "کیونکہ اس کا مجھے اب یقین ہو چکا ہے کہ کلہاڑے والوں میں میں اپنا کردار ادا کر چکا اور ان میں شعبرا خود اپنی موت کو دعوت دیتا ہے کیونکہ میں وہ ہوں جس سے غداری کی گئی ہے۔ اب میرے لئے رہ کیا گیا ہے۔ میکومیزن اور مجھے کسی بھی بات کی کیا پروا ہو سکتی ہے؟ کوئی مجھ سے محبت نہیں کرتا اور میری کوئی اولاد بھی نہیں ہے۔ تاہم یہ سچ ہے کہ میں ناتال کی طرف فرار ہو کر وہاں اطمینان اور مزے کی زندگی گزار سکتا تھا اور میری جگہ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو وہ ایسا ہی کرتا۔ لیکن آرام اور دولت سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔ میں ایک سپاہی کی زندگی جیا ہوں اور سپاہی کی موت مرنا چاہتا ہوں اور مروں گا۔

ہو سکتا ہے، میکومیزن، کہ اب کبھی اس آسیبی پہاڑ کو نہ دیکھ سکوں گا جہاں کبھی بھیڑیے گروہ در گروہ اپنا شکار حاصل کیا کرتے تھے اور جہاں پتھر کی دیوی۔ دنیا کی ابتدا سے بیٹھی دنیا کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی ہے اور ہو سکتا ہے میکومیزن کہ اب کبھی مجھے کلہاڑے والوں کی بستی میں مرنا نصیب نہ ہو۔ میکومیزن، میرے پاس میرا کلہاڑا "کراہیں پیدا کرنے والا" موجود ہے تو پھر مجھے موٹیوں بھیڑیوں کی کیا پروا؟ کیونکہ بھیڑیا بے وفا ہیں اور میرا کلہاڑا وفادار ہے۔" اور اس نے ایک جوش کے عالم میں بلند کر کے یوں ہلایا کہ اس کے چوڑے پھل اور اس کے پیچھے بنے ہوئے کھوکھلی جھید پر سورج کی کرنیں چمک گئیں۔ "اے میکومیزن! جس طرف بھی یہ کلہاڑا جائے گا اسی طرف اس کی

خوبیاں اور قوت بھی جا ئیں گی۔"

"یہ عجیب ہتھیار ہے اسلوپوگاس" میں نے کہا۔

"ہاں بے حد عجیب اور بے حد قدیم۔ بوڑھا زکالی کہتا ہے کہ سینکڑوں ہزاروں برس پہلے اسے ایک جنگجو کاہن نے بنایا تھا جو جادوگر بھی تھا۔ اب یہ کاہن دوسری دنیا میں بیٹھا اپنے کلہاڑے کا انتظار کر رہا ہے کہ جب اس دنیا میں اس کا کام ختم ہو جائے تو یہ اس کے پاس پہنچ جائے اور وہ وقت بہت جلد آئے گا کیونکہ زکالی نے کہا ہے کہ میں اس کلہاڑے کا آخری مالک ہوں۔"

"تو پھر تم رات کھولنے والے سے ملے تھے؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ ملا تھا۔ اسی نے مجھے بتایا تھا کہ زولولینڈ سے نکلنے کے لئے مجھے کس طرف فرار ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ جب میں نے اسے بتایا کہ کس طرح چڑھے ہوئے دریاؤں کی وجہ سے تم میرے کرال میں پہنچ گئے تو وہ بہت خوش ہوا اور اس نے تمہارے نام ایک پیغام بھیجا ہے کہ ایک سانپ کی روح نے اسے اطلاع دی ہے کہ تم نے اس شیر طلسم کو چشمے میں پھینک دینے کی کوشش کی تھی، تو اسی سانپ نے، جو اس وقت زندہ تھا، تمہیں ایسا کرنے سے روکا تھا۔ زکالی نے کہا ہے کہ آئندہ سے تمہیں ایسا نہ کرنا چاہئے مبادا وہ دوسرا سانپ تمہاری تنبیہ کے لئے بھیج دے۔"

"اچھا!" میں نے قدرے بے چینی سے کہا کیونکہ بہت عجیب ہوتے ہوئے واقعات کو دیکھ رہے ہیں۔ یا ان کے متعلق معلوم کر لینے کی قوت نے مجھے الجھن میں ڈال دیا تھا۔

البتہ ہیس نے مسکرا کر کہا۔

"ہمارے نیرو تھا پاس؟"

ہم آگے بڑھتے رہتے۔ دن پر دن گزرتے رہے اور منزلوں پر منزلیں
طے کرتے رہے اور ان مشکلات اور خطرات سے دوچار ہوتے رہے جو افریقہ
کے جنگلوں میں سفر کرنے والے کو درپیش ہوتے ہیں۔ لیکن کوئی خاص اور
قابل ذکر واقعہ نہ ہوا۔ شکار کی بھی اس طرف افراط تھی چنانچہ غذا کا بھی مسئلہ
نہ تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس علاقے میں جو شمالی مشرقی پرتگالی افریقہ کہلاتا
تھا، ہر قسم کے جانور اور درندے اتنے بہت سے تھے کہ میرا جی چاہتا تھا کہ
اپنے اس سفر کو محض شکاری مہم میں تبدیل کر دوں۔

لیکن اس کے متعلق اسلوپوگاس نے، جسے شکار وغیرہ سے کوئی دلچسپی
نہ تھی، میری ایک نہ سنی۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ اس ساحرہ سے ملنے اور
اگر اس کا وجود محض افسانہ ہو تب بھی منزل تک پہنچنے اور اس مہم کو انجام تک
پہنچانے کے لئے مجھ سے زیادہ بے تاب تھا۔ میں نے اس سے اس کا سبب
پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اس کا سبب وہ خاص بات تھی جو زکالی نے اس
سے کہی تھی وہ خاص بات کیا تھی یہ وہ نہ بتا سکا سوائے اس کے کہ زکالی
نے اس سے کہا تھا کہ اس علاقے میں، جہاں ہم جا رہے تھے وہ ایک بہت
بڑی جنگ کرے گا اور فتح حاصل کرے گا۔

یہاں مجھے یہ بتا دوں کہ اسلوپوگاس فطرتاً جنگجو تھا اور جنگ سے اسے نہ
صرف دلچسپی تھی بلکہ جنگ کر کے وہ خوش ہوتا! اور قدیم زولو جنگجوؤں کی طرح سمجھتا
تھا کہ اسی طرح آدمی عظیم اور یادگار موت مر سکتا ہے۔ اسلوپوگاس کی اس
بات نے مجھے حیران کر دیا اور اس کی عجیب فطرت میری سمجھ میں نہ آئی کیونکہ مجھے امن
اور سکون پسند ہے۔ اتنا کہنے کے بعد میں نے اسلوپوگاس سے اتفاق کیا کہ

واقعی میری زندگی ہے۔ کچھ تو اسلوپوگا اس کو خوش کرنے کے لئے اور کچھ اس امید سے کہ اس سفر سے کوئی بات ظاہر ہو یا کوئی نیا تجربہ حاصل ہو اور یہ بات بھی تھی کہ میں جب کسی طرف کوئی قدم اٹھا لیتا ہوں۔ تو پھر وہ قدم غلط ہی کیوں نہ ہو۔ تو پھر میری خودداری اسے پیچھے ہٹانے کی اجازت نہیں دیتی۔

قارئین کو یاد ہوگا کہ زکالی جب ہم بڑے دریا کے قریب پہنچ چکے گئے تو وہاں ہمیں ایک جنگل ملے گا جس کے کنارے پر ایک سفید فام مقیم ہے زکالی نے وہاں پہنچنے کے بعد کہا تھا کہ یہ سفید فام ٹریک بوٹر ہے یہاں ہمارا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ٹریک بوٹر۔ اس ڈچ مین کو کہتے ہیں جس نے ترک وطن کر کے جنگل اور ویرانے میں اپنا گھر بنا لیا ہو۔ اور ایسا وہ کرتے ہیں جو آوارہ دلچسپ ہوتے ہیں یا پھر جو کوئی جرم کر کے قانون سے بچنے کے لئے آبادیوں سے فرار ہو جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ زکالی نے اپنی جادو کی ہڈیوں کے جانچنے کے بعد پھر اعلان کیا تھا کہ جب میں اس سفید فام کے پاس پہنچوں گا تو اس کے ساتھ یعنی اس سفید فام کے ساتھ ایک بے حد عجیب واقعہ ہوگا یا شاید اس کے خاندان کے کسی فرد کے ساتھ یہ واقعہ ہوگا۔ آخر میں اس نے اس نقشے کے ذریعے جو اس نے راکھ پر بنایا تھا اور جس کی ایک ایک تفصیل میرے دماغ پر نقش تھی وہ جگہ بتا دی تھی جہاں یہ سفید فام رہتا تھا۔ میرے خیال میں اس سفید فام کے وجود اور اس کی قیام گاہ کے متعلق زکالی اپنے ان جاسوسوں کے ذریعے واقف ہوا تھا جو ہر وچ ڈاکٹر کی خدمت میں ہوتے ہیں اور انھیں دور افتادہ خطوں کی خبریں پہنچاتے رہتے ہیں اور پھر زکالی تو افریقہ کا سب سے بڑا وچ ڈاکٹر تھا۔

بہر حال قطب نما اور سورج کے طلوع و غروب سے سمتوں کا اندازہ لگا کر
ہم ٹھیک اس سمت اور اس طرف اور اس راستہ پر سفر کرتا رہا جو زکالی
نے بتایا تھا اور مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اس معاملے میں اس کا لقب "اسے کھوسنے
والا" تھا تو بے شک صحیح تھا کیونکہ اس سفر میں ہر جگہ اور ہر وقت مجھے اپنے
سامنے ایسا راستہ ملا جس پر سے ہم آسانی سے گذر سکتے تھے حالانکہ ہمارے
دائیں بائیں کوئی راستہ نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ جب ہم پہاڑوں کے قریب پہنچ
جاتے تو زکالی کے بنائے ہوئے نقشے کی رو سے ہمیں درّہ مل جاتا اور
جب دلدلوں کے کنارے پہنچے تو ان کے درمیان سے ایک تھوڑا سا بلند راستہ گزر
رہا ہوتا۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہوا کہ راستے میں ہمیں جو قبائل بھی ملے وہ سب
کے سب بے حد مہمان نواز ثابت ہوئے۔ اس کا سبب تو میرے خیال میں
اسلوپوگاس اور اس کے خوشگوار نظر آتے ہوئے وہ اردو سانگا تھے جن کا
نام میں نے "باردواری" رکھ دیا تھا لیکن نہیں مجھے کہنا تھا کہ یہ سب کرشمہ
زکالی کے "عظیم فلسفہ" کا تھا۔

ہمارا سفر بڑا آسان تھا اور راستے میں جگہ جگہ نہریں، یعنی آسانی سے
پانی مل جاتا تھا۔ میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ ہم کسی قدیم راستے پر سفر کر رہے
تھے جو تاریخ کے کسی فراموش کردہ دور میں شمال سے جنوب یا شاید جنوب
سے شمال کی طرف جاتا ہوگا۔ اس کی طرف ہنیس نے اشارہ کیا تھا جو اس قسم کے
معاملات میں بے حد تیز واقع ہوا تھا۔ اور اس نے دو آثار دیکھے تھے جو
مجھے نظر آئے تھے۔ ان آثار کی تفصیلات بیان کرنے کی میرے خیال میں
کوئی ضرورت نہیں لیکن ان میں سے ایک یہ تھا کہ بلند مقامات پر پانی کے جو
گڑھے تھے وہ انسانوں کے کھودے ہوئے تھے صرف یہی نہیں بلکہ ان کے چوڑیا

طرف پتھروں کی قدرے بلند دیوار بناکر انہیں ایسے کنوؤں کی شکل دے دی گئی تھی جو زمانۂ قدیم میں بارشوں کے پانی کا ذخیرہ محفوظ کرنے کے لئے بنائے جاتے تھے۔ چنانچہ صاف ظاہر تھا کہ ہم اس قدیم تجارتی راستے پر سفر کر رہے تھے جو تاریخ کے اس دور میں بنایا گیا تھا جب افریقہ کی اپنی تہذیب کا عروج تھا اور اب ہم جس خطے میں سے گزر رہے تھے وہ کافی بلند تھا۔ یہاں ہم اپنی روانگی کے تیسرے ہفتے میں پہنچے تھے۔ میں تو اسے دھند کی سرزمین کہوں گا کیونکہ یہ عجیب خطہ تھا جہاں گاڑھی دھند چھائی رہتی تھی۔ سورج دس بجے سے پہلے درشن نہ دیتا تھا اور شام کے تین یا بہت سے بہت چار بجے غائب ہو جاتا تھا۔ اس خطے میں گاڑھی دھند کی وجہ سے ایک پورے دو دن تک مجبوراً قیام کرنا پڑا۔ یہ خطہ عبور کر کے ہم عجیب قسم کے خانہ بدوشوں میں پہنچ گئے جو ایسی جھونپڑیوں میں رہتے تھے جنہیں ایک سے دوسری جگہ لے جایا جا سکتا تھا۔ ان لوگوں نے بکریوں اور لمبی دموں والی بھیڑوں کے ریوڑ کے ریوڑ پال رکھے تھے۔

وہ لوگ پہلے تو ہمیں دیکھ کر بھاگ گئے لیکن جب ان پر ظاہر ہو گیا کہ ہم انھیں کوئی نقصان پہنچانے نہیں آئے تھے تو واپس آئے اور ہمارے دوست بن گئے۔ ان لوگوں نے ہماری خدمت میں دودھ اور چند عجیب قسم کے کیڑے پیش کئے۔ معلوم ہوا کہ یہ کیڑے وہ لوگ کھاتے تھے۔ ہنیس، جو افریقہ کی قبائلی بولیوں کا استاد تھا، ان سے بھڑ گیا اور اس نے جلد ہی وہ بولی یا بہت سی بولیوں کا مرکب دریافت کر لیا جس کے ذریعہ وہ ان خانہ بدوشوں میں سے چند آدمیوں سے گفتگو کر سکتا تھا۔ کم سے کم انھیں اپنی بات بہت حد تک سمجھا سکتا تھا۔ اور ان کی بات بہت حد تک سمجھ سکتا تھا۔

ان لوگوں نے ہنیس کو بتایا کہ انھوں نے پہلے کبھی کوئی سفید فام نہ دیکھا تھا

البتہ ان کے باپ کے باپ (اس سے ان کی مراد اپنے قدیم اجداد سے تھی) سفید فاموں سے واقف تھے۔ انھوں نے کہا کہ اگر ہم شمال کی طرف سات دن تک چلتے رہے تو اس جگہ پہنچ جائیں گے جہاں ایک دوسرا سفید فام رہتا ہے۔ اس سفید فام کی، انھوں نے شکل دیکھی تھی، لمبی داڑھی ہے اور وہ ہماری ہی طرح ڈنڈے کی آواز سے جانور مار لیتا ہے۔

ان کی اس اطلاع سے خوش ہو کر ہم آگے روانہ ہوئے۔ اور اب ہم ڈھلان اتر کر نشیب میں پہنچ رہے تھے، دھند اور پرچھائیں چھٹتی جا رہی تھی اور مناظر روشن اور خوبصورت بنتے جا رہے تھے۔ اور واقعی یہ بہت ہی خوبصورت علاقہ تھا۔ گھاس کا میدان جس کے اپنے نشیب و فراز تھے اور جس کے اونچے درخت تھے اور جس کی مٹی سوندھی اور چاکلیٹی رنگ کی تھی۔ آب و ہوا بھی سرد اور فرحت بخش تھی۔ لیکن افسوس اس بات کا تھا کہ یہ شاداب علاقہ ویران تھا۔ کہیں کوئی قبیلہ آباد نہ تھا البتہ مختلف قسم کے جنگلی جانوروں کی بہتات تھی۔

ہم آگے بڑھتے رہے، راستہ بدستور نیچے اترتا رہا۔ یہاں تک کہ ہمیں دور پر گھاس کا بے کنار سمندر سا نظر آیا جو میرے اندازے کے مطابق، اور میرا یہ اندازہ غلط نہ تھا، دریائے زمبازی تک چلا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ہم نے — بلکہ یوں کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ ہینس نے؟ جس کی نظر عقاب کی طرح تیز تھی، ایک اور شے دیکھی۔ یعنی، تقریباً یورپی طرز کی بلکہ یوں کہئے کہ متمدن طرز کی چند عمارتیں جو گھاس کے اس سمندر کے ایک طرف، چند میل دور اور درختوں کے ایک جھنڈ میں کھڑی ہوئی تھیں۔

"وہ دیکھو باس" ہینس نے کہا۔ "ان خانہ بدوشوں نے غلط نہ کہا تھا

وہ سامنے سفید نام کا گھر ہے۔ اب میں سوچتا ہوں کہ وہ صرف پانی پی کر گزر بسر کرتا ہے یا پھر شراب وغیرہ بھی کبھی کبھار چکھ لیا کرتا ہے:

اور پھر اس نے ایک آہ بھری اور اس کے زرد رو چہرے پر اداسی چھا گئی۔

اور اتفاقاً وہ سفید نام شراب "چکھ" لیا کرتا تھا۔

پانچواں باب

آئی نیز

سورج طلوع ہونے کے کچھ دیر بعد اور بہت دور سے ہم نے وہ مکان دیکھا تھا اور دوپہر تک ہم وہاں پہنچ چکے تھے۔

قریب پہنچے تو میں نے دیکھا کہ یہ مکان دو زبردست بوآب درختوں کے تقریباً عین نیچے کھڑا تھا۔ جنوبی افریقہ میں اس درخت کو "بابیان" کہتے ہیں۔ شاید اس لئے کہ بندر اس کے پھل کھاتے ہیں۔ مکان کی چھت گھاس پھوس کی تھی لیکن دیواروں پر سفیدی پھیری گئی تھی اور اس کے چاروں طرف برآمدہ تھا۔ یہ مکان ڈچ طرز کا تھا اس کے عقب میں اور کچھ فاصلے پر دوسری عمارتیں بلکہ کٹیائیں تھیں یعنی چھکڑے کا سائبان وغیرہ۔ ان کے عقب میں گوفروں کی اور مختلف طرز کی جھونپڑیوں کا جھنڈ تھا۔ ان کے بعد کھیتوں کا سلسلہ تھا جن میں فصل لہلہا رہی تھی اس کے علاوہ ہم نے بہت سے مویشی بھی دیکھے جو ڈھلانوں پر چر رہے تھے۔ چنانچہ ظاہر ہوا کہ یہ سفید فام خاصا امیر تھا۔

اسلوپوگاس نے ایک سپاہی کی نظر سے اس کا جائزہ لینے کے بعد مجھ سے کہا:۔

"میکومیزن! یہ تو بے حد پُرامن علاقہ معلوم ہوتا ہے جہاں کسی طرف سے کبھی حملے کا خطرہ نہیں کیونکہ نہ مجھے بچاؤ کا کوئی سامان نظر نہیں آرہا۔"

"بالکل" میں نے کہا "اور کیوں نہ ہو جبکہ عقب میں جنگل اور ویرانہ ہے اور سامنے دریا؟"

"آدمی دریا پار کر سکتے اور جنگلوں اور ویرانوں میں سے گزر سکتے ہیں" اس نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

اب تک ہمیں کوئی انسان نظر نہ آیا تھا حالانکہ اس ویرانے میں ایک چھکڑا اور اس کے ساتھ چند آدمی بھی گھر کی طرف آ رہے ہوں تو اس کے مکین اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور شوق تجسس سے بے تاب ہو کر باہر نکل آتے ہیں۔

"کہاں گئے یہاں کے رہنے والے؟" میں نے پوچھا۔

"سو رہے ہیں شاید" ہنری نے کہا

اور اس نے یہ غلط نہ کہا تھا۔ حقیقت میں اس وقت اس چھوٹی سی بستی کی کل آبادی قیلولہ کر رہی تھی۔

آخر کار ہم مکان کے اتنے قریب پہنچ گئے کہ میں چھکڑا روک کر نیچے اترا تاکہ معلوم کر سکوں کہ اس مکان کا مالک کون ہے۔

عین اس وقت کوئی نمودار ہوا جسے دیکھ کر میں دم بخود رہ گیا۔ یہ ایک بے حد حسین لڑکی تھی۔ بلند قامت، بڑی بڑی آنکھوں، دل آویز نقوش اور قدرے زرد رنگت والی لڑکی۔ اور اس کے بشرے سے ایسی اداسی عیاں تھی کہ ایسا اداس چہرہ میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ یقیناً اس نے چھکڑے کی آواز سنی تھی اور جس حال میں بیٹھی یا لیٹی ہوئی تھی اسی حال میں صاحب کی تحقیق کو نکل آئی تھی۔ یہ میں نے اس لئے کہا کہ وہ سرتے ننگی تھی

اور اس کے سر پر کوے کے پروں، جیسے کالے اور گھنے بال تھے۔ بہرحال جونہی اس کی نگاہ اس کے خوفناک کلہاڑے اور اس کے وحشی ساتھیوں پر نظر پڑی تو لڑکی کے منہ سے حیرت و خوف کی ہلکی سی چیخ نکل گئی اور وہ ایک دم سے پلٹ کر بھاگنے لگی۔

"ڈرنے کی کوئی بات نہیں خاتون" میں نے بیلوں کے پیچھے سے نکل کر انگریزی میں کہا حالانکہ میرا خیال تھا کہ یہ لڑکی شاید ہی انگریزی سمجھ سکے۔ شاید وہ ڈچ تھی یا پرتگالی اس کے باوجود خدا جانے کیوں میں نے اسے انگریزی میں مخاطب کیا تھا۔

لیکن جب اس نے اسی زبان میں جواب دیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی البتہ یہ سچ ہے کہ اس کا لہجہ اور تلفظ عجیب سا تھا۔ نہ آئرش اور نہ اسکاچ تانی۔

"شکریہ" اس نے کہا "میں، جناب، ڈر گئی تھی آپ کے دوست ایسے ....." اور یہاں وہ مناسب لفظ کی تلاش لمحہ بھر کے لئے خاموش رہی اور پھر کہا "لیٹے سے ایسے ڈراؤنے ہیں"۔

اس لفظ "ڈراؤنے" پر مجھے ہنسی آگئی اور پھر میں نے کہا:۔

"ہاں ہیں تو سہی لیکن یہ نہ آپ کو کوئی نقصان پہنچائیں گے اور نہ مجھے۔ لیکن خاتون! یہ بتائیے کہ ہم یہاں کہاں کھول سکتے ہیں؟ شاید آپ کے شوہر........؟"

"میرا کوئی شوہر نہیں ہے۔ صرف ابا ہیں" اور اس نے ایک ٹھنڈا سانس لیا۔

"اوہ! — تو پھر کیا میں آپ کے ابا سے بات چیت کر سکتا ہوں؟"

میرا نام ایلین کواٹریٹا ہے اور میں اس طرف اور اس کے جنوب کے علاقے میں نئی نئی باتوں کا کھوج لگانے کے لئے سفر کر رہا ہوں۔"

"اچھا۔ میں جا کر بیدار کرتی ہوں انہیں۔ وہ سو رہے ہیں دوپہر کے وقت یہاں سب سو جاتے ہیں سوائے میرے" اور اس نے پھر ٹھنڈا سانس لیا!

"آپ کیوں نہیں سوئیں؟" میں نے قدرے مضطرب پن سے پوچھا کیونکہ اس لڑکی نے مجھے الجھن میں ڈال رکھا تھا اور میں اس کے متعلق بہت سی باتیں معلوم کرنے کے لئے بے تاب تھا۔

"اس لئے کہ مجھے کم نیند آتی ہے" وہ بولی

"کیوں؟"

"اس لئے کہ میں سوچتی بہت زیادہ ہوں اور پھر جناب ہم سب کے لئے بہت جلد وہ وقت آ ہی جاتا ہے جب ہم گہری اور بغیر نیند سو جاتے ہیں؟"

میں اس کی صورت تکنے لگا اور جب سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کہوں تو اس کا نام پوچھا۔

"میرا نام آئی نیز رابرٹسن ہے۔ میں ابا کو بیدار کرتی ہوں۔ تب تک آپ اپنے بیلوں کو چھکڑے میں سے نکال کر الگ کر دیجئے۔ وہ ہمارے مویشیوں کے ساتھ چر سکتے ہیں۔ بہت زیادہ تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں بچارے۔"

اور وہ جھٹ کر گھر میں چلی گئی۔

"آئی نیز رابرٹسن" میں نے سر ہلا کر دل میں کہا "انوکھا میل ہے تو۔ میرے خیال میں باپ انگریز اور ماں پرتگالی ہے۔ لیکن آخر یہ یہاں اس ویرانے میں کیا کر رہا ہے؟ اگر یہ ایسا بوڑھا ہوتا جو ترک وطن کر کے آیا

ہوتا اس طرف تبدیلیات سمجھ میں آسکتی تھی۔

اور پھر میں بیلوں کو کھولنے اور ڈیرا ڈالنے کے متعلق مناسب ہدایت دینے میں مصروف ہو گیا۔

ہم نے ابھی بیل کھولے ہی تھے کہ دیو ہیکل، دبلا پتلا، لمبی ہڈی، سنہری داڑھی نیلی آنکھوں والا آدمی جاگیا ٹی لیتا گھر میں سے نکلا۔ اس کا لباس کچھ بے ڈھنگا سا اور عمر پچاس کے لگ بھگ تھی۔

وہ عجیب قسم کی تقریباً لڑکھڑاتی چال سے میری طرف بڑھ رہا تھا تو میں اس کا جائزہ لے کر اس کے متعلق چند خاص اور صحیح اندازے قائم کر رہا تھا ایک عادی شرابی جو کبھی شریف رہا ہوگا ۔۔۔ میں نے سوچا ۔ کیونکہ اس کے بشرے سے عجیب طرح کے جذبات عیاں تھا جیسے وہ اندر سے ٹوٹ گیا ہو، اس کے علاوہ کبھی اس کا تعلق سمندر سے رہا ہوگا ۔۔۔ میرا یہ اندازہ جید صحیح ثابت ہوا۔

"خوش آمدید مسٹر ایلین کوارٹرمین ۔۔۔ اگرچہ میں نے خواب نہیں دیکھا تو میری بیٹی نے آپ کا یہی نام بتایا تھا ۔۔۔ کیونکہ یہ وہ نام ہے جو میں نے اکثر سنا ہے اس نے بے حد پھیلے ہوئے اسکاچ ہائی لینڈ لہجے میں کہا " کون سی لعنت آپ کو یہاں لے آئی ہے جہاں برسوں سے کسی سفید فام نے قدم نہیں رکھا؟ بہرحال آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے بے حد مسرت حاصل ہوئی ہے۔ کیونکہ یہاں میں دو غلے پرتگالیوں اور حبشیوں سے بیزار ہو گیا ہوں اور دوغلی نسل کی لڑکیوں اور دیہات قسم کی جن اور وہسکی سے بھی اکتا گیا ہوں۔ اپنے آدمیوں کو بیلوں کا انتظام کرنے دیجئے اور آپ اندر آکر کچھ پیجئے میرے ساتھ۔

"شکریہ مسٹر رابرٹسن ۔۔۔"

"کپتان رابرٹسن۔ میرے بارے میں یہاں حیران ہونے کی ضرورت نہیں" اس نے ایک دم سے بے تکلف بن کر کہا۔ "شاید تم نہیں جانتے کہ کبھی میں ڈاک جہاز کا کپتان تھا اور جناب میں چاہتا ہوں کہ جب بھی مجھے کوئی مخاطب کرے صحیح طور پر کرے۔"

"معافی چاہتا ہوں کپتان رابرٹسن۔ لیکن میں سورج غروب ہونے سے پہلے کچھ پیتا نہیں۔ البتہ اگر آپ ......"

"ارے یار یہ آپ صاحب کیا لگا رکھا ہے۔ دوستوں کی طرح بات کرو۔"

"میں پھر معافی چاہتا ہوں کپتان رابرٹسن۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ اگر تم کچھ کھانے کو......"

"ہاں ہاں۔ آئی ڈیز۔۔۔ یہ میری بیٹی کا نام ہے۔۔۔ تمہارے لئے کچھ نہ کچھ کھانے کو لے آئے گی اور تمہارے ساتھی بھی" اور اس نے بھی اسلوپ گاس اور اس کے حبشی باورچی حمارڈو کی طرف مشکوک نظروں سے دیکھا "بھوکے ہوں گے۔ میں ان کے لئے ایک آدھ بیل ذبح کرواتے دیتا ہوں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تمہارے یہ ساتھی پورا بیل، سینگوں اور دم سمیت، ہڑپ کر جائیں گے۔ لیکن میرے آدمی کہاں ہیں؟ سو رہے ہیں سور۔ ٹھہرو یار۔ میں جگاتا ہوں سالوں کو۔"

اور برآمدے سے تھوڑا جا کر اس نے وہاں دیوار پر ایک کیل سے لٹکتا ہوا دریائی گھوڑے کی کھال کا بنا ہوا کوڑا، جسے سجامبوک کہتے ہیں، کھینچ لیا اور ان جھونپڑیوں کی طرف دوڑ گیا جو گھر کے پچھواڑے تھیں۔ وہ گرجدار آواز میں ایک نام "تھوماسو" پکار رہا تھا اور ساتھ ہی اس کے منہ سے انگریزی اور پرتگالی گالیوں کا سیلاب بہہ رہا تھا۔ وہاں کیا ہوا یہ میں نہ دیکھ سکا کیونکہ درختوں کی ٹہنیاں نظر کی راہ میں حائل تھیں لیکن فوراً ہی میں نے سجامبوک

کے سڑکوں اور جھیلوں کی آوازیں سنیں اور جھونپڑیوں میں سے سیاہ فاموں کو
نکل کر ادھر ادھر بھاگتے دیکھا۔ بلکہ یوں کہئے کہ ان کی جھلک دیکھی۔

چند منٹ بعد ایک موٹا اور دوغلی نسل کا آدمی — جس کی ماں حبشن اور
باپ پرتگالی رہا ہوگا کیونکہ اس کے بال حبشیوں کے سے تھے چند دوسرے
مال مولی باپ گاجر کی قسم کے آدمیوں کے ساتھ نمودار ہوا اور بے حد خفا لہجہ میں
ہمارے بیلوں اور ایک بیل کو ذبح کرنے کے متعلق ہدایتیں دینے لگا۔ وہ
نچلے طبقہ والوں کی بگڑی ہوئی پرتگالی بول رہا تھا جو میں سمجھ سکتا تھا اور میں
نے اسے اسلوپوگواس کے متعلق کچھ کہتے صاحب کی طرف اشارہ کرکے اس نے
"دو کالا" کہا جیسے کہ ایسے دوغلے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے جو اپنے آپ کو
پورا سفید فام سمجھ کر سیاہ فاموں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس نے ...
کے متعلق بھی بڑے حقیر جملے کہے جنہیں میں نے سمجھ لیا۔ صاف ظاہر تھا یہ
موٹا، جس کا نام مختو ماسو تھا، یوں بے وقت اور گہری نیند سے جگائے جانے
پر بے حد خفا تھا۔

عین اس وقت ہمارا انٹرپریٹر ہانپتا ہوا آیا اور اعلان کیا کہ اس نے
"اس مردود" کو بڑی مشکلوں سے اور مار مار کر جگایا ہے اور ثبوت کے طور پر
اس نے اپنا سجا ہوا بید مجھے دکھایا جو خون سے سرخ تھا۔

"کپتان رابرٹسن" میں نے کہا، "مناسب ہوگا کہ آپ سے میرا مطلب
ہے کہ مسٹر مختو ماسو کو، بشرطیکہ یہ موٹے صاحب وہی ہوں، ایک بات شائستہ طور
سے بتا دو۔ وہ اس نئے لو سپاہی کو "کالا" وغیرہ کے سے حقیر نام دے۔ اب
میں بتا دوں کہ یہ دولونا رتبہ کا سردار ہے اور جب اسے غصہ آتا ہے تو وہ بہت
خوفناک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مناسب ہوگا کہ مسٹر مختو ماسو اسے ذلیل نہ کریں ورنہ

کمرے میں ایک طرف کتابوں کی الماری تھی۔ کتابوں میں شیکسپیر کی کتاب سب سے نمایاں تھی۔ الماری کے اوپر ہاتھی دانت کی ایک صلیب دیوار میں گڑی ہوئی تھی جو آئرنیز کے رومن کیتھولک ہونے کا پتہ دیتی تھی۔ دیواروں پر چند تصویریں ٹنگی ہوئی تھیں اور کھڑکی کی دہلیز پر گلدستہ رکھا ہوا تھا۔ کھانے کی میز پر جو چھری اور کانٹے رکھے ہوئے تھے وہ چاندی کے تھے۔ پیالے اور جگ بھی منقش اور چاندی کے تھے۔

کھانا چنا گیا جو بے حد عمدہ اور کافی سے زیادہ تھا۔ میں، کپتان رابرٹسن اور آئرنیز میز پر بیٹھ گئے اور کم سے کم میں کھانے پر ٹوٹ پڑا۔ میں نے دیکھا کہ رابرٹسن جن میں پانی ملا کر پی رہا تھا۔ بظاہر یہ بے مزہ مشروب تھا لیکن رابرٹسن کے لئے بے حد تیز۔ مجھے پینے کی دعوت دی گئی تو میں نے انکار کر دیا اور آئرنیز کی طرح میں نے بھی کافی پینا ہی پسند کیا۔

کھانے کے دوران اور بعد میں جب ہم برآمدے میں بیٹھے پائپ پی رہے تھے، میں نے اپنے اس سفر کے متعلق ان دونوں کو وہ باتیں بتائیں اور اتنی ہی بتائیں جو بتانی ضروری تھیں۔ میں نے کہا کہ میں دریائے زمبازی کے اس پار کے علاقے کا کھوج لگانے جا رہا ہوں اور یہ کہ کانفرنل سے رابرٹسن کی اس بستی کے متعلق سن کر تمہارے حصول کرنے کے لئے یہاں آ گیا کہ ہم بڑے دریا کو کہاں سے اور کس طرح عبور کر سکتا ہے اور کہا میں نے کہا، میں رابرٹسن سے چند دوسری باتیں بھی پوچھنا چاہتا ہوں۔ یہاں میں یہ بتا دوں کہ اس بستی کا نام اسکاٹ لینڈ کے کسی دور افتادہ گاؤں کے نام پر جہاں رابرٹسن پیدا ہوا تھا اور جہاں اس کا بچپن گزرا تھا، شرارتاً مودر رکھا گیا تھا۔

کپتان رابرٹسن دفعتہً مجھ سے اور میرے اس سفر سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی

• یعنی ہے

• مصیبت اور بدقسمتی۔ میرے جہاز کے ساتھ ایک حادثہ پیش آیا۔ جہاز
کا غرق ہو گیا اور بہت سی جانیں گئیں۔ اور مجھے نااہلیت پر اس کا ذمہ دار
مجھے سمجھا گیا۔ اس کے بعد میں نے دریائے زمبیزی کے ایک دہانے پر تجارت شروع
کی۔ اس جگہ کا نام شستندے تھا۔ بڑی واہیات جگہ تھی۔ تم جانو ہم
اسکو چشانی نظر آتا ہے جب ہوتے ہیں چنانچہ میرا کاروبار چل نکلا۔

• وہیں میں نے ایک شریف اور خاندانی لڑکی سے شادی کی۔ جب میری
بیٹی آنی نیز اور ۵ سال کی تھی تو مصیبت نے میرے گھر کا رخ کیا۔ میری
بیوی کو انتقال ہو گیا اور میری بیوی کے ایک عزیز نے اس کا ذمہ دار
مجھے ہی ٹھہرایا اور کہا کہ میری بیوی اس لئے مر گئی کہ میں اس سے بے خیالی
کرتا اور اسے نظر انداز کرتا تھا۔ ہم دونوں میں اس بات پر جھگڑا ہوا
اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں نے اپنی بیوی کے اس عزیز کو قتل کر دیا خیال
رہے دھوکے سے نہیں بلکہ باقاعدہ ڈوئل لڑ کر۔ پھر حکام نے اسے قتل
کر دیا حالانکہ اس وقت میری حالت یہ تھی کہ میں دیوانہ سا تھا۔ میں کیا کر رہا
ہوں اور کیا کر چکا ہوں۔ اس کے بعد میرا وہاں رہنا ناممکن ہو گیا۔ چنانچہ میں
نے اپنا سب کچھ فروخت کر دیا اور قسم کھائی کہ اب مجھے مہذب دنیا سے کچھ لینا
دینا نہیں خصوصاً مشرقی ساحل کے متمدن دنیا سے میں ہمیشہ کے لئے اپنے تعلقات
قطع کرتا ہوں۔

• اپنے دور تجارت میں میں نے سنا تھا کہ اس طرف کا علاقہ بہت خوبصورت
اور زرخیز ہے چنانچہ میں آنی نیز، تھیوا سو اور چند دوسرے آدمیوں کے ساتھ یہاں
آیا اور مقیم ہو گیا۔ یہ بیس برس پہلے کا واقعہ ہے اور تب سے میں یہیں مقیم ہوں

اور یہاں بھی اچھی گزرتی ہے کیونکہ یہاں بھی میں ہاتھی دانت اور دوسری چیزوں کی تجارت کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ غلہ بوتا اور مویشیوں کی نسل بڑھاتا ہوں۔ یہ چیزیں، خصوصاً مویشی میں ان کافروں کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں جو دریاؤں کے آس پاس اور جزائر پر بسے ہوئے ہیں کوائرمین! اب میں ایک امیر آدمی ہوں اور چاہوں تو اسکاٹ لینڈ جاکر ٹھاٹھ سے رہ سکتا اور نوابوں کی سی زندگی گزار سکتا ہوں۔"

"تو پھر اس ویرانے میں کیوں پڑے ہوئے ہو؟ چلے کیوں نہیں جاتے؟"

- بہت سی وجوہات ہیں۔

- مثلاً؟"

- بات یہ ہے کہ مہذب دنیا سے میں بالکل کٹ گیا ہوں میں یہ تک بھول چکا ہوں کہ تہذیب و تمدن کس چڑیا کا نام ہے۔ اس کے علاوہ یہاں رہتے، رہتے میں خود نیم وحشی سا بن گیا ہوں۔ ویرانے، یہاں کے موسم اور یہاں کی کھلی فضائیں مجھے پسند ہیں اور پھر میں یہاں آزاد اور خودمختار ہوں۔ پھر یہ بات ہے کہ اگر میں مہذب دنیا میں گیا تو میری بیوی کے اس عزیز کے خون کا الزام پھر تازہ ہو جائے گا اور میں پھر مصیبت میں پھنس جاؤں گا۔ اس کے علاوہ ایک بات اور ہے کوائرمین ۔۔ حالانکہ میرے اس اعتراف کے بعد شاید تم کو مجھ سے نفرت ہو جائے لیکن بتائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہاں اب میری جڑیں مضبوط ہو چکی ہیں اور میں بندھنوں میں بندھ چکا ہوں اور یہ اس کے علاوہ ہیں میرے وہ بندھن جنہیں میں توڑ نہیں سکتا۔" اور اس نے مکان کے عقب میں گاؤں کی طرف اشارہ

کیا؟ بشرطیکہ ہم اسے گائڈ کر سکیں۔ بیشک میں چاہوں تو انھیں چھوڑ کر جا
سکتا ہوں۔ آسان کام ہے۔ لیکن کوائرین! میں ان بچوں کا باپ ہوں۔ وہ
میرا خون ہیں اور تم جانو ایک باپ کے لئے اپنی اولاد کو چھوڑنا ممکن نہیں
حالانکہ ان بچوں کی کھال میری طرح سفید نہیں۔ تاہم وہ میرا نطفہ ہیں۔ اس
کے علاوہ ـــ دیکھو یار میں ایک دوست کی طرح تمہیں ساری باتیں بتا
رہا ہوں۔ ہاں تو اس کے علاوہ مجھے ایک بری لت بھی پڑ گئی ہے جو تمہاری
مہذب دنیا میں مجھے مصیبت میں پھنسا سکتی ہے۔"

اور اس نے اپنے سرہانے میز پر رکھی ہوئی شراب کی بوتل کی
طرف اشارہ کیا۔

"اوہ ـــ یہ بات ہے۔" میں نے جلدی سے کہا۔ رابرٹسن کی باتیں مجھے
بے حد متاثر کر رہی تھیں کیونکہ یہ ایک تنہا انسان کا اعتراف اور تنہا دل کی
پکار تھی۔ "لیکن آئی نیز کا کیا؟"

"کوائرین"۔ رابرٹسن کی آواز کانپ رہی تھی۔ "تم نے میری دکھتی رگ
پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ آئی نیز کو یہاں نہیں رہنا ہے۔ اسے یہاں سے چلا جانا
چاہئے۔ یہاں کوئی نہیں ہے جس سے وہ شادی کر سکے۔ میرا مطلب ہے کوئی
سفید فام۔ ہمارے آدمی نہیں۔ اور وہ اپنی ماں کی طرح شریف ہے۔ بے حد
شریف۔ لیکن وہ جائے کس کے پاس؟ وہ دونوں کہتے ملک سے باہر۔ چنانچہ اگر وہ
اسکاٹ لینڈ گئی تو میرے عزیز وہ قبول بھی بشرطیکہ کوئی ہوا [illegible] اس کی طرف سے
منہ پھیر لیں گے۔ اس کے علاوہ [illegible] مجھے چاہتی ہے جس طرح کہ میں اسے
چاہتا ہوں اور وہ مجھے چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی کیونکہ اس کے خیال میں یہاں
رکنا اور میری خبرگیری کرنا اور یہ دیکھنا اس کا فرض ہے کہ آخر [illegible] کی طرح [illegible]

توڑ نہ سکتا تھا۔ وہ بہت سے نوخیز بچوں کا باپ تھا جنھوں نے اسے اس مقام سے اس طرح باندھ رکھا تھا جس طرح جہاز کو لنگر۔

میں جلدی سے آگے بڑھ کر ٹین کی چھت والے سائبانوں کے قریب سے گزرا۔ اور ایک نیچی اور لمبی عمارت کے سامنے پہنچ گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ جنرل اسٹور تھا جہاں اسٹور کیپر اپنے چند کارندوں کے ساتھ "صاحب بہادر" بنے بیٹھے تھے۔ زنجبار کے دلدلی ... سے آئے ہوئے کافروں سے خرید و فروخت کر رہے تھے۔ یہ کافر ایسے تھے کہ میں نے اس قسم اور اس نسل کے لوگ پہلے کبھی نہ دیکھے تھے البتہ یہ لوگ افریقہ کے دوسرے کافروں سے زیادہ وحشی تھے۔ میں دیکھنے لگا کہ وہ لوگ کیا خرید رہے ہیں اور کیا بیچ رہے تھے البتہ یہ ضرور دیکھا کہ اسٹور میں ہر قسم کا مال بھرا ہوا تھا۔ اس مال میں ہاتھی دانت بھی تھا جو میرے خیال میں اندرون ملک کے جنگلوں سے لایا گیا تھا۔

یہاں سے گزر کر ہم کھیتوں میں پہنچے۔ اس طرف کی زمین واقعی زرخیز تھی کھیتوں کے بعد مویشیوں کے باڑے تھے اور دور دور ڈھلانوں پر ہم بھیڑ اور بکریوں کے ریوڑ کے ریوڑ چرتے دیکھ سکتے تھے۔

"یہ لال داڑھی والا اس تمام علاقے کا سب سے امیر ہے" جب ہم اپنی چہل قدمی ختم کر چکے تو ڈیوس نے کہا۔

"ہاں" میں نے کہا "بے حد امیر اس کے باوجود بے حد غریب۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی ایک ہی وقت میں امیر بھی ہو اور غریب بھی" ڈیوس نے پوچھا۔

عین اس وقت دوغلی نسل کے چند بچے، جو تعداد میں آٹھ تھے، وحشیوں کی طرح چیختے چلاتے آئے اور ہمارے قریب سے بھاگتے ہوئے نکل گئے۔

ہینس نے سنجیدگی سے اپنے بچھونا کی طرف دیکھا اور پھر مسکرا کر بولا۔

"شاید اب میں اس کی بات سمجھ گیا ہوں۔ ایک آدمی ان چیزوں میں گھرا ہو سکتا ہے جن سے وہ محبت کرتا ہے لیکن جنھیں وہ چاہتا نہیں چنانچہ اس طرح وہ دوسرے معاملات میں غریب بن جاتا ہے؟"

"بالکل" میں نے کہا۔ "جس طرح کہ تم غریب ہو نہیں — یا اس وقت تھے ہو جب ننھے سے ہو۔"

لیکن اس وقت ہماری مڈبھیڑ [illegible] آئی نیز سے ہو گئی جو اسٹور کی طرف سے واپس آ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹوکری تھی جس میں بہت سی ضروری چیزوں کے علاوہ صابن اور ایک پیکٹ چائے کا بھی تھا۔ میں نے ہینس سے کہا کہ وہ آئی نیز کے ہاتھ سے ٹوکری لے کر گھر تک پہنچا دے۔ ہینس نے میرے اس حکم کی تعمیل کی اور ٹوکری لے کر چلا گیا۔

اب میں اور آئی نیز آہستہ آہستہ چلتے ہوئے گھر کی طرف جا رہے اور باتیں کر رہے تھے۔

"تمہارے والد تو بہت اچھا دھندا کر رہے ہیں اور بڑے فارغ البال ہیں" میں نے کہا اور اسٹور کی طرف اشارہ کیا جہاں کافر خرید و فروخت کر رہے تھے۔

"ہاں" آئی نیز نے جواب دیا۔ "بہت روپیہ کما رہے ہیں وہ۔ یہ روپیہ وہ ساحلی بستی کے ایک بینک میں جمع کرا دیتے ہیں۔ تم جانو مسٹر گوالڈ یہاں ہمارے تمام دھندوں کا تو کوئی خرچ ہے ہی نہیں اور آج جو کچھ خرید و فروخت کرتے ہیں اس سے اور مویشیوں اور غلے کی فروخت سے انہیں خاصا منافع آتا ہے۔ لیکن" اس نے توقف اور اس کو کر اضافہ کیا۔ "اس ویرانے میں روپیہ پانی کے جسم کرنا تمام آسان ہے۔"

"تم اس سے چیزیں حاصل کر سکتی ہو" اوٹ پٹانگ سا جواب دیا۔

"ابا بھی یہی کہتے ہیں۔ لیکن وہ کیا حاصل کرتے ہیں اس روپے سے؟ اپنے لئے تیز قسم کی شرابیں، ان عورتوں کے لئے کپڑے جو وہاں جھونپڑیوں میں رہتی ہیں اور کبھی کبھی میرے لئے موتی اور زیورات اور دوسری چیزیں جن کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ زیورات اور جڑاؤ چیزوں کا میرے پاس پورا بکس بھرا ہوا ہے جنھیں میں استعمال کرتی ہی نہیں۔ میں زیورات پہنوں تو کس کے لئے؟ کون ہے یہاں مجھے دیکھنے والا؟ اگر کوئی ہے تو وہ چالاک تھیاسو۔ وہ اپنے طور پر بے حد چالاک ہے۔ یا پھر وہ عورتیں ہیں جو میرے ابا کی ۔۔۔"

اور اس نے فقرہ ادھورا چھوڑ کر سر جھکا لیا۔

"مدآئی ڈیئر! تم یہاں کچھ زیادہ خوش نہیں ہو۔"

"نہیں کوائٹرمین۔ میں نہیں جانتی دوسری عورتیں اکیلے پن کیا محسوس کرتی ہیں لیکن میں اپنے متعلق کہتی ہوں کہ میں واقعی خوش نہیں ہوں۔ کوئی ہے ہی نہیں جس سے میں مل بیٹھ سکوں۔ میں دنیا کی سب سے زیادہ دکھی عورت ہوں۔ مسٹر کوائٹرمین۔"

"ارے نہیں بھئی" میں نے جلدی سے کہا "دنیا میں ایسی عورتیں بھی ہوں گی اور ہیں جو تم سے زیادہ دکھی ہیں۔"

"تو مسٹر کوائٹرمین وہ عورتیں اپنا دکھ محسوس نہ کرتی ہوں گی یا کچھ بھی محسوس نہ کرتی ہوں گی۔ تمھارے والد تھے جن سے تمھیں محبت رہی ہو؟"

"ہاں مائی ڈیئر۔ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ لیکن وہ بہت اچھے آدمی تھے دل کے بالکل۔ میرے ملازم ہینس نے پوچھا وہ کیسے ان کے متعلق بتائے گا۔"

"بہت اچھے آدمی تھے تمھارے ابا۔ یقیناً بھلے لگے۔ لیکن تم نے معلوم کر لیا

دلیوں میں بھی کمزوریاں ہوتی ہیں — کم سے کم میں نے تو یہی پڑھا ہے کہ وہ لوگ اپنی کمزوریوں پر فتح حاصل کر کے دل کے درجے تک پہنچتے ہیں۔ بہرحال مجھے یقین ہے کہ اگر تمہارے اختیار میں ہوا تو میری ضرور مدد کرو گے:

اور پھر اس نے میری طرف دیکھا اور اس کی بے دیکھی نظر ساری ان کہی باتیں کہہ گئی اور پھر پلٹ کر چل دی۔

اور میں اپنے جھونپڑے کی طرف جاتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ لو بھائی یہ نئی بلا پڑی کہ خوبصورت زندہ پہیلی ہے۔ اور یہ میں جانتا تھا کہ اس سے پہلے کہ اس پہیلی کو حل کر سکا رکھ دیا جائے میں اسے کس طرح گرفتاری میں سے نکال دوں بچا سکتا ہوں۔ ایک بات یہ بھی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ قسمت یا قدرت میرے لئے ہمیشہ ایسے ہی کام کیوں تلاش کرتی ہے!

اور جب میں یوں سوچ رہا تھا تو کوئی غیبی آواز میرے دل میں آلی فیزر کے الفاظ دہرا رہی تھی —— اس لئے کہ یہ تمہارا فرض ہے۔ اور افسوس ہے اس پر جو اپنے فرض سے کوتاہی کرتا ہے۔ انسانی ذہن کی گہرائی میں سے چھپے رازوں کو نکالنے کا کام قدرت نے میرے سپرد کیا ہے چنانچہ یہ کام تو مجھے کرتے ہی رہنا پڑے گا لیکن یہ آلی فیزر کا مسئلہ تو میرے لئے مشکل تھا۔ لیکن میں نے سوچا شاید قسمت میری مدد کرے گی اور سچ تو یہ ہے کہ آخر میں قسمت نے مدد کی بشرطیکہ جو سنسنی خیز واقعات بعد میں ہوئے انہیں ہم قسمت کا کھیل کہہ سکیں

چھٹا باب

شکار

میں زیادہ دنوں تک رابرٹسن کے مستقر میں قیام کرنا نہ چاہتا تھا
کہ جلد از جلد روانہ ہو کر کے انجانی منزل کی طرف اپنا سفر جاری رکھوں۔ لیکن
یہاں بھی قسمت یا میری پرانی ساتھی قدرت میرے لئے کچھ اور ہی مقدر کر چکی تھی۔
ہوا یوں کہ اپنی خوراک میں کچھ کھا جانے سے اسلوپوگاس کے ساتھی دفعتہً
پیٹ کے کسی مرض میں مبتلا ہو کر بیمار پڑ گئے۔ کم سے کم میرا تو یہی خیال تھا کہ انہوں
نے کچھ کھا لیا تھا۔ لیکن اسلوپوگاس اور اس کے ساتھیوں کا کچھ اور ہی خیال
تھا۔ اب اتفاقاً اسلوپوگاس کے ساتھیوں میں گروکو نامی ایک شخص تھا جو زبردست
جادوگر ڈاکٹر بن کر جادو ٹونا کیا کرتا تھا۔ اس نے اعلان کیا کہ ان لوگوں پر سحر
کر دیا گیا ہے کیونکہ آپ جانتے ہیں کافر ہر معاملے میں سحر وغیرہ تلاش کر لیتے ہیں۔
چنانچہ اس گروکو نے مجرم یا ساحر کو "سونگھ نکالنے" کا انتظام کیا۔ اسلوپوگاس
نے، جو کم توہم پرست نہ تھا، اس سلسلے میں اس کی مدد کی اور میں نے بھی
اس کا ساتھ دیا حالانکہ وہ اپنے آپ کو عیسائی کہتا تھا۔ ایسا اس نے کچھ تو تجسس میں
سے کیا تھا، اس نے بڑی تجسس طبیعت پائی تھی اور کچھ اس خوف سے کہ اس کی
غیر موجودگی میں سارا الزام کہیں اس کے ہی سر نہ تھوپ دیا جائے۔
میں نے سوچا کہ یہ کارروائی قدرے تماشے سے دلچسپ رہے گی کیونکہ مجھے
خوف تھا کہ معاملہ بڑھ کر کہیں جھگڑے کی صورت اختیار نہ کر لے تا کہ ظہور ساتھ

تھی اور حیرت اور دلچسپی سے اس کاروائی کو دیکھ رہی تھی کیونکہ ایسی رسم اس نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔

حسب معمول چھوٹا سا دائرہ بنایا گیا۔ اسلوپوگاس اور اس کے ساتھی دائرے کے کنارے پر بیٹھ گئے اور گرڈکو، جو وچ ڈاکٹر کے سارے لوازمات سے لیس تھا، دائرے کے بیچ میں بیٹھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ روحوں کو بلانے اور اپنے پر طاری کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب وہ ایک وجد کے عالم میں دائرے میں گھوم رہا اور ہرن کی دم، جو اس کے ہاتھ میں تھی، ہلا رہا تھا۔ وہ مجرم یا ساحر کو سونگھنے والا تھا۔

دفعتہً وہ دائرے میں سے ابھر آیا، حلقہ توڑ کر دیوانوں کی طرح اس طرف بھاگا جہاں رابرٹسن کے بہت سے گاؤں والے کھڑے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ میں کانپ گیا کیونکہ یہ جھگڑے کا پیش خیمہ تھا۔ گرڈکو رابرٹسن کے آدمیوں میں سے کسی کو سونگھنے والا تھا۔

اور اس نے سونگھ لیا۔

گرڈکو نے وہاں کھڑے ہوئے متھواسو کو ہرن کی دم سے چھو لیا اور پھر اس کے منہ پر دم مار کر اور چیخ کر اعلان کیا کہ یہ ہے وہ ساحر جس نے بیمار آدمیوں کے پیٹ میں زہر داخل کر دیا ہے۔ اس پر متھواسو، جو بڑی شان سے کھڑا ہوا تھا، ایک دم سے بجھ گیا اور حالانکہ وہ اپنے طور پر بہادر اور نڈر تھا لیکن اس وقت زولوؤں کے بشرے پر نمایاں جذبات سے ایسا خوفزدہ ہوا کہ یکدم سے پلٹا اور دم دبا کر بھاگ گیا۔ کسی نے اس کا تعاقب کرنے کی کوشش نہ کی۔

اب میں سمجھ گیا کہ یہ معاملہ تو بڑھ گیا تھا اور یہ کہ اب وقت آ گیا تھا کہ میں پیچھے سے باہر نکل کر اسلوپوگاس سے متھواسو کے معاملے میں چند الفاظ کہوں

"وہ سب کھا رہا تھی بالکل" میں نے جواب دیا۔

"پھر بھی؟"

"میرے خیال میں ویچ ڈاکٹر نے اعلان کیا تھا کہ تمھارے دوست تھوماسو نے کھانے میں کچھ ملا دیا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ بیمار ہو گئے۔"

"اور میرے خیال میں تو ویچ ڈاکٹر نے غلط نہیں کہا۔ تھوماسو بہت چالاک آدمی ہے کیونکہ اسے ان زولوؤں سے، خصوصاً اسلوپوگاس سے سخت نفرت ہے لیکن اسلوپوگاس مجھے بے حد پسند ہے۔"

"اچھا!" میں نے حیرت سے کہا

"ہاں۔ آج صبح وہ کہیں سے تلاش کر کے بے حد خوبصورت پھول لایا تھا میرے لئے۔ وہ پھول مجھے دے کر اس نے ایک طول طویل تقریر کی تھی جس کا ایک لفظ بھی میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

جاہل اسلوپوگاس کا، جو رواں کے نام تک سے واقف نہ تھا، کسی لڑکی کی خدمت میں پھول پیش کرنے کا خیال اس قدر مضحکہ خیز تھا کہ میں نے ایک قہقہہ لگایا اور اداس چہرے والی آئی ہیز بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکی۔

اس کے بعد وہ کسی کام سے چلی گئی۔ میں بھی ہینس کے پاس پہنچا۔

"ہینس! کیا ہوا؟" میں نے سونگھنے کی رسم کے متعلق پوچھا۔

"عجیب قصہ ہوا یاسر" ہینس نے جواب دیا۔ "حالانکہ اس کا آخری حصہ میں نہ سمجھ سکا۔ ویچ ڈاکٹر کو نے تھوماسو کو سونگھ لیا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے اسلوپوگاس کے ساتھیوں کو بیمار کر دیا ہے۔ چونکہ ہم یہاں مہمان ہیں اس لئے وہ لوگ تھوماسو کو مار تو نہ ڈالیں گے لیکن وہ اس سے بہت خفا ہیں اور اگر موقع ملا تو اسے چھوڑیں گے نہیں ضرور۔ لیکن یہ تو پیڑی کا چھوٹا سا راستہ ہے۔"

اور وہ خاموش ہو گیا۔

"تو پھر چھڑی کا بقیہ حصہ بڑا اسرار کیا ہے بیوقوف؟" میں نے بے چینی سے پوچھا

"بس اور روح جو گردکو میں آئی تھی......"

"کیا بکواس ہے یہ" میں نے کہا۔ "تم عیسائی ہو کر روح وغیرہ کے متعلق ایسی باتیں کہتے ہو؟ کاش کہ میرے والد تمہاری یہ باتیں سن سکتے"

"باس! تمہارے والد ریونڈ پریڈی کا ئنٹ تو بہت زیادہ عالم تھے اور وہ روحوں کے متعلق جانتے تھے کہ وہ سیاہ فاموں کے جسموں میں آتی ہیں لیکن سفید فاموں کی طرف سے منہ پھیر لیتی ہیں۔ بہرحال وہ روح ہو یا کچھ اور جو گردکو کی زبان سے بول رہی تھی گردکو میں گھس گئی اور اس کی زبان سے کہا، حالانکہ خود گردکو نہ جانتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، کہ اس جگہ بہت جلد بہت سا خون بہے گا اور یہ کہ خون خرابہ اور قتل و غارت ہوگی یہاں بس یہ ہوا باس۔"

"خون بہے گا! کس کا خون؟ کیا مطلب ہے اس گدھے کا؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا باس لیکن اس نے، جسے تم نے گدھا کہا ہے، گردکو کی زبان سے کہا ہے کہ وہ لوگ جو عظیم طلسم کے ساتھ ہیں — اس کا مطلب اس طلسم سے ہے جو تم نے گلے میں پہن رکھا ہے — سو وہ محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ مجھے یقین ہے کہ وہ ہمارا خون نہ ہوگا جو بہے گا اور اب مناسب ہوگا کہ ہم جلد از جلد یہاں سے روانہ ہو جائیں۔"

چنانچہ ہم نے ہینس کو جب ذرا ڈانٹا ڈپٹا کیونکہ وہ بھی ان باتوں میں یقین رکھتا ہے اور گردکو کی بکواس پر ایمان لے آیا۔ اس کے بعد میں نے اس واہیات رسم اور اس کے نتیجہ کے متعلق چند سوالات پوچھے اسلوپوگاس

کے پاس گیا اور یہ دیکھ کر میرا مزاج ایک دم سے بگڑ گیا کہ وہ بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔

"خوش خبری! یہ گرد کو الو کا پٹھا کیا بکواس کر رہا تھا اور یہ کیا بات ہے کہ تم خواہ مخواہ مسکرائے جا رہے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں ہے، سوائے اس کے کہ اس آدمی نے جو سڑی ہوئی بدبودار چربی کے ڈھیر جیسا ہے، ہمارے کھانے میں کچھ ملا دیا تھا جس کی وجہ سے ہم بیمار پڑ گئے۔ اب اگر وہ لال داڑھی والے باس کا آدمی نہ ہوتا تو میں نے اسے قتل کر دیا ہوتا۔ اور پھر یہ بات بھی ہے، میکو میزن کہ اگر میں اسے قتل کر دوں تو لال داڑھی والے باس کی چھٹی ہو جائے گی۔ دوسری بات گرد نے یہ کہی کہ یہاں جنگ ہو گی۔ بس اس خیال سے میں مسکرا رہا ہوں کیونکہ بیکار بیٹھے بیٹھے تو میں اکتانے لگا ہوں اور جنگ مجھے پسند ہے۔ ہم یہاں جنگ کرنے ہی آئے ہیں نا؟"

"قطعی نہیں" میں نے کہا۔ "ہم تو انجانے خطوں کی طرف جانے کے لئے گھر سے چلے ہیں۔ لڑائی بھڑائی چاہتا بھی نہیں۔"

"میکو میزن! انجانے خطوں میں ہماری مڈبھیڑ انجانے لوگوں سے ہوتی ہے جن کے خیالات سے ہم متفق نہیں ہوتے اور پھر جھگڑا ہی پیدا کرنے والا انجانی بولی بن سکتا ہے۔"

اور وہ ایک جوش کے عالم میں اپنا کلہاڑا گھمانے لگا۔ اس کا کلہاڑا ہوا کو کاٹ کر "سوں۔ سوں" کی لرزہ خیز آواز پیدا کر رہا تھا۔

میں اس سے مزید کچھ معلوم نہ کر سکا تھا چنانچہ اس سے یہ وعدہ لے کر کہ وہ فی الحال سوکو کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا وہاں سے چلا آیا۔ چلتے چلتے میں نے

اس سے کیا کہ ہو سکتا ہے تھوڑا سا بے قصور ہو۔

اس کے باوجود اس واقعہ نے میرا مزاج پراگندہ کر دیا اور دل میں ایک انجانا خوف بیٹھ گیا تھا چنانچہ میں چاہتا تھا کہ ہم جلد از جلد بخیر و خوبی دریا کے اُس پار پہنچ جائیں۔ لیکن ہم فوراً ہی روانہ نہ ہو سکتے تھے اوّل تو اس لئے کہ دو زولو اب بھی بیمار تھے اور سفر کے قابل نہ تھے اور پھر چونکہ ہمیں چھکڑا یہیں چھوڑ کر جانا تھا اس لئے ضروری سامان کو الگ الگ باندھنا تھا جیسے بار بردار اٹھا سکیں اور دوسرے ضروری انتظامات کرنے تھے۔
اس کے علاوہ ایک اُلجھن لگی۔ رکاوٹ یہ تھی کہ ہنس کے کوئی زہریلا کانٹا چبھ گیا تھا چنانچہ اس کا پیر ورم کر آیا تھا اور جب تک اس کا پیر ٹھیک نہیں ہو جاتا تھا ہم آگے روانہ نہ ہو سکتے تھے۔

چنانچہ یوں ہوا کہ جب کپتان رابرٹسن نے یہ تجویز پیش کی کہ ان دلدلوں میں، جو شاید دریائے زمباسی کے ایک چھوٹے معاون دریا میں تھیں، دریائی گھوڑوں کے شکار کو چلا جائے تو مجھے یک گونہ مسرت حاصل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ اس موسم میں یہ دریائی گھوڑے اس طرف آئے تھے بند کر کے یا اس کی ناکہ بندی کر کے اور اس طرف آئے ہوئے دریائی گھوڑوں کی واپسی کا راستہ روک کر ان کا شکار کیا جا سکتا تھا۔

بہت پہلے ایک دو دفعہ ایسا کیا گیا تھا لیکن ایک عرصے سے یہ شکار بند تھا۔ شاید اس لئے کہ رابرٹسن اس قسم کے شکار کا انتظام نہ کر سکا تھا اب میری موجودگی سے فائدہ اٹھا کر وہ پھر یہ کرنا چاہتا تھا۔ اوّل تو اس لئے کہ دریائی گھوڑوں کی کھال کے چابک اور کوڑے بنتے تھے چنانچہ ان کی کھالوں کی خاصی قیمت وصول ہوتی تھی اور دوم اس لئے کہ اسے

اس شکار کا شوق تھا اور یہ کھیل، اس نے کہا" بے حد دلچسپ تھا۔ اس کے
علاوہ اس کھیل کے ذریعہ، میرے خیال میں وہ مجھ پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ
صرف شراب اور ہوس کا بندہ اور بے کار بن کر نہیں رہ گیا ہے

میں اس شکار پر جانے کے لئے فوراً تیار ہو گیا کیونکہ اپنی شکاری زندگی میں
اس قسم کے شکار میں نے پہلے کبھی نہ کیا تھا اور پھر یہ کہ رابرٹسن کے بقول اس
شکار میں صرف ایک ہفتہ صرف ہونے والا تھا چنانچہ میں نے سوچا کہ اس عرصہ
میں ہنس کا پیر بھی ٹھیک ہو جائے گا اور زولو بھی تندرست ہو جائیں گے۔

چنانچہ اس شکاری مہم کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔

دریا کے کنارے اور جزیروں میں رہنے والے کافروں کو، جن کو اجرت میں
دریائی گھوڑوں کا گوشت دیا جانے والا تھا، طلب کیا گیا۔ وہ سینکڑوں کی تعداد
میں آئے۔ انھیں مقررہ مقامات کی طرف روانہ کر دیا گیا کہ جب ہم نرسل جلائیں
تو ان کا دھواں دیکھیں تو فوراً ہانکنا شروع کر دیں۔ اس کے علاوہ دوسرے
بہت سے ضروری انتظامات بھی کئے گئے جن کی تفصیل بیان کرنی ضروری نہیں۔

اور پھر ہماری روانگی کا وقت آ گیا۔ ہمیں اس جگہ جانا تھا جو بیس میل
دور تھی۔ یہ سفر ہمیں زیادہ تر چھکڑے پر کرنا تھا۔ رابرٹسن، جو اب بوتل کو
ہاتھ نہ لگاتا تھا، حقیقت میں جہاز کے کپتان کی طرح پھرتیلا اور چاق چوبند
بن گیا تھا اس کی نظر اور توجہ سے اب کوئی بات پوشیدہ نہ تھی۔ وہ جو احکامات
صادر کر رہا اور جو ہدایتیں دے رہا تھا اس سے مجھے اس جہاز کا کپتان یاد
آ جاتا تھا جو بندرگاہ سے روانہ ہونے والا ہو۔ کسی زمانے میں رابرٹسن
بے حد قابل آدمی رہا ہوگا۔

جس صبح ہم روانہ ہونے والے تھے اس کی رات کو میں نے رابرٹسن سے پوچھا

عجیب لگی ہے کہ مجھے شک ہوا کہ وہ کسی اپنے خطرے کی بو پا رہا ہے جس کو بیان
کرنا وہ مناسب نہیں سمجھتا۔ میرا خیال فوراً دیبۃ اکٹر گرد کی پیشگوئی کی طرف
گیا اور سوچا کہ وہ شاید اس پیشگوئی کے پیش نظر اپنے دونوں ساتھیوں سے آئی نیز
کی حفاظت کرنے کا حلف لے رہا تھا۔ لیکن اپنے ساتھیوں سے حلف لیتے وقت وہ
بار بار تھوٹاسو کی طرف دیکھ رہا تھا چنانچہ ہم نے سوچا کہ وہ تھوٹاسو کی طرف
سے مطمئن نہ تھا۔

شاید اسلوپوگاس کو یہ خوف ہو کہ رابرٹ ٹیمن کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر
تھوٹاسو آئی نیز ہر دست درازی کرنے کی کوشش کرے۔ اب اگر اسلوپوگاس کو
یہی خوف تھا تو چند وجوہات کی بنا پر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کا یہ خوف
بے بنیاد تھا۔ میں یہاں صرف ایک وجہ بیان کروں گا اور وہ یہ کہ تھوٹاسو ایسا
جھگڑالو بزدل تھا کہ وہ اپنے اس ارادے کو بشرطیکہ اس کا ایسا کوئی ارادہ
ہو، جامہ عمل نہ پہنا سکتا تھا۔ اس کے باوجود میرے دل میں بھی خطرے کی گھنٹی
بج رہی تھی جس کا مطلب میری سمجھ میں نہ آتا تھا تاہم میں نے بھی ہنیس کو آئی نیز
اور گھر پر نظر رکھنے کی تاکید کرنے کے بعد کہا کہ اگر اسے کہیں کچھ گڑبڑ نظر آئے تو
فوراً ہمیں خبر کر دے۔

"ٹھیک ہے۔" ہنیس نے جواب دیا "میں اداس آنکھوں پر نظر رکھوں
گا" ہمارے نوجوان ساتھیوں نے اپنی تیز نگاہی کی وجہ سے آئی نیز کو اداس آنکھیں
کا لقب دے دیا تھا جیسے کہ ان کی عادت تھی۔

"ہاں!" ہنیس نے کہا "تم اداس آنکھوں کا ایسا خیال رکھو گے گویا وہ
میری دادی ہے حالانکہ مجھ میں نہیں آتا کہ یہاں اسے کیا خطرہ ہو سکتا ہے
لیکن بہر حال سب سمجھ کر میں تمہارے ساتھ چلوں اور تمہارا خیال رکھوں"

کیونکہ تمھارے والد نے اس دنیا سے جانے سے پہلے مجھے اس کی تاکید کر دی تھی۔
تم جانو عورتوں کی دیکھ بھال کرنا میرا کام نہیں۔ اس کے علاوہ میرا پیر بھی
اب اچھا ہے اور میں دریائی مچھلیوں کا شکار کرنا چاہتا ہوں اور پھر ـــ"
اور یہاں وہ خاموش ہو گیا۔

"اور پھر کیا ہنس؟"

"اور پھر یہ بات کہ گرو کو نے کہا ہے کہ اب جنگ ہو گی اور اگر واقعی جنگ ہو گئی اور
کہیں تمہیں کچھ نقصان پہنچ گیا تو میں تمھارے والد کو اس دوسری دنیا میں، جہاں
بہت سی آگ جلتی ہے، جانے کے بعد کیا جواب دوں گا؟"

ہنس کی ان باتوں کا خاص مقصد تھا اور یہ میں سمجھتا ہوں ایک تو یہ کہ اگر
ہو سکے تو اسے مجھ سے چند گھنٹوں کے لئے بھی جدا ہونا پسند نہ تھا اور دوم یہ کہ مستقر
میں عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کے ساتھ بے کار پڑے رہنے کے بجائے وہ شکاری
مہم پر چلنا پسند کرتا تھا۔ کم سے کم میں نے تو اس کی باتوں سے یہی نتیجہ اخذ کیا اور
مجھے اعتراف ہے کہ میں نے جو نتیجہ اخذ کیا تھا وہ غلط تھا۔ اس کی ایک خاص اور
اصل وجہ دوسری تھی جس کی تہہ تک میں اس وقت نہ پہنچ سکا تھا۔ در اصل
ہنس اپنی رغبت کو شکست دینے کی جد و جہد کر رہا تھا۔

بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ رابرٹسن چوری چھپے ہنس کو شراب دیا کرتا تھا
کیونکہ آپ جانتے ایک عادی شرابی کو دوسرے عادی شرابی سے، خصوصاً شراب کے
معاملے میں، ہمدردی ہوتی ہی ہے۔ یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ
رابرٹسن نے اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ شراب کہاں رکھتا ہے اور یہ کہ ہنس
کو جب طلب ستائے تو وہ کہاں سے شراب حاصل کر سکتا ہے اور اسے اکثر شراب
کی طلب ستایا کرتی تھی۔ چنانچہ اب ہنس کی دسترس میں دنیا بھی کو دو دھن کی حقیقت

تھا یا ہیروں کو چور کی حفاظت میں دینے کے برابر تھا۔ اور یہ نہیں جانتا تھا لیکن
چونکہ میرے سامنے اس کا اعتراف کرتے شرماتا تھا۔ اس لئے وہ گھبراکر ایسا کر رہا تھا
اور اس کی یہی شرم ایک مصیبت کا باعث تھی۔

"نہیں! تم یہیں ٹھہرو گے" میں نے کہا۔

"لیکن میں یہاں ٹھہر کر کیا کروں گا باس؟" اس نے اپنے دیدے گھمائے۔

"مس آل بیٹری کی خبر گیری اور اپنے پیر کی مرہم پٹی" میں نے سختی سے کہا۔

اس پر وہ ایک ٹھنڈا سانس لے کر اکڑوں بیٹھ گیا اور تھوڑا سا آٹا کو طلب کیا

اس عرصے میں کپتان رابرٹ سن، جو اس سفر میں شامل اور پھر فنا رہنے کے
لئے آخری جام چڑھا چکا تھا، گاؤں میں اپنے والوں سے رخصت ہو رہا تھا کیونکہ
میں نے دیکھا کہ وہ دو قبیلی نسل کے بہت سے بچوں کو گود میں اٹھا کر انہیں چوم رہا
اور ان کے متعلق تھوماسو کو ہدایتیں دے رہا تھا۔

آخرکار وہ واپس آیا اور آل بیٹری کو بلا بھیجا۔ وہ آئی تو آہی لیکن بڑا مرے
سے بیچے۔ آخر مجھے معلوم ایسا ہوتا تھا کہ جب اس کا باپ گاؤں میں اپنی سیاہ فام
بیویوں اور بچوں سے مل کر آتا تھا تو آل بیٹری اس کے قریب نہ آتی تھی بہرحال رابرٹ سن
نے آل بیٹری کو بھی خدا حافظ کہا، اسے اپنا خیال رکھنے کی ہدایت کی اور پھر روانگی
کا بگل بجا دیا۔

اور ہم صبح روانہ ہو گئے۔

رابرٹ سن کے گاؤں کے بیس جوان، مختلف قسم کی بندوقوں سے لیس، آگے آگے
چل رہے اور کوئی گیت گا رہے تھے۔ یہ خوشی کا ترانہ تھا۔ ان کے بعد چھکڑا تھا
جس کے ڈرائیونگ بکس پر میں اور رابرٹ سن بیٹھے ہوئے تھے اور آخر میں
اسلوپوگاس اپنے زولوؤں کے ساتھ آ رہا تھا۔ صرف دو زولو جو بیمار تھے،

مستقر پر چھوڑ دیے گئے تھے۔

راستہ ہموار اور سیدھا تھا اور بے حد خوبصورت گھاس اور جھاڑیوں کے میدان سے گزر رہا تھا۔ یہ وہی جنگل تھا جو دریائے زمباسی تک چلا گیا تھا۔.....

رات کا اندھیرا اترنے سے پہلے ہم ڈھلان کے اس کنارے تک پہنچ گئے جہاں سے راستہ اور جنگل بھی جنوب کی طرف مڑ کر اس معاون دریا کے کنارے تک چلا گیا تھا جس کی دلدلوں میں ہمیں دریائی گھوڑوں کا شکار کرنا تھا یہاں ہم نے پڑاؤ ڈال دیا اور دوسرے دن علی الصبح چھکڑے کو میرے ایک ملازم اور گاؤں کے دو کافروں کی حفاظت میں چھوڑ کر ہم گھنے جنگل میں داخل ہو گئے چھکڑا چلانے والے کو میں نے اپنے بندوق بردار کے طور پر ساتھ لے لیا۔

یہ جنگل مختلف قسم کے شکار سے پُر تھا لیکن ان کا شکار ہم نے اس خوف سے نہ کیا کہ کہیں بندوقوں کے دھماکے دریائی گھوڑوں کو خوفزدہ کر دیں اور وہ دلدلوں میں سے بھاگ کر بڑے دریا میں چلے جائیں۔

دوپہر کے وقت ہم جنگل سے نکل کر اس جگہ پہنچ گئے جہاں ہانکا کیا جانے والا تھا۔ یہاں عمودی کناروں کے درمیان وہ دلدلیں تھیں جو دو سو گز سے زیادہ چوڑی نہ تھیں کناروں پر گھنی جھاڑیاں تھیں اور دلدل کے عین بیچ میں گہرے پانی کی آبنائے تھی جس کی سطح پر کائی کی موٹی تہ تھی۔ اسی آبنائے کے ذریعہ دریائی گھوڑے داخل ہو کر اپنی چراگاہ کی طرف جاتے تھے۔

اور اس جگہ کپتان رابرٹسن کی زیر نگرانی اور دریا کنارے بسے ہوئے کافروں کی مدد سے شکار کی تیاریاں مکمل کریں۔ بقیہ آدمی جو تعداد میں کوئی سو تھے، ایک لمبا چکر کاٹ کر دلدلوں کی دوسری طرف پہنچ گئے جہاں

سے انھیں، ہماری طرف سے ایک خاص اشارہ پاکر پانکا کرنا تھا۔ ان کا یہ چکر کئی میل کا تھا۔

یہ تیاری آسان تھی۔

بہت سے کانٹے دار درخت کاٹے گئے۔ ان کے تنوں سے وزنی اور کافی بڑے پتھر باندھے گئے اور انہیں تنگ آبنائے میں ڈال کر ناکا بندی کر دی گئی۔ ان تنوں کی چوٹیوں پر، جو سطح آب سے باہر نکلی ہوئی تھیں، مختلف رنگوں کے کپڑوں کی جھنڈیاں باندھ دی گئیں جو ہم اپنے ساتھ لائے تھے۔ مثلاً پرانی اور پھٹی ہوئی قمیص، شوخ رنگوں کے ٹکڑے، چیتھڑا کمبل اور پتہ نہیں کیا کچھ الا بلا۔ چند جھنڈیاں ان رسوں سے بھی باندھ دی گئی تھیں جن سے تنے باندھے گئے تھے اور جو زیر آب تھے۔

اس طرف ... سے پاکر ہم نے عمودی کناروں پر بندوقوں والے کازروں کو تھوڑے تھوڑے فاصلے سے متعین کر دیا۔ مجھے ان بندوق والے کازروں کی نشانے بازی پر اعتبار نہ تھا اور جانتا تھا کہ وہ اندھا دھند گولیاں چلائیں گے اور یہ بڑی خطرناک بات تھی یا ثابت ہو سکتی تھی۔ چنانچہ میں نے اپنے لئے ایک نسبتاً محفوظ جگہ تلاش کر لی۔ میں ایک ابھری ہوئی چٹان کے پیچھے جا بیٹھا۔ لیکن اس پر بھی مجھے اطمینان نہ ہوا تو میں نے خشکی کی طرف ایک بڑے ایک پتھر جا کر چند منٹ میں دیوار سی بنا لی۔ اب میرے خیال میں میں محفوظ تھا۔

پورا دن ان تیاریوں کی نذر ہو گیا اور رات گزارنے کے لئے ہم بلند مقام کی طرف چلے گئے کیونکہ نشیب میں دلدلی مچھر بہت تھے۔

دوسرے دن پو پھٹنے سے پہلے ہم نے واپس آ کر اپنی اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھ گئے۔ چند آبنائے کے اس طرف اور چند دوسری طرف بیٹھے۔ دوسری طرف بندوقوں

کے ذریعہ پہونچنا تھا۔ یہ ڈونگے وہاں بسنے والے کافرلے آتے تھے۔

سورج طلوع ہونے سے پہلے رابرٹسن نے خشک نرسلوں اور جھاڑیوں کے زبردست انبار کو، جو اسی مقصد کے لئے رکھا گیا تھا، آگ لگادی۔ یہ ان کافروں کے لئے ہانکا کرنے کا اشارہ تھا جو ہم سے میلوں دور دلدلوں کے دوسری طرف تھے۔

اب ہم یہ اطمینان کرکے کہ ہر ایک کے پاس کافی سے زیادہ بارود تھی منتظر بیٹھ گئے۔

پو پھٹی تو میں اس درخت پر، جو میری کمینگاہ کے قریب ہی تھا، چڑھ گیا اور اس بلندی پر سے میں نے دیکھا جنوب کی طرف اور کئی میل دور بہت سے چھوٹے چھوٹے الاؤ سے جل رہے تھے۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ ہانکا کرنے والے کافر دلدلوں کے نرسلوں میں آگ لگا رہے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد یہ آگیں آپس میں مل کر آتشی دیوار سی بن گئی۔ اب میں درخت پر سے اتر کر چٹان کے پیچھے آ بیٹھا کیونکہ اب شکار کا وقت آ گیا تھا۔

لیکن سورج کے بلند ہونے سے پہلے کچھ نہ ہوا۔

میں آبنائے کی پرسکون سطح پر نظریں گاڑے ہوئے تھا کہ دفعتہً اس دارو پیدا ہو کر بجے اور پھر بلبلے بن کر پھٹنے لگے۔ یکا یک ایک کوئی بڑے دریائی گھوڑے کا سر سطح پھاڑ کر ابھرا آبنائے میں تنوں کی رنگ و کچھ کر وہ غالباً یہ دیکھنے سطح پر ابھرا تھا کہ یہ کیا بلا تھی۔ میں نے فوراً ہی آٹھ بور رائفل کی گولی اس کے سر میں پیوست کردی اور وہ شاید بلکہ یقیناً مردہ ہو کر آبنائے کی تہ میں ڈوب گیا اور اس سے یہ ہوا کہ اس نے اپنی لاش سے مدد کر کر بھی مضبوط بنادیا۔ اس کے مرنے اندر ڈوبنے سے ایک دوسرا فائدہ بھی ہوا۔ میں جانتا تھا کہ مانا بیش خون

اور اس کی بو برداشت نہیں کر سکتیں چنانچہ وہ اس سے بچنے کے لئے سطح پر ابھر آتی ہیں اور اس میں چاہے ان کی جان کو خطرہ ہی کیوں نہ ہو۔

جہاں آبنائے میں زیر آب دھارے تھے چنانچہ مرے ہوئے دریائی گھوڑے کا خون جلد ہی یہاں سے وہاں تک پھیل گیا۔ پیچھے زور اور دباؤ کا پورا ریوڑ کا ریوڑ چلا آ رہا تھا۔ سب سے آگے والے دریائی گھوڑوں نے خون کی بو پائی یا وہ اس کے نتھنوں میں گھسی اور وہ گھبرا کر پلٹے لیکن پیچھے سے دوسرے دریائی گھوڑے آ رہے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی ٹکر ہو گئی۔ آبنائے میں ایک عجیب طرح کی ہل چل مچ گئی۔ اور پھر وہ پھنکارتے ڈکراتے اور ایک دوسرے کو رگیدتے کی کوشش کرتے سطح پر ابھرنے، پیچھے سے دریائی گھوڑوں کی آمد کا سلسلہ تو جاری ہی تھا اور کچھ ہی دیر بعد اس تنگ آبنائے میں ایک عجیب طرح کی افراتفری مچی ہوئی تھی۔

ہماری بندوقیں بے تحاشہ تڑتڑانے لگیں۔ بالکل جنگ کا منظر تھا یہ اور بات تھی کہ یہ جنگ یک طرفہ تھی۔ بارود کے دھوئیں کی چادر میں سے میں نے دیکھا دور بہت دور سے ہانکا کرنے والے عجیب لباسوں میں ملبوس چیختے چلاتے اور بجاتے اور نرسنگوں کی جیتی ہوئی مشعلیں ہلاتے اور خوشی سے تقریباً ناچتے آگے بڑھ رہے تھے۔ زیادہ تر کناروں پر تھے لیکن جو زیادہ جوشیلے اور بہادر تھے وہ ڈونگوں میں بیٹھے انھیں ریوڑ کے پیچھے ہنکاتے لا رہے تھے اور دریائی گھوڑوں کو آبنائے کی طرف دھکیل رہے تھے اور یہ بات یقیناً خطرناک تھی کیونکہ گھبرائے ہوئے اور خوفزدہ دریائی گھوڑے اسی راستے سے لوٹ کر دلدلوں اور پھر دریا تک پہنچ سکتے تھے۔

اپنی پوری شکاری زندگی میں میں نے ایسا عجیب اور یادگار منظر پہلے کبھی

وہ دیکھ رہا تھا اس کے باوجود میں اپنے دل میں ایک طرح کی کسک محسوس کر رہا تھا کیونکہ میں ایک شکاری تھا اور یہ جو کچھ ہو رہا تھا یہ شکار نہیں بلکہ بلا وجہ قتل عام تھا اور آخر میں جو کچھ ہوا وہ یوں تھا۔

بہت جلد آبنائے دریائی گھوڑوں سے حقیقت میں پُر ہوگئی اور اس میں مختلف قد و قامت کے دریائی گھوڑے تھے، میرے خیال میں سو یا اس سے زیادہ بہت سے بالغ سے لے کر کم عمر بچوں تک، ان میں سے بہت مارے گئے — لیکن بہت زیادہ نہیں کیونکہ ہمارے کانز بندوقچیوں کے نشانے یونہی سے اور اندھا دھند تھے۔ اس کے علاوہ بہت سے دریائی گھوڑے محض زخمی ہوئے تھے، جتنے مارے گئے وہ زیادہ تر میری اور کپتان رابرٹسن کی نشانہ بازی کا نتیجہ تھے۔

بدنصیب دریائی چوپائے بندوق کے دھماکوں اور خون کی بو سے اتنے خوفزدہ ہوئے اور ایسے گھبرائے کہ ایک دم سے پاگل ہو گئے۔ کچھ دیر تک وہ آبنائے میں سطح پر اور زیر آب، پھنسے رہے اور یوں ڈکراتے اور چیختے رہے کہ اس طرف کا جنگل دور دور تک گونج اٹھا اور پھر یوں لگتا جیسے انھوں نے ایک آخری فیصلہ کر لیا۔ چند دریائی گھوڑے ایک دم سے پلٹ کر بپھرتے ہوئے نرسلوں کا ناکا کرنے والوں اور پیچھے آتے ہوئے ڈونگوں کی طرف بھاگے۔ ان میں سے ایک دریائی گھوڑے نے، جو زخمی تھا، ایک ڈونگے پر حملہ کر دیا، اپنا غار جیسا منہ کھولا اور اس نے ڈونگے کو پکڑ کر اسے تراخ سے توڑ دیا اور چپو چلانے والے کو ختم کر دیا اور اس مہارت سے کہ اس غریب کی لاش کا بھی پتہ نہ چلا کہ کیا ہوئی اور کہاں گئی۔

البتہ دریائی گھوڑوں کی اکثریت نے ایک دوسرا ہی راستہ اختیار کیا۔ وہ پانی میں سے نکل کر دونوں طرف کے کناروں پر آ گئے اور حیرت انگیز تیزی اور آسانی سے کناروں کی عمودی ڈھلان چڑھ کر سیدھے ہماری طرف آنے لگے۔ اور اس وقت میں نے اپنی احتیاط کی دل ہی دل میں اپنے آپ کو داد دی کیونکہ میں ایک مضبوط اور مخصوص چٹان اور خود اپنی بنائی ہوئی دیوار کی آڑ میں تھا۔

میں اس چٹان کے پیچھے اپنے بندوق بردار اسلوپوگاس کے ساتھ، جو بندوق چلانا جانتا تھا اور اسی لئے اس نے میرا ساتھی بننا پسند کیا تھا، بیٹھا بھاگ کر آتے ہوئے دریائی گھوڑوں پر گولیاں چلا رہا تھا۔ میں یکے بعد دیگرے دو بندوقوں سے اور بڑی پھرتی سے گولیاں چلا رہا تھا اس کے باوجود میں بپھرے اور گھبرائے ہوئے دریائی گھوڑوں کی پیش قدمی پوری طرح سے نہ روک سکا۔ وہ خطرناک حد تک ہمارے قریب پہنچ رہے تھے۔ میں نے اسلوپوگاس کی طرف دیکھا اور اس خطرناک صورت حال میں بھی یہ دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہوئے بغیر نہ رہ سکا کہ غالباً اپنی عمر میں پہلی دفعہ یہ جنگجو اور نڈر نوجوان حقیقت میں خوفزدہ تھا۔

"یہ تو پاگل پن ہے میکومیزن" اس نے اس شور شرابے میں چیخ کر کہا "کیا ہم یہاں اس لئے آئے تھے کہ پانی میں رہنے والے سوروں کے کھروں تلے کچلے جائیں؟"

"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے" میں نے کہا "البتہ تم یہاں بیٹھے بیٹھے کچلے جانے کے بجائے باہر نکل کر کچلا جانا یا کھایا جانا پسند کرتے ہو تو بات دوسری ہے۔"

اور میں نے اس زبردست مگرمچھ کی طرف اشارہ کیا جو دریائی گھوڑوں کے ساتھ ہی تالاب میں سے نکل آیا تھا اور اپنا منہ پھاڑے ہماری طرف آ رہا تھا۔

زدہ دریائی گھوڑے نے اس درخت کو پوری قوت سے ٹکر ماری جس پر اسلوپوگاس چڑھا بیٹھا تھا۔ درخت کا تنا چونکہ موٹا اور مضبوط نہ تھا اس لئے وہ بیچ میں سے ٹوٹ گیا چنانچہ وہ درخت، جس کی چوٹی پر اسلوپوگاس گھونسلے میں بیٹھے ہوئے پرندے کی طرح اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا، دھڑام سے نیچے آ رہا۔ لیکن اسے چند خراشوں اور اوپری چوٹوں کے علاوہ کوئی زخم نہ آئے کیونکہ دریائی گھوڑا اسلوپوگاس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر اور درخت کے گرنے سے گھبرا کر آگے بھاگتا چلا گیا تھا۔

"میکومیزن! ایسا منحوس واقعہ ہوتا ہے اس آدمی کے ساتھ جو اس کام میں حصہ لیتا ہے جس کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتا" بعد میں اسلوپوگاس نے مجھ سے کہا۔

اس کے باوجود وہ اس درخت پر چڑھنے اور پھر اس درخت سمیت گرنے کے واقعہ کو چھپا نہ سکا کیونکہ یہ سب کچھ گویا "سرعام" ہوا تھا اور یہ واقعہ سب نے دیکھا تھا چنانچہ یہ واقعہ کافروں میں ایک مستقل مزاحیہ لطیفہ بن گیا اور اگر میں نے اسے نہ روکا ہوتا تو وہ اس کافر کو قتل کر دیتا جس نے اسے یہ عجیب لقب دیا تھا جس کا مطلب تھا "وہ جو اتنا بہادر ہے کہ درخت پر چڑھنے کے بعد دریائی گھوڑے پر سواری کرتا ہے"۔

آخر کار یہ معاملہ ختم ہوا جس کے لئے میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ بہت سے دریائی گھوڑے مارے گئے تھے۔ میرے خیال میں بیس یا اس سے کچھ زیادہ تھے۔ لیکن ان کی اکثریت کسی نہ کسی طرح بچ نکلی تھی جن میں سے زیادہ تر بری طرح زخمی تھے۔ میرے خیال میں ریوڑ آخرکار اپنے خوف پر قابو حاصل کر کے دریا اور دلدلوں کی طرف نکل گیا تھا۔

بہرحال دریائی گھوڑے جا چکے تھے اور یہ یقین کر کے کہ اب اس شخص کے لئے، جو میرے سامنے ہی چلا گیا تھا ؟ ، میں کچھ نہ کر سکتا تھا تمامے ڈونگے کے ذریعہ آبنائے عبور کی کہ اطمینان سے پڑاؤ میں پہونچ کر آرام کر دوں۔

لیکن آرام کرنا میری قسمت میں ابھی نہ تھا۔ پڑاؤ میں پہونچا تو دیکھا کہ رابرٹ سن بوتل سے اپنی تھکن دور کر رہا تھا اور بہت زیادہ متفکر اور غصے میں معلوم ہوتا تھا کیونکہ اس کے قریب آئی دو کا فرو دریائی گھوڑوں کی بھگدڑ میں مارا گیا تھا جس سے رابرٹ سن کو خاص انسیت تھی اور دوسرے کافر کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔

رابرٹ سن نے مجھے دیکھتے ہی بڑے جوش اور غصے کے عالم میں اعلان کیا کہ وہ دریائی گھوڑا، جس نے اس کے ایک ساتھی کی جان لی اور دوسرے کی ٹانگ توڑ دی تھی، زخمی تھا اور ان جھاڑیوں میں گھس گیا تھا جو ان سے صرف چند گز دور تھیں اور اب وہ یعنی رابرٹ سن اس سے انتقام لینا چاہتا تھا بلکہ جب میں کیمپ میں پہونچا ہوں تو وہ اس دریائی گھوڑے کے تعاقب میں جانے ہی والا تھا۔

رابرٹ سن کو یوں غصے میں اور پریشان دیکھ کر مجھے یہی مناسب معلوم ہوا کہ میں بھی اس کے ساتھ چلا جاؤں۔ جو کچھ ہوا اس کی تفصیل بیان کرنے کے بجائے اتنا بتا دوں کہ آخر کار ہم نے اس دریائی گھوڑے کو جھاڑیوں میں دبکا ہوا تلاش کر لیا۔ رابرٹ سن نے اپنی بندوق کی دونوں نالیاں جھاڑیوں میں چلا دیں۔ گولیاں دریائی گھوڑے کو لگیں ضرور لیکن وہ مرا نہیں چنانچہ وہ ایک گرج کے ساتھ اور اپنا غار جیسا منہ کھول کر جھاڑیوں سے باہر آیا کہ اس

ہلانے ناگہانی کے سامنے سے بھاگ نکلے۔ رابرٹ سن اس زخمی جانور [illegible] میں تھا چنانچہ وہ پلٹ کر بھاگا لیکن چند قدم بعد ہی ٹھوکر کھا کر گرا اور رابرٹ سن نے اس کے اور دریائی گھوڑے کے درمیان آ کر اس بپھرے ہوئے جانور کے جسم میں اپنی آٹھ بور بندوق کی دو گولیاں پیوست کر دی ہوتیں تو رابرٹ سن اس کے پیروں تلے روندا گیا ہوتا۔ دریائی گھوڑا مجھ سے اور رابرٹ سن سے الجھنے کی کوشش کر رہا تھا، صرف تین فٹ دور مردہ ہو کر گرا۔

اس واقعہ نے رابرٹ سن کو [illegible] مرہون کر دیا اور وہ مارے احسانمندی کے میرے سامنے بچھ گیا۔

"کوارٹرمین! تم واقعی بہت بہادر ہو" وہ بولا "اگر تم نہ ہوتے تو میں اس جگہ پہنچ گیا ہوتا جہاں مرنے کے بعد سب لوگ جاتے ہیں۔ میں تمہارا یہ احسان کبھی نہ بھولوں گا کوارٹرمین اور اگر کبھی تم نے کوئی چیز طلب کی، جو کپتان جون رابرٹ سن کے اختیار میں ہوئی، تو مجھے دینے سے دریغ نہ کرو گے۔"

مجھے دفعتہ ایک خیال آیا چنانچہ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے کہا:-

"بہت اچھا۔ میں ایک چیز طلب کر رہا ہوں جو تم آسانی سے دے سکتے ہو۔"

"اچھا میرے دوست اور رفیق، جو کچھ چاہو تو میرا آدھا گلہ، گائیں، کھیت اور تجارت مانگ لو۔"

"میں" میں نے بندوق میں نئے کارتوس ڈالتے ہوئے کہا "تم سے ایک وعدہ چاہتا ہوں۔"

"صرف وعدہ!" اس نے حیرت سے کہا

"ہاں - یہ وعدہ کہ تم اپنی بیٹی کی خاطر شراب چھوڑ دو گے۔ یہ شراب ہی تھی جس نے ابھی ابھی تمہیں موت کے سامنے پہنچا دیا تھا۔"

"میرے دوست! میرے دوست یہ بڑی مشکل چیز طلب کی ہے تم نے" اس نے نیچی آواز میں کہا۔ "لیکن خدا کی قسم میں آئندہ اور تمہاری خاطر شراب چھوڑنے کی کوشش کروں گا۔"

اس کے بعد میں اس کا ذکر نانگ کی طرف بیٹھا نے چلا گیا جو پڑا کراہ رہا تھا۔

ساتواں باب

قسم

اس جگہ ہمیں مزید تین دن تک قیام کرنا پڑا۔ اوّل تو اس لئے کہ بہت سے دریائی گھوڑے جو مارے گئے تھے، سطح پر تیر نہ آئے تھے اور اس وقت تک نہ آسکتے تھے جب تک کہ ان کے زبردست جسموں کی گیس انھیں ہلکا نہ کر دیتی۔ اس کے بعد ان دریائی گھوڑوں کی کھال اتارنی تھی اور انھیں لمبی لمبی پٹیوں اور ٹکڑوں کی شکل میں کاٹنا تھا۔ یہ لمبی دھجیاں کوڑے بنانے کے اور ٹکڑے کافروں کی ڈھالیں بنانے کے کام میں آتے اور خاصی قیمت میں فروخت ہوتے تھے۔

اس کام میں ظاہر ہے کہ کافی وقت لگ گیا اور اس عرصے میں بیٹھا دیکھتی بلکہ یہی کہنا مناسب ہوگا کہ کراہت سے کافروں کو دریائی گھوڑوں کا گوشت کھانے بلکہ نگلتے دیکھتا رہا۔ چربی ان لوگوں نے سکھا کر رکھ لی بقیہ وہ لوگ ہضم کر گئے۔ ایک دفعہ شوق تجسس سے مجبور ہو کر میں نے گوشت کے اس ٹکڑے کو تولا جو ایک بے حد دبلے پتلے کافر کو دیا گیا تھا اس لوتھڑے کا وزن بیس پونڈ تھا۔ یہ بیس پونڈ گوشت وہ دبلا پتلا کافر چار گھنٹوں کے اندر اندر ہڑپ کر گیا اور پھر اپنا شکار ہضم کئے ہوئے مگر مچھ کی طرح لمبا لمبا لیٹ گیا۔ غضب کے معدے ہوتے اور قوت ہاضمہ ہوتی ہے ان کافروں کی۔

القصہ مختصر اس طرف کے سب کاموں سے فرصت پاکر ہم گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ کوئی چھوٹی ٹانگ والے کافر کے لئے ٹہنیوں اور پتوں کو باندھ کر اسٹریچر سا بنا دیا گیا تھا جس میں وہ لیٹا ہوا اور چار کافر اسے اٹھائے ہوئے تھے۔ دلدل کے سرے پر ہمارا چھکڑا صحیح سلامت اور محفوظ موجود تھا۔ دوسرا چھکڑا ابھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ یہ رابرٹسن کا چھکڑا تھا جو اسٹرا تھمور سے شکار کی کھالیں وغیرہ لادنے کے لئے لایا گیا تھا اور ہماری روانگی کے بعد اسٹرا تھمور سے روانہ ہوا تھا۔

میں نے اپنے چھکڑے بان سے پوچھا کہ ہماری غیر موجودگی میں کوئی واقعہ تو نہیں ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ البتہ اس نے کہا، گزشتہ شام اندھیرا اترنے کے بعد اس نے نشیب میں کوئی بیس میل [illegible] اسٹرا تھمور کی سمت میں ایسی سرخ روشنی دیکھی تھی جیسے [illegible] بہت سے بڑے الاؤ جلائے گئے ہوں۔ یہ بات اسے ایسی معلوم ہوئی [illegible] کے لئے ایک بلند درخت پر چڑھ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ آگ معمولی [illegible] کی [illegible] کے کرال میں ہی لگی تھی لیکن وہاں [illegible] حالت کو آگ نہ [illegible] ان کی سرخی زیادہ نہ تھی۔

"ہو سکتا ہے کہ میدان کی گھاس یا کرالوں کے جھنڈ جل رہے ہوں۔" میں نے کہا۔

"میرے خیال میں وہ جنگل کی آگ نہ تھی اگر ہوتی تو وہ دور تک پھیل جاتی۔" اس نے جواب دیا۔

چنانچہ یہاں آکر ہماری باتیں ختم ہو گئیں لیکن چھکڑے بان کی باتوں نے مجھے متفکر کر دیا تھا اور خدا جانے کیوں میں اپنے دل میں ایک عجیب طرح

کا خوف اور بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ اسلوپوگاس بھی پریشان نظر آتا تھا
کیونکہ اس نے میری اور جھکڑسے باں کی گفتگو جو زولوزبان میں ہوئی تھی لیکن
چونکہ اپنے درخت پر چڑھنے والے واقعہ کے بعد وہ خاموش رہنے لگا تھا۔
اس لئے میں نے اس وقت بھی اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا۔

ہم لوگ جس رفتار سے چل رہے تھے اس کے پیش نظر سورج غروب
ہونے کے ایک گھنٹہ پہلے اشراتھومور پہنچ جانے کی امید تھی۔ نصف راستہ طے
کرنے کے بعد ہم نے ستانے اور کھانا وغیرہ کھانے کے لئے ایک جگہ تھوڑی
دیر کے لئے قیام کر دیا تھا اور پھر فوراً روانہ ہو گئے تھے۔ میرے بیل اس قیام
کے بعد چونکہ قدرے تازہ دم تھے اس لئے میں سب سے کئی گز آگے تھا اور
میرے عین پیچھے اسلوپوگاس اپنے زولوساتھیوں کے ساتھ پیدل آ رہا تھا۔
جھکڑسے باں نے دور پر آگ جلانے کی جو کہانی سنائی تھی اسے خدا
جانے میں کیوں بھول نہ سکا تھا اور خدا جانے کیوں ایک عجیب طرح کی
بے چینی محسوس کر رہا تھا اور جلد از جلد اشراتھومور پہنچ جانا چاہتا تھا
چنانچہ میں بیلوں کو بھگا رہا تھا۔

ہمارے اور اشراتھومور کے درمیان [illegible] یا دو میل کا
فاصلہ اب بھی تھا اور میرا دو میلوں کا فاصلہ [illegible] رہا کہ دور میدان
کے ایک ابھار پر مجھ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سمندر کی موج منجمد ہوگئی ہو
ایک انسانی سایہ نظر آیا جو ہماری طرف بھاگتا آ رہا تھا۔ خدا جانے کیوں
مجھے شک سا ہوا کہ وہ منیس تھا۔ میرا یہ شک اتنا قوی سا تھا کہ میں نے یقین
کرنے کے لئے اپنی دوربین اٹھا کر آنکھوں سے لگا لی۔

بے شک وہ منیس ہی تھا جو بے تحاشا بھاگا آ رہا تھا۔

ہنیس کو یوں بھاگم بھاگ آتا دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنکا اور میں نے چھکڑے بان کو بیلوں کو بھگانے کا حکم دیا۔ اس نے بیلوں پر اندھا دھند چابک برسانے شروع کر دیئے اور پانچ منٹ بعد ہی ہم ہنیس کے اور ہنیس ہمارے قریب پہونچ چکا تھا۔

اس سے پہلے کہ چھکڑا رکتا میں اس پر سے کود کر ہنیس کی طرف بھاگا جا رہا تھا اور بھاگتے ہوئے میں نے اسلوپوگاس سے اپنے ساتھ آنے کو کہا جو چھکڑے کے پیچھے دلکی چال سے بھاگا آ رہا تھا۔

مجھے آتا دیکھ کر ہنیس چند قدم دور آ کر کھڑا رہ گیا۔ وہ اپنے ہاتھ میں اپنا ہیٹ پکڑے ہلا رہا تھا۔ جب وہ کسی بات سے شرمندہ یا مضطرب یا گھبرایا ہوا ہوتا تو ہیٹ ... ہاتھ میں پکڑ کر یوں ہی ہلایا کرتا تھا۔

"کیا ہوا ہنیس؟" میں نے دور سے ہی چیخ کر پوچھا۔

"سب کچھ ہو گیا باس" اس نے جواب دیا۔

اور میں نے دیکھا کہ اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور ہونٹوں کے کونے کانپ رہے تھے۔

"تو مجھ سے پھر ڈچ اور سندلو زبان میں" میں نے کہا کیونکہ اب اسلوپوگاس بھی ہمارے قریب آ گیا تھا۔

"باس!" ہنیس نے سندلو زبان میں کہنا شروع کیا۔ "سرخ داڑھی والے باس کے کرال میں ایک بے حد خوفناک واقعہ ہو گیا ہے۔ گزشتہ کل دوپہر کے وقت جب کرال کے لوگوں کو شام تک سو جانے کی عادت ہے یہ واقعہ ہوا۔"

"کیا ہوا؟" میں چیخا۔

"اس جب سب سو رہے تھے کہ دیو جیسے آدمیوں کا گروہ، شاید پچاس

ایک دیو جیسے اس گروہ میں لمبی گھاس اور کھیتوں میں کھڑی ہوئی فصل میں سے دبے پاؤں نکل آیا اور باسس ان دیو جیسے لوگوں نے لال ڈاڑھی والے کرال میں حملہ کر دیا۔"

"تم نے انھیں آتا دیکھا تھا؟" میں نے پوچھا۔

"نہیں۔"

"کیوں؟" میں گرجا۔

"بات یہ ہے باس کہ میں تمھاری ہدایت کے مطابق دروازہ پر بیٹھا پہرہ دے رہا تھا اور دھوپ بہت تیز تھی اور آنکھوں میں چبھ رہی تھی اس لئے میں نے ذرا آنکھیں بند کر لیں چنانچہ باس یہی وجہ ہے کہ میں نے ان دیو جیسے آدمیوں کو اس وقت تک نہ دیکھا جب تک کہ وہ میرے قریب سے گزر نہ گئے اور شور و ہنگامے کی آواز میرے کانوں میں نہ پہونچی۔"

"مطلب یہ کہ تم سو گئے تھے یا نشے میں تھے۔ لیکن خیر کہے جاؤ۔"

"باس یہ تو میں نہیں جانتا کہ سو گیا تھا کہ کیا تھا" ہنس نے شرمندہ ہوکر کہا۔ "لیکن اس کے بعد میں قریب کے ایک درخت پر چڑھ گیا جس کی چوٹی پر گھنی جھاڑی تھی۔"

پہلے تو میں سمجھ نہ سکا کہ درخت کی چوٹی پر گھنی جھاڑی کہاں سے آگئی لیکن پھر خیال آیا کہ ہنس کا مطلب پام کے درخت سے ہے جس کی چوٹی پر بہت سے پتے ہوتے ہیں۔

"اور باس اس درخت پر سے میں نے وہ سب کچھ دیکھا جو دیکھا جا سکتا تھا۔"

"اور کیا دیکھا تم نے؟" میں نے پوچھا۔

"میں نے دیکھا باس کہ ـــــ دو دیو جیسے آدمی آگے بڑھ گئے اور انھوں نے گاؤں کے گرد دائرہ بنا لیا۔ اس کے بعد انھوں نے چیخنا اور شور مچانا شروع کیا۔ چنانچہ یوں ہوا باس کہ یہ شور سن کر جھونپڑیوں میں سونے والے یہ دیکھنے باہر نکل آئے کہ یہ گڑبڑ کیسی ہے اور پھر ـــــ"

"پھر کیا؟"

"تھوماسو اور چند آدمیوں نے سب سے پہلے ان دیو آدمیوں کو دیکھا اور انھیں دیکھتے ہی سر پر پاؤں رکھ کر گاؤں کے پیچھے والے اس ٹیلے کی طرف بھاگے جہاں گھنی جھاڑیاں اور جنگل ہے اس وقت تک دیو آدمیوں نے گاؤں کو پوری طرح گھیرے میں نہ لیا تھا اس لیے تھوماسو اور اس کے ساتھیوں کو بھاگنے کا راستہ مل گیا۔ اور پھر باس عورتیں اور بچے جھونپڑیوں سے باہر آئے اور دیو آدمیوں نے اپنے بھالوں سے ان سب کو قتل کر دیا۔ باس سب کو ـــ سب کو۔ کسی کو زندہ نہ چھوڑا۔

"میرے خدا!" میرے منہ سے نکلا اور میں نے جلدی سے پوچھا" اور لال ڈاڑھی والے باس کے گھر میں اور اس کی بیٹی کے ساتھ کیا واقعہ ہوا؟"

"دیو آدمیوں نے گھر کو بھی گھیر لیا تھا۔ شور سن کر اداس آنکھوں والی بھی باہر آئی اور اس کے ساتھ وہ دو کبڑے والے زولو بھی باہر آئے جنھیں تم بیمار چھوڑ گئے تھے لیکن جو اب پوری طرح سے تندرست تھے۔ کئی دیو آدمی گھر کے برآمدے کی طرف دوڑے جیسے اداس آنکھوں والی کو پکڑنا چاہتے ہوں۔ لیکن دونوں زولوؤں نے برآمدے کی سیڑھیوں کے قریب ان دیو جیسے آدمیوں سے زبردست جنگ کی اور پورے چھے دیو آدمیوں کو مارنے کے بعد مرے ـــ میرا مطلب ہے مارے گئے۔ اس کے بعد اداس آنکھوں

والی نے اپنے پستول سے ایک دیو آدمی کو ڈھیر اور دوسرے کو ایسا زخمی کر دیا کہ اس کے ہاتھ سے بھالا چھوٹ گیا؟

"پھر؟" میں نے بے تابی سے پوچھا۔

"پھر یہ ہوا باس کہ بقیہ دیو آدمی اداس آنکھوں والی پر ٹوٹ پڑے اسے باندھ دیا اور اسے برآمدے میں رکھی ہوئی ایک کرسی میں بٹھا دیا اور دو دیو آدمی اس کرسی کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے کہ اداس آنکھوں والی بھاگ نہ جائے۔ پس ان لوگوں نے اداس آنکھوں والی سے برا سلوک نہ کیا بلکہ مجھے تو ایسا معلوم ہوا جیسے وہ اس کا احترام کر رہے ہوں۔

"پھر وہ گھر میں گھس پڑے اور اس موٹی اور پست قامت لڑکی کو پکڑ لائے جو ہمیشہ مسکراتی رہتی ہے اور جس کا نام جینی ہے اور اداس آنکھوں والی کی خاص خادمہ ہے۔ وہ لوگ اس جینی کو بھی پکڑ کر باہر لائے اور باس میں سمجھتا ہوں انھوں نے اس جینی سے کہا کہ وہ اداس آنکھوں والی کا خیال رکھے اور اس کی خدمت کرے اور یہ کہ اگر اس نے بھاگنے کی کوشش کی تو فوراً قتل کر دی جائے گی۔ چنانچہ باس میں نے بعد میں جینی کو اداس آنکھوں والی کے لئے کھانا وغیرہ لاتے دیکھا۔"

"اور پھر کیا ہوا ہنس؟"

"پھر یہ ہوا باس کہ ان دیو آدمیوں میں سے زیادہ تر لیٹ کر آرام کرنے لگے لیکن چند لال ڈاڑھی والے باس کی بڑی دکان میں جا گھسے اور جس کو جو چیز پسند آئی اٹھا لایا۔ مثلاً کمبل، چاقو، کھانا پکانے کے برتن وغیرہ لیکن نہ تو انھوں نے کسی چیز کو آگ لگائی اور نہ ہی مویشی پکڑنے کی کوشش کی۔ البتہ انھوں نے خشک لکڑیوں کے انبار میں سے لکڑیاں نکال کر بڑے

بڑے الاؤ جلائے — آٹھ دس الاؤ — اور جب سورج غروب ہو گیا تو یہ آدمی ضیافت اڑانے لگے۔

"تم کہتے ہو کہ انھوں نے مویشی نہیں پکڑے تو پھر وہ کا ہے پر ضیافت اڑانے لگے ہنیس ؟" میں نے پوچھا اور خدا جانے کیوں کانپ گیا۔

"ہاں!" ہنیس نے گردن جھکا کر زمین پر نظریں گاڑ دیں "جن بچوں اور عورتوں کو انھوں نے قتل کیا تھا ان میں سے بہت سے بچوں اور جوان عورتوں کو بھون کر کھا گئے۔ وہ دیو آدمی آدم خور تھے باس!"

یہ سن کر مجھے چکر آ گیا اور مجھ پر غشی طاری ہونے لگی اور یوں محسوس ہوا کہ میں گر پڑوں گا لیکن میں سنبھلا۔ میرے منہ سے باوجود کوشش کے کوئی آواز نہ نکل سکی چنانچہ میں نے اشارے سے ہنیس کو سلسلۂ کلام جاری رکھنے کے لئے کہا۔

"انھوں نے خاموشی سے ضیافت اڑائی باس" ہنیس نے کہا "کوئی نہ تو کچھ بول رہا تھا اور نہ ہی کوئی آواز کر رہا تھا۔ اس کے بعد باس ان میں کے کئی ایک سو گئے اور بقیہ جاگ کر پہرہ دینے لگے اور رات بھر میں یہی ہوتا رہا۔

جب رات کا اندھیرا اتر آیا تو چاند کے طلوع ہونے سے پہلے میں درخت پر سے اترا اور گھر کے پچھواڑے اس طرح پہونچا کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلا۔ اور تم جانتے ہی ہو باس کہ میں اس طرح چھپ کر رینگ سکتا ہوں کہ نہ تو کوئی میری آواز سن سکتا اور نہ ہی مجھے کوئی دیکھ سکتا ہے خیر تو میں پچھلے دروازے سے گھر میں داخل ہو کر نشست گاہ کی کھڑکی تک پہنچ گیا۔ وہ کھلی تھی۔ میں نے اس کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا کہ ادا اس آنکھوں والی اب بھی بندھی کرسی میں بیٹھی تھی۔ اور یہ کرسی مجھ سے صرف چند قدم دور تھی جیسی اس کے قدموں میں گٹھری بنی

پڑی تھی ۔ وہ سو رہی تھی یا شاید بیہوش تھی۔

• میں منہ سے ایسی آوازیں نکالنے لگا جیسے سانپ پھنکار رہا ہو۔ اور میں پھنکارتا رہا یہاں تک کہ اداس آنکھوں والی نے سر گھما کر کھڑکی کی طرف دیکھا اور تب میں نے اس خوف سے کہ کہیں وہ بوڑھی، جو اداس آنکھوں والی کے دائیں بائیں بیٹھی اونگھ رہی تھی، بیدار نہ ہو جائیں بے حد نیچی آواز میں اداس آنکھوں والی سے باتیں کیں۔ میں نے کہا ۔" میں ہوں ہینس اور میں تمھاری مدد کرنے آیا ہوں۔"

۔" اداس آنکھوں والی نے کہا ۔" تم میری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ تم اپنے آقا کے پاس جاؤ اور ان سے اور میرے والد سے کہو کہ وہ میرے پیچھے آئیں۔ یہ لوگ اماجر کہلاتے ہیں اور دریا کے اس پار اور یہاں سے بہت دور رہتے ہیں وہ مجھے ساتھ اور اپنے یہاں لے جا کر مجھے اپنی ملکہ بنانا چاہتے ہیں کیونکہ ان کی باتوں سے پتہ چلتا ہے، شروع سے ہی ایک سفید فام عورت ان پر حکومت کرتی ہے۔ جس کے خلاف ان لوگوں نے اب بغاوت کر دی ہے اور اسی کے مقابلے میں مجھے ملکہ بنانا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ شاید مجھے کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے الا یہ کہ وہ اپنے سردار سے میری شادی کر دینا چاہیں لیکن یہ میں یقین سے نہیں کہہ سکتی کیونکہ ان لوگوں کی بولی ایسی ہے کہ میں ان کی باتیں پوری طرح سے سمجھ نہیں سکی۔ اب اس سے پہلے کہ یہ لوگ تمہیں پکڑ لیں تم جاؤ۔

• میرے خیال میں تم ان لوگوں سے بچ کر بھاگ سکتی ہو" میں نے کہا

• میں تمھارا بندھن کاٹ دیتا ہوں۔ تم کھڑکی میں سے اس طرف آ جانا اور میں تمھاری راہبری کروں گا۔"

• بہت اچھا۔ کوشش کرو" وہ بولی۔

چنانچہ پاس میں نے اپنا چاقو نکالا اور اپنا ہاتھ کھڑکی میں سے نکال کر اس آنکھوں والی کی طرف بڑھایا۔ لیکن پاس تب میں نے ایک حماقت کی۔ اگر ذکالی کا عظیم طلسم میرے پاس ہوتا تو میں ایسی حماقت نہ کرتا۔ میں پاس تاروں کی روشنی کو بھول گیا جو میرے چاقو پر چمک رہی تھی۔ عین اس وقت جینی جاگ گئی یا اسے ہوش آگیا۔ اس نے سر ذرا سا اٹھایا اور چاقو دیکھ کر ایک دفعہ اونچی آواز میں چیخی لیکن اوس آنکھوں والی کا اشارہ پا کر فوراً ہی خاموش ہو گئی لیکن اس کا ایک دفعہ ہی چیخنا ان دونوں دیو آدمیوں کو جگا دینے کے لئے کافی تھا جو کمرے کے ادھر ادھر سو رہے تھے انہوں نے اپنے بھالوں سے خوب ڈرایا دھمکایا۔ یہاں تک تو خیر ٹھیک تھا لیکن برا یہ ہوا پاس کہ وہ پھر جاگتے ہی رہے اور باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے کیا کہا یہ میں نہ سمجھ سکا کیونکہ میں تو کھڑکی کے پیچھے اور فرش پر چوہے کی طرح دبک گیا تھا۔ اس کے بعد یہ محسوس کر کے کہ اب میں کچھ نہ کر سکتا تھا اور اس خوف سے کہ کہیں میں پکڑ کر مارا جاؤں، میں جس طرح گھر میں داخل ہوا تھا اسی طرح اس سے باہر نکل آیا۔ اور جس طرح درخت سے اترا تھا اسی طرح اس پر چڑھ گیا۔"

"تم اسی وقت میرے پاس کیوں نہ آئے؟" میں نے پوچھا۔

"اس لئے پاس کہ مجھے امید تھی کہ شاید میں اب بھی موقع ملے تو اوس آنکھوں والی کو چھڑا لوں۔ اس کے علاوہ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ اب کیا ہوتا ہے اور پھر یہ بات بھی تھی پاس کہ میں چاہے جتنا تیز بھاگتا تمہارے پاس پہنچ کر ان لوگوں کے جانے سے پہلے اوس آنکھوں والی کے پاس تمہیں اس کی مدد کے لئے نہ لا سکتا تھا۔ پھر یہ سچ ہے پاس کہ حالانکہ میں راستہ نہ جانتا تھا اس کے باوجود مجھے تمہارے پاس آنے کا خیال ضرور آیا تھا۔"

"میں سمجھتا ہوں ہنیس، تم نے جو کیا ٹھیک ہی کیا۔ خیر۔ آگے کہو۔"

"دوسرے دن" ہنیس نے کہنا شروع کیا، "پو پھٹتے ہی وہ دیو لوگ جو ااجر کہلاتے ہیں بیدار ہوئے اور رات کی ضیافت کے بعد جو کچھ بچ رہا تھا وہ کھایا پھر وہ سب کے سب ایک جگہ جمع ہوئے اور گھر میں گئے وہاں انھوں نے ایک بڑی سی کرسی تلاش کر لی — وہی کرسی جس میں چمڑے کی پٹیاں جڑی ہوئی ہیں اور جس میں لال داڑھی والے بابا بیٹھا کرتے تھے۔ اور اس کے دونوں طرف ایک ایک بانس باندھ دیا کرسی کے نیچے انھوں نے اس آنکھوں والی کے کپڑے اور دوسری ضروری چیزیں باندھ دیں جو جینی اس آنکھوں والی کی ہدایت کے مطابق گھر میں سے جمع کر کے لے آئی تھی۔ جب یہ ہو چکا تو ان لوگوں نے اس آنکھوں والی کو آہستہ سے اس بانس بندھی کرسی میں بٹھا دیا اور پھر اسے کرسی سے باندھ دیا۔ اس کے بعد آٹھ ااجروں نے کرسی اٹھائی، بانس اپنے شانوں پر رکھے اور پھر وہ سب کے سب گیت گاتے اور کچھ چیختے ہوئے جنگل کی طرف چل گئے۔ وہ اپنے ساتھ بکریوں کا ریوڑ ہنکالے گئے اور جینی کو اس آنکھوں والی کی کرسی کے ساتھ دوڑ رہا تھا — ہاں! میں نے سب کچھ دیکھا کیونکہ وہ لوگ عین اس درخت کے نیچے سے گزرے تھے جس پر میں بیٹھا ہوا تھا۔ جب وہ چلے گئے تو بابا میں چھکڑوں کے پہیوں کے نشانات کے سہارے تمھاری تلاش میں چل پڑا اندازاً یہ میں رات کے اندھیرے میں نہ کر سکتا تھا۔ بس تو یہ ہے پوری داستان بابا۔"

"ہنیس!" میں نے کہا، "تم نے شراب پی تھی اور اس کی وجہ سے اس آنکھوں والی کو اور دوسرے لوگوں کو بچا لیا ہوتا۔ تاہم بعد میں تم نے اچھا کام کیا۔ رہی دوسری باتیں تو ان کا جواب تم اس دنیا میں دو گے جہاں

بڑی آگ ہمیشہ سے جل رہی ہے۔"

"ہاں! اس دوسری دنیا میں تمہارے باپ ریورنڈ میڈی کانٹ سے کہوں گا کہ لال ڈاڑھی والے اس نے مجھے شراب دی تھی اور اسے نہ پینا مہمان نوازی کی توہین کرنا تھا چنانچہ میں پی گیا۔ میں سمجھتا ہوں تمہارے باپ میری یہ بات سمجھ جائیں گے اور غصہ نہ کریں گے۔"

میں نے دل میں کہا انیز نے یہ شاید غلط نہ کہا تھا اور رابرٹ سن کو پھینکا ہوا بھالا خود اس کے سر پر گرا تو جیسا کہ زولو کہتے ہیں لیکن میں نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ یہ بحث کا وقت نہ تھا اور ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔

"کیا کہا تھا تم نے۔" اسلوپوگاس نے پہلی دفعہ زبان کھولی۔ "کہ میرے دماغیوں نے صرف چھے آدم خوروں کو قتل کیا تھا؟"

انیز نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں" اس نے جواب دیا "چھے۔ کیونکہ لاشیں میں نے گنی تھیں۔"

"یہ تو کوئی بڑی بات نہ ہوئی ان میں سے ہر ایک کے حصے چھے آدم خوروں کا قتل کرنا تھا۔" اسلوپوگاس نے کہا۔ "بہر حال بقیہ کو وہ ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔"

اور وہ اپنے کلہاڑے پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

عین اس وقت کپتان رابرٹ سن اپنے جھگڑے میں آ گیا اور دور سے ہی چیخ چیخ کر پوچھنے لگا کہ کیا بات تھی۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ اس نے بھی خطرے کی بو پالی تھی اور اس کا دل بھی کسی انجانے خوف سے دھڑک گیا تھا۔

رابرٹ سن کو دیکھتے ہی میرا دل ڈوب گیا کیونکہ آپ جانتے کسی باپ کو یہ بتانا کہ اس کی ساری اولاد اور بیویوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور

کی بیٹی کا اغوا کر لیا گیا ہے بڑا ہی سخت مسئلہ ہوتا ہے۔ کم سے کم میرے لئے تو ایسا وقت بڑا آزمائشی ہوتا ہے۔

آخر میں میں نے محسوس کیا کہ یہ غمناک خبر میں اسے نہیں سنا سکتا۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں ایک دم سے بزدل بن گیا اور یہ کہہ کر کہ میں فلاں چیز بھول گیا ہوں اپنے چھکڑے میں گھس گیا اور ہنیس سے کہتا گیا کہ وہ آگے بڑھ کر رابرٹسن کو وہ لرزہ خیز اور غمناک داستان سنا دے جو اس نے مجھے سنائی تھی۔

ہنیس نے با دل ناخواستہ میرے اس حکم کی تعمیل کی اور جو کچھ ہوا وہ میں چھکڑے کے پردوں کے درمیان سے دیکھتا رہا حالانکہ جو کچھ کہا گیا وہ سن نہ سکا۔ رابرٹسن نے چھکڑا روک لیا، کود کر نیچے اترا اور ہنیس کی طرف بھاگتا ہوا آیا۔ ہنیس اپنا ہیٹ گھما گھما کر، جیسی کہ اس کی عادت تھی، رابرٹسن کو وہ کہانی سنانے لگا۔ جیسے جیسے وہ بولتا گیا، میں نے دیکھا، رابرٹسن کے بشرے سے غم اور خوف عیاں ہوتا جا رہا تھا۔ پھر وہ بحث کرنے اور ہنیس کی کہانی کو صحیح یقین کرنے سے انکار کرنے لگا اور پھر وہ رونے لگا — اپنے بیوی بچوں کی موت پر اس دیو قامت آدمی کو یوں بین کرتے دیکھ کر میرا دل پگھل گیا۔

اس کے بعد دفعتہً رابرٹسن پر اندھا غصہ مسلط ہو گیا، وہ ایک دم سے دیوانہ بن گیا اور میں اس خیال سے کانپ گیا کہ اب وہ ہنیس کو زندہ نہ چھوڑے گا۔ ہنیس کا بھی یہی خیال تھا۔ کیونکہ وہ وہاں سے اپنی جان لے کر بھاگ گیا۔

اور اب رابرٹسن لڑکھڑاتی ٹانگوں سے ادھر ادھر بھاگ رہا تھا جیسے اسے پاگل کتے نے کاٹ لیا ہو۔ وہ چیخ رہا تھا، دھمکیاں بک رہا تھا اور اور وہ ہوا میں گھونسے چلا رہا تھا۔ پھر وہ اوندھے منہ گرا اور زمین پر پڑا ہانپ رہا تھا

پٹخنے لگا۔

اور اب میرا اس کے پاس جانا ضروری تھا۔

اس نے مجھے آتا دیکھا تو اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کوارٹر مین! تمھارے اس زرد بندر نے مجھے جو داستان سنائی ہے وہ — وہ — بڑی خوفناک ہے۔ جانتے ہو کیا کہا ہے اس نے؟ وہ کہتا ہے کہ میرے وہ سارے بچے، جو افریقی عورتوں کے پیٹ سے تھے، مر گئے۔ ند پال زماک کے آس پاس سے وحشی آئے۔ انھوں نے میرے بچوں اور بیویوں کو قتل کر دیا اور پھر انھیں بھون کر کھا گئے۔ بچے تم! انھیں بھون کر کھا گئے جس طرح کہ ہم شکار کو کھا جاتے ہیں! تمھارے جھگڑے پان نے گزشتہ رات جو آگ دیکھی تھی وہ وہی آگ تھی جس پر میری بیویوں اور بچوں کو بھونا جا رہا تھا — ہائے — میرے بچے — میرا..." اور اس نے کوئی نصف درجن نام لیے۔ "ان کوارٹر مین — ان کو بھونا گیا اور پکایا گیا — اور بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ وہ مادر — وحشی آئی نیز کو پکڑ لے گئے۔ انھوں نے اسے کھایا نہیں لیکن پکڑ کر خدا جانے کس مقصد سے اپنے ساتھ لے گئے۔ میں نہیں جانتا کیوں؟ میں سمجھ سکتا کہ کیوں؟ میرے پورے جہاز کا عملہ ختم ہو گیا۔ صرف پٹھانتا بچ رہا ہے جو جشی پر تھا اور افسر اعلیٰ تھوا سو تیئے رہا ہے جو عورتوں اور بچوں کو لوٹ ان کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگ گیا — خدایا میں پاگل ہو جاؤں گا — میں پاگل ہوا جا رہا ہوں۔ کوارٹر مین! اگر تمھارے دل میں رحم جیسی کوئی چیز ہے، اگر تمھیں مجھ پر رحم آتا ہے تو مجھے کچھ پینے کو دو۔"

"اچھا" میں نے کہا "تم یہاں بیٹھو۔ میں ایک منٹ میں آتا ہوں۔"

میں جھونپڑے میں گیا۔ تیز شراب کا ایک پیگ تیار کیا اور اپنے دواؤں کے بکس میں سے، جو میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا ہوں، برومائڈ نکال کر اس کی خاصی مقدار شراب میں حل کر دی اور اوپر سے کلوروڈین کے بیس قطرے ٹپکا دیے۔ اس مشروب میں تھوڑا سا پانی ملایا اور اسے ٹین کے پیالے میں بھر کر کہ رابرٹسن اس کا بدلا ہوا رنگ نہ دیکھ سکے، مغموم کپتان کی خدمت میں پیش کر دیا۔

وہ یہ مشروب ایک ہی وقت میں غٹ غٹا گیا اور پیالہ ایک طرف پھینک کر وہیں گھاس پر بیٹھ کر کراہنے لگا اور ہمارے ساتھی چند منٹ دکھ سے ہمدردی سے اس کی طرف دیکھتے رہے۔ ہنیس بھی ان کے ساتھ تھا اور اس کی داستان جنگل کی آگ کی طرح ہمارے ہر ساتھی تک پہنچ گئی تھی۔

چند منٹ بعد ہی دواؤں کا اثر ظاہر ہوا۔

رابرٹسن کے اعصاب رفتہ رفتہ سکون پذیر ہو گئے۔ وہ آہستہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور پرسکون آواز میں پوچھا۔

"اب کیا کیا جائے کوارٹرمین؟"

"انتقام ــــ بلکہ یوں کہو کہ انصاف"

"ہاں" اس نے ایک جوش کے عالم میں جواب دیا "انتقام ــــ میں قسم کھاتا ہوں کہ انتقام لوں گا یا پھر اسی کوشش میں اپنی جان دے دوں گا"

ایک اور پھر مجھے موقع مل گیا تھا چنانچہ میں نے کہا۔

رابرٹسن! ٹھیک، تم نے انتقام لینے کی ہی قسم نہیں کھائی ہے؟

نمبر ۹

"دیکھو رابرٹسن! صرف وہی لوگ عظیم انجام دیتے ہیں جو ننھے

میں نہیں ہوتے۔ شراب سمجھ بوجھ کو ختم کر دیتی ہے۔ اب اگر تم مرنے والوں کا انتقام لینا اور جو زندہ ہے اسے بچانا چاہتے ہو تو تمہیں توبہ کرنی ہوگی' اپنے ہوش و حواس میں رہنا ہوگا ورنہ جہاں تک میرا تعلق ہے اس معاملے میں میں تمہاری مدد نہ کروں گا۔"

"اگر میں نے قسم کھائی کوانٹرین تو تم آخر تک' چاہے انجام اچھا ہو یا برا میرا ساتھ دوگے؟" اس نے پوچھا۔

میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بس تو ٹھیک ہے۔ کہنے کی ضرورت نہیں لیکن تمہارے اطمینان کی خاطر میں قسم کھاتا ہوں۔۔۔۔۔۔"

"کہو۔"

"میں قسم کھاتا ہوں خدا کی اور اپنی مرحوم ماں کی اور اپنی اس بیٹی کی جو میری شرعی منکوحات سے پیدا ہوئی ہے کہ جب تک میں اپنی عورتوں اور ان کے بچوں کا جو مارے گئے اور کھائے گئے ہیں انتقام نہ لے لوں گا اور جب تک اپنی بیٹی آئی نیز کو ان وحشیوں سے چھڑا نہ لوں گا تب تک شراب کو نہ چھوؤں گا اگر میں کبھی شراب کو ہاتھ بھی لگاؤں تو کوانٹرین تم مجھے بلا تکلف گولی مار دینا۔"

"ٹھیک ہے" میں نے بظاہر بے پروائی سے کہا لیکن دل ہی دل میں اپنی اس شاندار کامیابی پر اپنے آپ کو داد دے رہا تھا کیونکہ اس وقت میں اسے اپنی کامیابی ہی سمجھ رہا تھا۔

"خیر تو اب معاملے کی بات کریں" میں نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "پہلا کام تو اب ہمارا یہ ہے کہ جلد از جلد امٹرتھ ... پہنچ جائیں اور

ضروری تیاریاں کرلیں۔ دوسرا کام یہ ہے کہ تیاریوں کے بعد ہمیں ان حبشیوں کے تعاقب میں روانہ ہونا ہے جو آئی نیز کو پکڑلے گئے ہیں۔ آؤ تم میرے ساتھ چھکڑے میں بیٹھو اور بتاؤ کہ تمھارے پاس کتنی بندوقیں، بارود وغیرہ کا کتنا ذخیرہ ہے کیونکہ بقول ہنیس کے ان حبشیوں نے تمھارے گھر کی کسی چیز کو نہیں چھوا سوائے اس کے کہ چند کمبل اور بکریاں اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔"

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور جو کچھ اسے یاد تھا بتانے کے بعد بولا:۔

"عجیب بات ہے۔ تو لیکن اب مجھے یاد آیا ہے کہ کوئی دو سال پہلے ایک دیو قامت وحشی جس کی ناک حبشیوں کی طرح چپٹی نہ تھی میرے پاس آیا تھا وہ ایک قسم کی بگڑی ہوئی عربی بولتا تھا جو آئی نیز کی طرح میں بھی سمجھ لیتا ہوں۔ وہ چونکہ ساحلی بستیوں میں رہا تھا اس لئے یہ زبان بول لیتا تھا۔ خیر تو اس نے مجھ سے کہا کہ وہ میرے ساتھ کچھ خرید و فروخت کرنا چاہتا ہے۔ میں نے پوچھا کاہے کی۔ اس پر اس نے جواب دیا کہ وہ مجھ سے چند بچے خریدنا چاہتا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ میں بردہ فروش نہیں ہوں۔ پھر اس نے آئی نیز کی طرف دیکھا جو گھر کے کام کاج میں مصروف تھی اور کہا کہ وہ اپنے سردار کی زوجیت میں دینے کے لئے آئی نیز کو خریدنا چاہتا ہے اور اس کی قیمت میں اس نے اتنا بہت سا سونا اور ہاتھی دانت دینے کا وعدہ کیا کہ میں چکرا گیا اور کہا کر پہلے وہ قیمت ادا کرے گا اور پھر آئی نیز کو لے جائے گا۔ اب میرے صبر کا پیمانہ چھلکا، میں نے اس کے ہاتھ سے اس کا بڑا بھالا گھسیٹ کر اس کے سر پر اتنے زور سے مارا کہ بھالا ٹوٹ گیا اور پھر بھالے کے دستے سے اس کی ایسی خبر لی کہ کبھی اس کی ماں نے یا اس کے دشمن نے بھی اسے اس طرح نہ پیٹا ہوگا۔ وہ لنگڑاتا ہوا بھاگا، کافی دور پہنچنے کے بعد پلٹا اور چیخ کر

بولا۔ کہ ایک دن وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئے گا اور اسے یعنی آئی نیز کو اٹھا لے جائے گا اور یہ کہ پھر وہ سونے اور ہاتھی دانت کی صورت میں قیمت بھی ادا نہ کرے گا۔ میں بندوق لانے کے لئے گھر میں دوڑ گیا اور جب واپس آیا تو اس وحشی کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اس کے بعد میں اس واقعہ کو ایسا بھولا کہ آج یاد آیا:

"بہر حال اس الو کے پٹھے نے اپنا وعدہ پورا کیا" میں نے کہا۔

لیکن رابرٹسن نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ اب برانڈی اور کلورو ڈین اس پر اپنا پورا اثر کر چکی تھی وہ سو گیا تھا۔ میں نے دل میں خدا کا شکر ادا کیا کیونکہ میرا خیال تھا کہ نیند اس کے اعصاب سکون پذیر کر دے گی اور جب تک وہ سوتا رہا پُر سکون ہی رہا۔

سورج غروب ہونے سے کچھ ہی دیر پہلے ہم اشرافتہ مور پہنچ گئے۔ چونکہ دن ختم ہو رہا تھا۔ اس لئے اس دن تعاقب میں روانہ ہونے کا کوئی سوال ہی نہ پیدا ہوتا تھا۔ اس پورے سفر میں اسی معاملے پر ہر پہلو سے غور کرتا رہا تھا اور اسی نتیجہ پر پہونچا تھا کہ فوراً ہی تعاقب میں روانہ ہو جانا بیکار اور بے فائدہ تھا۔ ہمیں سستانا تھا اور مزید کچھ تیاریاں کرنی تھیں اس کے علاوہ ان آدم خوروں کو جا لینا ممکن نہ تھا کیونکہ وہ پورے بارہ گھنٹے پہلے روانہ ہوئے تھے اور اگر بغیر رکے اور تیز چلے تھے تو اس وقت تک خدا جانے کتنی دور پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ آرام سے روانہ ہو کر ہم ان پر ٹوٹ پڑ سکتے تھے بشرطیکہ ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ اس لڑکی کی انجان اور ویران کھوہوں میں غائب نہ ہو جاتے۔

آج رات ہم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے تھے کہ بس تیاری کر لیں۔

جب ہم گاؤں سے گذرے تو رابرٹسن اس وقت بھی سو رہا تھا اور اس پر میں نے خدا کا شکر ادا کیا کیونکہ آدم خوروں کی ضیافت کا بچا کھچا کھانا کوئی اچھا منظر نہ تھا۔ خصوصاً اس شخص کے لئے جس کے بیٹے بچوں کی ضیافت اڑائی گئی ہو۔

میں نے ان لاشوں کو، بلکہ یوں کہئے کہ جو کچھ بچ رہا تھا، اسے اسی وقت دور کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ میں چھکڑے پر سے اتر آیا۔ زولو لوگ انسانی لاشوں کو اور نہ ہی ایسی مسخ شدہ اور کھائی ہوئی لاشوں کو چھو کر اپنے آپ کو ناپاک نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ میں نے ہینس اور گاؤں کے ان آدمیوں کی مدد سے، جو دریائی گھوڑوں کے شکار کے لئے ہمارے ساتھ گئے تھے، ہم نے دو الاؤ کی چتائیں بنائیں اور پھر ان انسانی ٹکڑوں کو ان چتاؤں میں پھینک دیا۔ اس کے بعد میں نے گاؤں والوں سے ایک بڑی قبر کھدوا کر اس میں دوسری لاشوں کو دفن کر دینے اور یہاں جو خون خرابہ ہوا تھا اس کے تمام آثار مٹا دینے کی ہدایت کر دی۔ اور اس طرف سے فرصت پا کر میں گھر میں گیا اور وہ بھی عین وقت پر۔

چھکڑوں کو آتے دیکھ کر اور یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ امانجر چلے گئے تھے۔ تھوماسو اور دوسرے بزدل اپنی کمین گاہوں سے نکل کر واپس آ گئے۔ اب یہ تھوماسو کی بدقسمتی تھی کہ آتے ہی سب سے پہلے جس شخص سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی وہ امسلوپوگاس تھا۔ وہ ایک دم سے تھوماسو پر برس پڑا۔ اور جو منہ میں آیا اس کی شان میں کہتا چلا گیا۔ بزدل۔ کتا، عورتوں اور بچوں کا قاتل، دُم دبا کر بھاگنے والا اور پتہ نہیں کیا کچھ۔ خدا جانے کون امسلوپوگاس کے ان القاب اور گالیوں کا ترجمہ تھوماسو کی سہولت کی خاطر

کرتا جاتا تھا۔

تھوماسو فطرتاً بڑا ہی ڈھیٹ اور بدتمیز آدمی تھا۔ اسلوپوگاس کی گالیوں کی اس بوچھار سے شرمندہ ہونے کے بجائے اس نے بڑے سکون سے جواب دیا کہ دراصل وہ مدد حاصل کرنے گیا تھا اس کے اس جھوٹ نے اسلوپوگاس کو آگ بگولا کر دیا اور وہ ایک بھاڑ کے ساتھ اس پر ٹوٹ پڑا اور حالانکہ تھوماسو مضبوط آدمی تھا، لیکن کلہاڑے والے نے اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جو شیر ہرن کے ساتھ کرتا ہے۔ اس نے تھوماسو کو زمین پر سے صاف اٹھا دیا اور پھر کھال کر دے پٹخا۔ تھوماسو اٹھ کر بھاگنا چاہتا تھا کہ اسلوپوگاس نے اسے پھر پکڑ کر اٹھایا اور وہ اس موٹے بزدل کی کمر اپنے گھٹنے پر توڑنے ہی والا تھا، جس طرح کہ ہم اپنے گھٹنے پر مار کر خشک لکڑی توڑ دیتے ہیں۔ کہ عین وقت پر میں وہاں پہنچ گیا۔

"اسلوپوگاس! چھوڑ دو اسے" میں نے چیخ کر کہا۔ یہاں جتنی موتیں ہو گئی ہیں کیا وہ کافی نہیں ہیں کہ تم ایک اور کا اضافہ کرنا چاہتے ہو؟"

- ہاں بہت موتیں ہو گئی ہیں میکو میزن" اسلوپوگاس نے جواب دیا۔

- ٹھیک ہے۔ زندہ رہنے دو اس لومڑ کو کہ اپنی لید ہی کھاتا رہے"

اور اس نے تھوماسو کو پھر زمین پر پھینک دیا جہاں پڑا وہ کراہتا رہا۔

یہ آوازیں سن کر رابرٹسن، جو اب تک چھکڑے میں سو رہا تھا، بیدار ہو گیا اور خالی خالی نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا، چھکڑے پر سے اتار کر اور گھر میں لے آیا۔

اور گھر میں لاتے وقت میں ان زولوؤں کی، جنھوں نے جنگ کی تھی اور ان بچہ حبشیوں کی، جنھیں ان زولوؤں نے قتل کیا تھا، لاشوں کے درمیان

سے گذرا۔ جہاں اس وحشی کی لاش بھی پڑی تھی ۔۔ جو آئی یز کے پستول کی گولی سے ہلاک ہوا تھا۔ ان دو زولوؤں نے ،صاف ظاہر تھا، بڑی بہادرانہ جنگ کی تھی کیونکہ دونوں کے جسم زخموں سے چھلنی تھے۔ اور تمام زخم سینے پر تھے۔ پشت پر ایک زخم نہ تھا جیسا کہ بعد میں ان کی لاشوں کا معائنہ کرنے سے معلوم ہوا۔

رابرٹسن کو اس کے پلنگ پر لٹانے کے بعد میں باہر آیا اور راماجر کی لاشوں کا معائنہ کرنے لگا۔

بڑے ہی رعب دار تھے اماجر۔ چھریرے بدن کے، بلند قامت ۔۔ متناسب الاعضا، چہرے کے نقوش دل آویز اور بال قدرے گھنگھریالے جس سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ لوگ سامی یا عربی النسل تھے۔ میں احمد تورن کی اگر امیر ہستی تھی تو بے معلوم تھی۔ ان کے بھالے، جن میں سے ایک زولو کلہاڑے کی ضرب سے پھٹ گیا تھا، لمبے اور پھل چوڑے تھے۔ لیکن ایسے نہیں جیسے کہ سائیوں کے ہوتے ہیں یا بارسبک اور لچکیلے۔

اس عرصے میں سورج غروب ہو چکا تھا اور چونکہ میں تھکا ہوا تھا اس لئے نا ہیں گھر میں آیا کہ کچھ کھانا لو۔ میں ہنس سے کہہ آیا تھا کہ وہ کھانا تیار کرے۔ میں کھانے کی میز پر بیٹھا تو رابرٹسن بھی آ گیا اور میں نے جبراً اسے بھی تھوڑا بہت کھلا دیا۔ سب سے پہلے اسے الماری میں سے شراب کی بوتل لے آنے کا خیال آیا اور بوتل لانے کے لئے اٹھا بھی۔

"ہنس کافی تیار کر رہا تھا" میں نے اسے یاد دلانے کے لئے کہا۔

"شکریہ میکومیزن" رابرٹسن نے سر ہلایا" میں واقعی بھول گیا تھا۔ تم جانو، آدمی عادت سے مجبور ہوتا ہے"

یہاں میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ رابرٹ سن نے پھر کبھی شراب نہ پی۔ اس وقت بھی نہیں جب میں خود تھوڑی سی اس کے سامنے بیٹھ کر پیتا تھا۔ اپنی اس عادت پر اس کی فتح شاندار اور مکمل ترین تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ ترک شراب نے اسے ایک عرصے تک مضمحل اور بیمار دکھا اور اس کی طبیعت کو بجھا دیا جس کا تکلیف دہ رد عمل بعد میں ظاہر ہوا۔

قصہ مختصر رابرٹ سن اب ایک بدلا ہوا انسان تھا۔ صابر، سنجیدہ اور حاضر دماغ، اسے صرف ایک دُھن سوار تھی۔ اپنی بیٹی آئی نیز کو بچانا اور ان جابر آدم خوروں سے انتقام لینا۔ اب اسے کسی چیز سے دلچسپی نہ تھی۔ اس کے علاوہ اس کی آہنی مستقل مزاجی اور ضابطے نے، جس پر وہ سختی سے کاربند تھا، اس کی پچھلی ساری عیاشیوں کے اثرات زائل کر کے اسے ایسا مضبوط بنا دیا کہ وہ مجھے بھی تھکا مارتا تھا حالانکہ ان دنوں میں بڑا ہی مضبوط اور سخت جان تھا۔

خیر تو آمدم برسر مطلب :-

میں نے اسے باتوں میں الجھا لیا اور اس کی مدد سے ان چیزوں کی فہرست تیار کی جن کی ہمیں اس انتقامی مہم میں ضرورت تھی۔ اور یہ سب میں اس کا دھیان بٹانے کے لئے کر رہا تھا۔

اس کے بعد میں نے اس کی کافی میں تھوڑا سا برومائیڈ ملا کر اسے پلانے کے بعد اسے سونے کے لئے بھیج دیا اور کہا کہ میں اسے منہ اندھیرے جگا دوں گا۔

اس کے بعد میں بھی اٹھ کر سونے چلا گیا اور آدم خوروں کی ضیافت کے بقایا کی یاد حالانکہ تازہ تھی اور میری کھڑکی کے باہر بلا کم لاشیں

بڑی ہوئی تھیں، میں لیٹتے ہی سو گیا اور ایسا بے خبر سویا کہ پہلے کبھی نہ سویا تھا۔

۲ بلونت

دوسرے منہ اندھیرے میں نے رابرٹ سن کو نہیں، جیسا کہ میں نے وعدہ کیا تھا، بلکہ اس نے مجھے جگایا۔

- اٹھو یار! دن طلوع ہونے والا ہے اور ہمیں روانہ ہونا ہے اس نے کہا
چنانچہ ہم اسٹور کی طرف چلے اور وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ ہر چیز میری ہدایت کے مطابق باندھ دی گئی تھی۔

راستے میں رابرٹ سن نے پوچھا کہ عورتوں اور بچوں کی لاشوں کا کیا بنا۔ جواب میں میں نے دو چتاؤں میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا جس میں سے اب بھی دھواں اٹھ رہا تھا۔

وہ اس چتا کے قریب پہنچ کر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور اس کا چستانی زبان میں ایک لمبی دعا پڑھی۔ یقیناً یہ وہ دعا تھی جو اس نے اپنے بچپن میں اپنی ماں کی گود میں بیٹھ کر سیکھی تھی۔ پھر اس نے چتا کے کنارے پر سے مٹھی بھر راکھ اٹھا کر دہکتے ہوئے انگاروں پر پھینک دی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ انگارے دراصل اس کی بیویوں اور بچوں کی ہڈیاں تھیں۔ پھر اس نے راکھ کی چند مٹھیاں ہوا میں اڑا دیں۔ اب یہ میں نہیں جانتا کہ اس کی حرکت کا کیا مطلب تھا اور اس کے متعلق میں نے اسے کبھی پوچھا بھی نہیں۔ غالباً یہ گناہوں کا کفارہ ادا کرنے یا انتقام لینے کا عہد کرنے یا دونوں کی ہی رسم تھی جو اس نے ان کافروں سے سیکھی تھی جن کے ساتھ وہ برسوں سے مقیم تھا۔

اس کے بعد ہم اسٹور میں داخل ہوئے اور ان گاؤں والوں کی مدد سے

جو دو پالتو گھوڑوں کی شکاری مہم میں ہمارے ساتھ تھے، وہ اشیاء جو ہمارے اس سفر کے لئے ضروری تھیں، منتخب کر کے گھر میں بھجوا دیں۔

اس طرف سے فرصت پا کر ہم لوٹ رہے تھے تو ہم نے دیکھا کہ اسلوپوگاس اور اس کے ساتھی اپنے دونوں مقتول ساتھیوں کو تمام زد و لوازمات کے ساتھ اس بڑے سے سوراخ میں دفن کر رہے تھے جو انھوں نے ٹیلے کے پہلو میں کھودا تھا۔ ایک بات ہم نے خصوصیت سے دیکھی کہ انھوں نے اپنے مردہ ساتھیوں کے ساتھ ان کے کلہاڑے اور پھینک کر مارے جانے والے بھالے دفن نہ کئے۔ غالباً اس خیال سے کہ شاید آگے چل کر خود انھیں، یعنی جو زندہ تھے، ان کی ضرورت پڑ جائے۔ اس کی جگہ انھوں نے بھالوں اور کلہاڑوں کے ان گھڑ نمونے، جو انھوں نے اسی وقت بنائے تھے، لاشوں کے ساتھ دفن کر دیئے۔

میں دفن کی یہ رسم ٹھیک سے دیکھنے کے لئے ٹہلتا ہوا ذرا قریب پہنچا تو گرد کو تقریر کر رہا تھا۔

"اے مجھ، بڑے والوں کے باپ اور سردار!" اس نے اسلوپوگاس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جو اپنے کلہاڑے پر جھکا خاموش اور سنجیدہ کھڑا ہوا تھا اور جس کی دھمند میں بے حد مرعوب کن معلوم ہو رہا تھا۔ "اے باپ! اے آسمانوں کے بیٹے! (یہ اشارہ تھا اس کی طرف کہ اسلوپوگاس شاہی خاندان سے تھا۔ حالانکہ اس راز سے ہر ایک واقف تھا لیکن کوئی اسے زبان پہ نہ لاتا تھا) اے بلائی لو (خونریز) اے وہ کلہاڑا جو دشمنوں کے سینے چھیدتا ہے!! اے بہادروں کے شاہ اور اے خونریز کے شہنشاہ!! اے بالاکاوزی کے فاتح!! اے بنگلا دن جگ جو

سگنلز: اب ہوشیاری کو بیٹے سے لگانے اور چاہنے والے اے بھیڑیوں کے بادشاہ ۱ اے خاکو کا خاتمہ کرنے والے ۲ اے وہ عظیم جو اپنی عظمت کو نظر انداز نہیں کرتا کیونکہ وہ اپنے خون کی بوند مقررہ وقت تک کرے گا۔

یہ تقریر کی تمہید تھی۔ یعنی "نوڈ گا" یعنی القاب اور اس کی شان میں تعریفی جملے کہنا جیسے مخاطب کیا جا رہا ہو۔ یہاں میں صرف چند القاب ہی نقل کئے ہیں ورنہ گرد کونے اور بھی بہت سے القاب کہے تھے جو میں بھول گیا ہوں۔

اس کے بعد مقرر نے کہا:۔

"مجھ سے کہا گیا تھا، حالانکہ اس کا مجھے کچھ یاد نہیں، کہ جب وہ روح میرے جسم میں چلا گئی تھی تو ہم نے پیشین گوئی کی تھی کہ اس جگہ خون بہے گا اور دیکھو! خون بہ گیا اور اس کے ساتھ ہمارے دونوں مقتول زولوؤں کے نام لے کر ان کا شجرۂ نسب خدا جانے کون سی پیڑھی تک بیان کر دیا اور پھر کہا:۔

معلوم ایسا ہوتا ہے، اے باپ، کہ ہمارے بھائی ایسی ہی موت مرے جوان کی شایان شان تھی، تم خود چاہتے تھے کہ تمہارے ساتھی ایسے ہی بہادروں کی موت مریں اور مرنے والوں کی بھی یہی آرزو تھی کہ وہ شاندار موت مریں اور دیکھو ان کی یہ آرزو پوری ہوئی حالانکہ

۱۔ ۲۔ ۳۔ سوسن ناڈا کا لقب تھا جس سے امسلوپوگاس محبت کرتا تھا۔ یہ سارے واقعات ناول خونریزی میں ملاحظہ فرمائیے جو نسیم بکڈپو لکھنؤ سے چھپ چکا ہے۔ مترجم

۔ سچ ہے کہ وہ اور بھی زیادہ آدم خوروں کو مار کر اور بھی بہتر موت مر سکتے تھے۔ اور اگر وہ بیمار نہ ہوتے تو بے شک انھوں نے دگنے آدم خوروں کو خاک و خون میں لٹا دیا ہوتا۔ بہر حال ہمارے ساتھی چلے گئے۔ اب وہ روحوں اور بھوتوں کی دنیا میں خوش ہیں اور اطمینان اور بےفکری سے بیٹھے ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن ان کی کہانیاں کہی جائیں گی اور ان کے بچوں کے لئے صرف ان کا نام اور ان کی یاد رہ جائے گی اور ان کے نام سورج غروب ہونے کے بعد سرگوشیوں میں اور احترام سے لئے جائیں گے۔ بس۔ اب ان دونوں کے متعلق کچھ نہیں کہنا ہے جو ہمیں بہادروں کی اور یادگار موت مرنے کا سیدھا اور سچا راستہ دکھا گئے۔

گرو کو خاموش ہو گیا۔ لیکن چند لمحوں کے بعد ہاتھ اپنے ہاتھ اٹھا کر چیخا۔

۔ روح میرے جسم میں پھر حلول کر رہی ہے اور مجھ سے کہہ رہی ہے کہ ہمارے بھائیوں کی روحیں بے انتقام نہ رہیں گی۔ اے خونریز الے کلہاڑے کے مالک! عظیم الشان کارنامہ کلہاڑے کے لئے مقدر ہو چکا ہے اور تمھارا کلہاڑا اتنا خون پئے گا کہ اوب جائے گا اور وہ کارنامہ انجام دے گا کہ یادگار ہوگا۔ بس میں کہہ چکا۔

۔ خوب کہا۔ اسلوپوگاس بولا۔

پھر اس نے کلہاڑا بلند کر کے مرنے والوں کو سلامی دی اور ہمارے سفر کے متعلق پوچھنے اور مشورہ کرنے کے لئے میری طرف آیا۔

آٹھواں باب

تعاقب

ساری عجلت اور بھاگم بھاگ کے باوجود ہم لوگ دو پہر سے پہلے روانہ نہ ہو سکے۔ کیونکہ بہت سے کام نپٹانے تھے۔ اوّل یہ کہ کل سامان مختلف حصوں میں تقسیم کر کے الگ الگ اور اتنے وزنی گٹھوں میں باندھنا تھا جسے ایک ایک آدمی آسانی سے اٹھا سکے۔ یہ سامان زیادہ تر کارتوسوں اور بارود پر مشتمل تھا کیونکہ دوسری چیزوں کا ذخیرہ حتی الامکان کم کر دیا گیا تھا۔ اس کو لادنے کے لئے ہم نے دو گدھے لے لئے جو اسٹرائکٹ مور میں ہی موجود تھے، ان کے علاوہ چھ بیل بھی ساتھ لئے۔ یہ بیل "نمک لگے" تھے یعنی وہ افریقہ کے جنگلوں کی ہر قسم کی بیماری میں مبتلا ہو کر تندرست ہو چکے تھے۔ حتیٰ کہ انھیں وہ زہریلی مکھیاں بھی کاٹ چکی تھیں جنھیں ٹیٹسی کہتے ہیں۔ تاہم یہ سچ ہے کہ مجھے شک تھا کہ یہ بیل اس سفر میں مزید بیماریوں کے یا ٹیٹسی مکھیوں کے حملے کو برداشت نہ کر سکیں گے تاہم امید تھی کہ وہ زیادہ دنوں تک تو بہرحال چل جائیں گے اور ہوا بھی ایسا ہی۔

اسی خیال سے کہ راستے میں بار برداری کے جانور مر جائیں تو ہم نے اسٹرائکٹ مور کے ان جوانوں میں سے جو باقی گھوڑوں کے شکار میں ہمارے ساتھ تھے، دس بہترین جوان بار برداروں کے طور پر

منتخب کر لیتے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان لوگوں نے خوشی سے ہمارے ساتھ چلنا قبول کیا تھا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے ساتھ چلنے یا نہ چلنے کا فیصلہ خود ان لوگوں پر چھوڑ دیا جاتا تو یہ لوگ ہمارے ساتھ چلنے سے صاف انکار کر دیتے چنانچہ یوں سمجھئے کہ یہ لوگ مجبوراً اس سفر پر چل رہے تھے۔

لیکن یہاں ان لوگوں کی مرضی کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ ان کے آقا رابرٹسن نے انہیں ساتھ چلنے کا حکم دیا اور ان لوگوں نے اسلوپوگار اور اس کے ساتھیوں کی طرف ایک نظر دیکھنے کے بعد ہی یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ اگر انھوں نے اپنے آقا کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تو پھر اس حکم کی تعمیل ان سے جبراً کروائی جائے گی اور اگر انھوں نے اشرالتھو مور یر ہی کی رہنا پسند کیا تو وہ نہیں بلکہ ان کی لاشیں ہی یہاں رہیں گی۔ اس کے علاوہ وحشی آدم خوروں نے جو قتل عام کیا تھا۔ اس میں ان لوگوں میں سے اکثر کے بیوی بچے مارے گئے تھے چنانچہ ان کے دلوں میں بھی انتقام کی جوالا بھڑک رہی تھی حالانکہ یہ لوگ کچھ زیادہ بہادر نہ تھے۔ آخر میں یہ کہ یہ لوگ اپنے طور پر بندوق چلانا جانتے تھے اور ان کے پاس اچھی بندوقیں تھیں اور آخر میں یہ کہ اگر آپ لوگ ان سے اپنے منھ میاں مٹھو بننا نہ کہیں تو میں کہوں گا کہ انھیں میری ذات اور کچھ بوجھ پر بھروسہ تھا۔ چنانچہ انھوں نے بدتر پر بہتر کو ترجیح دی اور اس سفر کے لئے تیار ہو گئے

اب ہماری غیر موجودگی میں کیتھرل، گھر اور اسٹور کا انتظام کرنا تھا۔ یہ ذمہ داری اور میرا چھکڑا اور کل سامان بھی تھوماس کے سپرد کیا گیا کیونکہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا نہ تھا۔ جس پر اعتبار کیا جا سکتا۔

اسلوپوگاس سے جھڑپ کے بعد تھوماسو غریب ایک دم سے ٹھنڈا پڑ گیا تھا اور اس کا سارا غرور، دبدبہ اور وقار رخصت ہو گیا تھا۔

جب تھوماسو کو پتہ چلا کہ ہم اسے اپنے ساتھ نہیں لے جا رہے تو اس نے اطمینان کا سانس لیا اور میں نے دیکھا کہ وہ بے حد خوش نظر آ رہا تھا کیونکہ، میرے خیال میں، اسے یہی خطرہ لگا ہوا تھا کہ آدم خور اماجر کے تعاقب میں کہیں اسے بھی ہمارا ساتھ نہ دینا پڑے۔ اس کے علاوہ اسے یہ بھی خیال آیا ہوگا کہ بہت ممکن ہے کہ اس سفر سے ہم میں سے کوئی بھی واپس نہ آئے اس صورت میں وہ قدرت کے اس کرشمے سے رابرٹسن کی کل جائداد، کل سامان، پورے اسٹور اور پھیلی ہوئی تجارت کا بلا شرکت غیرے مالک اور امیر آدمی بن جائے گا۔ غالباً یہی خیال تھا جس کی وجہ سے وہ خوش نظر آتا تھا۔ بہر حال اس نے مختلف دیوتاؤں کی — کیونکہ وہ شاید کیتھولک تھا — قسمیں کھائیں کہ وہ ہر چیز کا ایسا ہی خیال رکھے گا جیسے وہ خود اس کی ہوں — اس وقت یقیناً وہ دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ یہ ساری چیزیں جلد از جلد اسی کی ہو جائیں۔

کان کھول کر سن لے موٹے سور! اسلوپوگاس نے تھوماسو سے کہا۔ میں مترجم کی خدمات انجام دے کر دونوں پر گویا احسان کر رہا تھا اگر میں واپس آ گیا — اور میں یقیناً واپس آؤں گا کیونکہ زکالی کا عظیم طلسم اس سفر میں ہماری مدد کرے گا — ہاں — اگر میں واپس آ گیا اور میں نے عظیم آقا پاسبانِ شب میکومیزن کے مویشیوں میں سے ایک کو بھی غائب اور کم پایا اور اس کے چھکڑے میں سے ایک تنکا بھی چوری گیا اور تمہارے آقا کے کھیتوں میں کاشت نہ کی گئی اور اس کے گھر میں سامان ذرا بھی

ادھر سے ادھر ہوا تو میں اس کلہاڑے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنے
اسی کلہاڑے سے تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا چاہے اس کے لئے تمہیں
سورج طلوع ہونے کے مقام سے سورج کے غروب ہونے کے مقام
تک اور زمین کے اندر تک ہی کیوں نہ تلاش کرنا پڑے۔ اے موٹے
سور! ارے عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر بھاگ جانے والے بزدل بکرے!
سمجھ گئے تم؟"

تھوماسو نے جواب دیا کہ وہ سب کچھ اچھی طرح سمجھ گیا تھا اور یہ کہ
خدا کی مدد شامل حال رہی تو وہ ہر چیز کی حفاظت اپنی جان کی طرح
کرے گا۔ اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ وہ دل ہی دل میں دلیوں کی
روحوں پر زبردست چڑھاوے چڑھانے کے وعدے کر رہا تھا بشرطیکہ
اسلوپوگاس اور اس کا خوفناک کلہاڑا اسٹراتھ مور میں پھر کبھی نہ دیکھا
جائے۔ اور ایک حد تک اسے اس کا یقین تھا کیونکہ وہ دیکھ چکا تھا
کہ امجیرا نزدوں کے ساتھ کیا کرے گا۔ بہرحال مجھے چونکہ تھوماسو پر
پورا اعتبار نہ تھا اس لئے میں نے اپنے ایک ملازم اور چھکڑے بانوں
کو، ان کی مرضی کے خلاف، اسٹراتھ مور میں ہی چھوڑ دیا۔

آخر کار ہم روانہ ہوئے۔

اور ہمارے پیچھے تھوماسو اور اسٹراتھ مور والوں کی دعائیں تھیں کہ
خدا ہماری حفاظت کرے اور امجیرا نزدو... سے عورتوں اور بچوں
کے خون کا انتقام لینے میں کامیاب ہو جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ تھوماسو
نے اپنے دل میں کچھ اور ہی دعا مانگی ہو۔

ہمارا قافلہ ذرا لمبا اور مضحکہ خیز تھا۔

سب کے آگے موزیش تھا کیونکہ قدموں کے نشانات سے بات تلاش کرنے اور کھوج لگانے میں پورے افریقہ میں بے مثال تھا۔ اس کے ساتھ مولوچوکا اور اس کے تیز زدلو ساتھی چل رہے تھے کہ اگر کسی طرف سے کوئی ناگہانی مصیبت ٹوٹ پڑے تو وہ ہمیں کی حفاظت کر سکیں۔ ان کے بعد کپتان رابرٹ سن تھا جس نے تنہا چلنا پسند کیا تھا چنانچہ اس کے ساتھ کوئی نہ تھا اور میں نے بھی اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا کیونکہ میرے خیال میں فی الحال یہی مناسب بھی تھا۔ اس کے بعد میں تھا اور میرے پیچھے اشرا تھو مورد والے جوان بار برداری کے جانوروں کو ہنکاتے چلے آ رہے تھے۔ سب کے آخر میں بقیہ زدلو تھے جنھیں گردو کے ماتحت دے دیا گیا تھا۔ یہ لوگ قافلے کے آخر میں اس لئے تھے کہ کہیں اشرا تھو مورد والوں میں سے کوئی بھاگنے کی کوشش نہ کرے۔ اشرا تھو مورد والے با دل ناخواستہ ہمارے ساتھ آ رہے تھے اور مجھے خوف تھا کہ موقع ملتے ہی یہ لوگ ہمیں چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

ایک گھنٹے سے کچھ کم وقت کا سفر ہمیں اس جنگل میں لے آیا جہاں سے مجھے خوف تھا کہ شاید ہماری مصیبتوں کا آغاز ہوگا کیونکہ اگر امجر ہوشیار اور عیار تھے تو یقیناً یہاں وہ ہمیں الجھانے کے لئے اپنے قدموں اور سفر کے دوسرے نشانات مٹا دینے کی کوشش کریں گے۔ لیکن خوش قسمتی سے انھوں نے ایسی کوئی احتیاط نہ برتی تھی اور ان کے سفر کی علامتیں ایسی صاف اور صریح تھیں کہ ایک بچہ بھی ان کے تعاقب میں آگے بڑھ سکتا تھا۔ اندھیرا اترنے سے پہلے ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں امجر نے قیام کر کے ریوڑ کی کچھ وہ اپنے ساتھ ہنکا لائے تھے چند بکریاں مار کر کھائی تھیں۔ مویشیوں کے بجائے یہ لوگ بکریاں شاید اس لئے اپنے ساتھ لائے تھے کہ یہ جانور سیدھا

ہے اور سفر تیزی سے کرتا ہے۔

جینس نے ہمیں یہاں جو کچھ ہوا تھا اس کی ایک ایک تفصیل بتلا دی۔ آدم خور کی کرسی کہاں رکھی گئی تھی؟ اسے اور جینی کو کس جگہ لیٹنے کی اجازت دی گئی تھی کہ وہ اپنی اکڑی ہوئی ٹانگوں کو آرام دے سکے۔ اور وہ جگہ جہاں جینی نے آدم خور کے لئے کافی تیار کی تھی وغیرہ وغیرہ۔

جینس نے ہمیں اونٹوں کی صحیح تعداد بھی بتادی جو اس نے کہا اکتالیس تھے اور ان میں وہ بھی شامل تھا جس کو آدم خور نے زخمی کر دیا تھا۔ اس کے قدموں کے نشانات اس نے دوسرے اونٹوں سے الگ پہچان کر ہمیں بتائے اول تو اس طرح کہ کہیں کہیں خون کے منجمد قطرے تھے اور دوم یہ کہ وہ قدرے لنگڑا کر چل رہا تھا یقیناً اس کا زخم درد کر رہا تھا۔

اس جگہ ہمیں بھی مجبوراً رات بھر کے لئے قیام کرنا پڑا کیونکہ اندھیرے میں اونٹ کے نشانات تلاش کر کے آگے بڑھنا ممکن نہ تھا اور یہ اتفاق آدم خوروں کے لئے بے حد مفید ثابت ہوا۔

آئندہ دو دنوں کے سفر میں کوئی خاص واقعہ نہ ہوا لیکن چوتھے دن ہم جنگل سے نکل کر اس دلدلی علاقے میں پہونچ گئے جو بڑے دریا کی گزرگاہ بندی کر رہا تھا۔ یہاں ہمارا کام اور بھی آسان ثابت ہوا کیونکہ اونٹ اس راستے سے گئے تھے جو دریا کے کنارے یا تیرتے ہوئے جزیروں پر بسنے والے کاذروں کی آمد و رفت سے بنا گیا تھا۔

دلدلوں کے زمسلوں میں ہمارے سفر کے دوسرے دن ہمیں ایک خوفناک منظر دیکھنے کو ملا۔ ہمارے بائیں طرف اسی قسم کا ایک ٹیلا تھا

جس پر ایک گاؤں تھا۔ بشرطیکہ ہم اسے گاؤں کہہ سکیں کیونکہ یہ صرف چار یا
پانچ جھونپڑیوں پر مشتمل تھا جس کی کل آبادی شاید بیس نفوس سے زیادہ نہ
تھی۔ اماجر کے متعلق پوچھنے کے لئے ہم اس گاؤں میں گئے اور راستے میں
پڑی ہوئی ایک لاش سے ٹھوکر کھا گئے۔ یہ ایک بوڑھے کی لاش تھی چند گز
آگے ہمیں بڑے الاؤ کی راکھ کا انبار اور انسانی لاشوں کے پنجر ملے چنانچہ
ظاہر ہوا کہ اماجروں نے یہاں بھی اسٹرا تھمور کی طرح انسانی گوشت کی ضیافت
اڑائی تھی۔ جھونپڑیاں خالی پڑی تھیں لیکن انہیں جلایا نہیں گیا تھا جس طرح کہ
اسٹرا تھمور میں کسی جھونپڑی کو آگ نہ لگائی گئی تھی۔

ہم اپنی الٹتی ہوئی آنتوں کو سنبھالے واپس لوٹ رہے تھے کہ نیلسا کے تیز
کانوں نے کراہوں کی آواز سنی۔

ہم تلاش کرنے لگے اور ٹیلے کے قدموں اور نرسلوں میں ایک بوڑھی
عورت پڑی مل گئی جس کی استخوانی ران میں بھالے کا گہرا زخم تھا لیکن
ایسا نہ تھا کہ فوراً ہی اس کی جان لے لیتا۔ رابرٹسن کے آدمیوں میں سے
ایک نے، جو ان دلدل والوں کی زبان بول اور سمجھ سکتا تھا، زخمی عورت سے
بات چیت کی۔ عورت نے پانی طلب کیا۔ پانی لایا گیا۔ عورت نے خوب سا پانی
پیا اور پھر وہ سوالات کے جواب دینے لگی۔

اس نے بتایا کہ اماجر نے بستی پہ حملہ کر کے ہر اس آدمی کو قتل کر دیا جو
فرار نہ ہو سکا۔ وہ ایک جوان لڑکی اور تین بچوں کو بھون کر کھا گئے۔ وہ بھالے
سے زخمی ہو کر بھاگی اور اس جگہ آ کر دبک گئی جہاں ہم نے اسے پڑے پایا
تھا۔ اماجر نے اس کا تعاقب کرنے اور اسے پکڑنے کی کوشش نہ کی کیونکہ وہ
کھانے کے قابل نہ تھی۔

میری ہدایت کے مطابق ہمارے اس ساتھی نے جو بڑھیا سے گفتگو کر رہا تھا، پوچھا کہ کیا وہ اماجیر کے متعلق کچھ جانتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس کا دادا جانتا تھا۔ یہ شاید ستر سال پہلے کی بات ہے کیونکہ اس وقت وہ بچی تھی۔ البتہ بڑھیا نے بتایا "یہ اماجیر بڑے خونخوار لوگ ہیں جو بڑے دریا کے دوسری طرف جنوب میں اور بہت دور رہتے ہیں اور یہ کہ وہ اس قوم کی یادگار ہیں جس نے دنیا پر حکومت کی تھی۔"

بڑھیا کا دادا کہا کرتا تھا کہ اماجیر آدم خور نہ تھے لیکن بعد میں اناج وغیرہ کی کمی اور انسان کا گوشت ایک دفعہ چکھ لینے کے بعد آدم خور بن گئے تھے۔ اور اسی وجہ سے وہ بستیوں پر چھاپے مارا کرتے تھے کہ انھیں گوشت کھانے کو ملے کیونکہ ان کا سردار انھیں اپنے ہی قبیلے یا قوم کے آدمیوں کو کھانے کی اجازت دیتا تھا۔ اماجیر کو گائے اور بیل کا گوشت پسند نہ تھا جسے وہ کبھی نہ کھاتے تھے البتہ بکری اور سور کا گوشت کھاتے تھے کیونکہ ان کے بقول ان دو جانوروں کا گوشت انسان کے گوشت کی طرح ہی لذیذ ہوتا ہے۔ بڑھیا کے دادا کے بقول یہ اماجیر بڑے ظالم اور شیطان تھے اور جادو جانتے تھے۔

پانی پینے کے بعد یہ ساری باتیں ہمیں بڑھیا نے نہایت ٹھہری ہوئی آواز میں بتائیں شاید اس لئے کہ اب اس کا زخم خشک ہو گیا تھا اور تکلیف نہ دے رہا تھا۔ شاید اندر سے سڑنے لگا تھا اور وہ خود تکلیف محسوس نہ کر رہی تھی۔ بہرحال اس نے اماجیر کے متعلق جو کچھ کہا وہ گویا قدیم تاریخ تھی اور آپ جانتے بوڑھے اور بزرگ پرانی باتیں ہی جانتے ہیں۔ اماجیر کے متعلق بڑھیا کچھ جانتی نہ تھی اور نہ ہی اس نے آقی نیز کرمان کے ساتھ کیا

تھا ۔ وہ صرف اتنا بتا سکی کہ جب آدم خوروں نے بستی پر حملہ کیا اور جب بڑھیا ان سے بچنے کے لیے بھاگ رہی تھی تو اسکے بھالا لگا۔

میں اور رابرٹ سن پریشان تھے کہ اس بڑھیا کا کیا کیا جائے کیونکہ اسے یہاں اور اسی حالت میں چھوڑ جانا بڑا ظلم تھا۔ ہماری سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی تھی کہ بڑھیا نے اسی وقت ہماری نظروں کے سامنے دم توڑ کر ہماری الجھن دور کر دی۔

اس نے کسی کا نام تین چار دفعہ لیا ۔ یہ غالباً اس آدمی کا نام تھا جس سے وہ جوانی میں ملا کرتی [تھی] یا شاید جس سے وہ محبت کرتی تھی ۔ پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں ۔ ہم سمجھے کہ وہ سو گئی ہے لیکن اسے ٹٹولنے پر معلوم ہوا کہ وہ کبھی نہ ٹوٹنے والی نیند سو گئی تھی ۔ چنانچہ ہم اسے وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہوئے۔

دوسرے دن ہم بڑے دریا کے کنارے پر تھے ۔ چونکہ بارشوں کا موسم نہ تھا اس لئے دریا کا پاٹ صرف ایک میل چوڑا تھا اور پانی سکون سے بہ رہا تھا۔ مطلب یہ کہ اس موسم میں دریا طوفانی نہ تھا ۔ بائیں طرف ایک کافی بڑا گاؤں دیکھ کر ہم وہاں پہنچے ۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آدم خوروں نے اس گاؤں پر حملہ نہ کیا تھا غالباً اس لئے کہ یہ گاؤں بڑا تھا اور گاؤں والے آدم خوروں کا مقابلہ کر سکتے تھے ۔ البتہ تین راتوں پہلے گاؤں والوں کے تین ڈونگے چوری ہو گئے تھے چنانچہ یقیناً ان ڈونگوں میں ان آجروں نے دریا عبور کیا تھا۔

رابرٹ سن سے اس گاؤں والوں کے تجارتی تعلقات قائم تھے چنانچہ ایک بیل کے عوض ، جو میں نے دیکھا کہ تیتسی مکھی کے کاٹنے سے بیمار ہو چلا تھا ان سے چند ڈونگے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ ان کے ذریعہ دریائے

ندیاری کو عبور کر سکیں۔ یہ ڈونگے اتنے بڑے تھے کہ ہم ان میں اپنے
بار بردار گدھوں کو بھی لے جا سکتے تھے۔ گدھا عجیب جانور ہے جو ہر مکروہ
سے گزرا رہتا ہے لیکن بیل ہم نے اس خوف سے ساتھ نہ لئے کہ کہیں وہ ڈونگے
الٹ نہ دیں۔ چنانچہ ہم نے دو بیل جو ہمارے ساتھ تھے ذبح کئے اور ان کا
گوشت کھانے کے لئے ساتھ لے لیا کہ کیا پتہ آگے شکار نہ ملے۔ بقیہ تین بیلوں
کو ہم نے اپنے ساتھ اس طرح لیا کہ انہیں دریا میں ڈال دیا۔ ان کے سینگوں
سے چمڑی رسیاں باندھیں اور انہیں ڈونگے کے پیچھے گھسیٹنے لگے اور اس طرح
انہیں تیرنے پر مجبور کر دیا۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ دو بیل تو بیچ میں ڈوب
گئے لیکن تیسرا بیل، جو یقیناً تگڑا تھا، صحیح سلامت دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔

یہاں ہم پھر نرسلوں کے جنگل میں تھے۔ ہمیں نے ادھر ادھر گھوم پھر کر
اور بڑی کوشش کے بعد ماجر کے قدموں کے نشانات تلاش کر لئے۔ یہ نشانات
بے شک و شبہ انہیں لوگوں کے تھے۔ اس کا پتہ ہمیں یوں چلا کہ ذرا ہی آگے
بڑھنے کے بعد ایک دلدلی خاردار جھاڑی میں اٹکا ہوا کپڑے کا ٹکڑا ہمیں مل
گیا۔ اسی کو معائنہ کرنے سے پتہ چلا کہ یہ اس لباس کا ٹکڑا تھا جو آئی نیز
نے پہن رکھا تھا پہلے تو ہم نے سمجھا کہ آئی نیز کا لباس اس جھاڑی میں الجھ کر
پھٹ گیا ہوگا لیکن مزید معائنہ کے بعد ثابت ہوا کہ کپڑے کا یہ ٹکڑا قصداً
جھاڑی کے ایک کانٹے میں پرو دیا گیا تھا یقیناً ہمیں اپنا سراغ دینے کے لئے
اور یہ کام شاید جینی کا تھا جو آئی نیز کے ساتھ تھی۔ ہمارے اس یقین کو
اس وقت اور بھی تقویت پہنچی جب ہمیں ہر چند گز کے بعد ایسے ہی چیتھڑے
جھاڑیوں میں اٹکے ہوئے ملتے گئے۔

میرے خیال میں اس کٹھن اور طویل تعاقب کی، جو تین ہفتوں سے زیادہ

عرصے تک جاری رہا تفصیلات بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ بار بار ہم سراغ کھو دیتے تھے جو کافی مشکل اور تلاش کے بعد ملتا تھا اور اس طرح ہمارا کافی وقت ضائع ہو جاتا تھا۔

اور پھر ہم دلدلوں اور نرسلوں سے نکل کر سنگستانی سطح مرتفع پر پہنچے تو یہاں قدموں کے نشانات تلاش کرنا اور بھی مشکل ثابت ہوا۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر ہمیں اتفاقاً اس آدم خور کی لاش، جسے آئی ہنرنے زخمی کر دیا تھا ایک جگہ پڑی ہوئی نہ مل گئی ہوتی تو ہم اس کا سراغ شاید نہ پا سکتے۔ اس کی موت یقیناً اسی زخم سے واقع ہوئی تھی جس نے شرار اس کے جسم میں زہر پھیلا دیا تھا۔ لاش کے معائنے سے پتہ چلا کہ آدم خور ہم سے صرف دو دن آگے تھے۔

یہاں سے پھر سراغ مل گیا تھا اور زمین قدرے نرم تھی چنانچہ ہنیس کی تیز نظر یہاں نشانات دیکھ سکتی تھی اور ان نشانات کے سہارے ہنیس اور اس کے پیچھے ہم ایک بار پھر آگے بڑھے اور کچھ ہی دیر بعد عظیم الشان گھاٹیوں کی بھول بھلیاں میں تھے جو ایک دوسرے کو قطع کر رہی تھیں۔ ان گھاٹیوں میں یہاں وہاں درخت اگے ہوئے تھے اور دونوں طرف تنگی زمین بلند ہوتی چلی گئی تھی۔ اس سنگستانی علاقے میں ہمیں جن دقتوں کا سامنا کرنا پڑا وہ حوصلہ شکن تھیں اور اگر چہ دفعہ آئی ہنر کے لباس کے چیتھڑوں نے جو نکیلے پتھروں میں اٹکے ہوئے تھے ہماری راہبری کر کے ہمیں صحیح راستے پر نہ ڈال دیا ہوتا تو ہم یقیناً ان گھاٹیوں میں بھٹک جاتے۔

آخر کار سراغ پوری طرح سے غائب ہو گیا۔

ہنیس کی انتھک کوششوں کے باوجود آدم خوروں کے ایک قدم کا ہلکا

ساتھ ان کا بھی کہیں نہ ملا۔ اور اب ہماری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کس طرف جایا جائے۔ ہمارے چاروں طرف بس یہ گھاٹیاں ہی تھیں اور ہم نہیں جانتے تھے کہ ان میں سے کون سی گھاٹی میں چلا جائے اور کون سی گھاٹی کو مسدود کیا جائے۔ صورت حال مایوس کن تھی اس بھول بھلیاں میں یہ معلوم کرنا کہ وحشی ہمراہی کس طرف گئے تھے۔ سراسر ناممکن تھا۔ میں نے مایوسی سے سر ہلایا اور جوشیلا اور مستقل مزاج رابرٹسن کا حوصلہ بھی ٹوٹ گیا۔

"خدایا! اب میری بیٹی ہمیشہ کے لئے گئی" رابرٹسن نے کہا اور سر جھکا کر خاموش بیٹھ گیا جیسی کہ پچھلے کئی روز سے، آدم خوروں کے اطراف جو مور پر حملے کے بعد سے، اس کی عادت ہو گئی تھی۔

"کبھی پیشگوئی کی بات نہ کہو بلکہ کہو کہ جو ہوگا اچھا ہوگا۔" میں نے نیلسن کے الفاظ بڑی بشاشت سے دہرائے جو جانتا تھا کہ دشمن کا تعاقب کرنا کیا ہوتا ہے خصوصاً ان ویرانوں میں جہاں راستے نہیں ہوتے حالانکہ نیلسن سمندر میں دشمن کا تعاقب کر رہا تھا۔

میں اٹھا اور اس ٹیلے کی، جہاں ہم نے کیمپ کیا تھا، چوٹی پر پہنچا اور وہاں بیٹھ کر صورت حال پر غور کرنے لگا۔

ہماری حالت حوصلہ شکن تھی۔ ہمارے بار بردار جانور مر گئے تھے حتیٰ کہ وہ آخری گدھا بھی، جو بچ رہا تھا، اسی بیچ مر گیا تھا اور ہم نے اسے کھا لیا تھا کیونکہ ان دلدلوں میں ہمیں کوئی شکار نہ ملا تھا۔ اٹھارہ جور والے، جو جانوروں کے مرنے کے بعد سامان اٹھا رہے تھے، تھکن سے نہ صرف نڈھال بلکہ ادھ موئے ہو رہے تھے اور اس طرف اگر کوئی جگہ یا بستی یا راستہ ہوتا جہاں وہ جا سکتے تو یقیناً یہ لوگ ہمیں چھوڑ کر بھاگ

گئے ہوئے ۔ حتیٰ کہ ہمارے نزدولیجی مایوس ہو چلے تھے ۔ ان کا کہنا تھا
کہ وہ بڑے دریا کے اس پار ویرانوں میں بھٹکنے اور بھوکوں مرنے نہیں
بلکہ جنگ کرنے آئے تھے ۔ صرف اسلوپڈگاس نے کوئی شکایت دی کیونکہ
گردکو نے پیشنگوئی کی تھی کہ اس سفر میں اس کا سابقہ ایک ایسی جنگ سے
پڑے گا جس میں وہ فتح اور شہرت حاصل کرے گا اور اسلوپڈگاس کو اس
پیشنگوئی پر یقین تھا ۔

البتہ ہنیس بشاش تھا اور وجہ اس کی خود اس نے یہ بیان کی تھی اس
لئے سب کچھ ٹھیک تھا اور اچھا ہو رہا تھا حالانکہ بظاہر برا معلوم ہوتا تھا
اور اچھا اس لئے ہو رہا تھا کہ "منظم طلسم" ہمارے ساتھ تھا ۔ ہنیس کی
بات بہر حال میرے گلے نہ اتری اور نہ ہی میں نے اس کا سا اطمینان
اور سکون محسوس کیا ۔

خیر تو یہ اس شام کا ذکر ہے کہ میں اسی طرح دل ہی دل میں الجھتا
ٹیلے کی چوٹی پر اکیلا چڑھ گیا ۔ سورج غروب ہونے والا تھا ۔ چوٹی پر سے میں
نے چاروں طرف دیکھا مغرب کی طرف اور مشرق کی طرف اور جنوب کی طرف
اور ہر طرف بس ایسی ہی جھاڑیاں اگی گھاٹیاں تھیں اور ننگے ٹیلے تھے ۔
میلوں تک ، کوسوں تک ، افق سے افق تک ۔

اور میں وہ نقشہ یاد کرنے لگا جو نزکالی نے راکھ پر میرے لئے بنایا تھا
اور مجھے یاد آیا کہ اس میں یہ گھاٹیاں تھیں اور یہ ٹیلے تھے اور ان کے
بعد نقشہ کے مطابق ، ایک وسیع و عریض دلدل کا اور اس کے بعد ایک
فلک بوس پہاڑ کو ہونا چاہئے ۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ ہم راستہ تو نہ بھٹکے تھے
اسی طرف سے اس سفید فام ساحرہ کے مسکن تک پہونچ سکتے تھے جس کا

ذکر زکالی نے کیا تھا بشرطیکہ ایسی کسی ساحرہ کا وجود ہو۔ بہرحال کم سے
کم ہم جو بھی ایسے ہی علاقے سے گزر رہے تھے جیسا کہ زکالی نے اپنے
نقشے میں بتایا تھا۔

لیکن اس وقت میں سفید فام ساحرہ کے متعلق نہیں بلکہ غریب
آئی غزر کے متعلق سوچ رہا تھا چند دنوں پہلے تک وہ زندہ تھی اس کا ثبوت
تو ہمیں اس کے لباس کے ان چیتھڑوں سے مل گیا تھا جو کہ خاردار جھاڑیوں
اور نوکدار پتھروں میں اٹکے ہوئے مل گئے تھے۔ یہاں تک تو خیر ٹھیک
تھا لیکن آئی غزر تھی کہاں؟ اس سنگستانی علاقے میں قدموں کے نشانات
پوری طرح سے غائب تھے اور اگر کبھی یہاں نشانات تھے تو موسلادھار
بارش نے انہیں مٹا دیا تھا۔ چنانچہ یہاں آکر ہمیں نے بھی ہار مان
لی تھی۔

میں مایوسی سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

دفعتہ کالے بادلوں کے ایک شگاف میں سے غروب ہوتے ہوئے
سورج کی ایک کرن نکل کر دور پرے کے ایک ٹیلے پر اتر آئی۔ وہاں ایک
سفید چوند سا نظر آیا۔ میں نے سوچا کہ وہ چونے کا پتھر ہوگا جو سطح پر
ابھر آیا ہوگا ——— اور میرا یہ اندازہ غلط بھی نہ تھا ——— ایسے ہی سفید
پتھر جنگل میں سفر کرنے والوں کی راہبری دور سے کرتے ہیں۔ اس
سفید چوند پر نظر پڑتے ہی میرا جی چاہا کہ بس اسی ٹیلے کی طرف
چلا جائے۔ یہ غالباً چھٹی حس تھی جو مجھے اسی سمت جانے کو کہہ رہی تھی
حالانکہ میں ایک دوسری سمت میں جانے کا ارادہ کر چکا تھا۔ یقیناً یہ
ارادہ دماغی اور جسمانی تھکن کا نتیجہ تھا اور ایسا شدید تھا کہ میں

اسے جھانک نہ سکا۔

چنانچہ دوسرے دن صبح ہم جنوب مغرب کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم کہا سفید چوہند کی طرف جا رہے تھے اور اس سفر میں پہلی دفعہ ہم نے سیدھا راستہ چھوڑا تھا۔ شراب سے کلی اجتناب اور تفکرات و پریشانی رابرٹسن کا مزاج نہ بدل سکی تھی چنانچہ اس نے بگڑ کر مجھ سے پوچھا کہ میں نے راستہ کیوں بدل دیا تھا

۔ دیکھو کپتان! میں نے کہا "اگر ہم سمندر میں سفر کر رہے ہوتے اور تم نے یوں اچانک جہاز کا رخ موڑ دیا ہوتا تو میں تم سے ایسا سوال نہ پوچھتا اور اگر پوچھتا تو تم سے جواب کی توقع نہ رکھتا۔ اب خود تمہاری رضامندی سے اس سفر میں گویا کپتان میں ہوں چنانچہ یہاں تمہیں مجھ سے ایسا سوال نہ پوچھنا چاہیے

۔ ہمم۔ وہ بولا "غالباً تم ٹھیک کہتے ہو۔ غالباً تم نے اس نحوس علاقے کا چکر دیکھ لیا ہے اور جو کر رہے ہو ٹھیک کر رہے ہو چنانچہ چلے چلو اور میرے کہنے کا کوئی خیال نہ کرو۔"

رہے ہمارے دوسرے ساتھی تو انھوں نے میرا فیصلہ بے چون و چرا قبول کر لیا۔ وہ لوگ تو ایسے مایوس تھے کہ کس طرف جاتے ہیں اس کی انھیں پروا نہ تھی اس کے علاوہ یہ بات بھی تھی کہ انھیں مجھ پر اور میرے ہر فیصلے پر بھروسہ تھا۔

"راستہ بدلنے میں یقیناً اس کی اپنی وجوہات ہوں گی" ہینس نے تذبذب میں پڑ کر کہا۔ "حالانکہ آخری دفعہ جب میں نے ان آدمی کھانے والوں کے پیروں کے نشانات دیکھے تھے تو وہ اس طرف جا رہے تھے جس طرف سے ہر صبح سورج نکلتا ہے اور اس طرف کا سارا علاقہ چونکہ ایک جیسا ہی ہے اس لیے آدمی کھانے والوں کی اس طرف سے اس طرف لوٹ

آنے کی وجہ میری سمجھ میں تو آئی نہیں ہے

"بے شک" میں نے کہا۔ "میری چند خاص وجوہات ہیں"
لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی خود میں نہیں جانتا تھا کہ میں نے راستہ کیوں بدل دیا۔

ہنیس نے اپنی آدھی آنکھوں سے میری طرف دیکھا اس کا خیال تھا کہ میں اس طرف چلنے کی وجوہات بیان کر دوں گا۔ لیکن میں خاموش رہا۔

"واقعی باس کی اپنی وجوہات ہیں کہ وہ ہمیں بالکل ہی مخالف سمت میں اور اس جگہ سے دور لئے جا رہے۔ جہاں ان آدم خوروں کو ہونا چاہئے"۔ وہ بولا۔ "اور یہ وجوہات باس کے دماغ کی اتنی گہرائیوں میں ہیں کہ باس بیچارے ہمیں کی خاطر کھود کر انہیں نکالنے کی تکلیف گوارا نہیں کر سکتے۔ بہرحال باس نے زکالی کا عظیم طلسم پہن رکھا ہے اور وہ خاص وجوہات اسی طلسم میں نیچے ہو کر بیٹھی ہوئی ہیں۔ اب بات یہ ہے باس کہ وہ اسٹرانتھوپور والے آدمی کہہ رہے ہیں کہ وہ اب آگے جانا نہیں چاہتے بلکہ مرجانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ دیو اسلوپوگاس اپنا کلہاڑا بلند کر کے اسٹرانتھوپور والوں سے یہ کہنے گیا ہے کہ اگر وہ مرنا چاہتے ہیں تو وہ ان کی آرزو اسی وقت پوری کئے دیتا ہوں۔ وہ دیکھو باس اسلوپوگاس ان کے پاس پہنچ گیا ہے کیونکہ اب وہ لوگ تیز تیز قدم اٹھاتے آ رہے ہیں۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ ابھی وہ مرنا نہیں چاہتے۔

بہرحال ہم سفید پہاڑ کی طرف بڑھ رہے تھے جسے میرے علاوہ کسی اور نے نہ دیکھا تھا اور جس کے متعلق خود میں نے بھی کسی سے کچھ نہ کہا تھا۔

دوسرے دن شام کو ہم وہاں پہنچ گئے۔

اور میرا اندازہ غلط نہ تھا۔ بے شک وہ چونے کا ابھرا ہوا پتھر ہی تھا۔

لیکن اب ہماری حالت خستہ تھی۔ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا اور
اس حقیقت نے ہمارے ساتھیوں کو اور بھی نڈھال اور نا اُمید کر دیا۔ وہ
سفید ابھار سراسر بے کا تمہ اور غیر دلچسپ ثابت ہوا جو ایک کافی چوڑی گھاٹی
کے سرے پر تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ آگے بس ایسی گھاٹیاں ہی تھیں۔

رابرٹسن چند قدم دور بیٹھا اپنی ڈاڑھی میں کچھ بڑبڑا رہا تھا جیسی کہ
اس کی عادت تھی اس کے بشرے سے کسی بھی قسم کے جذبات کا اظہار نہ ہو رہا تھا
گویا وہ کسی بت کا چہرہ ہو۔ اسلوپوگاس اپنے کلہاڑے کا سہارا لیئے آسمان
کی طرف دیکھ رہا تھا کبھی کبھی وہ اسٹرالتھ موروالوں کی طرف بھی دیکھ لیتا جو
اس کی نظر سے ہی سہم جاتے تھے۔ نزدلو پالتی مار کر بیٹھ گئے تھے اور نسوار کی
ایک ایک چٹکی ناک میں چڑھا رہے تھے کیونکہ اس کا ذخیرہ بھی اب قریب الختم
تھا۔ وچ ڈاکٹر دگر دگو اپنی روح کو طلب کرکے اس سے مشورہ کر رہا تھا۔ وہ
ہڈیوں کے پانسے پھینک کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہمیں کوئی شکار
ملے گا یا نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اس سوال کا جواب اسے غیر اطمینان
بخش مل رہا تھا۔ قصہ مختصر سب کے سب خاموش، اداس اور مایوس تھے،
اور آسمان پر ایسے بادل تھے کہ معلوم ہوتا تھا خوب جم کر برسیں گے۔

ہینس نے طنزیہ رویہ اختیار کیا وہ نہایت غصہ دلانے اور تنگ کرنے
والے انداز میں میرے آس پاس منڈلا رہا تھا۔ اس کتے کی طرح جو ہڈی
چرانا چاہتا ہو اور موقع کی تلاش میں ہو۔ اس نے یکے بعد دیگرے موجودہ
صورت حال کے نقصانات بیان کر دیئے اور ڈھکے چھپے الفاظ میں کہا کہ اگر
اس کے مشورے پر عمل کیا گیا ہوتا تو چاہے ہم آدمی کھانے والوں کو پکڑ نہ سکتے۔
اور اداس آنکھوں والی کو رہا نہ کر سکتے لیکن ہماری تو حالت بھی ایسی [illegible]

—

نہ ہوتی۔ اس نے کہا کہ اسے یقین تھا کہ وہ گھاٹی، جس میں چلنے کا اس نے
مشورہ دیا تھا، شکار سے پُر تھی۔ بلکہ، اس نے کہا، اس نے گھاٹی کے دہانے
پر مختلف قسم کے شکار کے جانوروں کے بے شمار نشانات بھی دیکھے تھے۔

”تو پھر یہ بات تم نے اس وقت کیوں نہ کہی، اُلّو؟“ میں نے پوچھا۔

ہینس اپنا خالی پائپ، جو مکئی کا بنا ہوا تھا، چوسنے لگا۔ ایسا وہ
اس وقت کیا کرتا تھا جب مجھ سے تمباکو طلب کرنا چاہتا تھا بالکل اسی
طرح جس طرح کہ کھانے کی میز کے نیچے بیٹھا ہوا کتا نیچی آواز میں غرا کر اپنے
مالک پر ظاہر کرتا ہے کہ اسے بھی ایک آدھ ٹکڑا دے دیا جائے۔

”باس“ وہ بولا ”میکومازن جیسے آدمی کو، جو سب کچھ جانتا ہے، مشورہ
دینے والا میں ہوتا کون ہوں؟ لیکن قسمت، معلوم ہوتا ہے، کچھ الٹی سیدھی
ہو گئی ہے۔ مزید یہ بات زندگی کے نقصان کو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ ایسا
اس نے اپنا خالی پائپ بڑے زور سے چوس کر میرے پائپ کی طرف دیکھا جو
سلگ رہا تھا۔) ہر بات کو برداشت کر لیا جاتا اگر ہم ان آدمی کھانے والوں
پر جا پڑتے اور اداس آنکھوں والی کو چھڑا لیتے۔ سچ تو یہ ہے باس کہ
اداس آنکھوں والی کی صورت نیند میں بھی آسیب بن کر مجھے پریشان کرتی ہے۔“

میں خاموش رہا۔

”بہر حال باس اب ہم اس طرف آ ہی گئے ہیں تو لیجئے آ گئے۔ لیکن
مجھے یقین ہے کہ وہ آدمی کھانے والے ایک دم مخالف سمت میں اور
ہم سے تین دن کی مسافت پر ہیں۔ لیکن چونکہ اس نے کہا ہے کہ مات جننے
کے چند وجوہات ہیں تو یقیناً وہ بے حد عمدہ وجوہات ہوں گی۔ اب اگر باس
مناسب سمجھیں تو اس ہینس کو بھی ان وجوہات سے آگاہ کر دیں۔“

ہنیس کو میں بہت پسند کرتا تھا۔ اس کے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔ وہ میری زندگی کا ایک جزو بن گیا تھا اس کے باوجود اس کی یہ کھیلی باتیں سن کر میرا جی چاہا کہ اسی وقت اور اسی جگہ اس زرد بونے کو قتل کر دوں۔ وہ کمبخت میرا مذاق اڑا رہا تھا اور مجھے الزام دے رہا تھا اور یہ میری برداشت سے باہر تھا۔

بہر حال میں خاموش رہا اور بڑی شان سے سینہ تان کر کھڑا رہا لیکن ہنیس مرعوب نہ ہوا۔ پھر میں ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے خود خدا سے مشورہ کر رہا ہوں، میری اس بظاہر پیغمبرانہ شان سے بھی ہنیس مرعوب نہ ہوا۔ البتہ میں دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ خدا مجھے راستہ دکھائے۔

اور میری یہ دعا قبول ہوئی۔

"ہنیس! کیا کہا تھا میں نے کہ اس طرف آنے میں میری اپنی چند وجوہات ہیں؟" میں نے کہا۔

"کہا تو تھا ہاں" اس نے سر ہلایا۔

"دیکھو وہ ہے میری وجہ"

اور میں نے عین سامنے انگلی سے اشارہ کیا۔ گھاٹی کے اس پار اور بجھتے ہوئے افق کے پاس منظر پر دھوئیں کی دھندلی لکیر اٹھ رہی تھی۔

"دیکھا ہنیس!" میں نے کہا "وہ آدم خور اپنا تجربہ ساری اشیاء بھول گئے ہیں اور انھوں نے آگ جلائی ہے جو پچھلے کئی دنوں سے نہ جلائی تھی اب غالباً تم یہ جاننا چاہو گے کہ ایسا کیوں ہوا؟ اچھا سنو۔ میں بتاتا ہوں پچھلے دنوں میں قصداً ان کے راستے سے ہٹ گیا تھا اور میں نے آگ جلائی تھی محض اس لئے کہ آدم خور یہ سمجھ لیں کہ ہم راستہ بھٹک کر ان کے تعاقب میں

— —

میں نہیں آرہے۔ اب انھیں یقین ہو گیا کہ ہم ان کے پیچھے لگے ہوئے نہیں ہیں چنانچہ انھوں نے آگ سلگائی ہے اور خود ہی ہمیں بتا دیا ہے کہ وہ کہاں ہیں۔"

ہنس نے میری بات سنی، حالانکہ اس نے اس پر یقین نہ کیا کہ میں قصداً راستے سے ہٹ گیا تھا اور میری طرف یوں آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا کہ میں نے سمجھا کہ اس کے دیدے باہر نکل پڑیں گے لیکن اس کے بعد بھی بس ایک چوٹ کر گیا جس طرح کہ ایک کافر ہی کر سکتا ہے۔

• ہائے ہائے۔ راستہ کھولنے والے عظیم دیوتا کا عظیم طلسم کس قدر عظیم ہے کہ اس نے باس کے بھیجے میں عقل کا بھنڈار بھر دیا۔" وہ بولا۔ بے شک عظیم طلسم سچا ہے اور وہ سامنے آدمی کھانے والوں کا پڑاؤ ہے۔ جو کم سے کم سوا ایک میل دور ہو گا۔

• جہنم میں جائے عظیم طلسم۔ میں بڑبڑایا۔

• کیا کہا باس نے؟

• کچھ نہیں ٹوبس! اب تم اسی وقت اسلوپوگا اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میکو میزی یا عظیم طلسم آدم خوروں پر حملہ کرنے کے لئے اسی وقت حکم دے رہا ہے اور — یہ لو تمباکو"

بہت اچھا باس۔

اس نے تمباکو جھپٹ لیا اور خاموشی سے سانپ کی طرح چلا گیا۔

میں صورت حال سے رابرٹسن کو آگاہ کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھا۔

ایک گھنٹے بعد ہی ہم گھاٹی میں تھے اور اس طرف بڑھ رہے تھے جس طرف میں نے دھواں دیکھا تھا۔

آدھی رات کے وقت یا اس سے کچھ پہلے ہم اس جگہ کے قریب پہنچ گئے ہم اماہجر کے پڑاؤ کے کتنے قریب یا کتنی دور تھے یہ ہم نہ جانتے تھے کیونکہ چاند بادلوں میں چھپا ہوا تھا اور دھواں بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔

اب سوال یہ تھا کہ کیا کیا جائے؟

یہ تو بہرحال ظاہر تھا کہ دشمن پر شب خون مارنے میں بڑے فائدے تھے اور ہمارے حق میں تھے۔ کم سے کم رات کے اندھیرے میں دشمن کے پڑاؤ کا کھوج نکال کر علی الصبح بھی اس پر حملہ کرنا ہمارے حق میں سودمند ثابت ہو سکتا ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ دن کی روشنی میں ان وحشیوں سے مقابلہ کرنا ہمارے لئے ممکن نہ تھا کیونکہ ہم تھکے ہوئے تھے اور وہ دشمن نسبتاً کم ہو رہا تھکے۔ ایک کا زور چکا ہوگا اور پھر صرف میں، رابرٹسن، ہینس، اسلوپوگاس اور زولو مقابلہ کر سکتے تھے کیونکہ اماسترا تو مور والے تو ایسے دل شکستہ ہو رہے تھے کہ ان پر بھروسہ کیا ہی نہ جا سکتا تھا۔ اور پھر ہم بھی تھکے ہوئے اور بھوکے تھے چنانچہ دشمن پر اچانک جا پڑنا ہی مناسب تھا۔ لیکن پہلے ہمیں انہیں تلاش کرنا تھا جن پر ہم اچانک حملہ کرنا چاہتے تھے۔

چنانچہ خوب مشورے کے بعد طے پایا کہ صرف میں اور ہینس آگے روانہ ہوں اور دیکھیں کہ ہم اماہجر کا کھوج لگا سکتے ہیں کہ نہیں۔ رابرٹسن بھی ہمارے ساتھ آنا چاہتا تھا لیکن میں نے کہا کہ اپنے آدمیوں پر نظر رکھنے کے لئے اس کا پیچھے ٹھہرنا ضروری تھا کیونکہ، میں نے کہا "اس کی غیر موجودگی اور رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھا کر اماسترا تو مور والے یقیناً بھاگ جائیں گے

خصوصاً اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ اب ایک زبردست جنگ ہونے والی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے کہا اگر میرے ساتھ کوئی واقعہ ہوگیا تو اس گروہ کی رہبری کے لئے ایک سفید فام کا ہونا ضروری ہے۔

اسلوپوکاس نے بھی میرے ساتھ چلنے کی خواہش ظاہر کی لیکن چونکہ میں اس کے مزاج سے واقف تھا اس لئے میں نے انکار کر دیا۔ مجھے یقین تھا کہ اسلوپوکاس اگر ہمارے ساتھ آیا اور ہم نے اگر اجرا کا ٹھکانہ تلاش کر لیا تو خونریز اپنے آپ کو روک نہ سکے گا اور تن تنہا آدم خوروں پر حملہ کر کے ان میں کے بہت سوں کو ٹھکانے لگا دے گا بقیہ فرار ہو جائیں گے لیکن اس سے ہمارا مقصد فوت ہو جائے گا۔ اور ہمارا مقصد تھا آئی نیز کو چھڑانا۔

چنانچہ یوں ہوا کہ آخر میں مرف میں اور منیس روانہ ہوئے۔ مجھے اعتراف ہے کہ یہ کام میں مجبوراً کر رہا تھا کیونکہ میرے دل میں نہ صرف وہ خوف موجود تھا جس کی جڑ یں قبل از تاریخ کے دور تک پہونچی ہوئی ہیں اور جسے ہر انسان محسوس کرتا ہے۔ ہر چند کہ میرا لقب "پاسبانِ شب" ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں بدن کے احاطے میں خطرات کا مقابلہ کرنا پسند کرتا ہوں اور یہ بھی سچ ہے کہ حتی الامکان میں خطرات سے بچنے کی کوشش بھی کرتا ہوں۔

خدا کی قسم میں تو یہ چاہتا تھا کہ کاش ابا اجرا افریقہ کے دوسرے سرے پر جگہ دنیا کے کنارے پہ ہوتے اور یہ کہ کاش میں کبھی آئی نیز یا برشن کو سرے سے جانتا ہی نہ ہوتا اور اس وقت ڈربن میں اپنے گھر کے دالان میں آرام سے بیٹھا پائپ پی رہا ہوتا۔

غالباً منیس نے میری دلی کیفیت کا اندازہ لگا لیا اور کہا کہ مناسب

ہوگا کہ وہ اکیلا ہی راماجبر کا پتہ لگانے جائے اور پھر اپنے تصور میں طنزیہ انداز میں اضافہ کیا ۔

• باسس کے بغیر میں زیادہ محفوظ رہوں گا کیونکہ بعض نام ایسے بدنام ہوتے ہیں کہ ایک یا دوسرے طریقے سے تاوازہید کر کے معاملہ بگاڑ دیتے ہیں۔

• بے شک • میں نے بھی طنزاً کہا۔ تم واقعی میرے بغیر محفوظ رہو گے کیونکہ جو بھی پہلی جھاڑی تمہارے راستے میں آئے گی تم اس میں گھس کر اطمینان سے سو جاؤ گے اور صبح واپس آکر ہمیں بتاؤ گے کہ راماجبر کا کہیں کوئی پتہ نہیں۔

ہنس پھر سے اس لطیفے سے محظوظ ہو کر ہنسا اور اس طرح ایک دوسرے پر چوٹیں کرنے کے بعد ہم خاموشی سے راماجبر آدم خوروں کے پڑاؤ کا پتہ لگانے چل دیئے ۔

کے سر گھٹنوں کے درمیان بہت نیچے تک جھکے ہوئے تھے۔

ایک تجویز آگئی میرے ذہن میں۔

مگر ہم ان دونوں سنتریوں کو اس طرح قتل کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ ان کے ساتھیوں کی آنکھ نہ کھلے تو ہم اسی وقت آئی نیز کو بچا سکتے تھے۔ اگر ہم اس میں کامیاب رہے تو اس سے نا ممکن ہوگا کہ ہم اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے جس کے لئے ہم یہ وقت طلب سفر کر رہے تھے۔ اور پھر مجھے یقین تھا کہ ایسا عمدہ موقع ہمیں پھر کبھی نہ ملے گا۔

اس کے برخلاف اگر ہم اپنے ساتھیوں کو بلا کر لائے اور خدانخواستہ ہماری طرف سے کسی قسم کی آواز پیدا ہوئی اور ایک بھی اماجر کی کھل گئی تو پھر سارے کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔ وہ لوگ بھاگ کر رات کے اندھیرے میں غائب ہو جائیں یا اگر ایسا نہ ہوا اور انہوں نے مقابلہ کیا تب بھی زیادہ یہ ہوگا کہ وہ آئی نیز کو ہمارے سپرد کرنے کے بجائے اسے قتل کر دیں گے اور اگر یہ بھی نہ ہوا بلکہ اماجر نے جم کر ہمارا مقابلہ کیا تو ہو سکتا ہے اس ہنگامے میں آئی نیز خود ہمارے ہی آدمیوں میں سے کسی کے ہاتھوں ماری جائے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ خود ہمیں شکست ہو جائے کیونکہ ہم صرف بارہ تھے کیونکہ اشرا تمدوز والوں پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس صورت میں اماجر ہمیں نہ صرف قتل کر دیں گے بلکہ ہمیں کھا بھی جائیں گے۔

تو یہ وہ دلائل تھے جو اماجر پر حملہ کرنے کے متعلق تھے۔

شب خون نہ مارنے کے دلائل بھی ایسے ہی زوردار تھے۔

اول تو یہ کہ یہ ایک زبردست، غیر معمولی اور بے انتہا خطرہ تھا جو ہم مول لے رہے تھے۔ دونوں سنتریوں یا کسی اور کی آنکھ کھل سکتی تھی کیونکہ ایسے لوگ کتوں کی طرح سوتے ہیں یا ایک آنکھ کھلی رکھ کر سوتے ہیں ضعیفاً اس وقت تب انہیں

بھی کر لینے کا ارادہ کر لیا۔ اور آپ جانتے ہیں یہ ایک قسم کا جوا تھا۔ کیونکہ میں اپنے
ہینک کر دیتا رہا کہ اگر چیت ہوئی تو یوں کروں گا اور پٹ ہوئی تو اس کے
برخلاف کروں گا۔ حالانکہ ہولمیس اپنے طور پر بے حد ہوشیار اور جہاں دیدہ آدمی تھا
تجربہ کار بھی تھا۔ مطلب اس کا یہ تھا کہ وہ اپنے فیصلے کو صرف اتفاق پر منحصر
رہا۔ ایک طرز فیصلہ کرنے یا کرنے کا بہانہ تلاش کر رہا تھا اور آپ جانتے ہیں جہاں
موت و زندگی کا سوال ہو وہاں کوئی عقلمند ایسا نہیں کر سکتا اور نہ کرتا ہے بلکہ
خود ہی فیصلہ کرتا اور جو مناسب سمجھتا ہے کرتا ہے۔ بہرحال یہ غلطی یا حماقت
ہم پہلی دفعہ ہولمیس کر رہا تھا۔

خیر تو ہولمیس کے بدبودار سر سے اپنی ناک الگ کر کے میں نے اس کے کان میں
اپنی الجھن بیان کر دی اور پوچھا کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے ــ آگے بڑھ کر لڑائی کریں
یا پھر الٹے پاؤں اپنے ساتھیوں کو لے کر آئیں۔

ہولمیس ایک لمحے تک غور کرتا رہا اور مکھی کی بھنبھناہٹ کی سی آواز میں
جواب دیا۔

"یہ آدمی کھانے والے بے خبر سو رہے ہیں اور میں ان کے تنفس سے
کہہ رہا ہوں۔ یعنی جس طرح وہ سانس لے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بات
کہ اس عظیم منصب پر ہو لئے ہیں تو کہتا ہوں یہ کہ آگے بڑھو اور سادہ اس آدمخور
مالی کو چھوڑ دو۔"

چنانچہ اب مجھے احساس ہوا کہ جس قسمت پر میں نے فیصلہ چھوڑا تھا اس نے
میرے خلاف فیصلہ صادر کر دیا ہے اور یہ کہ اب مجھے بہرحال یہ فیصلہ قبول کرنا
ہے۔ چنانچہ میں نے ڈوبتے ہوئے دل سے ــ کیونکہ ہولمیس کا یہ مشورہ پسند نہ
تھا ــ یہ سوچنے لگا کہ ہولمیس نے یہ فیصلہ کیوں کیا تھا جو سراسر ان فیصلہ یا تنہا

کے خلاف تھا جس کی میں نے اس سے توقع کی تھی۔ بے شک طلسمِ عظیم میں اس کا یقین اس کی خبر کی وجہ ہو سکتی تھی لیکن مجھے یقین تھا کہ مطلب میں ایک وجہ دشمنی۔

چنانچہ اس وقت بھی میں نے اندازہ لگایا کہ دو باتیں تھیں جنہوں نے اسے یہ فیصلہ کرنے یا مجھے یہ مشورہ دینے پر اکسایا تھا پہلی یہ کہ وہ دل سے چاہتا تھا کہ اگر ممکن ہو تو اس طویل اور ناقابل برداشت تعاقب کو ایک ہی وقت میں ختم کر دیا جائے جس نے ہمیں حقیقت میں تھکا مارا تھا۔ دوسری اور میرے خیال میں زیادہ زوردار وجہ یہ تھی کہ رات کے اندھیرے میں اچانک یا دھوکے سے دشمن پر جا پڑنا اور اسے گڑبڑا دینا یا اسے سوتا چھوڑ کر اپنا کام کر گزرنا ہنس کو پسند تھا۔ افریقہ کے وحشیوں کا عام طریقہ تھا اور قارئین کو یہ نہ بھولنا چاہئے کہ ہنس اپنے طور پر مہذب ہونے کے باوجود وحشی تھا اور یہ خصوصیت اسے اپنے اجداد سے ورثے میں ملی تھی جو صدیوں تک اسی طرح دشمنوں پر شب خون مار کر زندہ رہے تھے اور رہتے آئے تھے۔

چونکہ اب پانسہ پھینکا ہی جا چکا تھا اس لئے ہم دونوں نے سرگوشیوں میں ہی سارے انتظامات کر لئے جو معمولی سے اور چند ہی تھے۔

ہمارے درمیان جو طے ہوا وہ یوں تھا۔

ہم دونوں رینگتے ہوئے سنتریوں کے قریب پہنچ جائیں اور جو سنتری جس کے سامنے آ جائے وہ اس کا خاتمہ کر دے۔ مجھے یہ کام کلہاڑے سے اور ہنس کو چاقو سے کرنا تھا۔ دوسری بات یہ کہ ہمیں ایک ہی وار میں سنتریوں کا خاتمہ کرنا تھا۔ بشرطیکہ وہ بیدار ہو کر پہلے ہمارا خاتمہ نہ کر دیں۔ اس کے بعد ہم آتی خیز کو تشدد میں سے نکال کر ۔۔۔ پھر وہ کسی حال میں کیوں نہ ہو۔

بلوسی یا برہنہ ۔۔۔ اندھیرے میں غائب ہو جاتا تھا۔ ہمیں یقین تھا کہ الجیرس تو چلے گئے ہوں گے اور اس سے پہلے کہ وہ جاگ کر ہمارا تعاقب کریں ہم اپنے کیمپ تک پہنچ چکے ہوں گے۔

اگر ہم دونوں سنتریوں کو خاموشی ۔ ۔ ۔ سے ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہو گئے مجھے اعتراف ہے کہ یہ کام ذرا مشکل تھا ۔۔۔ تو پھر کام آسان تھا۔ بقول کسے پھلی کے چھلکے اتار کر اس میں سے دانے نکالنے کی طرح آسان۔ لیکن میرا تجربہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک آدھ دانہ پھلی میں رہ جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں ہمارے معاملے کی پھلی میں جینی وہ دانہ تھی جسے ہم بھول گئے تھے۔

اب یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ ہم اسے کیوں بھول گئے۔ ہماری یہ بھول بڑی سخت بلکہ ناقابل معافی تھی خصوصاً اس لئے کہ ہمیں کمرہ جینی کی حماقت کا تجربہ پہلے ہو چکا تھا اور پھر وہ ہماری نظروں کے سامنے سو رہی تھی۔ میں دراصل سمجھتا ہوں کہ ہماری تمام تر توجہ تو ان دونوں سنتریوں کو قتل کرنے کے مسئلے اور [illegible] کی طرف کچھ یوں مرکوز تھی کہ ہم سامنے سوئی ہوئی جینی کو بھول ہی گئے۔ بہر حال یہ لونڈیا وہی دانہ ثابت ہوئی جو پھلی میں پھنسا رہ جاتا ہے۔

اپنی طویل خطرناک زندگی میں میں نے خوف محسوس کیا ہے لیکن جیسا خوف میں اس وقت محسوس کر رہا تھا ایسا پہلے کبھی محسوس نہ کیا تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس وقت تک اپنی جگہ سے جنبش نہ کی جب تک سنہری اپنے دانتوں میں کھلا چاقو دبا کر ایک زبردست زہریلے سانپ کی طرح گھاس میں رینگتا ہوا میرے قریب سے نکل کر کوئی ایک فٹ آگے نہ بڑھ گیا۔

اور جب میری خودداری کا میرے آڑے آتی اور میں کہنیوں اور پیٹ کے بل چلتا ہوا، بشرطیکہ ہم اسے چلنا کہہ سکیں، اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس کے بعد ہم دونوں ساتھ ساتھ رینگنے لگے اور اتنی سست رفتاری سے کہ ایک گھونگھا بھی ہمیں پیچھے چھوڑ جاتا۔

ہم دونوں ایک وقت میں ایک ایک انچ آگے بڑھ رہے تھے اور ہر انچ کے بعد ایک سیکنڈ کے لئے بے حس و حرکت گھاس میں لیٹے رہتے تھے اور ایک دفعہ تو ہمیں بہت دیر تک گھاس میں اور اوندھے منہ پڑے رہنا پڑا کیونکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بائیں طرف والے آدم خور کی آنکھ کھل گئی تھی کیونکہ اس نے اپنا منہ پھاڑ کر جمائی لی تھی لیکن ایک بار پھر نیند اس پر غالب آگئی اور اب وہ بیٹھ کر اونگھنے کے بجائے پہلو کے بل لیٹ کر پہلے سے بھی زیادہ گہری نیند سو گیا۔

ایک منٹ بعد دائیں طرف والے سونے والے نے بھی، اور یہ میرا آدمی تھا یعنی اس کا خاتمہ مجھے کرنا تھا، حرکت کی اور دو پہلو بدلا کہ میں یہ سوچ کر ڈر گیا کہ اس نے ہمارے رینگنے کی آواز سن لی ہے۔ لیکن شاید اس نے کوئی بھیانک خواب دیکھا تھا کیونکہ اس نے ایک ہاتھ ہلایا، خوفزدہ آواز میں کچھ بڑبڑایا اور ایک بار پھر سو گیا۔

آخر کار ہم دونوں کے قریب پہنچ گئے۔

لیکن وہاں پہنچ کر ہم رک گئے کیونکہ سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وار کہاں کیا جائے خصوصاً اس لئے کہ ہم دونوں ہی جانتے تھے کہ پہلا ہی وار کو آخری اور مہلک ہونا چاہئے ورنہ معاملہ بگڑ جائے گا۔ کہیں سے ایک بھولا بھٹکا بادل آ گیا تھا اس نے چاند کو چھپا لیا اور روشنی بھی ختم ہو گئی تھی چنانچہ ہمیں اسی وقت تک انتظار کرنا تھا جب تک کہ بادل ہٹ نہیں جاتا۔

تمہیں چھڑانے آیا ہوں۔ چپکے سے باہر نکل کر میرے پیچھے چلی آؤ، سمجھ گئیں؟"

"سمجھ گئی۔" اس نے سرگوشی میں جواب دیا اور اٹھنے لگی۔

لیکن اس وقت ایک خون منجمد کر دینے والی چیخ نے جیسے زمین و آسمان کو لرزا دیا۔ یہ ایک ایسی چیخ تھی کہ میں آج بھی اسے یاد کرتا ہوں تو مجھ پر غشی سی طاری ہونے لگتی ہے حالانکہ یہ سطور میں کئی برسوں کے بعد لکھ رہا ہوں۔

یہ چیخ جینی کی تھی۔

دفعتاً اس کی آنکھ کھل گئی تھی اور اس نے آسمان کے سپید نقوش میں مجھ کو اپنے سامنے بلکہ اپنے سر پر کھڑے دیکھا تھا جس کے ہاتھ میں خون آلود چاقو تھا اور جو زرد شیطان کی طرح معلوم ہوتا تھا اور جینی کو خیال آیا کہ یہ زرد شیطان اس چاقو سے اسے ذبح کرنے والا تھا۔

چنانچہ وہ ہلاکت کی حد تک پہنچی یا نہیں کو بچانے سے پہلے بڑے زور سے چیخی اور مجھے کہنا پڑتا ہے کہ بڑے مضبوط تھے اس کے پھیپھڑے۔

اور اس کی چیخ کے ساتھ ہی کھیل ختم ہو گیا۔

ہمارے ہی نیچے الاؤ کے گرد بے خبر سوئے ہوئے ماتجر ہڑبڑا کر نہ صرف اٹھ چکے تھے بلکہ اس طرف بھاگے آ رہے تھے جس طرف سے جینی چیخی تھی۔ اب بازی الٹ گئی تھی۔ آلی ویر کو قبضے کے اندھیرے میں سے نکالنا اور اپنے ساتھ لے جانا ناممکن تھا۔ چنانچہ میں نے جلدی سے سرگوشی میں کہا۔

"آلی ویر سو تو جان! جیسے تم کچھ نہیں جانتیں۔ ہم تمہارے پیچھے ہی آ رہے ہیں۔ فکر نہ کرو، تمہارے والد ہمارے ساتھ ہیں۔"

اور پھر میں بھاگ کر جھاڑیوں میں گھس گیا۔ ہنس مجھ سے پہلے ہی وہاں پہنچ چکا تھا۔

ایک منٹ بعد ہم آدم خوروں کے پڑاؤ کی گھوڑ بڑے دور پہنچ چکے تھے اور اپنے کیمپ سے زیادہ دور نہ تھے کہ ہنس نے مجھ سے تاسف سے کہا۔

"باس! عظیم طلسم نے کام تو اچھا کیا لیکن بہت اچھا نہیں کیونکہ تم جانو دنیا کا کوئی طلسم عورت کی بیوقوفی پر اثر نہیں کر سکتا اور اسے دور بھی نہیں کر سکتا۔"

"قصور ہمارا ہے نہیں" میں نے جواب دیا۔ "ہمیں پہلے ہی سے سوچ لینا چاہئے تھا کہ وہ لڑکی چلائے گی چنانچہ ہمیں اس کا بھی انتظام پہلے ہی کر لینا چاہئے تھا۔"

"ہاں باس! ہمیں سب سے پہلے اسی کا خاتمہ کر دینا چاہئے تھا کیونکہ اس کے علاوہ اسے خاموش رکھنے کی اور کوئی ترکیب نہ تھی۔" ہنس نے بشاشت سے کہا۔ "اب ہمیں اپنی اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا کہ ان آدمی کھانے والوں کا تعاقب جاری رکھنا پڑے گا۔"

عین اس وقت ہم رابرٹسن اور اسلوپوگاس سے ٹکرا گئے جنھوں نے ہراس جانداروں کی طرح، جو ایک میل کے اطراف میں تھا، جینی کی چیخ سن لی تھی۔ ہم نے مختصراً اپنی داستان سنادی۔

جب رابرٹسن کو معلوم ہوا کہ ہم اس کے بیٹی کے کتنے قریب پہنچ گئے تھے اور اسے تقریباً چھڑا چکے تھے تو وہ کراہ کر رہ گیا لیکن اسلوپوگاس نے کہا:۔

"بہر حال وہ آدم خور تو کم ہو گئے۔ لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میکومیزن کہ یہاں تمہاری ہوشیاری اور عقلمندی تمہارے کام نہ آئے گی۔"

"دوسرے لفظوں میں یہ کہ میں نے بیوقوفی کا ثبوت دیا" میں چڑ کر بولا۔

"جب تم نے آدم خوروں کے پڑاؤ کا پتہ لگا لیا تھا" اسلوپوگاس نے میری بات ان سنی کر کے کہا۔ "تو تمہیں چاہئے تھا کہ واپس آ جاتے اور پھر ہم

سپاہیوں کو ان آدم خوروں پر حملہ کرتے۔ اور اگر ایسا ہوتا تو صبح ہونے
سے پہلے ایک بھی آدم خور نہ بچتا۔

"ہاں" میں نے کہا "بے شک میری ہوشیاری اور عقلمندی میرے کام نہ
آتی اگر تم مجھ پر یہ خصوصیت ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ہم اب بھی ان کو جا لیں"
چنانچہ ہم آگے بڑھے۔ ہم اندھیرے میں راستہ ٹٹولتے ہوئے چلے جب ہم
وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ وقت نکل چکا تھا۔ وہاں نہ آدم خور تھے، نہ آگ تیز اور
نہ جیبی۔ اگر کچھ تھا تو ان دو مشنریوں کی لاشیں جنھیں زمانے اور انھوں نے قتل
کیا تھا۔

اندھیرے میں تعاقب کرنا ممکن نہ تھا چنانچہ ہم اپنے پڑاؤ میں واپس آئے
کہ ذرا سستا کر صبح آدم خوروں کے تعاقب میں روانہ ہوں۔

وہاں پہنچے تو ایک نئی مشکل درپیش تھی۔

زولو نسل کے اسٹرا تھو مور والوں کو ہم بیکار سمجھ کر پڑاؤ میں ہی چھوڑ گئے
تھے۔ چنانچہ اب ہماری اور زولوؤں کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر وہ سب
کے سب بھاگ گئے تھے۔ وہ اس طرف فرار ہو کر جس طرف سے ہم آئے
تھے، جھاڑیوں کے سمندر میں غائب ہو گئے تھے۔ ان بزدلوں کا کیا بنا یہ معلوم نہیں
ہو سکا کیونکہ ہم نے پھر کبھی انھیں نہ دیکھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ سب کے سب
راستے ہی میں مر کھپ گئے۔ کیونکہ ان میں سے ایک بھی اسٹرا تھو مور نہ پہنچا۔

خوش قسمتی سے وہ لوگ یوں عجلت میں بھاگے تھے کہ ہمارا سارا سامان یعنی
وہ سامان جو ہاتھوں میں سے ہر ایک اٹھا رہا تھا، اور چند بندوقیں بھی، جو ان کے
پاس تھیں، چھوڑ گئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حبشی کی چیخ ان کے لئے گویا اونٹ
کی پیٹھ پر آخری تنکا ثابت ہوئی تھی۔ اول تو پہلے ہی سے وہ خوفزدہ تھے پھر

اس چیخ نیم شبی نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔ یقیناً وحشیوں نے اس چیخ کو ہم لوگوں کے حملے کا سگنل سمجھ لیا تھا۔

ان بزدلوں کا تعاقب کرنا چونکہ بیکار تھا اس لئے ہم نے جو کچھ ہو سکتا تھا وہ کیا۔ اور ہمیں کچھ زیادہ نہ کرنا تھا۔ سامان میں سے ہم نے وہ چیزیں الگ نکال لیں جو اشد ضروری تھیں۔ بندوقوں کے لئے بارود جو اب خود ہمیں اپنی پیٹھوں پر لادنا تھا۔ بقیہ سامان ہم نے پتھروں کے ایک انبار تلے چھپا دیا کہ واپسی کے سفر میں اپنے ساتھ لے جائیں گے بشرطیکہ واپس آسکے۔

جو بندوقیں وہ پھینک گئے وہ ہم نے زولوؤں میں تقسیم کر دیں کیونکہ ان میں سے کسی کے پاس بندوق نہ تھی حالانکہ ان اناڑیوں کے پاس بندوقیں ہونے کا خیال ہی مجھے لرزا رہا تھا۔ ان کلہاڑے والوں کا بندوقوں سے جنگ کرنے کا خیال ظاہر ہے کہ خوشگوار نہ تھا لیکن خوش قسمتی سے جب وہ وقت آیا تو ان لوگوں نے بندوقیں پھینک دیں اور اسی ہتھیار سے جنگ کی جس کا استعمال وہ جانتے تھے۔

بہر حال یہ سارے حادثات اور واقعات بظاہر حوصلہ شکن اور مایوس کن معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ واقعی عجیب بات ہے کہ ایسے ہی برے واقعات اور حادثات کامیابی اور فتح کا پیش خیمہ ہوتے ہیں اور اس حد تک کہ میں سمجھتا ہوں کہ خود قدرت ان کا انتظام کر دیتی ہے۔ اگر دکھوں اور بظاہر تکلیفوں میں آدمی حوصلہ نہ ہار بیٹھے تو کامیابی حاصل کرتا ہے۔ اور بزرگ تو کہتے ہی آئے ہیں کہ برا ہوتا ہے تو اچھے کے لئے یا خدا جو کرتا ہے بھلا کرتا ہے جہاں تک میرا تعلق ہے میرا تو اس مقولے پر ایمان ہے۔

مثال کے طور پر حالیہ واقعہ کو ہی لیجئے۔ آپ نیز کا پورا قصہ میری اس کہانی میں بادی النظر میں بیچارگی کا معلوم ہوتا ہے جس کا لب لباب یہ کہ میری ملاقات کسا

طرح اس گفتگو سے ہوئی اور اس کے متعلق میں نے کیا سوچا اور اس کے ساتھ کیا ہوا۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے اگر میری ملاقات آئی نیزے نہ ہوئی ہوتی اور اگر اسے اماجیر اٹھا کر نہ لے گئے ہوتے تو میں نے تو کبھی اس عجیب سفید چادر پوش کی قیام گاہ تک پہنچ سکتا اور نہ ہی اس سے مل سکتا بشرطیکہ ہم اس سفید فام ساحرہ کو شکست دے سکیں۔ بہت جلد یہ بات مجھ پر روشن ہو گئی اور قارئین پر بھی ثابت ہو جائے گی۔

اس رات کے بعد سے، جس رات میں اور ہنس آئی نیزے کو چھڑانے میں ناکام رہے تھے، اماجیر کا تعاقب کرنا آسان تھا کیونکہ وہ ہم سے صرف چند گھنٹے ہی آگے تھے اور اپنے قدموں کے نشانات اور دوسری علامتیں چھپانے اور مٹانے کا ان کے پاس وقت نہ تھا اس کے باوجود وہ لوگ اس تیزی سے سفر کر رہے تھے کہ ہم اپنی ہر کوشش کے باوجود، حالانکہ ہم خود اپنے سامان کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے، انہیں پکڑ نہ سکے۔

سفر کے پہلے تین دن تک راستہ جھاڑیوں کے جنگل اور گھاٹیوں سے ہو کر گزرتا رہا جن کی تفصیل میں کہیں پیچھے بیان کر چکا ہوں لیکن راستہ بتدریج نیچے ہوتا جا رہا تھا۔ مطلب یہ کہ ہم ڈھلوانی خطے میں سفر کر رہے تھے۔

چوتھے دن ناشتے کے بعد، اب شکار کی افراط تھی اور ہمیں خوب گوشت مل جاتا تھا، ہم نے کیمپ اٹھا کر روانگی کی تیاری کی تو طلوع ہوتے ہوئے سورج کی روشنی میں ہمیں اپنے عین نیچے پر موج اور گاڑھی دھند نظر آئی جو ہر چار طرف اور حد نظر تک چھائی ہوئی تھی۔

البتہ جنوب کی طرف یہ دھند بہت دور جا کر ختم ہو گئی تھی کیونکہ وہاں کوئی پچاس یا ساٹھ میل دور ایک دھندلا اور کالا کالا سا نظر آ رہا تھا۔ جس نے

سمجھتا کہ وہ کوئی عظیم الشان پہاڑ تھا فاصلہ چونکہ بہت زیادہ تھا اس لئے
اس کی بلندی اور جسم کا اندازہ لگانا مشکل تھا لیکن میرے اندازے کے مطابق
وہ شاید خوابیدہ آتش فشاں تھا اور غیر معمولی طور پر بلند اور بجھا ہوا تھا اور یہی
تھا جس میں بقول زکالی اس کی "سفید فام ملکہ" رہتی تھی۔ میں سوچنے لگا کہ
کیا واقعی سادہ پہاڑ اس سفید ساحرہ کا "گھر" تھا؟ زکالی کے راکھ پر بنائے
ہوئے نقشے کی رو سے وہ وہی مقام ہونا چاہئے بشرطیکہ ایسے کسی مقام کا وجود
ہو۔ اور اگر ایسا ہی تھا تو پھر اس کے چاروں طرف دلدلوں کو ہونا چاہئے
اور ـــ کیا پتہ اس گاڑھی دھند نے اپنے دامن میں دلدلوں کو چھپا رکھا ہو؟
اور حقیقت میں وہ دھند اپنے دامن میں دلدل لئے ہوئے تھی۔

رات کا اندھیرا اترنے سے پہلے الاجبر کے قدموں کے نشانات کے
سہارے آگے بڑھتے ہوئے ہم ایک ایسے وسیع و عریض دلدل میں تھے کہ اپنی
پوری آوارہ گردی میں میں نے پہلے نہ تو ایسی دلدل دیکھی تھی اور نہ کبھی کسی
سے ایسی دلدل کے متعلق کچھ سنا تھا۔ یہ پاپیرس، نرسلوں، سرکنڈوں اور
دوسری قسم کی گھاس کا سمندر تھا اور یہ گھاسیں بارہ بارہ اور پندرہ پندرہ
فٹ تک بلند تھیں چنانچہ نظر ان میں الجھ کر رہ جاتی تھی اور ہم کسی بھی سمت
میں بمشکل ایک گز تک دیکھ سکتے تھے۔

اور یہاں ہمارے آگے جاتے ہوئے خود ہمارے دشمن الاجبر ہمارے
بہترین راہبر اور نجات کا ذریعہ ثابت ہوئے کیونکہ اگر وہ نہ ہوتے تو ہم سب
کے سب اس جہنمی دلدل میں زندہ ہی دفن ہو چکے ہوتے۔

اس جناتی دلدل میں سے ایک راستہ گزرتا تھا۔ میرے خیال میں
یہ ایک قدیم شاہراہ تھی کیونکہ ایک دو جگہ مجھے پتھر کے کھنڈر۔ سے یا کھنڈروں کے

نشانات یا شاید سنگ میل تھے، مثلاً یقیناً قدرتی نہ تھے، یعنی انسانوں کے رکھے ہوئے یا بنائے ہوئے تھے۔ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی یہ راستہ ایسا نہ تھا کہ راہبر کے بغیر نظر آتا اور راہبر کے بغیر طے کیا جا سکتا کیونکہ اس پر بھی جنگل اور سرکنڈے اور گھاس اُگ رہی تھی۔ البتہ اس میں اور اس کے ادھر اُدھر پھیلی ہوئی دلدل میں فرق صرف اتنا تھا کہ راستے کی زمین نسبتاً سخت اور ٹھوس یعنی اس پر چلنے والا آدمی بس گھٹنوں تک ہی دلدل میں دھنس جاتا تھا اس کے برخلاف اس راستے کے دونوں طرف کی دلدل اتھاہ تھی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اس میں آدمی تو آدمی پورے قد کا ہاتھی دھنس جائے اور اس کا پتہ نہ چلے۔

اس کا پتہ ہمیں اس دلدل میں داخل ہوتے کے کچھ ہی دیر بعد چل گیا رابرٹسن ایک جوش بلکہ یوں کہئے کہ جنون کے عالم میں آگے آگے چل رہا تھا اور اس کا جذبہ اس انتہا کو پہنچا ہوا تھا کہ وہ راہبر کے قدموں کے نشانات پر نظر نہ رکھ کر اندھا دھند آگے بڑھ رہا تھا۔ اس اندھا دھندی میں وہ راستے پر سے ہٹ گیا اور اس کے قدم راستے کے کنارے سے باہر پڑے میں بتا چکا ہوں کہ راستے اور دلدل کی سطح میں کوئی ظاہری فرق نہ تھا۔

رابرٹسن فوراً ہی دلدل میں دھنسنے لگا۔ میں اور مسلو اس سے صرف بیس گز پیچھے تھے۔ اس کے باوجود جب ہم رابرٹسن کی دل شگاف چیخوں اور پکاروں کے جواب میں بھاگ کر اس تک پہنچے ہیں تو وہ کمر تک دلدل میں دھنس چکا تھا اور اس سرعت سے اب بھی دھنس رہا تھا کہ ایک ہی منٹ میں دلدل اسے نگل چکی۔

بہرحال ہم نے بڑی کوششوں کے بعد اسے باہر گھسیٹ لیا کیونکہ وہ

دلدل آکٹوپس کی ٹانگوں کی طرح اسے جکڑے ہوئے تھی اور چھوڑ نہ رہی تھی۔
اس کے بعد ہم اور بھی زیادہ احتیاط سے چلنے لگے۔

پھر یہ بات بھی تھی کہ یہ دلدلی راستہ سیدھا نہ تھا بلکہ پیچ در پیچ تھا اور اکثر جگہ تو وہ ایک دم سے زاویۂ قائمہ بنا کر مڑ جاتا تھا۔ یقیناً دلدل کے اس ٹکڑے کی وجہ سے جس پر سے قدیم لوگ راستہ گزار نہ سکے تھے۔

اس مہلک دلدلی سفر میں ہمیں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا انھیں الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں اور نہ ہی انھیں تصور میں لایا جا سکتا ہے۔ اول تو اس دلدل میں ایک عجیب قسم کی گھاس تھی جو نرسلوں کی جڑوں میں اگ رہی تھی اور جس کے کنارے تیز چاقو کی طرح تھے۔ میں اور رابرٹسن تو ساق پوش پہنے ہوئے تھے چنانچہ ہم تو اس گھاس کی کاٹ سے بہت حد تک محفوظ رہے لیکن غریب زولوؤں کے پیر جو ننگے تھے، بری طرح سے زخمی ہو گئے اور اس حد تک کہ اکثر زولو لنگڑانے لگے۔

پھر مچھر تھے یہ سیکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں اور ہر مچھر ہمیں کاٹنے کے لئے بے تاب تھے۔ سانپوں کی بہتات تھی اور ہر سانپ اتنا زہریلا تھا کہ اس کا کاٹا پانی نہ مانگے۔ ایک زولو کو ایک سانپ نے ڈس لیا اور وہ غریب تین منٹ سے بھی کم وقت میں مر گیا کیونکہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ زہر سیدھا اس کے دل میں پہنچ گیا تھا۔ ہم نے اس کی لاش دلدل میں پھینک دی اور دیکھتے ہی دیکھتے دلدل نے اسے نگل لیا۔

اور سب سے بالا اس دلدل کی دماغ پھاڑ دینے والی بدبو اور ناقابل برداشت گرمی تھی کیونکہ نرسلوں اور سرکنڈوں کے اس گنجان جنگل میں کسی طرف سے بھی ہوا داخل نہ ہو سکتی تھی۔ یہ تو بڑی مشکلات تھیں اور پھر ان مشکلات میں

وہ جونکیں تھیں جو ہمارے جسموں سے چمٹ چلی تھیں یہ جونکیں اگر غور سے دیکھا جاتا، پتوں کے نیچے گھات لگائے بیٹھی نظر آجاتیں کہا گیا ان کے قریب سے گزرنے سے تو اس پر ٹوٹ پڑیں لیکن چونکہ یہ راستہ عام شاہراہ نہ تھی اور اس راستے سے انسانوں یا جانوروں کی آمد و رفت بھی اس لئے ہم حیرت سے سوچنے لگا کہ ہزاروں سال سے یہ کیڑے کون سی خوراک پر جی رہے تھے؟ بہرحال مچھروں اور جونکوں سے بچنے کی ترکیب میں نے تلاش کر لی ہمارے پاس مٹی کے تیل کا تھوڑا سا ذخیرہ تھا ۔ یہ مٹی کا تیل ہم نے اپنے جسموں سے مل لیا تھا۔ حالانکہ اس طرح خود ہم پرانے ڈبے کی طرح بدبودار بن گئے لیکن ان خون چوسنے والے کیڑوں کی زیادتیوں سے بہت حد تک محفوظ رہے ۔

دن بھر ہمارا سفر موت کی طرح خاموش رہا۔ البتہ کبھی کبھی سانپ کی سرسراہٹ یا پھنکار یا بادلوں کے اوپر سے گزرتے ہوئے کسی پرندے کے پروں کی سائیں سائیں اس خاموشی کو توڑ دیتی تھی اور بس ۔

لیکن رات کے وقت فضا ایک دم سے بدل گئی ۔

جنگلی جھینگروں کی ٹرٹراہٹ، مچھروں کی بے پناہ بھنبھناہٹ اور الو اور دوسرے شب بیدار پرندوں کی چیخوں سے فضا پُر تھی۔ ان آوازوں کے علاوہ دوسری پراسرار آوازیں الگ تھیں ۔ یہ ایسی آوازیں تھیں جیسے کوئی پیاسا جی بھر کر پی رہا ہو اور کچھ چوس رہا ہو اور یہ آوازیں دلدلوں کے سخت حصوں کے بیٹھنے اور غرق ہونے سے پیدا ہو رہی تھیں اور ان کے ساتھ ہی بلبلوں کے پھٹنے کی آوازیں تھیں اور ان میں سے گیس کے نکلنے کی آ رہی ۔ اور پھر بھوتیا روشنیاں دکھائی دیں ۔

غالباً ان روشنیوں کو سینٹ آسیمو کی آگ سمجھتے ہیں جس نے ہمارے زولوؤں
کو بھگا دیا کیونکہ ان کے خیال میں وہ روحیں تھیں۔ ان کے اس اعتقاد کی بنیاد شاید
وہ روایت تھی کہ آدمی "نرسل توڑ کر بنایا گیا ہے"؛ اور اگر ایسا ہی تھا تو پھر ان
کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ مرنے کے بعد آدمی کی روح نرسلوں میں چلی جاتی ہے اور
آپ جانئے اس دلدل میں اتنے بہت سے نرسل تھے کہ پوری کی زولو قوم کی روحیں
ان میں سما سکتی تھیں۔

مختصر یہ کہ وہ بیچارے بے حد خوفزدہ تھے حتیٰ کہ نڈروپیا ڈاکٹر گروکو بھی سہما
ہوا تھا اور بڑبڑا رہا تھا۔ "زولوں" کی چیزیں تھیلی میں سے نکالے علوقی آواز میں اپنی "روح"
کو پکار رہا تھا کہ وہ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی حفاظت کرے اور میرے
خیال میں وہ آہنی انسان امسلوپوگاس بھی اتنا پرسکون نہ تھا جتنا کہ اسے ہونا چاہئے،
حالانکہ اس نے مجھ سے کہا کہ وہ جنگ کرنے آیا ہے اور اس کو اسے پروا
نہیں کہ اسے کس سے جنگ کرنی پڑتی ہے انسانوں سے، بھوتوں سے یا
روحوں سے۔

مختصر یہ کہ گنج سلیمان کی مہم کے اس سفر کو، جو ہمیں صحرا میں کرنا پڑا تھا[1]،
چھوڑ کر میری ساری مہموں میں کا کوئی ایک سفر بھی اتنا مشکل نہ تھا جتنا کہ
یہ وسیع و عریض دلدل کا سفر، اور اب میں اپنے آپ کو دل ہی دل میں ملامت
سنا رہا تھا کہ میں نے کیوں زکالی کی بات مانی اور کیوں اس سفر
پر روانہ ہوا اور کیوں خواہ مخواہ روحانیت کے مسئلے کا حل تلاش کرنے

۱؎ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو ناول "گنج سلیمان" جس کا نیا ایڈیشن
نسیم بکڈپو لکھنؤ سے اب چھپ چکا ہے۔ مترجم

کی دُھن سمائی۔ میرے کارناموں کی داستانیں پڑھنے والے جانتے ہی ہیں کہ ایسی دُھن یا من کی موج مجھے افریقہ کے دور دراز، گمنام اور پرخطر علاقوں تک لے گئی ہے اور ہر دفعہ میں موت کی دہلیز سے واپس آیا ہوں۔

بہرحال یہی دھن تھی جو مجھے اس بونے ساحر زکالی تک لے گئی جو اس سفید فام ساحرہ سے خواب میں باتیں کر رہا تھا جو کچھ دور بستی تھی اور اس کمبخت بونے نے خود اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے مجھے باتوں سے بہلا کر اس مہم پر دھکیل دیا جس پر روانہ ہونے کا میرا کوئی ارادہ نہ تھا۔

بہرحال اب میں اوکھلی میں سر دے ہی چکا تھا اور اب مجھے دھماکے آخر تک برداشت کرنے تھے پھر اس کا انجام کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ تاہم اس کا تو مجھے اعتراف ہے کہ یہ مہم تھی بڑی دلچسپ اور اگر زکالی نے جو کچھ کہا تھا اس میں ذرا بھی صداقت تھی (اور اگر نہ تھی تو پھر میری سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ مجھے اس احمقانہ مہم پر جس کا کوئی مقصد ہی نہ ہو سرے سے بھیجنے کی اسے کیا ضرورت تھی) تو پھر یہ مہم اور بھی دلچسپ ثابت ہو سکتی تھی۔ میں تو اپنی شکاری اور مہماتی زندگی میں افریقہ کے جنگلوں میں اتنا بھٹکا تھا کہ "بخار پروف" بن گیا تھا، چنانچہ اس کا تو مجھے یقین تھا کہ اس لعنتی دلدل میں میں نہ مروں گا البتہ دس میں سے نو سفید فام یقیناً اس دلدل میں مر جاتے اور پھر اس دلدل کے دوسری طرف وہ عظیم الشان پہاڑ تھا جو دن بہ دن قریب ہوتا اور زیادہ سے زیادہ بلند نظر آتا جا رہا تھا۔

دا ہینس تو اسے بھی یقین تھا کہ وہ بھی نہ مرے گا کیونکہ اسے "عظیم طلسم" پر پورا بھروسہ تھا۔ اس نے کہا کہ ایسے واہیات ترین خطے میں اس نے پہلے بھی سفر کیا تھا لیکن چونکہ عظیم طلسم بے حد مقدس ہے اور وہاں بہ بوڈا

دلدل میں دفن ہو ناپسند نہ کرے گا اس لئے وہ اپنے ساتھ ہمیں بھی اس دلدل
میں سے صحیح سلامت نکال لائے گا۔

"اس عظیم طلسم نے ہمارے اس زولو سائیں کو تو نہ بچایا جو اب اس دلدل
میں دفن ہے" میں نے کہا۔

"یہ سچ ہے بابس" اس نے جواب دیا "لیکن ان زولوؤں کا اس طلسم سے
کوئی تعلق نہیں جو تمہیں دیا گیا ہے اور مجھے بھی"۔

"تمہیں کیسے؟"

"مجھے یوں بابس کہ جب تم راستہ کھولنے والے کے پاس گئے تو میں تمہارے
ساتھ تھا۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ اس سفر میں سارے کے سارے زولو مارے
جائیں گے سوائے اسلوپو گاس جس کو ساتھ لے چلنے کا حکم خود زکالی نے دیا تھا۔
اب اگر یہ میرا خیال غلط نہیں ہے تو پھر ان زولوؤں کے مرنے سے کوئی فرق نہ
پڑ جائے گا کیونکہ افریقہ میں زولوؤں کی کوئی کمی نہیں البتہ میکومیزن صرف ایک
ہے اور ہنیس بھی صرف ایک ہے۔ اور پھر بابس بھولے نہ ہوں گے کہ اس مہم
کا آغاز ہی اس طرح ہوا تھا کہ خود بابس نے ایک بہت بڑے سانپ کو خواہ مخواہ
غصہ دلادیا اور بعد میں اسے مار ڈالا تھا چنانچہ اب اس کے بھائی نے زولو کو ڈس
لیا تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں"۔

"اگر ایسا تھا ہے تو پھر اس سانپ کے بھائی کو چاہئے تھا کہ وہ مجھے ڈستا"۔

"ہاں بابس۔ اور اگر عظیم طلسم تمہاری حفاظت نہ کر رہا ہوتا تو اس
سانپ نے تمہیں ہی ڈس لیا ہوتا اور اگر میرا لگڑ دادا سپیرا نہ ہوتا تو سانپ
سے میں بھی نہ بچتا اور پھر عظیم طلسم کی بو تو میرے جسم میں رچی ہوئی ہے ہی۔ بات
یہ ہے بابس کہ یہ سانپ جانتے ہیں کہ انہیں کس کو ڈسنا ہے اور کس کو

نہیں ڈستے۔

"اور مچھر بھی جانتے ہیں" میں نے مٹھی بھر مچھروں کو دبوچتے ہوئے کہا۔
"تمہارا یہ طلسم ان مچھروں پر تو کچھ کام نہیں کر رہا ہے"
"مگر کر تو رہا ہے باس۔"
"کیا خاک کر رہا ہے؟"
"بات یہ ہے باس کہ مچھروں کا جی چاہتا ہے کہ ہمیں کاٹیں چنانچہ وہ کاٹتے ہیں لیکن ان کے کاٹنے سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا یا بہت کم پہنچتا ہے چنانچہ ہم بھی خوش ہیں اور بیچارے مچھر بھی خوش ہیں تاہم میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ ہم ان نرسلوں کے جنگلوں میں سے جلد از جلد باہر نکل آئیں اور خدا کرے کہ پھر کبھی میرا پالا ایسے جنگل سے نہ پڑے اور باس ۔۔۔ ذرا اپنی بندوق اٹھا لو دیکھو کہیں قریب ہی ایک مگرمچھ کو رینگتے سن رہا ہوں۔"
"بندوق اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں" میں نے کہا۔ "جاکر مگرمچھ سے کہہ دو کہ میرے پاس عظیم طلسم ہے۔"
"ہاں یہ تو میں اس سے کہہ دوں گا اور یہ بھی کہہ دوں گا کہ اگر وہ بہت زیادہ بھوکا ہے تو پیچھے دلدل میں ان میں سے ایک آدھ کو گھسیٹ لے جائے۔"
اور وہ بڑی سنجیدگی سے آگے بڑھا اور نرسلوں میں سر ڈال کر کچھ کہنے لگا۔
شاید مگرمچھ سے۔
"الو کا پٹھا" میں نے کہا
اور مچھروں کی یلغار سے بچنے کے لئے کمبل اپنے چہرے پر کھینچ لیا اور اپنے پائپ سے دھواں دھار دھواں اڑانے لگا کہ شاید اس سے ہی مچھر دور رہیں۔ اور پھر میں سونے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔

آخرکار دلدل کی تہ بتدریج اوپر اٹھتی چلی گئی۔ جیسے جیسے ہم آگے بڑھ رہے تھے راستہ ڈھلوانی ہوکر اوپر اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ جیسے جیسے دلدل خشک ہوتی جا رہی تھی نرسلوں کا گنجان پن ختم ہوتا جا رہا تھا۔ آخرکار دلدل اور نرسل بھی ختم ہوگئے اور اب ہم سخت زمین پر بلکہ حقیقت میں اس عظیم الشان پہاڑ کی نچلی ڈھلوانوں پر تھے جو ہمیں دور سے دکھائی دیا تھا اور جس کا ذکر بھی کر چکا ہوں اب یہ پہاڑ اپنی عظیم بلندی کے ساتھ ہمارے سامنے بلکہ یوں کہیے کہ ہمارے سروں پر تھا۔

میں نے اپنی جیبی ڈائری میں اس دلدلی راستے کے سارے پیچ اور موڑ بنا لئے تھے۔ جب ہم کوئی موڑ مڑتے میں ڈائری میں اس کا نشان بنا لیتا۔ اس دلدلی سفر کے اختتام پر جب میں نے اس نقشہ کا مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ اگر وہ اماجر، جو ہمارے میں آگے تھا، نہ ہوتے اور ان کے قدموں کے نشانات نہ ملتے تو اس دلدل کو عبور کرنا ہمارے لئے نہ صرف ناممکن ہوتا بلکہ اس میں ہم یا تو دھنس کر مر گئے ہوتے یا ہمارا دم گھٹ گیا ہوتا لیکن اماجر اس راستے سے واقف تھے اور انھوں نے ہماری راہبری اتنے صحیح طور پر کی تھی کہ ہمارا کوئی بہترین دوست بھی نہ کر سکتا تھا۔

مجھے حیرت اس بات پر تھی کہ اماجر نے نرسلوں میں گھات لگا کر ہم پر حملہ کرنے کی کوشش کیوں نہ کی تھی حالانکہ ہم جو الاؤ جلاتے تھے اس سے ان کو پتہ چل ہی گیا ہوگا کہ ہم ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔ چند علامتوں سے یہ تو ضرور معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے ہمیں زندہ جلا دینے کی کوشش ضرور کی تھی۔ لیکن خوش قسمتی سے اس موسم میں اول تو ہوا بہ

تھی اور نرسل ہرے تھے چنانچہ آگ نہ پھیل سکی۔ تھوڑے سے نرسل جل کر آپ ہی آپ بجھ گئے۔ رہا دوسرا مطلب ـــــ تو مجھے اپنے اس سوال کا جواب کہ انھوں نے ہم پر حملہ کیوں نہ کیا تھا، بہت جلد مل جانے والا تھا۔

وہ مناسب اور بہترین موقع کے منتظر تھے۔

دسواں باب

حملہ

آخر کار ہم اس منحوس دلدل اور نرسلوں کے جنگل میں سے نکل آئے جس کے لئے میں نے خلوص دل سے خدا کا شکر ادا کیا کیونکہ اس لامتناہی دلدل کو بغیر کسی راہبر کے اور صرف ایک آدمی گنوا کر عبور کر لینا ایک معجزہ ہی تھا۔

سہ پہر کے وقت ہم ان میں سے باہر آئے تھے۔ اور بے حد تھکے ہوئے تھے چنانچہ ہم نے آرام کرنے اور اس بک کا گوشت کھانے کے لئے جو میں نے خوش قسمتی سے دلدل سے نکلتے ہی شکار کر لیا تھا، پڑاؤ ڈال دیا۔

تازہ دم ہونے اور کھانے سے فارغ ہو کر ہم آگے روانہ ہوئے اور پہاڑ کی ڈھلان چڑھنے لگے کہ رات کو اس کی اس چوٹی پر پڑاؤ ڈال دیں گے جو صرف ایک میل دور تھی اور جہاں وہ دم گھونٹ دینے والی دھند نہ تھی جس نے اب تک ہمارا پیچھا نہ چھوڑا تھا۔ خیال تھا کہ اس بلندی پر سے ہمیں اپنے سامنے والے خطے کا منظر صاف نظر آئے گا۔

اس چشمے کے، جو پہاڑ پر سے اتر کر دلدل میں جا پڑتا تھا، کنارے کنارے چلتے ہوئے ہم آخر کار چوٹی پر اس وقت پہنچ گئے جب سورج غروب ہو رہا تھا۔ ہمارے عین نیچے ایک گہری وادی تھی جو یوں معلوم ہوتی تھی جیسے پہاڑ کی سنگین کھال کی ایک زبردست جھری ہو۔ اس وادی میں جو جنگل تھا وہ کچھ زیادہ گھنا نہ تھا۔ یہ جنگل پہاڑ کے پہلو پر کچھ فاصلے تک چڑھتا چلا گیا تھا

اس کے بعد گھاس کی ڈھلوانیں تھیں اور اس کے بعد ننگی اور سیدھی چٹان اور اس چٹان کی بلندی اتنی زیادہ تھی کہ پتہ نہ چلتا تھا کہ اس کی چوٹی کہاں ہے بادلوں میں یا ان سے بھی اوپر۔

مجھے یاد ہے کہ اس ٹلک بوس قدرتی دیوار میں کوئی خاص بات تھی جس نے میرے دل پر ایک عجیب طرح کی سنسنی طاری کر دی تھی۔ یہ فلک بوس چٹان ایسا نظر آتی تھی کہ جیسے کچھ چھپا رہا ہو کوئی ایسا راز جیسے کوئی قدیم، بے حد قدیم اسرار پوشیدہ تھے۔ میں نے کہا ہے کہ میرے دل پر ایک سنسنی سی طاری ہو گئی تھی لیکن میں اس سنسنی کی وجہ نہ سمجھ سکا۔

البتہ میں نے دیکھا کہ اس قدرتی دیوار میں ایک جگہ شگاف یا نالہ سا دکھائی دیتا تھا جس میں سے ہو کر تاریخ یا شاید قبل از تاریخ کے کسی دور میں لاوا بہا ہوگا اور مجھے احساس ہوا کہ اسی شگاف یا نالے سے وہ راستہ جاتا ہوگا جس کا سلسلہ دلدل میں سے گزرتا ہوا تھا۔ میں نے اپنی دوربین سے پہاڑ کی ڈھلوانوں پر مویشیوں کے ریوڑ چرتے دیکھے تو مجھے یقین ہو گیا کہ راستے کے متعلق میرا خیال غلط نہ تھا۔ مویشیوں کی موجودگی کا مطلب تھا یہ علاقہ آباد ہے لیکن دوربین کے ذریعہ تلاش بسیار کے باوجود مجھے کہیں کوئی کرال دکھائی نہ دیا۔ چنانچہ میں نے اندازہ لگایا کہ مویشیوں کے مالک پہاڑ میں اوپر اس کی دوسری طرف رہتے تھے۔

غروب ہوتے ہوئے سورج کی تاریک روشنی میں میں نے رابرٹسن کو ان حقائق سے آگاہ کیا۔

اس عرصے میں اسٹیو پڑاؤ ڈالنے کے لئے مناسب جگہ کی تلاش میں مصروف تھا۔

غالباً اپنی سپاہیانہ حس سے یا پھر خطرے کی بو پاکر اس نے جو جگہ منتخب کی وہ ایسی تھی جہاں ہم اپنا بچاؤ کر سکتے تھے۔

اور جو جگہ اس نے منتخب کی تھی وہ ایک مخروطی پہاڑی کی چوٹی تھی جس کے تین طرف ایک چشمہ قدرتی خندق بنا رہا تھا۔ یہ چشمہ یہاں کچھ زیادہ ہی گہرا تھا عقب میں مسلسل بارشوں اور ہواؤں سے گھسے ہوئے ان عجیب پتھروں کے انبار تھے جو افریقہ میں اکثر جگہ پائے جاتے ہیں۔ یہ پتھر جو ایک پر ایک تھے اور بجھے ہوئے عجیب معلوم ہوتے تھے ہلالی شکل میں مڑ کر پہاڑی کے مغربی پہلو تک پھیل گئے تھے۔ چنانچہ ہمارا پڑاؤ یوں کہئے کہ یہ دیوار ایک طرف سے بچا رہی تھی اور یہ راستہ بھی صرف تیس چالیس فٹ ہی چوڑا تھا اور پہاڑ کے رخ تھا۔

"اسلوپوگاس کو خیال ہے کہ جنگ ہوگی" ہنس نے سر ہلا کر مجھ سے کہا "ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی کہ چاروں طرف پھیلے ہوئے فراخ میدانوں کو چھوڑ کر پڑاؤ کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے۔ جہاں پیٹھ کی طرف صرف چند آدمی بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ہاں باس۔ اسلوپوگاس کا خیال ہے کہ وہ آدمی کھانے والے ہم پر حملہ کرنے والے ہیں۔"

"ہنس! عجیب واقعات ہوتے ہیں چنانچہ کچھ بھی ہو سکتا ہے" میں نے جواب دیا۔

بندوقوں کا معائنہ کرنے اور یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ وہ استعمال کے لئے تیار تھیں، میں سونے کے لئے لیٹ گیا۔ تھکے ہوئے زولو پہلے ہی سے سو گئے تھے۔ صرف اسلوپوگاس نہ سویا تھا اس کے برخلاف وہ اپنے کلہاڑے پر جھکا سامنے والے پہاڑ کی طرف دیکھ رہا تھا جو اب اور بھی زیادہ عجیب معلوم ہوتا تھا

"بڑا ہی عجیب پہاڑ تھا یہ، میکومیزن" اس نے کہا۔ "وہ جو ہی پہاڑ ہیں

کے دامن میں میرا گزرا ہے ؛ اس کے مقابلے میں بالکل بچہ معلوم ہوتا ہے۔ حیران ہوں کہ اس پہاڑ میں یا اس کے دوسری طرف ہمیں کیا ملے گا! مجھے پہاڑ شروع سے پسند ہیں میکومیزن اور اس وقت سے جب میں اور میرا خون بدل بھائی جو اب نہیں رہے، پہاڑوں میں بھیڑیوں کے ساتھ رہا کرتے تھے، تب سے تو مجھے پہاڑوں سے پیار ہو گیا ہے کیونکہ اس پہاڑ پر میں نے اپنی زندگی کی بہترین جنگیں لڑی ہیں۔"

"اور ان جنگوں کا، میرا مطلب ہے بہترین جنگوں کا سلسلہ اب تک ختم نہیں ہوا" میں نے کہا۔

"واقعی نہیں ہوا کیونکہ اس بدبودار کیچڑ کے واہیات سفر کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اب ہم جنگ جو گزرنے والے ہیں۔ اب تم کچھ دیر کے لئے سو جاؤ میکومیزن کیونکہ تمہارے سر کو، جسے تم اتنا بہت سا استعمال کرتے ہو، آرام کی سخت ضرورت ہے۔ تم بے فکر رہو کیونکہ میں اور تمہارا وہ زرد بندر جو تمہاری طرح زیادہ نہیں سوچتا، جاگتے اور پہرہ دیتے رہیں گے اور اگر ضرورت ہوئی تو تمہیں بیدار کر دیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ پو پھٹنے سے پہلے تمہیں جگانے کی ضرورت بہر حال پڑ جائے گی۔ یہاں ہم پر کوئی حملہ نہیں کر سکتا۔ اگر دشمن آ سکتا ہے تو صرف سامنے کے راستے سے اور وہ راستہ بہت تنگ ہے۔"

چنانچہ میں کمبل کر لیٹ گیا اور چند ثانیوں بعد ہی اتنی گہری نیند سو گیا کہ پہلے کبھی نہ سویا تھا۔

پھر خدا جانے کس وقت میری آنکھ کھل گئی۔ پہاڑی ہوا نے عجیب اثر کیا تھا اور میں تازہ دم تھا۔ پانچ چھ گھنٹوں کی گہری اور پرسکون نیند کے بعد میں گویا ایک نیا انسان تھا۔

چاند کی روشنی میں میں نے دیکھا کہ اسلوپوگاس لمبے لمبے ڈگ بھرتا
میری طرف آرہا تھا۔

"اٹھو میکومبزر۔" اس نے کہا۔ "میں پہاڑی کے نیچے آدمیوں کی چلت
پھرت سن رہا ہوں۔"

عین اس وقت ہنیس اسلوپوگاس کے پیچھے سے سائے کی طرح نکل آیا۔

"ہاں! وہ آرہے ہیں آدمی کھانے والے۔ کافی تعداد میں ہیں اور میرے
خیال میں صبح ہونے سے پہلے حملہ کرنا چاہتے ہیں۔"

اور پھر وہ زولوؤں کو خبردار کرنے کے لئے میرے قریب سے بھی سائے کی
طرح نکلا چلا گیا۔

"مگر ایسا ہی ہے ہنیس" میں نے کہا۔ "تو پھر زکالی کے عظیم طلسم کو اپنا کرشمہ
دکھانے کا وقت آگیا ہے۔"

"عظیم طلسم تمہاری اور میری حفاظت کرے گا باس" ہنیس نے چلتے چلتے
رک کر ڈچ زبان میں کہا جو اسلوپوگاس نہ جانتا تھا۔ "لیکن میں سمجھتا ہوں کہ
سورج کے بلند ہونے سے پہلے مجھے بہت کم زولوؤں کے لئے کھانا پکانا پڑے
گا۔ ان کی روحیں سانپ بن کر نرسلوں میں چلی جائیں گی۔ جہاں سے انھیں
توڑا گیا تھا۔"

اور وہ آگے بڑھ گیا۔

یہاں میں یہ بتا دوں کہ ہنیس ہمارے اس چھوٹے سے قافلے کا باورچی
تھا اور اس بات پر جز بز ہوا کرتا تھا کہ زولو کمبخت اتنا بہت سا کھاتے ہیں
کہ اسے زیادہ پکانا پڑتا اور دیر تک چولہا جھونکنا پڑتا ہے اور پھر یہ
بھی سچ ہے کہ زولوؤں اور امٹیلوؤں میں، جس قبیلے سے ہنیس کا

تعلق تھا کبھی بنی نہیں۔

"یہ زرد بونا کیا کہہ رہا تھا ہمارے متعلق؟" اسلوپگاس نے مشکوک ہو کر پوچھا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ اگر جنگ ہوئی تو تم اور تمہارے ساتھی خوب جم کر لڑو گے" میں نے جھوٹ بولا۔

"ہاں یہ تو ہم کریں گے میکومیزن لیکن شاید وہ کہہ رہا تھا کہ زولو مارے جائیں گے اور اس سے اسے خوشی حاصل ہوگی؟"

"ارے نہیں۔" میں نے بات بنائی اور اگر ایسا ہوا تو اس سے انہیں کو کیوں خوشی حاصل ہونے لگی کیونکہ زولوؤں کے بعد خود وہ غیر محفوظ ہوگا بشرطیکہ وہ زندہ رہا۔ خیر۔ آؤ۔ اب اس جنگ کا نقشہ بنائیں۔"

چنانچہ ہم نے رابرٹسن سے مل کر بڑی عجلت میں صورت حال پر غور کیا اس کے بعد ہم زولوؤں کی مدد سے چند پتھر اور تین خاردار درختوں کے تنے جو قریب ہی اگ رہے تھے، گھسیٹ لائے اور ان کا پشتہ سا بنا دیا کہ اس کے پیچھے لیٹ کر ہم بڑھتے ہوئے دشمن پر گولیاں چلا سکیں۔ یہ چند منٹوں کا ہی کام تھا کیونکہ ضروری سامان تو ہم نے، ناگہانی ضرورت کے پیش نظر، پہلو ڈالتے وقت ہی تیار کر لیا تھا۔

چنانچہ اب ہم اس پشتے کے پیچھے منتظر بیٹھے تھے۔ میں اور رابرٹسن زولوؤں سے ذرا پیچھے تھے کیونکہ تاریخیں بھولے نہ ہوں گے کہ زولوؤں کو وہ رائفلیں دے دی گئی تھیں جو اسٹرالتھوور والے بزدل چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ زولوؤں کے پاس ان کے کلہاڑے اور پھینک کر مارے جانے والے بھالے تو خیر تھے ہی۔

لیکن سوال یہ تھا کہ آدم خور کیسے جنگ کریں گے۔ یہ تو میں جانتا تھا کہ وہ

لمبے بھالوں اور چاقوؤں سے مسلح تھے لیکن میں نہ جانتا تھا کہ یہ ہتھیار وہ پھینک کر مارتے ہیں یا دست بدست جنگ میں استعمال کرتے ہیں۔ اگر وہ پھینک کر مارتے ہیں تو اس صورت میں کلہاڑوں کی زد میں انہیں لینا مشکل ہوگا کیونکہ آپ جانتے ہیں وہ کافی دور سے بھالے یا چاقو پھینک سکتے تھے۔ خوش قسمتی سے ہوا یوں کہ آدم خوروں نے جنگ میں دونوں ہی ترکیبیں استعمال کیں۔

آخرکار ساری تیاریاں مکمل ہوگئیں اور اب طویل اور آزمائشی انتظار شروع ہوا۔ اور جنگ کا اہم ترین حصہ یہی ہے جس میں [illegible] بیک وقت خوف اور اعصابی ہیجان محسوس کرکے اپنے سارے گناہ یاد کرنے لگتا ہے۔

یہ تو صاف ظاہر تھا کہ اماجر اگر ہم پر حملہ کرنا چاہتے تھے تو صبح کاذب سے پہلے حملہ کریں گے کیونکہ افریقہ کی ہر قوم اور ہر قبیلہ ناکافی روشنی میں دشمن کو گڑبڑا دینے کے لئے، اسی وقت حملہ کیا کرتا تھا۔ یہ گویا افریقی قبائل کا رواج بن چکا تھا۔ لیکن جس بات نے مجھے الجھن میں ڈال رکھا تھا وہ یہ تھی کہ حالیہ سفر میں، جب ہم ان کا تعاقب کر رہے تھے، بہت سے مناسب موقعے اماجر نے کیوں نکل جانے دیئے تھے اور اب کیوں حملہ کر رہے تھے؟ مجھے اپنے اس سوال کا جواب خود میری ہی عقل سے یہ ملا — چونکہ اب وہ اپنے گھر سے بہت قریب تھے اور یہاں ان کے بہت سے دوست تھے چنانچہ انہیں کمک مل سکتی تھی اس کے علاوہ وہ اگر پسپا ہوتے تو ظاہر ہے کہ ہم سے پہلے ہی اپنے دوستوں تک پہنچ سکتے تھے خصوصاً اس لئے کہ وہ اس طرف کے راستوں سے واقف تھے اور ہم واقف نہ تھے۔

وہ لوگ ایک خاص مقصد کے لئے اپنے کرال سے نکلے تھے۔ اور ان کا مقصد تھا ایک خاص سفید فام لڑکی کا اغوا۔ اس لڑکی کا اغوا تھا کسی سیتا

یا مذہبی مقصد کے لئے کیا گیا تھا اور یہ بات الگ تھی کہ وہ ٹکا اور سانگ کی دشمنی۔ بہر حال وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ وہ اس سفید فام لڑکی کو اٹھا لائے جس کے لیے وہ گھر سے نکلے تھے اور اب وہ اسے لے کر اپنے گاؤں کماتا ہی کے بہت قریب تک پہنچ گئے تھے چنانچہ اب وہ محفوظ تھے اور اس کامیابی سے ان کے دل بڑھ گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ آئی نیز کو کسی خاص رسم کے تحت یا کسی خاص مقصد کے لیے، جو خدا جانے کیا تھا، اٹھا لائے تھے اور اب اسے لوٹانا نہ چاہتے تھے مگر کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ آئی نیز کے بپھرے ہوئے باپ اور دوستوں سے جنگ کرنے کی جرات کرتے۔

یہ سچ تھا کہ اماجیر کی تعداد ہم سے زیادہ تھی چنانچہ فتح ان کی ہو سکتی تھی۔ لیکن اگر ایسا ہوا تو یہ فتح انھیں ظاہر تھا کہ بڑی بھاری پڑے گی اور ان کے بہت سے آدمی کھیت رہیں گے۔ اس کے برخلاف اگر فتح ہماری ہوتی اور ہم نے آئی نیز کو چھڑا لیا تو پھر ظاہر ہے کہ ان کے سارے کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اس کا احساس خود انھیں بھی ہوگا۔ اس کے علاوہ وہ بھی اتنے ہی تھکے ہوئے تھے جتنے کہ شاید ہم چنانچہ ہماری طرح وہ بھی کسی فیصلہ کن جنگ میں جی جان سے حصہ نہ لے سکتے تھے۔ پھر وہ کیوں حملہ کر بیٹھے تھے؟ باوجود کوشش کے مجھے اس سوال کا کوئی جواب نہ ملا چنانچہ میں نے ہار کر اس مسئلے پر غور کرنا ہی ترک کر دیا اور سوچا کہ شاید ہمیں خوفزدہ کرنے کے لئے یہ حملہ محض ایک گیدڑ بھبکی تھی یا پھر اس حملے کی تہ میں کوئی راز پوشیدہ تھا۔ مثلاً یہ کہ اماجیر ہمیں اس عجیب پہاڑ کے راز معلوم کرنے سے روکنا چاہتے تھے۔

جب میں نے ہینس کے سامنے، جو میرے قریب ہی دبکا بیٹھا تھا، یہ

معمہ پیش کیا تو اس کے پاس اس کا ایک نیا ہی حل پہلے سے تیار تھا۔

"یہ لوگ آدمی کھانے والے ہیں باس" وہ بولا۔

"یہ تم نے کوئی نئی بات نہیں بتائی گدھے" میں نے چڑ کر کہا۔

"چنانچہ" اس نے میری بات سنی ان سنی کر دی "اپنے کرال میں جانے سے پہلے وہ سب کو کھا لینا چاہتے ہیں کیونکہ کرال میں یقیناً انھیں آپس میں ایک دوسرے کو کھانے کی اجازت نہیں۔"

"اچھا! تو یہ تمھارا خیال ہے؟" میں نے کہا اور جنیس کو سر سے پیر تک دیکھا۔ "لیکن ہم تو بہت دبلے پتلے ہیں۔ ہمیں کھانے میں کیا مزا آئے گا انھیں؟"

"بہت مزا آئے گا باس کیونکہ جب ہمیں ابالا جائے گا تو ہم کوک مرغیوں کی طرح لذیذ ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے باس کہ آدم خور بڑے گوشت کی بہ نسبت چھوٹے گوشت کو پسند کرتے ہیں جس طرح کہ ہم لوگوں میں سے اکثر گائے بیل کے گوشت کی بجائے بکری کا گوشت پسند کرتے ہیں۔ ان میں جو شیطان ہے نا باس اس نے انھیں چھوٹے گوشت کا چسکا لگا دیا ہے جس طرح کہ مجھ میں جو شیطان ہے اس نے مجھے جن کا چسکا لگا دیا ہے جس طرح کہ تمھارے بدن میں جو شیطان ہے اس نے تمھیں یہ چسکا لگا دیا ہے کہ تم ہر خوبصورت عورت کی طرف دیکھنے کے لیے اپنا سر یوں سے یوں گھما دیتے ہو اور زدلو کہتے ہیں کہ ایک عورت کی طرف تو تم نے بہت دیر تک اپنا سر گھما رکھا تھا۔ اینا نام تھا اس کا۔۔۔ اور سب کے سامنے اس کا بوسہ لیا تھا[1]۔۔۔"

---

[1] ملاحظہ ہو ناول "وحشی دل" مطبوعہ نسیم بکڈپو، لکھنؤ
مترجم

اور اب میں نے ہیتھس کی طرف اپنا سر گھمایا حالانکہ وہ خوبصورت عورت نہ تھا۔ میرا ارادہ اسے ایک جھاپڑ رسید کرنے کا تھا کیونکہ وہ کمبخت اپنا الاتفرا جو میری دلچسپی کا رنگ تھا۔ لے بیٹھا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا یا ہاتھ اٹھاتا اس نے ناک پر انگلی رکھ کر کہا۔

"بس خاموش! پو پھٹ رہی ہے اور آدم خور آرہے ہیں۔ میں ان کی آوازیں سن رہا ہوں۔"

میں نے اپنے کان کھڑے کر لئے اور دھیان سے سنا لیکن کوئی آواز نہ سن سکا۔ البتہ غور سے دیکھنے پر کچھ دکھائی ضرور دیا۔ اندھی اور ناکافی روشنی میں بھوتوں کے سائے: صرف ایک سے دوسرے درخت کے تنے کے پیچھے جھک کر چھپ رہے تھے بلکہ یہ سائے قریب بھی آتے جا رہے تھے۔

"ہوشیار" میں نے اپنے دائیں طرف دیکھتے ہوئے ہنڈا برٹسن "دشمن آرہا ہے!"

"خدا کرے کہ آرہے ہوں" وہ دانت پیس کر بولا "کیونکہ ان سوروں کی خبر لینے کے لئے ہی تو میں یہاں آیا ہوں۔"

اب وہ سائے زمین کے ایک ابھار میں غائب ہو چکے تھے۔ ایک منٹ بعد وہ ابھار کے اس طرف پھر نمودار ہوئے۔ بجھتے ہوئے تاروں کی روشنی اور پھیلتے ہوئے اجالے میں اب وہ صاف نظر آرہے تھے کیونکہ اس طرف درخت نہ تھے۔ میں نے انہیں دیکھا اور خوف کی ایک شدید لہر میرے جسم میں دوڑ گئی کیونکہ ایک ہی نظر میں میں نے پہچان لیا کہ — یہ وہ لوگ نہ تھے جن کا ہم تعاقب کرتے آئے تھے — اول تو اس کا ثبوت یہ تھا کہ وہ بہت زیادہ تھے۔ کوئی سو کے قریب، اس کے علاوہ ان کی ڈھالیں رنگین تھیں،

انھوں نے اپنے بالوں میں پَر اُڑس رکھے تھے اور جہاں تک میں اندازہ لگا سکا سب کے سب گنجے اور تازہ دم تھے۔

"ہمیں قصداً پھنسایا گیا ہے" میں نے پہلے زولو زبان میں اور اسلوپگاس سے اور پھر رابرٹسن سے انگریزی میں کہا۔

"اگر یہ سچ ہے کہ اڈمبو تو پھر ہم جو کچھ کر سکتے ہیں کر گزریں گے" رابرٹسن نے جواب دیا۔ "لیکن اب میری بیٹی کی خدا ہی حفاظت کرے کیونکہ وہ شیطان آج رات آگے نکل گئے ہیں اور اپنے بدمعاشوں کو ہمارا خاتمہ کرنے کے لئے پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔"

"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے میکومیزن" اسلوپگاس نے کہا۔ "بہر حال اس کا انجام کچھ بھی کیوں نہ ہو جنگ عمدہ ہوگی۔ اچھا۔ اب تم حکم دو اور ہم اس کی تعمیل کریں گے۔"

وحشی بے حد خاموشی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ غالباً ان کا خیال تھا کہ وہ ہم پر سوتے میں ٹوٹ پڑیں گے۔ میں نے انھیں وحشی کہا لیکن مجھے اعتراف ہے کہ وہ آدم خور ہوں یا کچھ اور بہر حال وحشیوں سے زیادہ اعلیٰ نسل کے عرب معلوم ہوتے تھے۔

جب وہ ہمارے آگے بڑھ جانے، تین صفوں میں آگے بڑھتے ہوئے ہم سے پچاس گز دور رہ گئے تو میں نے چیخ کر کہا۔

"فائر۔"

"میں نے زولو زبان میں کہا اور ساتھ ہی میں نے اپنی ایکسپریس رائفل کی دونوں نالیاں ان وحشیوں پر خالی کر دیں جو میرے خیال میں اس فوج کے افسر یا لیڈر تھے۔ ایک سکنڈ بعد ہی دو ا جر زیکا تھا۔

اور ضروریات سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کر چکے تھے۔

اس کے بعد تو جیسے ایک قیامت بپا ہو گئی۔ زولو اندھا دھند اپنی بندوقیں چلا رہے تھے اور فاصلہ بھی زیادہ تھا۔ اس لئے ان کی گولیاں دشمن کے سروں پر سے گزر رہی تھیں۔ لیکن ہینس اور کپتان رابرٹسن کے نشانے ایسے اچھے سیدھے نہ تھے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ اماجر جو معلوم ہوتا ہے بارود کے ہتھیاروں سے ناواقف تھے، تیزی سے پسپا ہو کر اس ابھار کے پیچھے چلے گئے جہاں سے وہ نمودار ہوئے تھے۔ اس سے پہلے کہ آخری اماجر ابھار کی اوٹ میں پہنچا میں دوبارہ اپنی بندوق بھر چکا تھا چنانچہ مزید دو وحشی ابھار کے اس طرف ڈھیر تھے ہم نے کل نو یا دس اماجر کا خاتمہ کر دیا یا انہیں بے کار کر دیا تھا۔

ہمارا خیال تھا کہ اب یہ لوگ حملہ نہ کریں گے۔ لیکن میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا سارا اماجر بہادر تھے چنانچہ وہ سمٹ کر پھر آ گئے اور ایک ساتھ آگے اور یہ سمجھ کر کہ وہ ہم کو گھیر کر کھدیڑ دیں گے۔ ایک بار پھر ہم نے گولیوں سے ان کا استقبال کیا اور کئی ایک کو لڑھکا دیا۔ بقیہ اماجر نے بھالے پھینک کر مارے۔ ان کی اس حرکت سے مجھے ایک گونہ مسرت اور اطمینان حاصل ہوا حالانکہ بھالوں کی اس باڑھ سے ہمارا ایک زولو ساتھی مارا گیا تھا اور دو زخمی ہوئے تھے۔ میں خود بال بال بچ گیا کہ ایک بھالا میرے شانے پر سے اور گردن کے بالکل قریب سے گزر گیا۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس بس ایک ایک ہی بھالا تھا اور میں جانتا تھا کہ اگر انہوں نے بھالے پھینک کر مارنے میں استعمال کر لئے تو پھر ان کے پاس ہتھیار کے نام پر بس ان کے چاقو، جنہیں خنجر کہنا زیادہ مناسب ہو گا، ہی رہ جائیں گے۔

بھالوں کی اس باڑھ کے بعد، جو چند لمحات تک جاری رہی، وہ ایکدم

ہم پر دھنس آئے اور بڑی بہادری کی جنگ شروع ہو گئی۔ زولوؤں نے
اپنی بندوقیں پھینک دیں اور دائیں کلہاڑے اور ہاتھوں میں ڈھالیں لے کر
اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن امسلوپوگاس کے ہاتھ میں، جو اپنے ساتھیوں کے بیچ میں
کھڑا ہوا تھا، ڈھال نہ تھی بلکہ وہ دونوں ہاتھوں سے کلہاڑا گھما رہا تھا۔ یہ
پہلا موقع تھا کہ میں اسے جنگ کرتے دیکھ رہا تھا اور اس کی جنگ کا منظر اپنے
طور پر مسحور کن تھا۔ کلہاڑا بار بار بلند ہو رہا تھا اور جھک رہا تھا اور جب
بھی وہ جھکتا تھا ایک امائجر کو مردہ چھوڑ جاتا تھا یہاں تک کہ امائجر کلہاڑے
سے بچنے اور امسلوپوگاس سے کترانے لگے۔

ادھر میں، جیلس اور رابرٹسن پتھروں پر کھڑے مسلسل گولیاں چلا
رہے تھے۔ ہماری گولیاں زولوؤں کے سروں پر سے گزر رہی تھیں جو بڑی
بہادری سے جنگ کر رہے تھے۔

اور پھر امائجر پسپا ہونے لگے۔ وہ اپنے مردوں کو میدان میں چھوڑے
جا رہے تھے۔ پھر ان کے ایک افسر نے انہیں روکنے اور سنبھالنے کی کوشش
کی اور کامیاب ہو گیا۔

وہ لوگ سمٹ کر ایک بار پھر تیزی سے آگے بڑھے۔ اس افسر کو، جس نے
امائجر کو سمیٹا تھا، میں نے اپنے پستول سے مار گرایا کیونکہ میری بندوق اتنی گرم
ہو گئی کہ اسے پکڑا نہ جا سکتا تھا۔ افسر کے گرتے ہی امائجر پیٹھ پھیر کر بھاگے
اور اس شگاف میں چھپ گئے۔ جہاں ہماری گولیاں نہ پہنچ سکتی تھیں۔

اب تک ہمارا پلڑا بھاری رہا تھا لیکن اس کی قیمت بھی ہمیں ادا کرنی پڑی
تھی کیونکہ تین زولو مارے گئے تھے اور تین زخمی تھے۔ ان میں سے ایک
بری طرح سے زخمی تھا بقیہ دو کے زخم انہیں عمر بھر کے لئے لنگڑا کر دینے کے تھے

کافی تھے۔ چنانچہ زولوؤں میں سے اب صرف تین جنگ کرنے کے قابل رہ گئے تھے اور چوتھا اسلوپوگاس تھا۔ چنانچہ اس طرح اب صرف سات آدمی ایسے تھے جو جنگ کر سکتے تھے یعنی اسلوپوگاس، تین زولو اور تین ہم، یعنی میں، ہنیس اور رابرٹسن۔ بے شک ماجر بہت سے مارے گئے تھے اس کے باوجود اب بھی ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ اور ہم تو صرف سات تھے۔ اب سوال یہ تھا کہ صرف سات آدمی ان کے حملے کو کس طرح روک سکتے تھے؟

صبح کی پھیکی روشنی میں ہم نے مایوسی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"اب" اسلوپوگاس نے اپنے خونی کلہاڑے پر جھک کر کہا "ہمارے لئے صرف ایک ہی راستہ رہ گیا ہے۔ یعنی یہ کہ بہادروں کی موت مریں۔ حالانکہ میری یہ خواہش ضرور تھی کہ ہم کسی بہتر مقصد کے لئے مرتے۔ اب تو ہمیں یا تو جنگ ہی کرنی ہے یا پھر فرار ہو جانا ہے"

اور اس نے زخمیوں کی طرف دیکھا۔

"سردار! ہماری فکر نہ کرو" اس زخمی نے کہا جس کے زخم خطرناک تھے "اگر مناسب ہو تو خود اپنے ہاتھوں سے ہمارا خاتمہ کر دو اور چلے جاؤ تاکہ یہاں سے کلہاڑے کا مالک زندہ رہے اور بعد میں اسے بہتر مقصد کے لئے استعمال کرتا رہے"

"شاباش! خوب کہا" اسلوپوگاس بولا اور پھر چند ثانیوں کے توقف کے بعد میری طرف گھوم گیا "میکومبزن! فیصلہ تمہیں کرنا ہے کیونکہ تم ہی ہمارے افسر ہو"

چنانچہ میں نے ہنیس اور رابرٹسن کو صورت حال سے آگاہ کر کے ان کو [illegible] سب کو [illegible] کہا کہ اگر ہم بھاگ لئے تو شاید زندہ بچ جائیں گے لیکن اگر یہیں رکے رہے تو پھر زندہ بچنے کا کوئی امکان مجھے تو نظر نہیں آتا۔

بکواس بند ! تمھارا جی چاہے تو بے شک چلے جاؤ۔ میں خوشی سے تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں" رابرٹسن نے کہا" لیکن میں یہیں رہوں گا اور یہیں مروں گا۔ میری بیٹی کو وہ لوگ اٹھا لے گئے ہیں چنانچہ اس کے بعد میرا مرجانا ہی مناسب ہے"

"ہنس! تم کیا کہتے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں! اس نے جواب دیا" یہاں زمین پر زکالی کا عظیم طلسم ہمارے ساتھ ہے اور وہاں آسمان پر تمہارے والد پریڈی کانٹ ہمارے ساتھ ہیں چنانچہ مناسب ہوگا کہ ہم یہیں ٹھہر کر اپنی سی کوشش کرلیں اور پھر یہ بات بھی ہے ہاس کہ میں فی الحال اس منحوس دلدل میں واپس جانا نہیں چاہتا"

"میں خود بھی جانا نہیں چاہتا" میں نے کوئی وجہ بتائے بغیر مختصر سا جواب دیا چنانچہ ہم آئندہ حملے کے لئے تیاری کرنے لگے جو ہم جانتے تھے کہ آخری حملہ ہوگا۔ ہم نے پشتہ مضبوط کیا اور اجگر کی لاشیں گھسیٹ کر اس کے سامنے انبار کردیا کہ پشتہ اور بھی مضبوط ہو جائے۔

جب ہم یوں مصروف تھے تو سورج طلوع ہوا۔ اس کی کنواری کرنیں چند میل دور ہمارے عین سامنے والے پہاڑ کی ڈھلانوں پر اتر آئیں اور اس روشنی میں اور پہاڑ کے سیاہ پس منظر میں ہم نے انسانوں کا ایک گروہ دیکھا جو چیونٹیوں کی طرح رینگتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ میں نے دوربین اٹھا کر دیکھا تو نظر آیا کہ وہ لوگ اپنے درمیان ایک ڈولی سی اٹھائے ہوئے تھے۔

"وہ جارہی ہے تمھاری بیٹی" میں نے کہا اور دوربین رابرٹسن کی طرف بڑھادی۔

"میرے خدا!" رابرٹسن نے کہا" وہ شیطان تو خدا کو بھی تو بنا ہی گئے"

ایک منٹ بعد ہی وہ ڈولی یا کرسی اپنے بردوں کے ساتھ عظیم الشان پہاڑ کے سایوں میں جاکر غائب ہو چکی تھی۔ غالباً وہ لوگ کسی درے میں داخل ہو گئے تھے جسے ہم یہاں سے دیکھ نہ سکتے تھے۔

دوسرے ہی لمحے ہمارا دھیان اس طرف سے ہٹ چکا تھا کیونکہ چند لمحوں سے پتہ چلا کہ نئے سرے سے حملہ ہونے والا تھا۔ بھالے جن کے پھلوں پر صبح کی کرنیں کرنیں بدل رہی تھیں زمین کے اس ابھار کے جس کا ذکر میں کر چکا ہوں، پیچھے سے جیسے ایک دم سے طلوع ہو گئے۔ یہ دستہ مشرق کی طرف بڑھ کر ایک گہری اور جنگل سے پر گھاٹی میں تبدیل ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ ہم افسروں کی آوازیں بھی سن رہے تھے جو اپنے ماتحتوں کو جوش دلا رہے تھے

"لو۔ وہ آگئے ہیں اور ہم جا رہے ہیں۔ کوائٹرمین! اس چیز کا عجیب انجام ہے جسے ہم زندگی کہتے ہیں۔ لیکن سب کچھ جائے جہنم میں۔ میں تو سوچتا ہوں کہ دوسری دنیا میں ہمیں کیا ملے گا؟ میرا خیال ہے مجھے تو کچھ زیادہ نہ ملے گا۔ بہرحال جو کچھ بھی مجھے ملے گا وہ اس سے تو بدتر نہ ہوگا جو مجھے اس دنیا میں ملا ہے؟"

"ہمیں مایوس نہ ہونا چاہئے" میں نے کہا کیونکہ رابرٹسن کی مایوسی میرے اعصاب پر بھی اثر انداز ہو رہی تھی۔

"شاید۔ کیا پتہ خدا ہم سب کو بخش دے۔ میری والدہ یہی کہا کرتی تھیں اور ان کے الفاظ مجھے یاد آ رہے ہیں۔ جہاں تک میرا سوال ہے میں تو چاہتا ہوں کہ میری موت تو ایک مسلسل امید یا گہری نیند سے زیادہ کچھ نہ ہو۔ اور اگر اس چیز کا خیال نہ ہوتا تو میں خوشی سے اپنی جان دے دیتا کیونکہ میں زندگی اور اس دنیا سے تنگ آگیا ہوں۔ دیکھو۔ وہ ایک سوار آ رہا ہے۔ کالے شیطان پہنچے

اور اس نے اپنی بندوق اٹھا کر اس اماجر پر گولی چلا دی جو اچانک چٹی پر نمودار ہوا تھا۔ گولی اس کے لگی کیونکہ میں نے اسے دوہرا ہو کر پیچھے گرتے دیکھا اور پھر کھیل نئے سرے سے شروع ہو گیا۔

آدم خور (کیونکہ میں سمجھتا ہوں یہ لوگ بھی اپنے بھائیوں کی طرح آدم خور ہی تھے) کمین گاہ سے آگے اور اپنے ہاتھوں اور پیٹوں پر آگے رینگنے لگے اور اس طرح وہ آسان نشانہ نہ تھے۔ وہ اپنے درمیان ایک سیدھا اور موٹا تنا بھی گھسیٹے لا رہے تھے۔ درخت کے اس تنے سے وہ یقیناً ہمارا احاطہ توڑ ڈالنا چاہتے تھے۔

غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں نے ان پر گولیاں چلانی شروع کر دی تھیں اور اس دفعہ میں بڑی احتیاط سے اور نشانے لے کر گولیاں چلا رہا تھا کیونکہ میرے خیال میں یہ میری آخری نشانے بازی تھی اور میں اسے ایک یادگار بنانا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں اپنا آدمی منتخب کر کے گولی چلا رہا تھا اور میں نے جو سات آٹھ گولیاں چلائی تھیں ان میں سے ایک بھی خطا نہ گئی تھی۔ لیکن مابرٹسن کی طرح اس وقت میں بھی دوسری باتیں سوچ رہا تھا۔ یعنی یہ کہ اس دنیا سے رخصت ہو کر میں کہاں پہنچ جاؤں گا اور یہ کہ وہاں میری ملاقات چند ذی حس ہستیوں سے ہو گی یا نہیں اور یہ کہ اس تماشے کا کیا مطلب ہے جسے زندگی کہتے ہیں۔ بہرحال جب تک ان سوالوں کا جواب نہیں مل جاتا تب تک تو میرا فرض یہ تھا کہ ان آدم خوروں میں سے جتنوں کو مار سکتا ہوں ماروں اور یہی میں کر رہا تھا۔

مابرٹسن اور ہنس بھی گولیاں چلا رہے تھے اور ان کی گولیاں بھی کم و بیش اپنا اثر دکھا رہی تھیں لیکن اماجر اتنے بہت سے تھے کہ تین رائفلیں انہیں روک

دسکتی تھیں

وہ لوگ آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ ان کے خونخوار چہرے ہمارے چھتے سے صرف چند گز دور رہ گئے اور اسلوپوگاس نے ان کے استقبال کے لئے اپنا کلہاڑا بلند کر لیا۔ آخری کا جملے سے پہلے وہ چند لمحوں کے لئے رک گئے اس عرصے میں ہم نے بندوقیں بھر لیں۔

"خدا حافظ ہیس!" میں نے کہا۔ "سکون سے مرنا اور اگر تم مجھ سے پہلے دوسری دنیا میں پہنچ جاؤ تو وہاں میرا انتظار کرنا"

"ہاں ہاں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی میرا دوسری دنیا میں پہنچنے اور تمہارا انتظار کرنے کا وقت نہیں آیا ہے کیونکہ وہ لوگ مرتے نہیں ہیں جن کے پاس عظیم طلسم ہوتا ہے۔ مرنے والے تو دوسرے ہوتے ہیں۔ اس آدمی کی طرح"

اور اس نے اماجر کی طرف اشارہ کیا جو ہیس کی بندوق کی گولی کھا کر دونوں ہاتھ سے پیٹ پکڑے گول گول گھوم رہا تھا۔ یہ گولی مجھ سے بات کرتے ہوئے چلائی تھی۔

"لعنت ہے — میرا مطلب ہے — شاباش ہے عظیم طلسم کو" میں نے کہا اور بندوق کا کندہ اپنے شانے سے لگا لیا۔

عین اس وقت کچھ ہوا۔ سارے کے سارے اماجر — جو تعداد میں اب بھی ساٹھ سے زیادہ تھے ایک دم سے سناٹے میں آ گئے جیسے ان سب پر سکتے کا دورہ پڑ گیا ہو۔ وہ بت بنے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس اجالا کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جس کے پیچھے سے وہ خود نکل کر آئے تھے۔ انہوں نے چیخ چیخ کر ایک دوسرے سے کچھ کہا اور پھر فرار ہونے کے لئے پلٹے۔

اسلوپوگاس نے جو دیکھا تو وہ اپنے ساتھیوں [illegible] پھلانگ

گیا اور اپنا کلہاڑا بلند کر کے ادھر شیر کی سی دھاڑ کے ساتھ اماجیر پر ٹوٹ پڑا
وماشی کے سامنے کٹ کٹ کر گرتے ہوئے پودوں کی طرح اماجیر کلہاڑے سے کٹ کٹ
کر گرتے گئے۔ یہ بڑا ہی حیرت انگیز منظر تھا۔ امسلوپوگاس کا حملہ ایسا تھا جیسے چیتا
اپنے شکار پر گرتا ہے۔ اور بڑی پھرتی سے وہ اپنا کام کر رہا تھا اور اب وہ اپنے
کلہاڑے کی وہ چپٹی نوک استعمال کر رہا تھا جو پھل کے پیچھے بنی ہوتی تھی اور جس کی وجہ
سے امسلوپوگاس کو "کٹھ پھوڑ" کا لقب ملا تھا اس کے بہادر ساتھی بھی اپنا کام کر
رہے تھے۔

ایک ہی منٹ بعد وہ اماجیر، جو زندہ بچ رہے تھے، بدحواس ہو کر بھاگ
رہے تھے اور اِدھر اُدھر بکھر کر اور درختوں میں گھس کر غائب ہو رہے تھے
ہنس نے آخری اماجیر کی طرف رخصتی گولی چلائی اور پھر پتھر پر بیٹھ کر اپنا کرسل
کا پائپ نکالا اور اسے اطمینان سے سلگانے لگا۔

"عظیم طلسم باس" ـ اس نے سر ہلا کر کہنا شروع کیا "یا شاید تمہارے ریونڈ
باپ پریڈی کانٹ" اور یہاں اس نے اپنے پائپ سے زمین کے ابھار کی طرف
اشارہ کیا۔ "وہ ہے ـــ لیکن میں سمجھتا ہوں یہ تمہارے والد ہیں نہ کہ عظیم طلسم۔
ہاں واقعی ـــ تمہارے والد ہی ہیں جو وہاں سے لوٹ آئے ہیں جہاں شروع
سے بہت سی آگ جل رہی ہے اور ہمیشہ تک جلتی رہے گی۔"

"کیا بکتے ہو" میں نے کہا۔

اور پھر اس طرف دیکھا جس طرف ہنس اشارہ کر رہا تھا۔ وہ جو کچھ بک گیا
تھا اس کا مطلب میری سمجھ میں نہ آیا تھا چنانچہ میں اس خوف سے لرز گیا تھا کہ جنگ
کی گڑبڑ کی وجہ سے کہیں اس کا دماغ تو نہیں چل گیا۔

لیکن نہیں ـــ

اس طرف، جس طرف جنہیں اشارہ کر رہا تھا، میں نے بھی ایک نورانی صورت والے بوڑھے کو دیکھا جس نے سفید براق چغہ پہن رکھا تھا اور جو بڑے وقار سے ہماری طرف آ رہا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس کے پیچھے بالوں کا ایک پیدا جنگل سا جیسے اگ آیا تھا۔ بڑے میاں یوں بے پروا اور مطمئن تھے جیسے انہیں یقین ہو کہ ہم ان پر گولی نہ چلائیں گے۔ وہ لاشوں سے بچتا ہوا بڑے تدبر بن سے ہماری طرف بڑھ رہا تھا۔

قریب پہنچ کر وہ رک گیا اور ایک طرح کی عربی زبان میں، جسے میں سمجھ سکتا تھا، کہا، :-

"اس کی طرف سے اور اس کے نام پر، جس کا میں خود ہوں، اے اجنبیو! میں تمہیں خوش آمدید اور تمہارا استقبال کرتا ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میں عین وقت پر آیا ہوں لیکن اس سے مجھے ذرا حیرت نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی اتفاق ہے کیونکہ میری ملکہ نے کہا تھا کہ ایسا ہی ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔ ان کتوں کی تم نے خوب خبر لی ہے۔ تم لوگ بڑے بہادر جنگجو معلوم ہوتے ہو۔"

پھر وہ خاموش ہو گیا اور ہم ایک دوسرے کی صورت تکنے لگے۔

گیارہواں باب

بلائی

"یہ لوگ معلوم ہوتا ہے، تمھارے دوست نہیں ہیں" میں نے اجگر کی لاشوں کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے باوجود" میں نے ان بھالوں والوں کی طرف جواب ابھار کے پیچھے سے نکل آئے تھے، سر سے اشارہ کر کے اضافہ کیا۔ "یہ لوگ ان مرے ہوؤں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں"۔

"ایک ہی جھول کے بچے ایک دوسرے سے مشابہ ہوتے ہیں تاہم جب وہ بڑے ہو جاتے ہیں تو آپس میں لڑنے لگتے ہیں" بڑے میاں نے جواب دیا۔ "بہرحال یہ لوگ جو میرے ساتھ ہیں، تم لوگوں سے جنگ کرنے نہیں بلکہ تمھیں بچانے آئے ہیں۔ دیکھو۔ وہ وہ مردوں کا خاتمہ کر رہے ہیں"۔

اور اس نے بھالے والوں کی طرف اشارہ کیا جو زخمی اجگر کو ٹھکانے لگا رہے تھے۔

"لیکن یہ کون ہیں؟" بڑے میاں نے پوچھا اور حیرت سے پہلے خونخوار نظر آتے ہوئے اسلوپوگاس اور پھر ہنس کی طرف دیکھا۔ "نہیں — باتیں بعد میں ہوں گی کیونکہ اس وقت تم لوگ تھکے ہوئے ہو اور تمھیں آرام کی سخت ضرورت ہے"۔

"سچ تو یہ ہے کہ ہم نے اب تک ناشتہ بھی نہیں کیا" میں نے جواب دیا۔ "اس کے علاوہ ابھی ایک کام سے بھی نپٹنا ہے"۔

اور میں نے اپنے زخمیوں کی طرف دیکھا۔

بڑے میاں نے سر ہلایا اور اپنی فوج کے افسروں سے کچھ کہنے چلا گیا۔

یقیناً اس نے اماجر کا تعاقب کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ زندہ بچ جانے والوں کا ایک دستہ بھاگتا ہوا اسی طرف روانہ ہو گیا جس طرف اماجر گئے تھے۔

اس کے بعد میں بچے ہوئے زولوؤں کے ساتھ، جن میں سے ایک گروکو تھا، ہمارے زخمیوں کی طرف متوجہ ہو گیا اور جو کچھ کر سکتا تھا کرنے لگا۔ یہ کام میری توقع کے خلاف آسان ثابت ہوا کیونکہ وہ زولو جو بری طرح سے زخمی تھا مر گیا تھا یا مر رہا تھا۔ بقیہ کے زخم ٹانگوں میں تھے اور گہرے نہ تھے۔ جن کی مرہم پٹی خود گروکو اچھے طور پر کر سکتا تھا۔

اس کے بعد میں نے ہنس کو اپنی "پشت پناہی" کے لیے ساتھ لیا اور نہانے کے لیے چشمے پر چلا گیا۔ نہا دھو کر واپس آیا تو خوب ڈٹ کر کھانا کھایا اور دل ہی دل میں اس پر تعجب کر رہا تھا کہ ایسے ہیبتناک خطرات سے گزرنے کے بعد بھی میری بھوک نہ مری تھی۔ بہرحال خطرہ ٹل گیا تھا اور رابرٹسن، امسلوپوگاس اس کے تین ساتھی، ہنس اور میں نہ صرف زندہ تھے بلکہ ہمیں خراش تک نہ آئی تھی اور اسی لیے میں نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔

ہنس نے بھی اپنے خصوصی انداز میں شکر ادا کیا لیکن کھانے سے فارغ ہونے اور اپنا پائپ جلانے کے بعد۔ اس سے پہلے نہیں۔ لیکن رابرٹسن نے کچھ نہ کہا۔ اس کے برخلاف وہ اٹھا، چند قدم آگے بڑھا اور اس پہاڑ کی طرف دیکھنے لگا جس کے ایک شگاف یا درے میں اس نے اس کی ننھی بچی کو غائب ہوتے دیکھا تھا۔

وہ زبردست جنگ، جو ہم نے لڑی تھی، اور وہ حیرت انگیز فتح بھی، جو ہم نے حاصل کی تھی۔ اسے خوش نہ کر سکی تھی، وہ اس پہاڑ پر نظریں جمائے کھڑا تھا جس کے بطن میں اس کی دختر کو لے جایا گیا تھا اور ہیروؤں کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور

اب وہ اس پہاڑ کی طرف اپنا گھونسہ ہلا رہا تھا۔ اس کی بیٹی جا چکی تھی اور دوسرا
الوین کو اس کی پروا نہیں تھی یہاں تک کہ اس نے زخمی جانوروں کی مرہم پٹی کرنے
میں ہاتھ بٹایا اور نہ ہی بڑے میاں کی آمد پر حیرت اور تجسس کا اظہار کیا۔
"عظیم طلسم باز" ہنیس نے وحشت زدہ ہو کر کہا "تم میرے خواب و خیال
سے بھی زیادہ زور دار ثابت ہوا ہے۔ اس نے دو طرف ہمیں بچا لیا ہے — زلزلوں
کی بات جانے دو۔ اچھا ہوا وہ مر گئے کیونکہ اب مجھے کم کرنا پڑے گا۔ بلکہ وہ تمہارے
والد کو بھی وہاں سے یہاں لے آیا ہے جہاں شروع سے آگ جلتی رہی اور مجھے جلتی
رہے گی۔ یہ سچ ہے بلکہ تمہارے والد کچھ بدل ضرور گئے ہیں لیکن ہیں تو وہی
جب میں ان کے سامنے اپنی مکمل رپورٹ پیش کروں گا — بشرطیکہ اب وہ
میری باتیں سمجھ سکیں — تو میں ..."
"گدھے کے بچے! بکواس بند کرو" میں نے کہا۔
ٹھیک اس وقت بڑے میاں اس شگاف اور غار میں سے نکل آئے تھے جہاں
گھس کر وہ غائب ہوئے تھے اور بڑی بشاشت سے مسکراتے اور احترام سے قدم
قدم پر جھکتے میری طرف آ رہے تھے۔
بڑے میاں آ کر اس پشتے پر بیٹھ گئے جو ہم نے اپنے بچاؤ کے لئے بنایا تھا۔ وہ اپنی
بے حد خوبصورت سفید داڑھی پر ہاتھ پھیر کر وہ چند ثانیوں تک ہمارا جائزہ لیتے
رہے اور پھر مجھے مخاطب کر کے کہا۔
"تمہیں اس بات پر فخر کرنا چاہئے کہ اتنی کم تعداد میں ہونے کے باوجود
اتنے بہت سے گنتوں کو شکست دے دی۔ اگر مجھے بروقت یہاں پہنچنے کا حکم
نہ دیا گیا ہوتا تو میرے خیال میں تم لوگ بھی ان میں شامل ہوتے۔"
اور بڑے میاں نے ان مردہ دیوؤں کی طرف دیکھا۔ ہنیس خستہ دم وہ

احترام سے لٹا دیا گیا تھا اور ان کے ساتھی ان کے دفن کرنے کے مناسب جگہ تلاش کر رہے تھے۔

"کس نے تیزی سے پہنچنے کا حکم دیا تھا؟" میں نے پوچھا۔

"وہ صرف ایک تھا ہے جو حکم دے سکتی ہے"۔ بڑے میاں نے قدرے جبر سے کہا "وہ۔ جو حکومت کرتی ہے، وہ۔ جو لافانی ہے۔ جس سے ملنا جاکر یہ فانی ذات کے لیے عزت کا درجہ ہوگا۔

"لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تمہارے جیسے ہی ہیں جن پر تمہاری اس لافانی ہستی کا حکم نہیں چلتا۔ میری مراد ان سے ہے جنہوں نے ہم پر حملہ کیا تھا اور وہ جو خود ہو گئے ہیں اس طرف"

اور میں نے پہاڑی کی طرف ہاتھ اٹھایا۔

"کوئی حکومت مکمل نہیں ہوتی۔ ہر ملک میں باغی ہوتے ہیں اور میں نے سنا ہے کہ آسمانوں پر بھی ایک باغی تھا۔ لیکن آوارہ گرد! تمہارا نام کیا ہے؟"

"پاسبانِ شب" میں نے جواب دیا۔

"بے حد مناسب نام ہے۔ خصوصاً اس کے لیے جو نہ صرف راتوں کو بلکہ دن میں بھی ہوشیار رہتا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم اس ملک میں زندہ نہ پہنچ پاتے جہاں 'وہ۔ جو حکم کرتی ہے' کے بقول، تمہارے جیسی رنگت کا کوئی مرد پہلے سے قدم نہیں رکھا۔ یاد پڑتا ہے کہ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ دو ہزار سال پہلے اس نے شہر کور میں ایک سفید فام سے گفتگو کی تھی۔"

"اچھا!" میں نے کہا اور کھانسی روکنے کی کوشش کی۔

"یقین نہیں آ رہا میری بات کا؟" بڑے میاں بلا ارادہ مسکرائے۔ "بہرحال 'وہ۔ جو حکم کرتی ہے' اس بات کو مجھ سے بہتر طور پر تمہیں سمجھا دے گی کیونکہ وہ

"اس کے باوجود وہ - جو حکم کرتی ہے، واقف ہے۔ بلالی مسکرایا۔ "سچ تو
یہ ہے کہ تمھاری آمد کا پتہ اسے چند دن پہلے ہی ایک پیغام کے ذریعے ہو گیا تھا
بھیجا گیا تھا، چل گیا تھا چنانچہ اس نے یہ انتظام کیا کہ تم بخیر و خوبی اس زبردست
دلدل کو عبور کر سکو جس میں کوئی راستہ نہیں ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا،" پاسبانِ شب:
تو تم ہی بتاؤ کہ تم سب زندہ اس طرف کیسے پہنچ سکتے سوائے اس ایک آدمی کے
جسے سانپ نے ڈس لیا تھا؟"

اور یہاں میں نے حیرت سے بڈھے میاں کی طرف دیکھا کہ اسے ہمارے
زولو ساتھی کی موت کا پتہ کیسے چلا؟ تاہم اس سے یہ پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔
"تم سستا لو اور پھر تیار ہو جاؤ" بلالی نے کہا۔ "اس کے بعد ہم روانہ ہوں
گے۔ اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں کہ ان زخمیوں کے لئے ڈولیاں بنوا لوں
اور اگر تم پسند کرو تو تمھارے لئے بھی" پاسبانِ شب"
اور پھر بڑے وقار سے، کیونکہ بڑے میاں کی ہر حرکت پُر وقار تھی،
میرے سامنے جھک کر بڑے میاں چلے گئے۔
اس کے بعد کا ایک گھنٹہ لاشوں کو دفن کرنے میں گزرا۔ اس رسم میں میں نے
صرف یہ حصہ لیا کہ دور کھڑا رہا اور احترام سے اپنا ہیٹ اتار کر ہاتھ میں لے
لی کیونکہ ایسی رسومات کے وقت، جیسا کہ میں کسی باب میں کہہ چکا ہوں، کافروں
کو ان کے حال پر ہی چھوڑ دینا مناسب ہے۔
پھر میں لیٹ گیا اور سوچنے لگا کہ یہ واقعی بڑی حیرت کی بات تھی کہ بڈھے
زکالی کی سفید ساحرہ کی کہانی میں صداقت ضرور تھی، اس ساحرہ کی کہانی میں
جو پہاڑوں میں رہتی ہے۔ کیونکہ سامنے وہی پہاڑ تھا جو اس نے راکھ میں نقشہ
میں بنایا تھا اور اس ملک کے خدمتگار، جسے یقیناً ہمارے آنے کی خبر تھی یعنی

اس وقت ہماری مدد کو آگئے تھے۔ جب ہمیں حقیقت میں مدد کی ضرورت تھی اور جب دادی ہم پر بڑا ہی نازک وقت پڑا تھا۔

اس کے علاوہ وہ پستہ قامت اور بوڑھی ہستی، جس نے اپنا نام ہالی بتایا تھا۔ اس سفید فام ملکہ کو "وہ نانی ہے" کہتی تھی۔ اس سے کیا مطلب تھا اس شبد سے کا؟ میں نے حیرت سے سوچا تھا۔ شاید وہ ساحرہ بہت بوڑھی چنانچہ بے حد بدصورت ہوگی۔ میں نے سوچا اور مجھے اعتراف ہے کہ اس خیال سے میں تھوڑا مایوس ہو گیا۔ اور پھر وہ۔ جو حکم کرتی ہے، کو مجھے معلوم ہوا کہ ہم آئے تھے؟ لاکھ سوچا پھر بھی کے باوجود میں اس سوال کا جواب معلوم نہ کرسکا اور جب میں نے ابرشان سے پوچھا تو اس نے اپنے شانے اچکا کر جواب دیا کہ اسے ان معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس شخص کو اب کسی بات اور کسی چیز سے دلچسپی نہ تھی۔ اس کی آرزو تھی تو صرف ایک ــــ اور وہ یہ کہ وہ اپنی بیٹی کو بچالے یا انتقام لے لے ــــ اس بیٹی کو جس سے اس نے ناانصافی کی تھی۔ آ ئی جز سے اس نے ناانصافی کی تھی اس کا احساس رابرٹ سن کو اب ہو رہا تھا اور شدت سے ہو رہا تھا۔

سچ تو یہ ہے کہ یہ آوارہ گرد، شرابی، ملاح خبطی اور بے حد مذہبی قسم کا انسان بنتا جا رہا تھا اس کے پاس وہ انجیل تھی جو اس کی ماں نے اسے اس وقت دیا تھا جب وہ نو عمر تھا۔ اب وہ مسلسل اس انجیل کی تلاوت کیا کرتا اور دن کے وقت گھٹنوں پر جھک کر عبادت کیا کرتا تھا۔ رات کے وقت بھی جب کبھی میری آنکھ کھل جاتی تو میں رابرٹ سن کو کراہتے اور دعائیں مانگتے سنتا۔ شراب اور عیاشی کی زنجیریں ٹوٹ گئی تھیں چنانچہ اس کی خاندانی شرافت عود کر آئی تھی ایک طرح سے یہ اچھی بات ہوئی تھی حالانکہ پچھلے ایک عرصے سے مجھے یہ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ اس کا یہ خبط کہیں پاگل پن میں تبدیل نہ ہو جائے اور سچ تو یہ ہے

کہ اپنے آوارہ عہد میں وہ ایک ہنرمند اور عمدہ دوست تھا۔

بہر حال اپنی خیالات میں غلطاں و پیچاں میں سو گیا۔ یہ خیال تو ضرور آیا کہ ہو سکتا ہے کہ میں سوتے میں ہی قتل کر دیا جاؤں کیونکہ ہلال کے ساتھی بھی ان آدم خوروں سے مختلف نہ تھے جن سے ہم نے جنگ کی تھی چنانچہ ممکن تھا کہ انھیں بھی اپنے بھائیوں کی لت لگی ہوئی ہو۔ لیکن یہ خیال بھی مجھے گہری نیند سونے سے باز نہ رکھ سکا۔ ایک گھنٹے کی نیند کے بعد بیدار ہوا تو تازہ دم تھا۔ ہنس کو میں نے اپنے پیروں میں وفادار کتے کی طرح سوتے دیکھا تھا ایک گھنٹے بعد اس نے مجھے جھنجھوڑ کر بیدار کیا۔

"اٹھو باس۔ وہ آ رہے ہیں۔" اس نے کہا۔

میں اچھل کر اور اپنی بندوق گھسیٹ کر ایک دم سے اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ میں نے سمجھا کہ ہم پر دوبارہ حملہ ہو رہا ہے۔ لیکن دیکھا کہ ہلال اپنی لمبی سفید داڑھی ہلاتا چلا آ رہا تھا۔ اس کے پیچھے چار ڈولیوں کی قطار تھی جو بانسوں سے بنائی گئی تھی اور ان پہ بچھی ہوئی چٹائیاں پردہ کی غرض پوری کر رہی تھیں۔ ہر ڈولی کو تندرست آدمی اٹھائے ہوئے تھے کیونکہ میرے خیال میں ہلال کے ساتھی بھی تجربہ کار تھے۔

ہلال نے دو ڈولیوں کی طرف، جو دوسری دو ڈولیوں کی بہ نسبت بہتر تھیں۔ اشارہ کرتے مجھے مطلع کیا کہ یہ میرے اور سامپ شاہ کے لئے تھیں۔ بقیہ دو زخمیوں کے لئے۔ اسٹیفن کو اور ہمارے ندلو ساتھیوں کو چنانچہ پیدل ہی چلنا تھا اور ہنس کو بھی۔

"یہ ڈولیاں تم نے اتنی جلدی کیسے بنا لیں؟" میں نے ڈولیوں کی نازک اور عمدہ بناوٹ کی دل ہی دل تعریف کرنے کے بعد پوچھا۔

"ہم نے انھیں بنایا نہیں، اسا ابن شب بلکہ ہم انھیں لپیٹ کر اپنے ساتھ ہی لائے تھے۔ وہ۔ جو حکمران ہے نے شیشے میں دیکھ لیا تھا اور کہا تھا

کہ چار ڈولیوں کی ضرورت پڑے گی ۔ تیسری ڈولی ان کے علاوہ ہے جو وہاں ہے جس نے اس نے پیچھے اشارہ کیا تھا" اس نے کہا وہ ڈولیاں سلیمانا کاؤں کے لئے اور دو زخمیوں کے لئے اور تم دیکھ ہی رہے ہو کہ چار ڈولیوں کی ضرورت ہے:

"ہاں ۔ واقعی ۔" میں نے کہا اور حیرت سے سوچنے لگا کہ ایسا کون سا شیشہ ہوگا جو اس عورت کو صحیح خبریں دے رہا تھا ۔

اس سے پہلے کہ میں اس شیشے کے متعلق بلالی سے پوچھتا وہ بولا :-

"تمہیں یہ سن کر خوشی ہوگی کہ میرے آدمیوں نے ان باغیوں میں سے، جنہوں نے تم پر حملہ کیا تھا، دس بارہ کو پکڑ لیا — یہ لوگ کم و بیش زخمی تھے، اور انہیں مناسب طریقے سے ٹھکانے لگا دیا ۔ ہاں ۔ بے حد مناسب طریقے سے" اور یہاں بلالی معنی خیزی سے مسکرایا" بقیہ بیت زندہ نکل گئے تھے اور وہاں چٹانوں میں ان کا تعاقب کرنا خطرے سے خالی نہ تھا ۔ میرے آقا! پاس بان شب ! ڈولی میں سوار ہو جاؤ کیونکہ راستہ تھوڑی ہے اور ہمیں تیزی سے سفر کرنا ہے تاکہ آج کی رات کے چاند غروب ہونے سے پہلے ہم اس قدیم اور مقدس شہر میں پہنچ جائیں جہاں وہ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے:

"کون پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے ؟"

"وہ جو حکم کرتی ہے"

"یہ نام اب میرے اعصاب پر سوار ہونے لگا ہے" میں نے دل میں کہا ۔

اب میں نے رابرٹسن اور اسلوپوگاس کو حالات سے آگاہ کیا ۔ اسلوپوگاس نے بہرحال اعلان کیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے" بوڑھی عورت" کی طرح ڈولی میں بیٹھ کر سفر کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی ۔ بہرحال زخمی زولوؤں کو ان کی ڈولیوں میں آرام سے لٹا کر میں اور رابرٹسن اپنی اپنی ڈولی میں

سوار ہو گئے۔ اور میں نے دیکھا کہ ہماری ڈولیاں باحد آرام دہ تھیں۔

اس کے بعد ہمارا سامان بلائی کے ساتھ آنے والے باربرداروں نے اپنی پیٹھوں پر لاد لیا — ہم ان پر اعتبار کرنے پر مجبور تھے، اور کرتے بھی کیا؟ — البتہ ہم نے بندوقیں اور بارود کی مناسب مقدار اپنے ساتھ ہی رکھی —

اور پھر ہم روانہ ہو گئے۔

سب کے آگے بلائی کے بھالوں سے مسلح ساتھی تھے۔ ان کے بعد زخمیوں کی ڈولیاں تھیں اور ان ڈولیوں کے ساتھ اسلوپوگاس اور اس کے تین ساتھی، جو زخمی نہ تھے، چل رہے تھے۔ ان کے بعد بلائی کی ڈولی تھی۔ اس کے بعد میری اور رابرٹسن کی ڈولیاں تھیں۔ میری ڈولی کے ساتھ ساتھ ہنیس بھاگ رہے تھے۔ آخر میں بقیہ اجیر اور باربردار تھے۔

"اب پتہ چلا ہے باس" ہنیس نے پردوں کے درمیان سے میری ڈولی میں سر ڈال کر کہا "کہ وہ سفید داڑھی والا تمہارا باپ نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے"

"کیوں نہیں ہے؟" میں نے پوچھا حالانکہ "وہ سفید داڑھی والا" میرا باپ نہ تھا۔

"اس لئے باس کہ اگر وہ تمہارا باپ ہوتا تو اپنے پیارے ہنیس کو یوں کتے کی طرح دھوپ میں نہ دوڑاتا جبکہ وہ خود اور دوسرے امیر سفید فام عورتوں کی طرح تکیوں میں بیٹھے ٹیک لیے اپنے مزے سے سفر کر رہے ہیں"

"ایسی احمقانہ باتیں کرنے کے بجائے مناسب ہوگا ہنیس کہ تم اپنی طاقت بچا رکھو" میں نے امیر سفید فام عورتوں والی تشبیہ سے جز بز ہو کر کہا۔ "کیونکہ میں سمجھتا ہوں تمہیں کافی لمبا سفر پیدل ہی طے کرنا ہے"

اور حقیقت میں وہ بڑا طویل سفر ثابت ہوا خصوصاً اس وقت جب ہم پہاڑ پر چڑھنے لگے۔

ہم صبح پانچ بجے روانہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ وہ جنگ جو پو پھٹنے سے کچھ دیر پہلے شروع ہوئی تھی وہ کچھ دیر تک جاری نہ رہی تھی۔ دوسرے پہر کے کوئی تین بجے اس عظیم الشان پہاڑ کے قدموں میں پہنچ چکے تھے جس کا ذکر میں کر چکا ہوں۔

ہم نے اس بلند اور تنہا چٹان کے قدموں میں پڑاؤ ڈال دیا جس پر "افیسٹ" دلدل تھا، میرے لئے ایک عجیب حیرت انگیز نظر دیکھنا مقدر ہو چکا تھا۔ یہاں بیٹھ کر ہم نے وہ بچا ہوا کھانا کھایا جو ہم اپنے ساتھ لائے تھے۔ ایک طرف اماجر بیٹھے اپنا کھانا کھا رہے تھے جو ایک طرح کے دلیہ پر، جسے زولو "امی" کہتے ہیں اور عجیب طرح کی موٹی روٹی پر مشتمل تھا۔

میں نے دیکھا کہ یہ اماجر، جو خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے، بڑے عجیب سے لوگ تھے۔ ان کے سنجیدہ اور تقریباً اداس چہروں کو مسکراہٹ کبھی چھو تک نہ سکتی۔ خدا جانے کیا بات تھی کہ جب میں ان کی طرف دیکھتا تھا تو مجھے پھریری آجاتی تھی۔ خود رابرٹسن کے بھی ان کے متعلق کچھ ایسے ہی احساسات تھے کیونکہ ایک دفعہ اپنے "بڑبڑاہٹ" اور "خاموشی" کے دوروں کے درمیانی وقفے میں اس نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ لوگ "کامیاں" "نرس" ہیں اور پھر اضافہ کیا:

"کوارٹرمین! اس بوڑھے سے جو انجیل کے اوراق سے نکلا ہوا کوئی پیغمبر سا ہے، پوچھو کہ ان آدم خوروں نے میری بیٹی کا کیا کیا؟"

چنانچہ میں نے بلالی سے پوچھا اور اس نے جواب دیا۔

"اپنے دوست سے کہو کہ وہ اس کی بیٹی کو اپنی ملکہ بنانے لے گئے ہیں۔"

چونکہ وہ اپنی اصل ملکہ سے بغاوت کر چکے ہیں اس لئے اب انھیں نئی ملکہ کی ضرورت ہے جو شبیہ ظاہر ہو۔ اپنے دست سے کہو کہ وہ — جو حکم کرتی ہے، ان لوگوں سے جنگ کرے گی اور اس لڑکی کو ان سے حاصل کرے گی بشرطیکہ ان لوگوں نے اس سے پہلے اسے قتل نہ کر دیا۔"

"آوہ! جب میں نے بلالی کی بات کا ترجمہ کیا تو رابرٹسن نے کہا، بشرطیکہ وہ اسے پہلے قتل نہ کر دیں یا اس سے موت سے بھی برا سلوک نہ کریں۔"

اور اس کے بعد حسب معمول اس پر چپ کا دورہ پڑ گیا۔

کچھ ہی دیر بعد ہم پھر روانہ ہوئے۔ ہم سیدھے اس کالی اور کھڑی چٹانی دیوار کی طرف جا رہے تھے جو ایک ہزار فٹ سے زیادہ بلند تھی۔ راستہ ایسا تھا کہ ہم کو اپنے ڈولی برداروں کی سہولت کی خاطر میں اور رابرٹسن اپنی اپنی ڈولی سے نکل کر پیدل چلنے لگے۔ لاکھ کوشش کے باوجود میں سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ ہم چٹان پر کس طرح عبور کر سکیں گے۔ اسٹیفن کا بھی یہی اندازہ تھا کیونکہ اس نے چٹان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"میکومیزن! اگر ہمیں اس چٹان پر چڑھنا ہے تو صرف ایک شخص، میرے خیال میں، اس کی چوٹی پر زندہ پہنچ سکے گا، یعنی تمھارا یہ زرد بندر"

اور اس نے اپنے کلہاڑے سے ہینس کی طرف اشارہ کیا۔

جونہی ہینس پہنچ گیا اور جب ہینس نے پیچھے مڑ کر دیکھا کیونکہ اسے ہوٹنٹوٹوں کا دیا ہوا لقب "زرد بندر" قطعی پسند نہ تھا تو پھر میں اور پریٹ اس قصاب پر یہ الجھن بڑے پتھر لڑھکا دوں گا جو گرتا ہوا اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہوگا۔"

اسٹیفن اس پر مسکرایا کیونکہ وہ مذاق کو سمجھ سکتا اور اس سے محظوظ ہو سکتا

تھا پھر چوٹ براہ راست اسی پر کیوں نہ کی گئی ہو۔

اس کے بعد ہم چلتے چلتے ٹھہر گئے اور باتیں کرنے لگے کیونکہ چڑھائی سے ہمارا سانس پھول گیا تھا۔

آخر کار ہم چٹان کے سرے پر پہنچ گئے جہاں بظاہر ہمارے اس بے دم کر دینے والے سفر کو ختم ہونا چاہیے تھا۔ لیکن ہوا یہ کہ یکایک سیاہ چٹانی دیوار ہی سے اور عین ہمارے سامنے سے ایک انسانی سایہ سا نکل آیا۔ وہ اپنے ہاتھ میں لمبا بھالا لئے ہوئے اور سفید چغہ پہنے ہوئے تھا۔ اس پُراسرار نے پھنسی پھنسی ہوئی آواز میں یوں للکارا۔

اور پھر وہ بھوت کی طرح دفعتہ ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا تھا کہ ہم نہ دیکھ سکے کہ وہ کہاں سے آیا تھا۔ لیکن چند ثانیوں بعد ہی یہ معمہ حل ہو گیا۔

یہاں اس چٹانی دیوار میں ایک شگاف تھا اور چونکہ اندرونی چٹان آگے نکل کر اسی پر جھک گئی تھی اس لئے یہ شگاف چند گز دور سے بھی دکھائی نہ دیتا تھا اس کے علاوہ یہ صرف چار فٹ کشادہ تھا۔ زبردست پہاڑ میں ایک چھوٹی سی دراڑ جو تاریخ کے کسی دور میں جھٹکا ارضی سے پیدا ہو گئی تھی۔

اور حقیقت میں یہ دراڑ ہی تھی کیونکہ اس میں داخل ہونے کے بعد اوپر بہت اوپر آسمان کی ہلکی سی روشن لکیر دیکھی جا سکتی تھی۔ اور پھر اس راستے میں اندھیرا ایسا تھا کہ اس میں داخل ہونے والوں کو مشعلیں، جو ہر دم وہاں تیار رکھی جاتی تھیں، جلا کر آگے بڑھنا پڑتا تھا۔ اس دراڑ میں کھڑا ہوا تنہا ایک آدمی سو آدمیوں کو اس وقت تک روک سکتا تھا جب تک کہ وہ خود مارا نہ جائے۔ اس کے باوجود یہاں سخت پہرہ تھا۔ نہ صرف دراڑ کے دہانے پر جہاں سے وہ مسلح سپاہی نکل کر ہمارے سامنے آگیا تھا، بلکہ اس کے ہر موڑ اور ہر پیچ پر بھی۔

اور اس اندھیرے راستے میں بے شمار پیچ و خم تھے۔

اس اندھیری دراڑ میں ہم آگے بڑھے۔ دو لوگوں کو یہ سفر ذرا پسند نہ آیا کیونکہ وہ روشنی کے دلدادہ تھے اور میں نے دیکھا کہ خود اسلوپگاس بھی خوفزدہ تھا اور پیچھے رہ گیا تھا۔ خود ہینس بھی قدرے بے چین اور چوکنا تھا کیونکہ اسے شک تھا کہ ہمیں پھانسنے کے لئے یہ جال تھا اور خود میں بھی مطمئن نہ تھا حالانکہ بظاہر پرسکون تھا اور بڑی دلچسپی کا اظہار کر رہا تھا۔ صرف رابرٹسن ہر طرف سے بے پروا اس آدمی کے پیچھے چل رہا تھا۔ جو مشعل تھامے ہوئے تھا۔

بوڑھے طالی نے اپنی ڈولی میں سے کچھوے کی طرح گردن نکال کر اور چیخ کر مجھ سے کہا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں کیونکہ اس راستے میں کھنڈر اور غار نہ تھے اس کی آواز اس تنگ راستے میں، جس کے دونوں طرف فلک بوس چٹانی دیواریں کھڑی تھیں، بڑی مہیب معلوم ہوئی۔

کوئی آدھے گھنٹے تک ہم چٹان کے بطن میں چلتے رہے۔ ہر موڑ پر ہوا کے ایسے تیز جھکڑ آتے اور ہم سے ٹکراتے تھے کہ زخیوں کی ڈولیاں تک بھی نہ اٹھنے اٹھنے بچ گئیں۔ لیکن راستہ بہرحال محفوظ تھا اور گرنے کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ، جیسا کہ میں نے کہا، دونوں طرف بالکل ہموار اور سیدھی چٹانیں بلند ہوتی چلی گئی تھیں جن کی چوٹی پر آسمان کا نیلا فیتہ لٹکا ہوا تھا۔

آخرکار دراڑ ذرا کشادہ ہوئی اور روشنی بھی اتنی ہو گئی کہ اب جلوس کی شروعات دیکھ سکتا تھا۔

اور پھر دفعتاً ہم اس سے باہر آئے اور پہاڑ کے ایک پہلو اور سطح مرتفع پر کھڑے تھے۔ ہمارے پیچھے کالی اور سیدھی چٹان کوئی ایک ہزار فٹ تک بلند کھڑی تھی کہ جیسی دوسری طرف تھی جس طرف سے ہم آئے تھے۔ اور ہمارے سامنے اور

نیچے بہت نیچے ایک خوبصورت میدان تھا جو گول تھا اور بے حد وسیع تھا اور اس میدان کو ہر طرف سے چٹانیں گھیرے ہوئے تھیں۔ یہ چٹانیں یقیناً اسی چٹان کا سلسلہ تھیں جس کے بطن میں سے گزر کر ہم آئے تھے۔ مختصر یہ کہ اپنی بے پناہ وسعت کے باوجود یہ میدان ایک خوابیدہ آتش فشاں کا زبردست دہانہ تھا۔ اور آخر میں یہ کہ اس میدان کے مرکز سے ذرا ہٹ کر ایک بڑا شہر تھا کیونکہ میں اپنی دوربین کی مدد سے عظیم الشان دیواریں دیکھ رہا تھا جو پتھر کی بنی ہوئی تھیں۔ اور دیواریں گھروں کی تھیں اور یہ گھر ایسے تھے کہ افریقہ کے ویرانوں میں مجھے کسی جگہ اس ساخت کے گھر دیکھنے کو نہ ملے تھے۔

"کون رہتا ہے اس شہر میں؟" میں نے بلالی کی ڈولی کے قریب جا کر پوچھا

"کوئی نہیں" اس نے جواب دیا۔ "ہزاروں سال سے یہ شہر مردہ اور اجاڑ پڑا ہے۔ البتہ فی الحال "وہ" جو حکم کرتی ہے، اس شہر میں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے اور وہ بھی اپنی فوج کے ساتھ اور ہمیں وہیں پہنچنا ہے۔ کہارو! آگے بڑھو۔"

چنانچہ میں اور رابرٹسن ایک بار پھر ڈولیوں میں سوار ہو گئے اور یہ ہمارا قافلہ آگے بڑھا۔ اب چونکہ اتار تھا اس لئے ہماری رفتار تیز تھی۔ راستہ صاف اور سیدھا تھا چنانچہ تیز رفتاری خطرناک ثابت نہ ہو سکتی تھی۔ اس دن ساری سہ پہر ہم ڈھلان اترتے رہے اور سورج کے غروب کے وقت میدان کے کنارے پر پہنچ گئے۔ یہاں ہم سستانے اور کھانا کھانے کے لئے کچھ دیر کے لئے ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ چاند طلوع ہو کر اپنی روشنی پھیلا دے اور ہم آگے بڑھ سکیں۔ اسلوپوگاس میرے پاس آیا اور بولا۔

"میکومیزن! یہ تو حقیقت میں بڑا زبردست قلعہ ہے۔ کیونکہ اس چٹانی بلند

پر کوئی چڑھ نہیں سکتا۔ جس میں سوراخ اور شگاف ہیں کیا نہیں؟"

- "ہاں اسلوبیم کاسن" میں نے کہا "لیکن یہ وہ پہاڑ ہے کہ اس میں داخل ہونے کے بعد دوبارہ باہر نکلنا مشکل نظر آتا ہے۔ اسلوبیم کاسن اہاری کی حیثیت اب ان جنگلی بھینسوں کی سی ہے جو گہرے کھڈ میں گر گئے ہوں۔"

- "بالکل" وہ بولا۔ "خود مجھے بھی یہی خیال آیا تھا۔ لیکن اگر کسی نے ہم سے چھیڑ چھاڑ کی تو بیکو بیزن ہمارے سینگ موجود ہی ہیں۔ ہم اسے اٹھا کر پھینک دیں گے۔"

اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا۔

اس خاموشی اور عجیب خطے میں سورج کے غروب کا منظر بے حد دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ ابتدا میں آتش فشاں کا وہ دہانہ روشنی سے یوں بھر گیا جیسے پیالے میں آگ۔ اور پھر جب سورج زبردست اور سرخ گولا مغربی چٹان کے پیچھے ڈوب گیا تو نصف میدان میں مکمل ترین اندھیرا پھیل گیا اور پھر یہ عجیب تماشہ نظر آیا جیسے اندھیرا مشرقی سمت کی روشنی پر یلغار کر رہا ہو۔ وہ آگے بڑھتا اور روشنی کو نگلتا چلا گیا اور میدان کے مشرقی کنارے تک اندھیرے نے اجالے کو پسپا کر دیا اور اب مغربی چٹان کی چوٹی روشن تھی اور اس کا عکس میدان میں پڑ رہا تھا اور شمالی اور جنوبی چٹانوں پر پر اسرار روشنیاں ناچ رہی تھیں۔ پھر وہ بھی غائب تھیں اور اس عجیب خطے کو اندھیرا اپنی آغوش میں لے چکا تھا۔

اور پھر چٹانوں کے کنارے سے آدھا چاند طلوع ہوا اور اس کی میلی چاندنی کی سی روشنی میں ہم آگے روانہ ہوئے اور اب ہماری رفتار بہت سست تھی کیونکہ اب کہاروں کے آہنی پٹھے بھی تھک چکے تھے۔

میں اس سفر میں کچھ زیادہ نہ دیکھ سکا لیکن میں نے اندازہ لگایا کہ ہم گندم کی فصل کے درمیان سے گزر رہے تھے پودوں کی بلندی سے پتہ چلتا تھا کہ بہت عمدہ فصل تھی اور لاپرواہی اس زمین میں فصل کو ظاہر ہے کہ عمدہ ہونا ہی چاہئے اس کے علاوہ ہم نے ایک دو چشمے بھی عبور کئے۔

اس کے بعد میں سو گیا۔ اول میں تھکا ہوا تھا پھر ڈولی کے ہلکے ہلکے ہچکولے کا اور کہاروں کا گیت، جو وہ نیچی آواز میں گا رہے تھے کیونکہ اب گھر قریب تھا اور حملے کا کوئی خوف نہ تھا، لوری کا کام دے رہا تھا چنانچہ میں سو گیا۔

جب آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ ڈولی ٹھہر گئی تھی اور بلائی کی آواز کہہ رہی تھی:—

"اب تو ڈولی میں سے اتر آئیے سفید فام آقا! اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ کالے سورما کے ساتھ اور اس زرد رنگ کے ساتھ جس کا نام اندھیرے میں روشنی ہے، تشریف لے چلئے" ... "جو حکم کرتی ہے" اسی وقت تم سے ملنا چاہتی ہے —

ہاں۔ اس سے پہلے کہ تم کھاؤ اور آرام کرو تمہیں اس کی خدمت میں حاضر ہونا ہے اور اسے انتظار کروانا مناسب نہیں۔ اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرف سے بے فکر رہو۔ تمہاری واپسی تک ہر طرح ان کا خیال رکھا جائے گا۔"

بارھواں باب

سفید ساحرہ

تھا۔ ڈولی سے اترا اور ساتھیوں کو بتایا کہ بلالی نے کیا کہا تھا
یا یہ کہ میں میرے ساتھ سفید ساحرہ کے پاس چلا جانا چاہتا تھا چنانچہ اس نے
صاف انکار کر دیا۔ لیکن جب میں نے سمجھایا کہ ہو سکتا ہے کہ اس کی غیر موجودگی
ایک زبردست طاقت کو ہمارے خلاف کر دے تو وہ تیار ہو گیا۔ مسلوپو کا اس سے تعلق
ساتھا اس کے لئے میرے ساتھ جانا یا نہ جانا برابر تھا لیکن جیسا کہ اس نے
کہا، اسے اس حکمراں پر کوئی اعتبار اور دلچسپی نہیں جو عورت ہو۔

البتہ سر ہنری نے، جو بالکل تھکا ہوا تھا، نہ صرف دلچسپی ظاہر کی۔ بلکہ میرے
ساتھ چلنے کو فوراً تیار بھی ہو گیا۔ دراصل اس کا دماغ چوکنا اور متوجہ تھا اور پھر
اس نے بند رکھی تھی، جس سے وہ متاثر تھا تجسس ضرور باقی تھی اور وہ اس
ملکہ کو دیکھنا چاہتا تھا جس کا احترام زکالی جیسا زبردست و جابر آدمی بھی کرتا تھا۔

مختصر یہ کہ آخرکار ہم بلالی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جلتی ہوئی مشعلیں لئے
چند آدمی ہمارے ساتھ چل رہے اور راستہ دکھا رہے تھے۔ ان کی روشنی میں
ہم نے دیکھا کہ درمیان سے یا ان دیواروں کے درمیان سے گزر رہے تھے جو کبھی
عمارتوں کی دیواریں رہی تھیں اور ان کے درمیان سے جو راستہ گزرتا تھا اس پر
ہم چل رہے تھے وہ کچا نہ تھا بلکہ اس میں چوکور پتھر جڑے ہوئے تھے۔
ایک بلند محراب یا دروازے کے نیچے سے گزر کر ہم ایک احاطے میں پہنچے جو

کہنے کہ لبادے میں ملبوس تھی۔ اس نے اشارے سے ہمیں اندر داخل ہونے کو کہا۔

جب میں نے اس سے چند سوالات پوچھے تو وہ نہ تو کچھ بولی اور نہ ہی کوئی جواب دیا۔ اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ گونگی تھی

ہم اندر داخل ہو گئے۔ میں سوچ رہا تھا کہ خدا جانے ہم کیا دیکھنے والے ہیں۔

پردوں کے دوسری طرف ایک کمرہ تھا جو کچھ زیادہ بڑا نہ تھا۔ اس کمرے میں چراغ جل رہے تھے اور ان کی روشنی میں کمرے کی دیواروں پر بنی ہوئی تصویریں صاف نظر آ رہی تھیں۔ میں نے اندازہ لگایا کہ یہ کمرہ کسی ہیکل کی عمارت کا رہا ہوگا کیونکہ اس کے سرے پر ایک چبوترہ تھا جس پر گزرے ہوئے دور میں دیوتا کا مجسمہ رہا ہوگا۔ لیکن اس وقت اس چبوترے پر ایک کوچ رکھی تھی اور اس پر ایک دیوی —

وہ کوچ پر بیٹھی ہوئی تھی — سرو قد اور بے حرکت — اس کا لباس جھلملاتا ہوا اور سفید تھا اور چہرے پر نقاب پڑا ہوا تھا لیکن لباس کی بناوٹ کچھ ایسی تھی کہ وہ اس دیوی کے سرو قد جسم کی نزاکت کو چھپانے کے بجائے اسے اور نمایاں کر رہی تھی۔ نقاب میں سے اجالا سی تھی جیسی کہ دلہنوں کی ہوتی ہے، آنکھوں کالے اور چمکیلے بالوں کی دو لمبی چوٹیاں نکلی ہوئی تھیں جن کے سرے پر موتی تھے۔ گلے میں ایک جڑاؤ موتی لٹکا ہوا تھا۔ اس دیوی کے دائیں بائیں ایک طویل القامت عورت کھڑی ہوئی تھی۔ ان عورتوں کے خدوخال اس عورت کے سے ملتے تھے جس نے ہمیں اندر آنے کا اشارہ کیا تھا اور اس دیوی کے سامنے لیکن ذرا بائیں طرف ہٹ کر ہمارا بوڑھا دوست بلالی گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا۔

کوچ پر بیٹھی ہوئی ہستی سے ایک عجیب طرح کا جلال اور عظمت ٹپک رہی تھی۔ ایسا جلال اور ایسی عظمت جو کسی ملکہ سے ہی منسوب کی جا سکتی ہے لیکن ہمارے سامنے بیٹھی ہوئی ہستی کا وقار دنیا کی کسی بھی ملکہ سے بڑھ کر تھا۔ اسرار جیسے اس ہستی

سے پھوٹ رہے تھے ناقابل بیدروں نے اسے یوں ڈھک رکھا تھا جس طرح نقاب
نے اس کے چہرے کو جس سے اس کے وقار، عظمت اور جلال میں اور بھی اضافہ ہو رہا
تھا۔ حسن کے بھی سوتے پھوٹ رہے تھے۔ حالانکہ وہ نقاب نہ تھا لیکن میں جانتا تھا
کہ اس کا حسن بھی چکرا دینے والا تھا۔ کوئی نقاب اور کوئی پردہ اسے چھپا نہ سکتا تھا
کم سے کم میرے تصور سے۔ اس کے علاوہ اس کے تنفس سے بھی فوق الفطرت قوتیں
پھوٹ رہی تھیں اور ہم ان قوتوں کو آس پاس کی فضا میں شدت سے محسوس کر رہے
تھے جس طرح کہ ہم فضا میں طوفان محسوس کر لیتے ہیں۔ بعد میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ یہ قوتیں
انسانی نہ تھیں بلکہ ان کی جڑیں کہیں بہت دور اس دنیا سے بیگانہ تھیں۔ مختصر یہ کہ وہ
غیر ارضی قوتیں تھیں۔

سچ تو یہ ہے کہ اس وقت میری عجب حالت تھی اور میرے دل میں متضاد جذبات
موجزن تھے۔ حالانکہ میرا تجسس پہلے ہی سے زیادہ تھا لیکن وہ انتہا کو پہنچ گیا تھا
ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ خوشی بھی تھی کہ میں اس مہم پر آیا اور میں نے یہ سفر کیا اس کے
باوجود ناقابل برداشت خوف محسوس کر رہا تھا۔ اتنا زیادہ کہ میرا جی چاہتا تھا کہ میں پلٹ
کر بھاگ جاؤں اور اگر میرا بس چلتا تو یقیناً بھاگ گیا ہوتا۔ شروع سے ہی میں محسوس کر رہا
تھا کہ میں ایک ایسی ہستی کے سامنے ہوں جو ارضی نہیں ہے لیکن جس نے ایک عورت کا
روپ اختیار کر رکھا ہے ایک ایسی ہستی جو بیرونی ہے اور بنی نوع انسان سے
تعلق مختلف ہے۔

میرے خدا! کیا منظر تھا وہ جسے میں کبھی فراموش نہ کر سکوں گا۔
وہ ہمارے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ پُرشوکت اور بے حرکت۔ سنگ مرمر کے مجسمے کی طرح
سفید لبادے کے نیچے اس کا اٹھتا اور گرتا ہوا سینہ اس بات کا پتہ دے رہا تھا کہ وہ
زندہ تھی اور ہماری طرح اس کا تنفس چل رہا تھا۔ اور دوسری چیز بھی تھی جس کے

زندہ ہونے کا ثبوت دے رہی تھی۔ اس کی آنکھیں۔ ابتدا میں تو میں انھیں نقاب
کے اوپر نہ دیکھ سکا۔ لیکن بعد میں انھیں آسانی سے دیکھنے لگا۔ شاید اس لئے کہ تب
میری نظر اس کمرے کی روشنی سے مانوس ہو گئی تھی یا پھر اس پراسرار ہستی کی خود آنکھوں
میں چمک آ گئی تھی جیسی کہ چند خاص جانوروں کی آنکھوں میں اس وقت آ جاتی ہے
جب وہ کسی چیز کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھتے ہیں۔

اب میں ان آنکھوں کو صاف طور سے دیکھ رہا تھا۔ بڑی بڑی، خوبصورت
کالی اور ان میں اتھاہ جھیل کی سی گہرائی تھی اور ان میں سے نکلتی ہوئی نظر کی
لپٹیں بے تکلف اور آسانی سے ہر چیز اور نفس کو نہ صرف اپنی لپیٹ میں لے
رہی تھیں بلکہ ۔ اور روح کے آر پار ہو رہی تھیں۔ یہ آنکھیں کھلی ہوئی کھڑکیاں
سی تھیں جن میں سے اندر کی روشنی باہر آ رہی تھی اور یہ روشنی روح کی تھی۔

اس نظر کا اثر معلوم کرنے کے لئے میں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔
اور دیکھا کہ مختلف اثر ہوا تھا اس کا میرے ساتھیوں پر

ہینس گھٹنوں پر جھکا ہوا تھا، اس کے دونوں ہاتھ عبادت کے انداز میں اوپر
اٹھے ہوئے تھے اور اس کا چہرہ دیکھ کر مجھے وہ مچھلی یاد آ گئی جو پانی سے باہر ریت پر
پڑی سانس لینے کی کوشش کر رہی ہو۔ رابرٹسن کی بے تعلقی غائب تھی، وہ اپنے
خول میں سے جیسے نکل آیا تھا اور منہ کھولے اور آنکھیں پھاڑے کوچ پر بیٹھی
ہوئی پُر نقاب اور پُر اسرار صورت کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میرے خدا!" وہ سرگوشی میں بولا۔ "حالانکہ میں نے بوتل کو ہاتھ
نہیں لگایا لیکن مجھے نشہ آ رہا ہے۔ خدا کی قسم کیا آنکھیں ہیں! یہ سامنے بیٹھی
ہوئی عورت انسان نہیں ہے۔ یہ محسوس کر رہا ہوں۔"

امسلوپوگاس تنا کھڑا تھا۔ سنجیدہ اور خاموش۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے

کے دستے پر لٹکے ہوئے تھے۔ اور وہ بھی کرسی پر بیٹھی ہوئی اس کی طرف دیکھ رہا تھا
اور اس کے ماتھے پر کے سوراخ پر تھی جو نہ کمال نمایاں طور پر دھڑک رہی تھی۔

"پاسبانِ شب!! اس نے مجھ سے ۔۔۔۔۔۔۔ سرگوشی میں کہا: "یہ صرف
ایک عورت نہیں بلکہ سب عورتیں ہیں اس کے لباس کے نیچے میں اس کا حسن
دیکھ رہا ہوں جو اب اس دنیا میں نہیں رہی۔ میری مراد ناؤا سے ہے جس کا لقب
"سوسن" تھا۔ میکومیزن! تم بھی کچھ ایسا محسوس کر رہے ہو؟"

اب جب کہ اسلوپوگاس نے کہا تو یہ عقدہ کھلا حالانکہ یہاں آتے ہی میں یہ
محسوس کر رہا اور اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اس نقاب پوش عورت
کی طرف دیکھا۔ اور اس کی آنکھوں میں ـــــ ضرورت بتانے کی ضرورت نہیں کہ مجھے کون
نظر آیا۔ اس میں مجھے بہت سی عورتیں اور ان کا حسن نظر آیا اور وہ عورت بھی نظر
آ رہی ہے جس اس وقت تک نہ ملا تھا لیکن بعد میں اس سے ملنا میرے لئے مقدر
ہو چکا تھا۔ میں الجھ گیا۔ نظارے اس دھوکے کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ تمام تصویریں
ابھر رہی تھیں، غائب ہو رہی تھیں اور ایک دوسرے میں مدغم ہو رہی تھیں میرے
خیال میں یہ نظر کا دھوکا ہی تھا جس کا منبع اس ہستی کا شعور و دماغ تھا جو سامنے کوچ
پر بیٹھی ہوئی تھی۔

آخر کار وہ بولی اور اس کی آواز ایسی تھی جیسے خاموشی اور گمبھیر سناٹے میں چاندی
کی گھنٹیاں بج رہی ہوں۔ یہ آواز نرم اور شیریں تھی۔ اس قدر شیریں کہ لہجہ سے کے لئے
میرے ہوش و حواس گم ہو گئے اور میری نبض ڈوب گئی۔

اس پر اسرار ہستی نے مجھے مخاطب کیا تھا۔
"میرے اس خادم نے" اور اس نے بابا کی طرف، جو گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا،
اپنے سر سے ہلکا سا اشارہ کیا۔ "مجھے بتایا کہ تم جس کا نام "پاسبانِ شب" ہے دہشت زدہ ہو

سمجھ لیتے ہو جس میں میں تم سے مخاطب ہوں۔ کیا یہ سچ ہے؟"

• میں عربی زبان سمجھ لیتا ہوں کیونکہ میں نے مشرقی ساحل کی بستیوں میں اپنے عرب دوستوں سے سیکھی ہے لیکن آپ کی عربی اس سے قدرے مختلف ہے اے ......"

اور میں خاموش ہو گیا۔

• مجھے حیاء کہتے ہیں" اس نے کہا " یہاں میرا لقب ہے جس کے معنی ہیں وہ" یا " عورت "۔ اور اگر یہ نام تمھیں مناسب نہ معلوم ہو تو مجھے " ایشہ " کہہ سکتے ہو۔ مدت طویل کے بعد مجھے اپنا اصل نام ایک ایسے شخص کی زبان سے سن کر مسرت حاصل ہو گی جو نہ صرف شریف ہے بلکہ جس کی رنگت بھی میری رنگت کی طرح ہے۔"

اس فن کارانہ تعریف سے میں سرخ ہو گیا اور جلدی سے کہا۔

"کیوں آپ کی عربی اس سے قدرے مختلف ہے اے ایشہ "

• میں جانتی تھی کہ تمہیں حیاء کی بہ نسبت ایشہ نام پسند آئے گا کیونکہ اس میں موسیقی ہے، سحر ہے اور شیرینی ہے۔ بعد میں میں تمہیں صحیح تلفظ سکھا دوں گی اے ..... ! اسپابن شب " کے علاوہ بھی تمھارا کوئی نام ہے کیونکہ یہ تو لقب معلوم ہوتا ہے؟"

• جی ہاں — میں نے جواب دیا " ایلین "

" اے ایلین ! اب تم مجھے اپنے ان ساتھیوں کے متعلق بتاؤ" اور اس نے اپنے سڈول ہاتھوں سے میرے ساتھیوں کی طرف اشارہ کیا۔ " بشرطیکہ یہ عربی نہ جانتے ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ نہیں جانتے۔ لیکن ــــ ٹھہرو۔ میں خود ان کے متعلق بتاتی ہوں اور تم کہنا کہ میں نے صحیح کہا یا غلط۔" اور اس نے رابرٹ سن کی طرف سر سے اشارہ کیا۔ " وہ ہے جس کا دماغ اپنے مرکز سے قدرے ہٹ گیا ہے اور اس کے وجود سے ایک رنگ پھوٹ رہا ہے جسے تم دیکھ نہیں سکتے لیکن میں دیکھ

مر چکا ہوں ۔ یہ انتقام کا رنگ ہے حالانکہ، میرے خیال میں وہ اپنے وقت میں اس کی کچھ اور خواہشات بھی تھیں اور مجھے یاد ہے کہ انسان نے ابتدائے آفرینش سے ہی ان خواہشات کو اپنے اوپر مسلط کیا ہے جو آخر میں اس کی بربادی کا باعث بنی ہیں ۔ انسانی فطرت نہیں بدلتی، ایلین، اور شراب اور عورت بے حد قدیم پھندے ہیں ۔ بس اس کے متعلق تی اتکال اتنا ہی کافی ہے ۔ اب یہ بونا اور زرد آدمی مجھ سے ڈرتا ہے جس طرح کہ تم سب مجھ سے ڈرتے ہو ۔ اور ایلین ! یہی عورت کی سب سے بڑی قوت ہے ۔ حالانکہ عورت کمزور اور نرم دل ہوتی ہے اس کے باوجود مرد اس سے ڈرتے ہیں کیونکہ مرد کی ذات ایسی بیوقوف ہے کہ وہ عورت کو سمجھ ہی نہیں سکتے ۔ لاکھوں سال کے بعد بھی عورت ان کے لئے ایک معمہ ہے اور ہم سب کے لئے معمہ الجھن کا باعث ہوتا ہے ۔ تمہیں رومیوں کا وہ محاورہ یاد ہے جس میں یہ بات بڑے عمدہ ڈھنگ سے کہی گئی ہے ؟"

میں نے اثبات میں سر ہلایا کیونکہ یہ ان لاطینی محاورات میں سے ایک تھا جو میرے والد نے مجھے سکھائے تھے ۔

"بہت خوب ۔ بہر حال یہ بونا ایک وحشی ہے اور بندروں کی نسل سے بہت قریب ۔ یہ تم جانتے ہو ایلین کہ ہم بندروں سے ہی انسان بنے ہیں؟"

میں نے پھر اثبات میں سر ہلایا ۔

"لیکن ایشہ ! اس نظریہ پر ماہروں کا اختلاف ہے ۔"

"ہاں یہ اختلاف میرے ہی زمانے میں شروع ہو گیا تھا ۔ لیکن ہم اس مسئلے پر پھر کبھی بحث کریں گے ۔ بہر حال یہ زرد بونا بندروں سے بہت قریب ہے چنانچہ بے حد بجپ ہے کیونکہ یہ ابھی جز تو مر چکا ہے اس کے

باوجود اس کے چند خوبیاں ہیں۔ اس میں عیاری ہے، وفاداری ہے اور محبت ہے اور تم جانتے ہو ایمن کہ محبت بڑی عظیم شے ہے اور محبت ہی سب کچھ ہوتی ہے؟"

"اس کا انحصار اس بات پر ہے الیشہ کہ محبت سے آپ کی مراد کیا ہے؟" میں نے جھجکی ہوئی آواز میں کہا۔

"یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی۔ یعنی اس وقت جب ہم فرصت میں ہوں گے اور اطمینان سے باتیں کر سکیں گے۔"

"جیسی الیشہ کی مرضی۔"

"یہ لیو منڈر جیسا بھی ہے اس نے بہر حال تمہارے بچے کی خدمت کی ہے۔ اس کی داستان تم مجھے بعد میں سنا دینا۔ اب رہ جاتا ہے یہ کالا۔ میرے خیال میں یہ سچ مچ مرد ہے۔ بہادر اور جنگجو، جیسے کہ دور قدیم کے انسان ہوا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ وحشی اور جاہل ہے۔ بہر حال یقین کرو ایمن وحشی اکثر و بیشتر عقلمند ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر انسان اب بھی ایک یا دوسری طرح سے فطرتاً وحشی ہی ہے حتیٰ کہ تم اور میں بھی ایمن۔ کیونکہ جسے تہذیب کہا جاتا ہے وہ در اصل تو درتہ رنگ ہے جسے ہمارے اصل رنگ کو چھپانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے ایمن کہ تہذیب کا یہ رنگ بڑا ہی پھیکا ہوتا ہے۔ اس بہادر کے کلہاڑے نے بہت سا خون پیا ہے اور ہمیشہ دست بدست جنگ میں اور میں کہوں گی اس کا یہ کلہاڑا ابھی اور خون پیئے گا۔ اب کہو ایمن! میں نے تمہارے ساتھیوں کے متعلق غلط تو نہیں کہا؟"

"ایک تو نہیں کہا" میں نے جواب دیا۔

"میرا بھی یہی خیال تھا" اس نے کہا اور ہنسی۔ اس کی ہنسی دل لبھانے والی تھی۔ "یہ جگہ تو ایسی ہے ایمن کہ یہاں بے کار پڑے پڑے میرے دماغ کو زنگ

سا لگ گیا ہے تاہم بیکار نہیں ہوا۔ اچھا۔ اب تم لوگ جاکر آرام کرو۔ کل ہم دونوں اکیلے میں گفتگو کریں گے۔ یہاں تم محفوظ ہو چنانچہ بے فکر رہو میرے غلام تم لوگوں کی نگہبانی کریں گے اور میں ان پر کڑی نظر رکھتی ہوں۔ تو کل تک کے لئے رخصت۔ جاؤ، کھاؤ پیو اور آرام کرو جیسا اس دنیا میں شمار ہونے والی اور زندگی سے آشنی ہوتی ہر ہستی کو کرنا پڑتا ہے۔ مجبوراً کرنا پڑتا ہے حالانکہ زندگی ایسی ہے کہ اس کا نہ ہونا ہی بہتر تھا۔ بلالی! ان لوگوں کو لے جاؤ۔"

اور اس نے ہاتھ ہلایا۔ یہ اشارہ تھا اس بات کا کہ ہماری حالیہ ملاقات ختم ہو گئی تھی۔

اس اشارے پر حبشی، جو اب تک گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا، اٹھا اور حقیقت میں بھاگ کر پردوں کے پار ہو گیا۔ رابرٹسن اس کے بعد پردے ہٹا کر دوسری طرف پہنچ گیا۔ اسلوپوگاس ایک لمحہ تک کھڑا رہا پھر اس نے اپنا بدن اونچے پورے قد کھینچا اور اپنا کلہاڑا بلند کر کے اور چیخ کر کہا۔

"... اِنکُو"

اس کے بعد وہ بھی پیٹ کر چلا گیا۔

"امین! اس کالے نے جو لفظ کہا اس کا کیا مطلب ہے؟" ایشے نے پوچھا۔

"یہ وہ سلام ہے جو زولو قوم کے لوگ صرف اپنے بادشاہ کو کرتے ہیں۔" میں نے اسے سمجھایا۔

"میں نے کہا نہیں تھا کہ اکثر وحشی بہتر ین انسان ثابت ہوتے ہیں؟" اس نے خوش ہو کر کہا۔ "تمہارے سفید فام ساتھی نے مجھے سلام نہیں کیا لیکن وہ کالا اس سے زیادہ مہذب ہے اور جیسے جانتا تھا کہ وہ جس عورت کے سامنے

کھڑا ہے وہ شاہی خاندان سے ہے۔

”اپنے ملک میں وہ خود بھی شاہی خاندان سے اور سردار ہے؟“

”اگر ایسا ہے ایلن، تو پھر ہم دونوں عزیز ہیں۔“

اس کے بعد میں اخلاقاً اس کے سامنے جھک گیا اور اب پہلی دفعہ وہ اپنے گھٹنوں پر سے اٹھ کھڑی ہو گئی۔ بلند قامت اور پُر وقار۔ جواب میں وہ بھی جھک گئی اس کے بعد میں بھی رخصت ہوا۔ پردوں کے دوسری طرف میرے ساتھی میرے منتظر کھڑے تھے سوائے ہنس کے جو غالباً طویل ہال میں سے بھاگتا ہوا اس کے سرے پر پڑی ہوئی چٹائیوں کے بعد بھی دوسری طرف نکل گیا تھا۔ ہم بلالی کے پیچھے چلے اور ہال میں دونوں طرف کھڑے ہوئے سپاہیوں نے بھالے بلند کر کے ہمیں سلام کیا۔ ہال کے سرے پر پڑی ہوئی چٹائیوں کو اٹھا کر دوسری طرف پہنچے تو ہنس کو وہاں کھڑے پایا۔ وہ اب بھی بے حد خوفزدہ نظر آرہا تھا۔

”باس!“ جب ہم بے چھت کے ستونوں والے دربار کے کمرے میں سے گزر رہے تھے تو اس نے مجھ سے کہا ”میں نے اپنی زندگی میں بہت سی خوفناک چیزیں دیکھی ہیں اور ان سے مقابلہ کیا ہے۔ لیکن میں کبھی کسی سے اتنا خوفزدہ نہیں ہوا جیسا کہ اس سفید ساحرہ سے۔ باس! وہ تو وہ شیطان ہے جس کے متعلق تمہارے والد اتنی بہت سی باتیں بتایا کرتے تھے یا شاید اسکی بیوی ہے“

”اگر ایسا ہی ہے ہنس!“ میں نے جواب دیا ”تو پھر شیطان اتنا بدصورت نہیں ہے جتنا کہ بتایا جاتا ہے۔ لیکن ہنس! بہتر ہوگا کہ تم یہاں احتیاط سے کام لو کیونکہ اس سفید ساحرہ کے کان بہت لمبے ہیں۔“

”کون کیا کہتا ہے اور کیا نہیں کہتا اس سے کوئی فرق نہیں پڑ جاتا باس کیونکہ اس سے پہلے کہ خیالات الفاظ بن کر ہونٹوں سے نکلیں وہ پڑھ لیتی ہے اور

پاس! ہاں، اس کمرے میں میں اسے ایسا کرتے محسوس کر رہا تھا اور پاس شتاب چونکا کر تم بھی محتاط رہو ورنہ وہ تمہیں اپنی محبت میں گرفتار کرے گی۔ وہ یقیناً بہت زیادہ بدصورت ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اپنے چہرے پر نقاب کیوں ڈالے رکھتی؟ وہ سچ کہتا ہے! کبھی کسی نے خوبصورت عورت کو یوں اپنا چہرہ چھپاتے دیکھا ہے؟"

اور یوں کچھ اسی سے میرے کان بھرتا رہا یہاں تک کہ ہم اسی راستے سے جس راستے سے آئے تھے، وہاں پہنچ گئے جہاں ہمارے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ وہاں ہمارے لئے کھانا تیار تھا۔ بکری کا ابلا ہوا گوشت، چپاتیاں اور دودھ۔ میرے خیال میں وہ دودھ ہی تھا۔ اور ہم دو سفید ناموں کے بستر بھی تیار تھے جن پر نمدے اور نرم چادریں بچھی ہوئی تھیں اور کمبل تہہ کئے رکھے تھے۔ یہاں میں یہ بتا دوں کہ ہماری قیامگاہ دراصل ایک قدیم عمارت کے کھنڈر پر مشتمل تھی جس کی دیواروں پر کبھی خوبصورت مناظر اور دیوی دیوتاؤں کی تصویریں بنی ہوئی ہوں گی۔ عمارت کی چھت غائب تھی چنانچہ ہم تاروں بھرا آسمان دیکھ سکتے تھے۔ لیکن اس علاقے کی آب و ہوا چونکہ خوشگوار اور فرحت بخش تھی اس لئے چھت کا نہ ہونا ہمارے لئے باعث تکلیف نہ تھا۔ عمارت کا سب سے بڑا کمرہ میرے اور رابرٹسن کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ عقبی کمرہ اسلوپوکاس اور اس کے ساتھیوں کے لئے اور تیسرا کمرہ زنیبوں کے لئے تھا۔

بلالی نے چراغ کی روشنی میں ہمیں یہ کمرے دکھائے اور معذرت چاہی کہ ہمارے قیام کے لئے یہاں اس سے بہتر انتظام نہ ہو سکتا تھا۔ یہ پوری عمارت کھنڈر تھی اور اتنا وقت تھا نہیں کہ وہ لوگ ہمارے لئے کوئی مکان بنا دیتے۔ اس نے کہا کہ ہم بے فکر ہو کر سو سکتے ہیں کیونکہ پہرے دار ہماری حفاظت کر رہے ہیں

اور یہ کرے وہ۔ جو حکم کرتی ہے "کہ جانوروں کو نقصان پہنچانے کی جرأت کوئی نہیں کرسکتا۔ نعوذ اس لئے کرے وہ۔ جو حکم کرتی ہے کم سے کم مجھ سے اور "کالے سے (اسلوپوگاس سے) بے حد متاثر اور مرعوب ہوتی ہے اور اس کا بلاوا کو یقین تھا۔ اس کے بعد وہ یہ کہہ کر اور ہمیں سلام کرکے رخصت ہوا کہ وہ صبح آئے گا۔

میں اور وا ہوٹ سو ان تپائیوں پر بیٹھ گئے جو ہمارے لئے لائی گئی تھی کھانا کھانے لگے اس سفر کے حیرت انگیز واقعات نے اسے اتنا مرعوب کردیا تھا! پھر وہ خیالات میں الجھا ہوا تھا کہ میں کوشش کے باوجود اس سے گفتگو جاری نہ رکھ سکا۔ اس نے صرف ایک بات یہ کہا کہ ہم عجیب اور پراسرار لوگوں میں آگئے ہیں اور یہ کہ جو شیطانوں کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں انھیں بڑے لمبے چمچے کی ضرورت پڑتی ہے"۔ چنانچہ یوں کر کے وہ بستر پر دراز ہوگیا۔ چند منٹوں تک اونچی آواز میں دعائیں مانگتا رہا جیسی کہ اس کی عادت ہوگئی تھی۔ اور یہ دعائیں سحر، ساحرہ اور مصائب سے بچنے کے لئے تھیں۔ اس کے بعد وہ سوگیا۔

سونے سے پہلے میں اور اسلوپوگاس دروازے پر کھڑے تاروں بھرے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"سلام میکومیزن" اس نے کہا "تم نے جو سفید فام اور ہوشیار ہو اور میں نے حالانکہ کالا اور جنگلی ہوں، سورج تلے بڑی عجیب چیزیں دیکھی ہیں۔ لیکن ایسی چیز پہلے کبھی نہیں دیکھی جیسی کہ آج رات دیکھی ہے۔ وہ سردارنی کون ہے اور کیا ہے؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا اسلوپوگاس" میں نے کہا لیکن اتنا ضرور

جانتا ہوں کہ ہمارا یہ سفر رائیگاں نہیں گیا کہ ہمیں وہ دیکھنے کو ملی حالانکہ وہ چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھی۔"

"ہاں میکومیزن! اندرونی میں یہی کہوں گا کہ وہ قابل دید ہے۔ اچھا ہوا کہ ہم یہاں آئے۔ میرا دل کہتا ہے کہ وہ سب سے بڑی ساحرہ ہے اور مناسب ہوگا کہ تم احتیاط سے کام لو اور اپنی روح کی حفاظت کرو مبادا وہ ساحرہ اسے چرا لے۔ اگر وہ ساحرہ نہ ہوتی میکومیزن تو کیا یہ ممکن تھا کہ اس میں مجھے ماداونا نظر آتی جو میری جوانی کی بیوی تھی؟ اس ساحرہ نے جس زبان میں تم سے گفتگو کی تھی اس سے میں واقف نہیں اس کے باوجود اس کی آواز ماداونا کی آواز تھی۔ یہ اچھا ہی ہے میکومیزن کہ تم زکالی کا عظیم طلسم پہنے ہوئے ہو کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ طلسم تمہیں ان جادوؤں سے بچائے گا جو ہر برمیں ہیں۔"

"زکالی بھی تو ساحر ہی تو ہے امسلوپوگاس" میں نے ہنس کر کہا۔ "لیکن میں دونوں میں سے کسی سے نہیں ڈرتا۔ اگر یہ ساحرہ ہے تو میں اس سے علم حاصل کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں بشرطیکہ یہ کوئی معمولی سی سفید فام عورت نہ ہو جس نے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اپنا چہرہ چھپا رکھا ہو۔"

"ہاں میکومیزن! وہ علم جو یا تو روحیں دے سکتی ہیں یا وہ جو مر چکے ہیں۔"

"شاید۔ لیکن امسلوپوگاس۔ ہم یہاں روحوں اور مُردوں کی ہی تلاش میں تو آئے ہیں۔ ہے نا؟"

"ہاں۔ وہ پہلا" اور جنگ کی بھی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ہمیں یہ تینوں چیزیں مل جائیں گی البتہ میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ پہلے جنگ ہو کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ روحیں اور مردے پہلے مجھے مسحور کر کے مجھ سے میری بجرتی اور ہمت چھین لیں۔"

اس کے بعد میں اسلوپوگاس سے رخصت ہو کر اپنے کمرے میں آیا۔ رابرٹ سن بے خبر سو رہا تھا۔ میں اپنے بستر پر لیٹ گیا اور اتنا تھکا ہوا تھا کہ جو کچھ ہوا تھا اور جو کچھ ہونے والا تھا اس پر غور کئے بغیر فوراً ہی سو گیا۔

ایک عجیب طرح کی آواز سے میری آنکھ جب کھلی تو سورج کافی بلند ہو چکا تھا۔ میں نے ادھر اُدھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ رابرٹ سن کی آواز تھی جو گھٹنوں کے بل جھکا اونچی آواز میں دعائیں پڑھ رہا تھا جیسی کہ اس کی عادت تھی۔ یہاں میں یہ اعتراف کر لوں کہ اس کی یہ عادت اب میرے اعصاب پر سوار ہونے لگی تھی۔ میرے خیال میں عبادت انسان اور اس کے پیدا کرنے والے کے درمیان گویا ایک نجی معاملہ ہے اس کے علاوہ میں رابرٹ سن کے گناہوں کی تفصیلات سننا چاہتا تھا اور اس کے یہ گناہ بے شمار اور انوکھے تھے۔ خود میرے اور اپنے ہی گناہوں کا بوجھ کیا کم تھا کہ پھر رابرٹ سن کے اعترافات سن کر اس کا بوجھ بھی نے لئے پھرتا۔

چنانچہ میں بستر میں سے نکل آیا کہ رابرٹ سن سے ذرا دور بھی چلا جاؤں۔ میں کمرے سے یوں اندھا دھند باہر نکلا کہ دروازے سے جا کھڑے ہوئے بلالی سے باقاعدہ ٹکرا گیا۔ وہ وہاں کھڑا حیرت اور دلچسپی سے رابرٹ سن کی طرف دیکھ رہا اور اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

بلالی نے اپنے مخصوص انداز میں جھک کر مجھے سلام کیا اور کہا:—

"اِسے اِن شب! اپنے ساتھی سے کہو کہ وہ — جو محنت کرتی ہے اور جسے ماننا ضروری ہے" جب سامنے نہ ہو تو گھٹنوں کے بل جھکنا ضروری نہیں۔ اور جب وہ سامنے ہو تب بھی مناسب ہو گا کہ تمہارا یہ ساتھی خاموش رہے

ہمارا اجنبی زبان میں کہی ہوئی اتنی بہت سی باتیں "وہ جو حکومت کرتی ہے" کو پریشان کر دیں"۔

میں نے ایک قہقہہ لگا کر جواب دیا۔

"میرا یہ ساتھی نہ تو "وہ جو حکومت کرتی ہے" کے لئے گھٹنوں پر جھکا ہے اور نہ ہی اس کی عبادت کر رہا ہے جو آسمانوں پر ہے۔

"اچھا! لیکن ہم تو یہاں اس عظیم حاکم کو جانتے ہیں جو زمین پر ہے حالانکہ یہ سچ ہے کہ وہ شاید کبھی کبھی آسمانوں پر بھی چلی جاتی ہے"۔

"ہوگا" میں نے بے تعلقی سے کہا" بلالی! اب مناسب ہوگا کہ تم مجھے کسی ایسی جگہ لے جاؤ جہاں میں نہا سکوں"۔

"تمہارے غسل کا انتظام کیا جا چکا ہے" وہ بولا" آئیے"

چنانچہ میں نے ہینس کو آواز دی جو برآمدے میں کے قریب ہی منڈلا رہا تھا اور اس سے کہا کہ وہ تولیہ اور صابن لے کر ہمارے ساتھ چلے۔ خوش قسمتی سے صابن کی وہ چار ٹکیاں ہمارے پاس بچ رہی تھیں۔ اس کے بعد ہم اس راستے پر چل پڑے جس پر پتھر جڑے ہوئے تھے اور مکانوں یا ان کی عمارتوں کے درمیان سے گزر رہا تھا۔

"بلالی! تمہارا یہ ملک کون سا ہے اور کیا ہے؟" میں نے راستے میں بلالی سے پوچھا" یقیناً وہ مصر تو نہیں ہے"؟

"یہ تم اسی سے پوچھنا کیونکہ میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں خود اپنے شجرے سے دسویں پشت تک واقف ہوں اور میرے دسویں جد نے جب ان کا آخری وقت تھا اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ "وہ جو حکومت کرتی ہے" اتنے برسوں سے دنیا میں حکومت کرتی ہے کہ وہ برسوں کا شمار نہیں کر سکتے

یہ روایت ہمارے خاندان میں نسلاً بعد نسلاً چلی آ رہی ہے:

میں چلتے چلتے رک گیا اور حیرت سے بلالی کی صورت تکنے لگا۔ یہ جھوٹ ایسا حیرت انگیز تھا کہ اس کی وجہ سے میرے اعضا جیسے شل ہو گئے تھے۔ میری بے یقینی کو محسوس کر کے بلالی نے برا ماننے والے انداز میں کہا۔

"اگر یقین نہیں آتا تو پھر خود اسی سے پوچھ لینا۔ اور یہ ہے وہ جگہ جہاں تمہیں غسل کرنا ہے:"

اور وہ مجھے ایک محرابدار دروازے میں سے اس جگہ لے آیا جو کسی زمانے میں ایک پر تکلف حمام رہا ہوگا جیسے کہ قدیم روم میں ہوا کرتے تھے۔ اس کا طول و عرض ایک بڑے کمرے جتنا تھا۔ وہ سنگ مرمر کا تھا اور فرش چاروں طرف سے ڈھلوان۔ چنانچہ بہت بڑے پیالے یا پورے کھلے ہوئے کنول کی شکل کا تھا اور بڑے بڑے پائپوں میں سے پانی اب بھی نکل رہا تھا اور دوسرے پائپوں میں داخل ہو رہا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے چاروں طرف پانچ فٹ چوڑی گزرگاہیں تھیں جو مختلف کمروں تک جاتی تھیں۔ کسی زمانے میں ان کمروں کو، جو اب بے چھت تھے، یہاں غسل کرنے والے "ڈریسنگ روم" کے طور پر استعمال کرتے ہوں گے۔ ہر دو کمروں کے درمیان رقص آرام مجسموں کے آثار اب بھی موجود تھے۔ کمرے کے انتہائی سرے پر ایک مجسمہ کم و بیش سالم تھا۔ اس کا صرف ایک ہاتھ ٹوٹ گیا تھا جو اس کے قدموں میں پڑا ہوا تھا۔ یہ ایک برہنہ عورت کا مجسمہ تھا جو یوں کھڑی تھی جیسے چھلانگ لگانے والی ہو۔ مجسمہ بت تراشی کا بہترین نمونہ تھا حتیٰ کہ اس کے ہونٹوں پر جو شوخ سی مسکراہٹ تھی وہ اب بھی دلپذیر تھی۔

اس مجسمے سے دو باتیں ظاہر ہوتی تھیں۔ ایک تو یہ کہ یہ حمام خواتین کے

لیے مخصوص تھا اور دوم یہ کہ اسے بنانے والے مہذب تھے اور یہ بھی کہ
ان کا تعلق کسی مشرقی نسل سے تھا کیونکہ مجسمے کی ناک سامی طرز کی تھی اور
ہونٹ بھرے بھرے تھے۔ رہی دوسری باتیں تو ان کا ثبوت یہ ہے کہ حوض اتنا
صاف ستھرا تھا کہ گمان گزرتا تھا کہ یہ میرے لیے ہی تیار کیا گیا تھا یا پھر
مجھ سے کچھ ہی پہلے کوئی یہاں سے غسل کر کے گیا ہے۔ اس کے علاوہ حوض کی تہ
میں مجھے مٹی کے پائپوں کے ٹکڑے ملے جو اس بات کا پتہ دیتے تھے کہ کسی زمانے
میں بھٹی سلگا کر حمام کو گرم کیا جاتا تھا۔

قدیم تہذیب کی اس یادگار نے ہینس کو مجھ سے بھی زیادہ متاثر کیا۔ اس
نے پہلے کبھی ایسا حمام نہ دیکھا تھا۔ چنانچہ اس نے یقین کر لیا، جیسا کہ
اس نے مجھے بعد میں بتایا، کہ یہ حمام سحر سے بنایا گیا ہے۔

یہاں میں جی بھر کر نہایا اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے غسل کی سخت ضرورت
بھی تھی۔ حتیٰ کہ ہینس بھی اپنے آپ کو نہ روک سکا اور حوض کے اتھلے حصے میں
بیٹھ گیا اور اپنے جھریوں پڑے زرد جسم پر پانی کے چھینٹے دیئے حالانکہ وہ بہت
کم نہاتا تھا۔

نہا کر ہم واپس اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو بے حد عمدہ ناشتہ تیار تھا
پرناشتہ۔ بلند قامت، قبول صورت مگر بے زبان عورتوں نے ہمارے سامنے
چن دیا اور ایک طرف مؤدب کھڑی کنکھیوں سے ہماری طرف دیکھتی رہی۔

میں ناشتے سے فارغ ہوا ہی تھا کہ بلالی، جو کہیں غائب ہو گیا تھا، پھر آیا
اور کہا کہ وہ۔ جو حکم کرتی ہے۔ مجھے طلب کیا ہے کیونکہ وہ مجھ سے گفتگو کرنا چاہتی
ہے اور یہ کہ اس دفعہ مجھے اس کی خدمت میں تنہا ہی حاضر ہونا ہے۔
چنانچہ دونوں زخمیوں کی، جن کی حالت پہلے سے بہتر تھی، مزاج پرسی کے

تیرھواں باب

عجیب داستان

چند منٹوں تک میں پردوں کے سامنے کھڑا رہا۔ اگر فضا میں کوئی عجیب انداز بجلی کی رو کی سی چیز (جو میری ہڈیوں تک میں اتر رہی تھی) نہ ہوتی تو میں اکتا گیا ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ میرا وہم ہو تاہم میں اس خوشگوار رو کو محسوس کر رہا تھا۔

میں اپنے ساتھی بلالی سے پوچھنے ہی والا تھا کہ اس نے ہماری آمد کی اطلاع اندر کیوں نہیں بھجوائی۔ وہ پردے کے سامنے آنکھیں بند کیے جیسے مراقبے میں کھڑا تھا — کہ پردہ کھلا اور وہی قبول صورت طویل القامت اور گرانڈیل عورت نمودار ہوئی جسے گزشتہ رات ہم نے یہیں دیکھا تھا۔ چند ثانیوں تک وہ عجیب سنجیدگی سے ہمارا جائزہ لیتی رہی۔ اور پھر دو دفعہ اپنا ہاتھ ہلایا۔ ایک دفعہ بلالی کی طرف۔ یہ اس کے چلے جانے کا اشارہ تھا۔ چنانچہ وہ الٹے قدموں چلتا رخصت ہوا۔ اور دوسری دفعہ میری طرف۔ وہ مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر رہی تھی۔

چنانچہ میں پردوں میں داخل ہو کر دوسری طرف پہنچ گیا تو اس نے پردے کسی طرح "نامعلوم تسموں" سے آپس میں باندھ کر بند کر دیے اور اب میں اسی چھت والے اور تصویروں والے کمرے میں تھا جس کی

تفصیل میں گزشتہ باب میں بیان کر چکا ہوں۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اب اس میں چراغ نہ جل رہے تھے البتہ چھت کے کسی نظر نہ آنے والے روشندان میں سے روشنی اندر آ رہی تھی اور یہ روشنی کمرے کے سرے پر بنے ہوئے چبوترے پر اور اس پر بیٹھنے والی پر پڑ رہی تھی۔

وہ اسی طرح سفید لباس میں ملبوس اور اپنے چہرے پر نقاب ڈالے روشنی کے دائرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ مسحور کن اور مقدس دیوی کی طرح یہ اتنا حیرت انگیز منظر تھا کہ اگرچہ میں اس پُراسرار ہستی کو گزشتہ رات نہ دیکھ چکا ہوتا اور اس سے گفتگو نہ کر چکا ہوتا تو اسے اپنی نظر کا دھوکا سمجھتا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس میں کوئی خاص چیز یا بات تھی جو ہماری آپ کی دنیا کی معلوم نہ ہوتی تھی۔ کوئی ایسی چیز جو اپنی طرف کھینچ رہی تھی لیکن ساتھ ہی ساتھ خوفزدہ بھی کر رہی تھی۔ وہ بت کی طرح بے حرکت بیٹھی ہوئی تھی جیسے وقت کی اس کے نزدیک کوئی اہمیت نہ ہو اور جیسے وہ ہلنے پھرنے سے تھک گئی ہو۔ اور اس کے دائیں بائیں وہی دونوں گونگی عورتیں، جو اس کی خاص خادمائیں تھیں، بے حس و حرکت کھڑی ہوئی تھیں۔ کمرے میں ایک عجیب طرح کی مست کن اور بھینی بھینی خوشبو پھیلی ہوئی تھی جو دیکھنے والوں کی عقل و خرد کو اس طرح ماؤف کر رہی تھی جس طرح کہ کہتے ہیں کہ حشیش کرتی ہے۔ یقیناً یہ خوشبو ایشہ کے جسم سے پھوٹ رہی تھی یا پھر اس کے لباس سے کیونکہ کمرے میں کسی جگہ عود و عنبر نہ جلایا جا رہا تھا۔

ایشہ نے منہ سے کچھ نہ کہا اس کے باوجود وہ مجھے قریب بلا رہی تھی چنانچہ میں بے اختیار آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ ایک عجیب طرز کی منقش کرسی کے قریب پہنچ گیا جو چبوترے کے عین قدموں میں رکھی ہوئی تھی اور وہاں پہنچ کر

میں ٹھہر گیا اور کھڑا ہی رہا کیونکہ اجازت کے بغیر میں بیٹھنے کی جرأت نہ کر سکا۔ بہت دیر تک وہ میرا جائزہ لیتی رہی۔ اور گزشتہ رات کی طرح اس وقت بھی میں اس کی نظر کو اپنے جسم پر سر سے پیر تک رینگتے اور پھر میری روح کی گہرائیوں میں اترتے محسوس کر رہا تھا۔

آخر کار اس نے جنبش کی۔ اس نے اپنے دونوں مرمریں بازو یوں اٹھائے جیسے وہ تیر رہی ہو۔ فوراً ہی اس کے دائیں بائیں کھڑی ہوئی عورتیں پلٹیں اور چلی گئیں۔ خدا جانے کہاں۔

"بیٹھو ایلن!" ایشہ نے کہا "اور آؤ اب ہم باتیں کریں کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ ایک دوسرے کو کہنے کے لئے ہمارے پاس بہت کچھ ہے۔ نیند کیسی آئی؟ اور کھانا بھی کھایا تم نے؟ مجھے خوف ہے کہ کھانا تمہیں کچھ زیادہ پسند نہ آیا ہوگا۔ اور ہاں حمام تیار تھا نا تمہارے لئے؟"

"ہاں ایشہ" میں نے تینوں سوالوں کے جواب میں کہا "معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ حمام بہت قدیم ہے۔"

"جب میں نے آخری دفعہ اسے دیکھا تھا تو وہ مجسموں سے سجا ہوا تھا اور بڑے خوبصورت مجسمے تھے وہ کیونکہ ان کا حسن بت تراش نے خواب میں دیکھا تھا۔" وہ بولی۔ "لیکن دو ہزار برس ہوئے — یا شاید نہیں اس سے بھی زیادہ عرصہ گزر چکا — وقت کے تیز دانت بہت گہرائی تک کتر لیتے ہیں چنانچہ مجھے یقین ہے کہ دنیا کی ہر چیز کی طرح وہ حمام بھی اب کھنڈر بن چکا ہوگا۔"

بے یقینی کے اس جملے کو، جو میرے ہونٹوں تک آگیا تھا، روکنے کے لئے میں نے اپنے منہ پر مٹھی رکھ لی اور کھانسنے لگا اور کہا۔

"دو ہزار سال کا عرصہ تو واقعی بہت طویل ہوتا ہے۔"

• ایلین! جب تم سوچتے کچھ ہو اور کہتے کچھ ہو تو تمہاری عربی اور بھی خراب ہو جاتی ہے اور پھر وہ تمہارے خیالات اور دلی کیفیت پر پردہ نہیں ڈال سکتی۔

• ممکن ہے ایسا ہی ہو کیونکہ میں عربی اتنی اچھی نہیں جانتا جتنی اچھی افریقہ کی دوسری زبانیں اور بولیاں جانتا ہوں۔ میری مادری زبان تو انگریزی ہے اب اگر تم یہ زبان جانتی ہو تو میں اسی میں تم سے گفتگو کرنا پسند کروں گا۔ میں نے اسے پہلی دفعہ تم سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

• میں انگریزی نہیں جانتی جو یقیناً میرے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد پیدا ہوئی ہوگی۔ شاید بعد میں یہ زبان میں تم سے سیکھ لوں گی۔ ایک بات بتا دوں ایلین کہ تم مجھے غصہ دلا رہے ہو اور مجھے غصہ دلانا برا ہوتا ہے۔

• غصہ کی وجہ؟

• وجہ یہ کہ میں جو کچھ کہتی ہوں اس پر تم یقین نہیں کرتے اس کے باوجود اپنی بے یقینی کا اظہار کرتے ڈرتے ہو۔

• الیشہ! میں اس انسان کی بات پر کیسے یقین کر لوں جو ایک خاص عام کو دو ہزار سال پہلے دیکھنے کا دعویٰ کر رہا۔ جب کہ کسی بھی انسان کی عمر زیادہ سے زیادہ سو سال کی ہوتی ہے؟ چنانچہ اگر میں نے تمہاری بات پر یقین نہیں کیا تو اپنی جرأت کی معافی چاہوں گا کیونکہ کسی کا بھی دو ہزار سال تک زندہ رہنا ممکن ہی نہیں ہے۔

میں کہنے کو تو یہ کہہ گیا لیکن دل ہی دل میں ڈر رہا تھا کہ الیشہ اب حقیقت میں غصہ کرے گی۔ لیکن حیرت ہے کہ وہ غصہ نہ ہوئی۔

• ایلین! یقیناً تم بڑے نڈر ہو کہ میرے سامنے یوں بیٹھ کر جھوٹ بول

رہتے ہو لیکن مجھے نڈر لوگ پسند ہیں" وہ بولی "اور میں ہمیشہ پُر عزم
لوگوں کی ہی صحبت کو پسند کرتی آئی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ تم بہت زیادہ
بہادر ہو کیونکہ گزشتہ کل ہی تم نے بڑی بہادرانہ جنگ کی تھی اس کے علاوہ
تمہارے متعلق میں اور بھی بہت کچھ جانتی ہوں۔ میرے خیال میں ہم
دونوں ایک دوسرے کے دوست بن جائیں گے لیکن بہتر ہوگا کہ تم اس سے
زیادہ کی امید نہ رکھنا۔"

"بھلا اس سے زیادہ اور کس بات کی امید رکھ سکتا ہوں؟" میں نے
بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"تم پھر جھوٹ بول رہے ہو" ایشہ نے کہا۔ "حالانکہ تم اچھی طرح جانتے
ہو کہ کوئی بھی مرد ایک حسین عورت کو دیکھ کر بے قابو ہو جاتا اور اسے حاصل
کرنے کے خواب دیکھا کرتا ہے خصوصاً اس وقت جب کہ وہ عورت جوان بھی ہو
اور جب وہ دو ہزار سال سے زندہ ہو تو اس عورت کا حسین اور جوان
ہونا کسی طرح ممکن ہی نہیں۔ اور جب ایسا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے چہرے
پر نقاب ڈالے رکھنا ہی پسند کرے گی۔" میں نے بڑے تذبذب سے کہا اور اس
بحث سے بچنے کی کوشش کی۔۔ جس میں اس نے مجھے گھسیٹنے کی کوشش کی تھی۔

"آہا" اس نے جواب دیا "تو تمہارے اندر موجود روح نے، جس کا نام
اندھیرے میں روشنی ہے، تمہارے کان بھرے اور یہ خیال تمہارے دماغ میں
ٹھونسا ہے۔ اب یہ مت پوچھنا کہ مجھے یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ میرے جاسوس
ہر جگہ ہیں اور مجھے ہر پل کی خبریں ملا کرتی ہیں۔ تو تمہارے خیال میں جو عورت
دو ہزار سال سے زندہ ہو وہ عورت اور بڑھیوں کا سا حال ہوگی؟ جوانی کی چمک
مدت سے اس کے چہرے پر سے روٹھ گئی ہوگی۔ تم عقلمند لگتے ہو۔ اچھا تو

سمجھتے ہو۔ بہت اچھا ایلن! تم نے مجھے وہ کرنے پر اکسادیا ہے جو میں کرنا نہ چاہتی تھی چنانچہ اب تمہیں اپنے اس درخت کا پھل مل جائے گا جس کا نام تجسس ہے اور جو تمہارے دل میں بڑی تیزی سے بڑھتا ہے۔ دیکھو ایلن دیکھو اور بتاؤ کہ میں بوڑھی اور بدصورت ہوں حالانکہ میں دو ہزار برس سے بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ سے زندہ ہوں؟ دیکھو۔ ایلن! دیکھو!

اور پھر اس نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور اپنے چہرے پر پڑی ہوئی نقاب کو کچھ کھینچا چنانچہ ایک لمحہ کے لئے — صرف ایک لمحہ کے لئے — ایشا کا چہرہ ظاہر ہوا اور پھر دوسرے ہی لمحے وہ پھر نقاب میں تھا۔

میں نے نظر کی اور میں نے دیکھا — اور اگر اس کرسی کی، جس میں بیٹھا ہوا تھا، پشت نہ ہوتی تو میں یقیناً الٹ کر پیچھے فرش پر گرتا۔ کیونکہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ — کیا تھا؟ یہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا — کم سے کم میں بیان نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ بجلی کا ایک کوندا تھا جو میری نظر کے سامنے لپک گیا تھا۔

ہر مرد نے مکمل ترین حسن کا تصور کیا ہوگا — اس تصور کی بنیاد وہ لڑکی ہوگی جسے اس نے دیکھا اور پسند کیا ہوگا۔ پھر اپنی اس پسند میں اس نے ایرانی، یونانی، عربی یا رومی نسل کا، اپنے ذوق کے مطابق، مسالہ ملایا ہوگا اور پھر اس کے تصور نے اس کو جلا دے کر مکمل کر دیا ہوگا۔ بہرحال میں نے ایسا ہی کیا ہوگا اور حسن کا ایک مکمل ترین نمونہ تیار کیا تھا اور نقاب اٹھتے ہی مجھے جس حسن کی جھلک نظر آئی تھی وہ حسن میرے مکمل ترین نمونے سے دس گنا زیادہ تھا۔ ایسا حسن جو ہوش و حواس گم کر دے، عقل و خرد سے بیگانہ کر دے۔ اس کے باوجود میں پھر کہتا ہوں اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

میں نہیں جانتا کہ اس کی ناک کیسی تھی اور اس کے ہونٹ کیسے تھے۔ مجھے اگر صحیح طور پر کچھ یاد ہے تو صرف اتنا کہ اس کی آنکھیں، آنکھوں کا حسن اور چمک عجیب تھی، حیران کن تھی جس کا کچھ اندازہ میں نقاب میں سے بھی لگا سکا تھا۔ میرے خدا! حیرت انگیز آنکھیں تھیں وہ، لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کا رنگ کیا تھا سوائے اس کے کہ ان کا کچھ حصہ کالا تھا یا شاید وہ کالی ہی تھیں ۔۔۔ اس کے علاوہ کچھ زیادہ تھیں ۔۔۔ آنکھیں، جیسی کہ ہم سمجھتے ہیں ایسی نہ تھیں۔ جیسی کہ ہوتی ہیں یا جیسا انہیں ہونا چاہئے۔ حقیقت میں یہ روح کی کھڑکیاں تھیں جن میں سے خیالات اور وقار جھانک رہا تھا اور بے پناہ علم بھی جھانک رہا تھا۔ اور ان میں وہ سارا سحر اور وہ سارے اسرار بھی تھے جو ہم عورت کی آنکھوں میں دیکھنا پسند کرتے ہیں۔

یہاں میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگرچہ پُراسرار ہستی یہ کہہ چکی تھی کہ اس کا حیرت انگیز حسن مجھے اپنا غلام بنا لے گا، میں اس حسن کی وجہ سے اس کی محبت میں گرفتار ہو جاؤں گا تو پھر مجھے کہنا پڑتا ہے اس معاملے سے سخت مایوسی ہوئی ہو گی۔ کیونکہ اس کے بے پناہ حسن کا ایسا کوئی اثر مجھ پر نہ ہوا۔ اس کے برخلاف اس نے مجھے سہما دیا اور ایک طرح سے مجھے خوفزدہ کر دیا کیونکہ میں نے محسوس کیا کہ میں کسی ایسی چیز کے سامنے تھا جو انسان نہ تھی۔ ایک ایسی چیز جس سے میں بطور ایک مرد کے بیگانہ تھا۔ جس سے میں ڈرتا تو تھا لیکن جس کا مجھے احترام بھی کرنا تھا جس طرح انسان ہر مقدس چیز کا کرتا ہے۔ یا پھر وہ کوئی مقدس چیز تھی یا کوئی ایسی چیز جو سراسر اس کے برعکس ہو؟ ۔۔۔ وہ میں نہیں جانتا۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ جو کچھ بھی تھی بہرحال میرے لئے نہ تھی۔ اسے حاصل کرنے کی خواہش کرنا ایسا ہی تھا جیسے کوئی پاگل اپنی

لالٹین میں شعلے کی جگہ تارا رکھنے کی خواہش کرے۔

میں سمجھتا ہوں الیشہ نے یہ محسوس کر لیا۔ اس نے محسوس کر لیا کہ اس نے مجھ پر جو ضرب لگائی تھی وہ مجھ پر پڑی ہی نہ تھی بشرطیکہ اس نے اس وقت ضرب لگانے کی کوشش کی ہو۔ یعنی اسی ارادے سے مجھے اپنا جلوہ دکھایا ہو۔ بہرحال پورے یقین سے نہیں کہہ سکتا کیونکہ اب جو وہ ہنس کر بولی ہے تو اس کی آواز پر زیادہ جوش تھا نہ ٹھنڈک تھی۔

"اب اعتراف کرتے ہو ایمن کہ عورت بڈھی ہونے کے باوجود حسین اور جوان رہ سکتی ہے؟"

"ہاں۔ اعتراف کرتا ہوں" میں نے کہا حالانکہ میں اس بری طرح سے کانپ رہا تھا کہ میری آواز بے قابو ہو رہی تھی "کہ عورت حسین ہو سکتی ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا چاہے اس کی عمر کتنی ہی کیوں نہ ہو اور یہاں عمر کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا۔ اور میں یہ بھی کہوں گا الیشہ کہ میں تمہارا مشکور ہوں کہ تم نے مجھے اس حسن و جمال کی ایک جھلک دکھا دی جو اس نقاب کے پیچھے ہے!"

"کیوں؟" اس نے پوچھا اور مجھے شک سا ہوا کہ اس کی آواز میں تجسس تھا۔

"اس لئے الیشہ کہ اب میں تمہیں اس طرح اور اس معاملے میں پریشان نہ کروں گا جس کا مجھے خدشہ تھا۔ تمہارا جلوہ دیکھنے کے بعد میں کہہ سکتا ہوں کہ تم سے محبت کرنے کا خیال کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ انسان چاند سے محبت کی آرزو کرے۔"

"چاند؟ یہ عجیب بات ہے ایمن کہ تم میرا موازنہ چاند سے کر رہے ہو" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "جانتے ہو کہ مصر قدیم میں چاند کی ایک زبردست دیوی تھی اور اس کا نام ایزیس تھا اور کبھی میرا اس سے تعلق رہا تھا؟ غالباً اس کو

وقت تم وہاں موجود تھے اور اس بات سے واقف ہو کیونکہ ہم میں سے کئی ایک کو ایک سے زیادہ زندگیاں ملی ہیں۔ رہی دوسری باتیں تو ان کا یہ ہے کہ وہ سب کچھ صحیح نہیں ہے جو تم نے سوچا ہے کیونکہ بہت سوں نے ملوکیت کی تلاش کی ہے اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔"

"میں نے بھی ایسا ہی کیا ہے ایشہ لیکن دور سے۔ تقدس کے قریب نہ تو کبھی میں نے آنا چاہا ہے اور نہ اس کی کوشش کی ہے اور اگر کبھی میں ایسا کروں گا تو جل کر بھسم ہو جاؤں گا۔"

"ایلن! تم عقلمند اور ہوشیار ہو۔" اس کا لہجہ تعریفی تھا۔ "ایسے پتنگے بہت کم ہوتے ہیں جو شعلے سے ڈرتے ہیں اور یہی وہ پتنگے ہوتے ہیں جو زندہ رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ میرا خیال ہے کہ تم پہلے بھی اپنے پر جلا چکے ہو جبھی تو جانتے ہو کہ آگ کے قریب جانا کس قدر خطرناک اور تکلیف دہ ہوتا ہے۔ ہاں۔ یاد آیا۔ سنا ہے کہ محبت کے پیچھے دیوانے ہو کر تین شعلوں سے تم جل چکے ہو حالانکہ یہ تینوں شعلے اب راکھ بن چکے ہیں یا شاید کسی دوسری دنیا میں روشن ہیں۔ دو تمہاری جوانی میں روشن تھے جبکہ ایک عظیم عورت نے تمہیں بچانے کے لیے خود اپنی جان قربان کر دی تھی۔ رہی تیسری تو وہ سچ مچ شعلہ تھی۔ کیا نام تھا اس کا؟ مجھے یاد نہیں لیکن اس کا تعلق ہوا سے تھا۔ ایسی طوفانی ہوا سے جو روتی ہے!"

میں ایشہ کی طرف دیکھنے لگا۔ کیا ماضی کی داستان افریقہ کے قلب میں

ملاحظہ ہو ناول "شہر خموشاں" اور "وحشت دل" مطبوعہ نسیم بک ڈپو لکھنؤ
مترجم

اور اس انجانی جگہ میں پھر کھود کر نکالی جائے گی؟ اور پھر اسے ایشا کا قصہ
کیسے معلوم ہوا؟ کیا یہ ہماسر لیو صرت منس اور اسلوپ وگاس سے گفتگو کر چکی ہے؟
کیا یہ قصہ ان دونوں میں سے کسی ایک نے اسے بتایا ہے؟ نہیں۔ یہ ممکن نہیں
کیونکہ وہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے بھی اکیلے میں نہیں ملی۔

"ایمن! ایک بار پھر تم میری باتوں کا یقین نہیں کر رہے ہو" اس نے یوں
کہا جیسے میرا مذاق اڑا رہی ہو۔ "دراصل تمھارا دماغ الجھا ہوا ہے کہ ہر نئی حقیقت
کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ اب کہو تو میں ان تینوں عورتوں کی سو وتیرہ
تمھیں دکھا دوں؟ میں کر سکتی ہوں" اور اس نے اس چیز کی طرف اشارہ کیا
جو اس کے دائیں طرف ایک تپائی پر اور سائے میں رکھی ہوئی تھی۔ یہ چیز ایک
بلوریں قسم معلوم ہوتی تھی۔ "لیکن اس سے فائدہ کیا ہوگا جبکہ تم یہ سمجھو گے کہ ان
تینوں کی، جن سے تم خوب اچھی طرح واقف ہو، تصویریں میں نے خود تمھارے
ذہن یا شاید تمھاری روح سے کھینچی ہیں؟ اور ہو سکتا ہے کہ تمھیں صرف
ایک صورت دکھائی دے اور وہ تمھارے لئے اجنبی ہو۔

جانتے ہو ایمن کہ زمانۂ قدیم کے دانا کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ مکمل طور پر
اور ایک ہی جسم میں اس دنیا میں ظہور نہیں کرتے بلکہ ہمارا مکمل وجود تو اپنے
اصلی گھر میں اور آسمانوں پر رہتا ہے؟ اور یہ کہ وہ یعنی ہمارا وجود اپنے
آپ کو مختلف حصوں میں تقسیم کر لیتا ہے اور ہر حصہ مختلف روپ میں دنیا میں آتا
ہے؟ زندگی کے دائرے میں کا ایک ٹکڑا جسے کبھی فنا نہیں کیا جا سکتا،
کیونکہ اسے آخر میں اس دائرے سے ملنا ہوتا ہے جس سے وہ الگ ہوا ہے
یا الگ کیا گیا ہے؟ اس کے متعلق سنا ہے تم نے کبھی؟"

میں نے بیوقوفوں کی طرح نفی میں سر ہلا دیا کیونکہ ایسے فلسفے سے میں واقف نہ تھا

" چنانچہ ظاہر ہوا کہ ابھی تمہیں بہت سی باتیں سیکھنی ہیں ایلین حالانکہ بہت سے ایسے ہیں جو تمہیں بڑا عقلمند اور دانا سمجھتے ہیں۔ اس نے اسی مذاق اڑانے والے لہجہ میں سلسلۂ کلام جاری رکھا" بہرحال میں سمجھتی ہوں کہ یہ نظریہ حقیقت کی چٹانی بنیاد پر قائم ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ایک منٹ تک میرا جائزہ لینے کے بعد اضافہ کیا" تمہارے معاملے میں یہ تین عورتیں دائرہ مکمل نہیں کرتیں میرے خیال میں ایک چوتھی عورت بھی ہے جس سے تم اس زندگی میں واقف نہیں ہوئے حالانکہ دوسری زندگیوں میں تم اس سے اچھی طرح واقف ہو چکے ہو"

میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا کیونکہ میرے خیال میں اس کا اشارہ خود اپنی طرف تھا۔ لیکن میرا یہ خیال احمقانہ تھا کیونکہ اس نے میرا خیال پڑھ لیا اور ہنس کر کہا۔

" نہیں ایلین! یہ حقیر کنیز نہیں جو تمہارے سامنے بیٹھی ہوئی ہے اور جس کے متعلق تم کہہ چکے ہو کہ تمہارے قابل نہیں۔ اگر یہ کنیز تمہیں تحفۃً دی جائے تب بھی تم اسے قبول نہ کرو گے جس طرح کہ دور قدیم میں تحفے بادشاہوں کی خدمت میں کنیزیں ہدیۃً بھیجی جاتی تھیں۔ لیکن ایلین! تم بیوقوف ہو تم اپنے آپ کو بہت زیادہ مستقل مزاج اور بہادر یقین کرتے ہو لیکن نہیں جانتے کہ اگر میں چاہوں تو اس سے پہلے کہ ان سایوں کے ایک انگلی لمبے ہونے سے پہلے میں تمہیں اپنے چغہ کا دامن، بس دامن ہی چوم لینے کی اجازت دے دوں ہاں۔ ایلین! یہ میں کر سکتی ہوں"

" تو پھر میں درخواست کرتا ہوں اے شکر ایسا کبھی نہ کرنا کیونکہ ہم دونوں کے لئے گرا گرا رہا ہوں اور تم دامن جھٹک اور کھینچ رہی ہو۔

میرے ان الفاظ نے اس کا رویہ ایک دم سے تبدیل کر دیا۔ میں نے دیکھا

تھی اس لئے آخر کار میں نے کہا۔

"ایشہ! میں درخواست لے کر آیا ہوں کہ مجھے ان کو دکھا دو جو چلے گئے ہیں بشرطیکہ مردے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد کہیں اور زندہ ہوں؟"

"اور یہ تم سے کس نے کہا کہ میں مردوں کو دکھا سکتی ہوں بشرطیکہ وہ حقیقت میں مر گئے ہوں؟ میرے خیال میں ایک ہی ہستی ہو سکتی ہے۔ اور اگر اسی نے تمہیں بھیجا ہے تو اس کی نشانی مجھے دکھاؤ۔ اور اگر وہ نشانی تمہارے پاس نہیں ہے تو پھر ہم اس معاملے میں کوئی گفتگو نہ کر پائیں گے"

"کیسی نشانی؟" میں نے معصومیت سے پوچھا حالانکہ میں ایشہ کا مطلب سمجھ گیا تھا۔

وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے میرا جائزہ لینے لگی۔ یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ میں اس کی نظر کو اپنے جسم کے آر پار محسوس کر رہا تھا۔

"میرے خیال میں — لیکن مجھے یقین کر لینے دو"

اور وہ کوچ پر سے ذرا اٹھ کر اور ایک طرف کھسک کر اس تپائی پر جھک گئی جس کا ذکر میں کر چکا ہوں اور اس پر رکھے ہوئے بلوریں پیالے میں دیکھنے لگی۔

"اگر میں نے ٹھیک سے دیکھا ہے" اس نے سیدھے بیٹھتے ہوئے کہا "تو وہ بڑی بدہیئت اور گھناؤنی چیز ہے۔ ایک بت۔ ایک ایسے بدقطع انسان کا بت کہ کوئی عورت ایسا بچہ جننا پسند نہ کرے۔ اس کے علاوہ یہ چیز سحر زدہ بھی ہے اور اس میں اس شخص کے لئے بہت سی خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو اسے پہنتا ہے خصوصاً تمہارے لئے ایمن کیونکہ اس بدقطع بت کو اس کے خدوخال رنگا گیا ہے جو تم سے پیار کرتی تھی۔ اگر یہ چیز تمہارے پاس ہے تو پھر نکالو

مجھے کیونکہ اس کے بغیر میں تم سے ان مردوں کے متعلق باتیں نہ کروں گی جن کی تمہیں تلاش ہے ۔

چنانچہ میں نے زکالی کا دیا ہوا طلسم اپنی گردن میں سے نکال کر ایشہ کی طرف بڑھا دیا۔

"لاؤ ۔ مجھے دو" وہ بولی ۔

میں اس حکم کی تعمیل کرنے ہی والا تھا کہ کسی غیبی قوت نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا ۔

"نہیں ۔ ایشہ" میں نے جواب دیا" جس نے مجھے یہ چیز دی ہے اس نے مجھے تاکید کر دی ہے کہ میں اسے رات دن پہنے رہوں اور اس وقت تک اپنے سے الگ نہ کروں جب تک کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو ۔ اس نے کہا تھا کہ جس دن میں نے اس طلسم کو اپنے سے الگ کیا بس اسی دن بلکہ اسی لمحے سے خوش بختی میرا ساتھ چھوڑ دے گی ۔ میں اس کی ان باتوں کو حماقت اور وہم سمجھا چنانچہ میں نے اسے گلے سے اتارنے کی کوشش کی تو موت ایک زہریلے سانپ کے روپ میں میرے قریب آ گئی ۔ ایسا ہی سانپ جیسا کہ تم نے پہن رکھا ہے اور یقیناً وہ سانپ سب سانپوں سے زیادہ زہریلا تھا ۔ قریب آؤ ایشہ کہ تم ٹھیک سے دیکھ سکو" اس نے کہا" دور نہیں ۔ قریب آؤ ۔"

چنانچہ میں اپنی کرسی پر سے اٹھا آگے بڑھا اور ایشہ کے سامنے گھٹنوں کے بل جھک گیا ۔ اور دل ہی دل میں دعا مانگنے لگا کہ کوئی مجھے مضحکہ خیز حالت میں دیکھ نہ لے کیونکہ کوئی بھی اسے غلط معنی پہنا سکتا تھا ۔ بہرحال مجھے اعتراف ہے کہ مجھے اس کا اجر بھی مل گیا ۔ کیونکہ اب پہلی دفعہ میں

اس کی سحر انگیز آنکھیں، نقاب کے باوجود بہتر طور پر دیکھ سکتا تھا اور اس کے کلاسکی چہرے کے نقوش بھی نظر آ رہے تھے۔ اور اس کے بالوں کی خوشبو بھی مدہوش کر دینے والی تھی۔

اس نے طلسم اپنے ہاتھ میں لے کر غور سے دیکھا۔

"میں نے اس طلسم کے متعلق بہت کچھ سن رکھا ہے اور سچ ہے کہ اس کی اپنی ایک قوت ہے" وہ بولی "کیونکہ میں اسے اپنے ہاتھ اور بازو کی رگوں میں سرایت کرتے محسوس کر رہی ہوں۔ اس کے علاوہ یہ طلسم اس کے لئے حفاظتی حصار ہے جو اسے پہنتا ہے۔ اور اب وہ بات بھی سمجھ میں آگئی جس نے مجھے اب تک الجھن میں ڈال رکھا تھا۔ یعنی یہ کہ جب تم نے مجھے نقاب اٹھانے پر اکسایا تھا اور ——— خیر۔ جانے دو اس بات کو۔ بہرحال میں اتنا ضرور کہوں گی کہ وہ ہوشیاری تمہاری نہیں بلکہ کسی اور کی تھی۔ ہاں۔ اس کی ہوشیاری کا جو صورت کی اس لاٹھی کی پہنچ سے بہت دور پہنچ گئی جو تقریباً ہر مرد کی تباہی کا باعث بنتی ہے۔ یہ بتاؤ ایلین کہ یہ بت اسی کی شکل کا ہے جس نے یہ تمہیں دیا ہے؟"

"ہاں۔ الیشہ! تم ٹھیک کہتی ہو اور خود اسی نے یہ بت تراشا ہے حالانکہ اس کا تو یہ کہنا ہے کہ یہ بے حد قدیم بت ہے اور وہ صدیوں کا بھی کہتا ہے کہ صدیوں سے افریقہ میں یہ بت مشہور ہے اور صدیوں پہلے جو افریقی اس بت اور اس کی قوتوں سے واقف تھے۔"

"اور یہ شاید اس نے غلط نہیں کہا کیونکہ ہم لوگوں کی عمریں بڑی لمبی ہوتی ہیں" وہ بولی "اچھا اب تم اس ساحر کے نام بتاؤ ——— لیکن نہیں ٹھہرو ——— میں خود ثابت کروں گی کہ تم اس ساحر کے [illegible]

مجھے مردوں سے متعلق گفتگو کرنی ہے اور دوسری باتیں کرنی ہیں الیشہ! تم عربی کو شاید پڑھ سکتے ہو، کیوں؟"

"تھوڑا سا" میں نے جواب دیا۔

پھر اس نے قریب کی تپائی پر سے ایک پیپرس کا کاغذ اور نرسل کا قلم اٹھایا کاغذ اپنے گھٹنوں پر رکھ کر اس پر قلم سے کچھ لکھا اور پھر کاغذ لپیٹ کر مجھے دے دیا۔

"اب بتاؤ اس کے نام" اس نے کہا" اور پھر ہم دیکھیں گے کہ وہ تمہارے نام ہیں کہ نہیں جو میں نے لکھے ہیں۔ اگر تمہارے بتائے ہوئے ناموں کے مطابق ہوئے تو میں سمجھوں گی کہ تم کوئی آوارہ گرد یا جاسوس نہیں بلکہ حقیقت میں اس ساحر کے فرستادہ ہو۔"

"اور اس ساحر کے مشہور نام یہ ہیں۔ زکالی، راستہ کھولنے والا اور لاچیز جسے پیدا ہونا چاہیے تھا۔"

"اچھا۔ اب وہ نام پڑھو جو میں نے لکھے ہیں۔"

میں نے کپا ہوا کاغذ کھول کر تین عربی نام پڑھے جن کے معنی تھے۔ ہتھیار چٹانوں میں راستہ کاٹنے والا اور وہ جس کو دیکھ کر کتے بھونکتے اور بچے رو پڑتے ہیں۔"

"آخری دو نام تو کچھ کچھ صحیح ہیں" الیشہ نے کہا۔ "لیکن پہلا نام سراسر غلط ہے۔"

"نہیں الیشہ۔ اس ساحر کی بولی میں زکالی کے معنی ہتھیار کے ہی ہوتے ہیں۔"

میرے اس انکشاف پر اس نے خوشی سے معصوم بچوں کی طرح تالیاں بجا دیں۔

"یہ آدمی — میں نے اپنی بات جاری رکھی" حقیقت میں بڑا زبردست
ساحر ہے، اسے وہ چیزیں نظر آجاتی ہیں جو دوسروں کو نظر نہیں آتیں
ان باتوں سے واقف ہو جاتا ہے جو دوسرے نہیں جانتے لیکن یہ میں نہیں
جانتا کہ اس نشانی میں، جو اس کی صورت پر تراشی گئی ہے اتنی قوت کیوں ہے
یا ہو نے لگی ...؟"

"اس نے الیمن کو اس کے ساتھ اس ... حرکی روح چلتی ہے۔ الیمن! تم نے
قدیم مصریوں کے متعلق، جو بڑے عالم و دانا تھے، کچھ نہیں سنا؟ اگر میرا
حافظہ غلطی نہیں کر رہا تو وہ کہا کرتے تھے کہ ہر انسان کا ایک "کا" یا ہمزاد ہوتا
ہے جسے یا تو دور بھیجا جا سکتا یا اس کے بت میں داخل کیا جا سکتا ہے؟"

"ہاں۔ یہ میں نے سنا ہے۔"

"تو نزکالی کا یہی "کا" اس کے بد قطعہ مت میں ہے اور شاید یہی وجہ ہے
کہ تم اتنے بہت سے خطرات کے باوجود مجھے سلامت یہاں تک پہنچ گئے ہو اور
شاید یہی وجہ ہے کہ میں گزشتہ رات اس نزکالی کے خواب دیکھتی رہی۔ اب
یہ بتاؤ کہ یہ نزکالی، جو میری قوتوں سے بخوبی واقف ہے، مجھ سے کیا چاہتا ہے؟"

"ایک معمہ کا حل الیشہ"

"تو پھر یہ معمہ اور کسی وقت بیان کرنا۔ تو تم مردوں کو دیکھنا چاہتے ہو اور
یہ بھی ایک معمہ کا جواب چاہتا ہے اور اس سے پہلے تعطل میں اس سے بڑھی
ہوئی ہے، اور اب یہ بتاؤ کہ تم دونوں میری اس خدمت کی کیا اجرت
دو گے؟" "جان لو الیمن کہ میں ایک سوداگر ہوں اور اپنے مال کی بڑی بھاری
قیمت طلب کرتی ہوں۔ بولو! تم یہ قیمت ادا کرنے کے لئے تیار ہو؟"

"اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ تم کیا قیمت طلب کرتی ہو؟" میں نے

جواب دیا۔ چنانچہ ایشہ پہلے قیمت بتاؤ۔

"اے عیار۔ سودے باز! گھبراؤ نہیں۔ نہ تو میں تمہاری روح طلب کروں گی اور نہ وہ محبت جس کی تم خزانے کے سانپ کی طرح حفاظت کرتے ہو کیونکہ اگر میں چاہوں تو یہ دونوں تم سے اجازت لیے بغیر اور زبردستی حاصل کر سکتی ہوں۔ ایلن! میں وہ طلب کر رہی ہوں جو ایک بہادر آدمی بے جھجک اور شرمندگی محسوس کیے بغیر دے سکتا ہے۔ مجھے جنگ میں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔" اس نے کہا اور پھر بے حد نرم لہجے میں اضافہ کیا۔ "اور شاید تمہاری دوستی کی۔ ایلن! تم مجھے پسند ہو۔ شاید اس لیے کہ تم بہت حد تک اس سے مشابہ ہو جسے میں بہت طویل مدت پہلے جانتی تھی۔"

اس تعریف پر میں خلافاً جھک گیا اور مجھے اعتراف ہے کہ میں دل ہی دل میں اس بات پر فخر کرنے لگا کہ یہ حیرت انگیز اور دنیا کی حسین ترین ہستی میری دوستی کی خواہاں تھی۔ حالانکہ اس کا بھی مجھے احساس تھا کہ یہ دوستی مجھے بڑی مہنگی پڑے گی اور یہ کہ اس میں بڑے خطرات تھے۔

بہرحال میں خاموش اور منتظر بیٹھ گیا۔ وہ بھی خاموش رہی۔

"سنو ایلن!" آخرکار اس نے کہا۔ "میں تمہیں ایک داستان سنانے والی ہوں اور چونکہ داستان سننے کے بعد ہی تم جواب دو گے چاہے تمہیں یہ داستان غلط ہی کیوں نہ معلوم ہو۔ ایلن! تم میری تھوڑی سی داستان حیات سننا پسند کرو گے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم کس سے سودا کر رہے ہو اور تمہارا واسطہ کس سے ہے؟"

ایک بار پھر میں جھک گیا اور دل میں بولا کہ بھلا اس سے زیادہ اور کون سی بات مجھے پسند ہو سکتی ہے کیونکہ اس پراسرار عورت کے حالات معلوم

کرنے کے لئے میں بے چین تھا۔

اب وہ اٹھی، چبوترے پر سے اتر کر نیچے آئی اور کمرے میں ٹہلنے لگی
میں نے اسے ٹہلنا کہا ہے جس کا مطلب ہوتا ہے آہستہ آہستہ ادھر سے
اُدھر اور اُدھر سے ادھر چلنا لیکن ایشہ کی چال ایسی تھی جیسی کہ شاہین کی
پرواز ہوتی ہے یا جس طرح کہ ہنس سطح آب پر تیرتا ہے۔ بے حد نپی تلی
اور ایک رو والی۔

اور یوں ٹہلتے ٹہلتے اس نے نرم لیکن سنسنی کی لہریں دوڑا دینے والی آواز
میں کہنا شروع کیا۔

"سنو ایلین! اگر میری کہانی تمہیں حیرت انگیز معلوم ہو تب بھی بیچ میں
نہ بولنا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ میرا مذاق نہ اڑانا! مبادا مجھے غصہ آجائے
اور اگر ایسا ہوا تو یہ تمہارے حق میں برا ہوگا کیونکہ میں دوسری عورتوں کی
طرح نہیں ہوں۔ کیونکہ میں نے قدرت کے اسرار نہ صرف معلوم کرلئے
بلکہ ان پر فتح بھی حاصل کرلی ہے۔ یہاں میں قدرت کے ان اسرار کے متعلق
پوچھنے ہی والا تھا لیکن اس حالیہ دھمکی کو یاد کرکے خاموش ہو رہا" اور
اس کی وجہ سے میں نے اپنی جوانی اور حسن کو کئی صدیوں سے بچا رکھا ہے
کاش کہ ایسا نہ ہوا ہوتا۔ اس کے علاوہ، غالباً اپنے گناہوں کا خمیازہ بھگتنے
کے لئے، میں نے بہت سی زندگیاں گذاریں جیسا کہ چند یادیں اب بھی
میرے دماغ میں محفوظ رہیں:

۱۔ اپنے آخری جنم کی رو سے میں ایک عربی خاتون اور شاہی گھرانے
کی فرد اور مشرق کے بادشاہوں کی اولاد ہوں۔ وہاں میں نے ویرانے
میں رہتی اور لوگوں پر حکومت کرتی تھی اور رات کے وقت ستاروں

سے اور ارضی و سماوی روحوں سے علم و دانائی حاصل کرتی تھی۔
آخر کار میں ان سب باتوں سے اکتا گئی اور لوگ مجھ سے اکتا گئے اور چاہا کہ میں چلی جاؤں کیونکہ ایلین مجھے مردوں سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن مرد تھے کہ مجھ پر پروانوں کی طرح ٹوٹے پڑتے تھے اور میرے حسن کی وجہ سے حسد کی آگ میں جل کر ایک دوسرے کو قتل کر دیتے تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے لوگ میرے لوگوں پر چڑھ دوڑتے اور اس امید سے ان سے جنگ کرتے کہ وہ مجھے پکڑ کر لے جائیں گے ---- اور اپنے سردار یا بادشاہ کی بیوی بنا دیں گے۔ چنانچہ میں نے اپنے لوگوں کو چھوڑا، اپنے استاد کو، جو ایک مقدس بزرگ تھے، اپنے ساتھ لیا اور چونکہ میرے پاس سونے اور جواہرات کا پورا خزانہ تھا اس لئے میں دنیا میں گھومتی اور قوموں کے رسم و رواج اور ان کی عبادتوں کے طریقوں کا مطالعہ کرتی رہی۔ میں یروشلم میں ٹھہر گئی اور یہودا کے متعلق باتیں معلوم کیں جو ان کا خدا ہے یا اس وقت تھا۔
میں نے جزیرۂ جینشر کے مقام پا فوس میں قیام کیا یہاں تک کہ وہاں کے لوگ یہ سمجھ کر میری عبادت کرنے لگے کہ میں ایفرو ڈویٹ[۱] ہوں جو ایک بار پھر دنیا میں آگئی ہے۔ ایک تو یہ وجہ تھی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ میں نے ایفروڈویٹ کا مذاق اڑایا تھا کیونکہ مجھے مردوں سے کوئی واسطہ نہ تھا اس کے برخلاف ایفروڈویٹ نے مختلف دیوتاؤں اور انسانوں سے نہ صرف عشق لڑایا بلکہ ان کے بچوں کو جنم دیا تھا۔ بہر حال یہ دو وجوہات تھیں کہ اس پیجاری نے اپنے

---

[۱] یونانی دیومالا میں حسن، محبت اور زرخیزی کی دیوی۔
مترجم

کاہنوں کے ذریعہ مجھے سراپ دیا اور کہا کہ اس کا جوا صدیوں تک میری گردن پر اتنا بوجھل رہے گا کہ کبھی کسی عورت کی گردن پر نہ رہا ہوگا۔

• یہ عجیب منظر تھا وہ" ایشہ نے یاد کرتے ہوئے کہا" وہ سراپ دینا منظر کیونکہ تما ایک کے جواب میں دو دو باتیں سنا رہی اور دو دو سراپ دے رہی تھی۔ اس کے علاوہ میں نے اس کھوسٹ کاہن سے کہا کہ وہ اپنی دیوی سے کہہ دے کہ جب وہ اس دنیا میں مر چکی ہوگی، کوئی اسے پوچھ نہ رہا ہوگا، تب بھی زندہ رہوں گی اور اسی دنیا میں ہوں گی کیونکہ الیمن اس وقت "پیشگوئی کی روح" مجھ میں آگئی ہے۔ تاہم الیمن اس کا سراپ رنگ لایا۔ وہ اپنے وقت پر مجھ پر پڑا کیونکہ یقین کرو الیمن کہ اپنے زمانے میں وہ بڑی قدرت والی دیوی تھی اور دوسرے ناموں سے اور دوسرے ملکوں سے جب تک دنیا قائم ہے یاد کی جائے گی یا شاید موجود بھی رہے گی۔" یہ تو

الیمن آکیا اب بھی یونان میں لوگ اسے پوجتے ہیں؟"

• نہیں۔ البتہ اس کے مجسموں کے سامنے ٹھٹھک جاتے ہیں کیونکہ وہ بڑے حسین ہیں البتہ حسن و محبت کی پوجا تو شروع سے کی جاتی رہی ہے اور ہمیشہ کی جائے گی۔"

" ہاں۔ اور اگر وہ سب کچھ صحیح ہے جو زکالی نے خواب میں مجھے بتایا ہے تو پھر حسن و محبت کا پیکر کیا تم سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے؟ ارے فیڈیاس کے بت تو ان میں کے چند بت میں نے اس وقت دیکھے تھے جب وہ بت تراش کی دکان سے مندر تک لائے گئے تھے۔ بہرحال میں نے اس بت تراش سے کہا کہ اسے بت بنانے کے لئے فیڈیاس سے بہتر ماڈل مل سکتا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ اس نے اپنا ایک بت مجھے ماڈل بنا کر بنایا تھا اگر سنگ مرمر کا

وہ مجسمہ اب بھی دنیا میں ہے تو اپنی مثال آپ ہوگا۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ وہ بت اب دنیا میں نہیں رہا کیونکہ ریفرولیٹ نے حسد کی آگ میں اس کے ٹکڑے اڑا دیئے ہوں گے۔ خیر۔ ان مجسموں کے متعلق تم مجھے بعد میں بتانا۔ میرا جو مجسمہ تھا اس کے دائیں شانے پر ایک داغ ہے جیسے تل ہو یعنی سنگ مرمر میں تھا ایلن ورنہ میرا جسم تو بے داغ ہے۔ اگر تم چاہو تو یہ میں ثابت کر سکتی ہوں۔

اس خیال سے کہ عائشہ جن کی بے داغی پر شک کرنا اور اس پر بحث کرنا مناسب نہیں، میں خاموش تھا۔ چنانچہ اس نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

میں نے مصر میں بھی قیام کیا اور وہاں مردوں سے اور ان کے جھگڑوں اور درخواستوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے اور علم کی دولت سے مالا مال ہونے کے لئے میں دیوی ایزلیس کی خدمت میں داخل ہو گئی اور عمر بھر کنواری رہنے کی قسم کھائی اور حلف اٹھایا۔ بہت جلد میں اس کی بڑی کاہنہ بن گئی اور دریائے نیل کے کنارے پر کے اس کے مقدس ترین معبد گاہ میں جا کر میں دیوی سے کلام کرتی اور اس کی زبردست قوتوں سے حصہ حاصل کرتی کیونکہ وہ مجھ سے، اپنی چہیتی بیٹی سے، کچھ نہ چھپاتی تھی اور اپنا کوئی راز، راز نہ رکھتی تھی۔ چنانچہ یوں ہوا کہ مصر پر حکومت دراصل میں کرتی تھی حالانکہ خدائے حکومت فراعنہ کے ہاتھوں میں ہوتا تھا۔ ہاں ایلن۔ وہ

۱؎ مصر قدیم کی سب سے بڑی دیوی۔ یہ حسن کی دیوی تھی اور آخرت کے دیوتا اوزیرس کی بیوی تھی۔ اس نے اور اس کے بیٹے ہورس نے سیت کو شکست دے کر اوزیرس کے قتل کا بدلہ [illegible] مترجم

میں تھی جو مصر اور میڈون پر زوال لائی ۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ
کس طرح ۔ وہ ہیرا اور عروج تھا جب فراعنہ مشہد کرنے میرے پاس
آتے تھے، میرے سامنے جھکتے تھے اور میں ایزیس کا الباس پہنے تخت پر بیٹھتی
تھی۔ لیکن آخر کار میرا کام پورا ہوا اور میں ان سب باتوں سے اکتا گئی جس طرح
کہ انسان بہت آسانی مقامات سے بھی اکتا جائے گا جن کی تبلیغ وہ کیا کرتا اور
جن کے لالچ وہ دوسروں کو دلایا کرتا ہے ۔
میں سوچنے لگا کہ یہ کام جو پورا ہو گیا ہے لیکن میں نے صرف اتنا پوچھا۔
"کیوں؟"
"اس لئے ایلین کہ اس جنت میں جس کا ذکر یہ لوگ کرتے ہیں، ہر چیز انہیں
تیار مل جائے گی لیکن تم جانو مردوں کو جد و جہد پسند ہے ۔ اس کے بغیر وہ خوش
نہیں رہ سکتا اور عورت بھی مردوں پر فتح حاصل کر کے ہی خوش رہ سکتی ہے
جو چیز آسانی سے حاصل کر لی جائے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی ۔ اس سے پوری
طرح سے لطف اندوز ہونے کے لئے پہلے اسے جد و جہد سے حاصل کرنا ہوتا ہے
لیکن مناسب ہو گا کہ تم میرے خیالات کا سلسلہ نہ توڑو۔"
میں نے معافی مانگی ۔ چنانچہ اس نے اپنی داستان آگے بڑھائی ۔
"سنو ایلین ! جو کچھ ہوا میرے ساتھ وہ یوں تھا ۔ حالانکہ یہ واقعہ میرے
لئے بے حد شرمناک ہے ۔ اس کے باوجود میں بیان کر رہی ہوں تاکہ تمہیں سب
کچھ معلوم ہو جائے ۔ وادی نیل میں اور دیوی ایزیس کے اس مندر میں جہاں
میری حکمرانی تھی، ایک کاہن تھا ۔ وہ یونانی النسل تھا اور اس نے بھی زہر کی
طرح دیوتا کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کی قسم کھائی تھی چنانچہ اسے بھی کسی
سے شادی نہ کرنا تھی سوائے دیوی کے اور تم جانو دیوی سے جو شادی کرتا

ہے وہ جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہوتی ہے۔ اس کا نام قالی قریط تھا۔ وہ
جوان، بہادر اور مردانہ حسن کا بہترین نمونہ تھا۔ بالکل ایسا ہی جیسا کہ یونان
کا دیوتا اپالو ہوتا ہے۔ اس کے مجسمے تو تم نے دیکھے ہوں گے۔ میرے خیال میں
کسی بھی مرد کی صورت اور جسم اتنا خوبصورت نہیں رہا ہوگا جیسا کہ قالی قریط کا تھا
لیکن وہ روحانی طور پر عظیم نہیں تھا۔ جیسے کہ اکثر مرد ہوتے ہیں۔ انھیں سب
کچھ تو ملتا ہے لیکن روحانی عظمت اور پاکیزگی نہیں ملتی۔ عورتوں میں بھی یہی کمزوری
پائی جاتی ہے، مجھے اور چند دوسری عورتوں کو، جن کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے،
چھوڑ کر سب اس کمزوری میں مبتلا ہوتی ہیں۔

خیر تو اس دور کے فرعون کی ایک بیٹی تھی۔ یہ اس سلسلہ کا آخری فرعون
تھا۔ یعنی وہ فرعون جسے ایرانیوں نے شکست دی تھی۔ اس کی اس بیٹی کا نام
شہزادی آمنی ارتاس تھا۔ یہ شہزادی اپنے طور پر حسین تھی حالانکہ کہتے ہیں کہ ذرا
کالی تھی۔ اپنی جوانی میں آمنی ارتاس قالی قریط پر اور وہ آمنی ارتاس پر فریفتہ
ہو گیا۔ اس وقت قالی قریط فرعون کی یونانی فوج کا کپتان تھا۔ اس کے بعد ہوا
یوں کہ آمنی ارتاس کی وجہ سے قالی قریط نے کسی کا خون کر دیا اور پھر بھاگ کر
ایزیس کے پاس آ گیا۔ معافی اور سکون کی تلاش میں۔ بعد میں آمنی ارتاس بھی
اسے تلاش کرتی ہوئی وہاں آ گئی اور ایک بار پھر اسے اپنے حسن کے جال
میں پھنسا لیا۔

مجھے جب معلوم ہوا کہ مقدس مقام کی یوں بے حرمتی ہو رہی ہے تو میں
نے اس کاہن قالی قریط کو بلا کر اسے خبردار کیا کہ اگر وہ اسی راستے پر چلتا رہا
تو اس دنیا میں اور اس کے بعد والی دنیا میں اس کا کیا حشر ہوگا۔ وہ سہم گیا۔
وہ میرے قدموں پر گر پڑا۔ وہ میرے پیر چومنے اور رونے لگا اور اس نے

جھوٹی قسم کھا کر کہا کہ شہزادی آسنی ارتاس تو محض ایک بہانہ ہے ۔ دراصل
وہ میری پرستش کرتا ہے ۔ اس کے ان کھوکھلے الفاظ نے مجھے لرزا دیا اور میں
نے اسے چلے جانے اور اس گناہ کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اس کے
لئے میں خود بھی دیوی سے دعا کروں گی۔

"وہ چلا گیا اور میں نیم تاریک معبد میں خیالات میں غرق بیٹھی رہی ۔ پھر
مجھے نیند آ گئی اور تب میں نے ایک خواب دیکھا یا شاید وہ رویا تھا کیونکہ دفعتہ
میرے سامنے ایک عورت آ کھڑی ہوئی جو میری ہی طرح حسین تھی اور جس نے کچھ
نہیں پہن رکھا تھا سوائے ایک سنہری پٹکے اور بے حد مہین نقاب کے۔

"اے الیشہ !" اس نے بے حد شیریں آواز میں کہا "اے وہ جو مصریوں
کی دیوی ایزیس کی چہیتی اور بڑی کاہنہ ہے ، اے وہ جس نے ایزیس کے
لئے کنواری رہنے کی اور اپنی زندگی وقف کر دینے کی قسم کھائی ہے اور اے وہ
جو ایزیس کے پیالے سے علم کے گھونٹ لے رہی ہے ـــ سن ! میں یونانیوں
کی دیوی ایفروڈیٹ ہوں جس کی تو نے کئی دفعہ بے حرمتی کی اور مذاق اڑایا ہے
میں زندہ دنیا کی دیوی اور ملکہ ہوں جس طرح کہ ایزیس مردہ دنیا کی دیوی اور
ملکہ ہے ۔ چونکہ تو نے میرا مضحکہ اڑایا ہے ، مجھ سے نفرت کی ہے اور میرے
نام پر کیچڑ اچھالا ہے ۔ اس لئے اب میں بروئے کار اپنی قوتوں کو لا رہی اور
تجھے سراپ دے رہی ہوں ۔ سن اے الیشہ ! یہ ہے میرا سراپ ! تو اس
مرد سے محبت کرے گی اور اس کی آرزو کرے گی جو ابھی ابھی تیرے پیر چوم کر
گیا ہے ۔ تو اس کے ہونٹ چومنے کے لئے ۔ نئی دنیا تک ترستی رہے گی
تو اس سے اتنی بلند ہے جتنا کہ چاند ، جس کی تو پجارن ہے ، اور ایسے نیل
ت ۔ اس بھرم میں نہ رہنا الیشہ کہ تو میرے اس سراپ سے بچ سکے گی کیونکہ

جہاں ہے کہ روح کسی ایسی پر قوت کیوں نہ ہو۔ اس دنیا سے آب و گل میں گوشت و پوست کی طلب پر قوت ہوتی ہے اور میں گوشت و پوست کی ملکہ ہوں۔"

"پھر وہ یونانیوں کی وہ دیوی ہنسی۔ بے حد شیریں ہنسی تھی اس کی۔ اور اس نے اپنے لانبے بالوں کی ایک لٹ دو دفعہ ماری اور چلی گئی۔"

"ایلین! میری آنکھ کھل گئی اور ایک عجیب مصیبت مجھ پر نازل ہوئی۔ میں نے کسی مرد سے کوئی واسطہ نہ رکھا تھا۔ کبھی کسی سے عشق نہ کیا تھا لیکن اب میں عشق کی آگ میں جل رہی ہوں۔ اس مرد کے عشق میں تڑپ رہی تھی جو اب تک میرے لئے ایک حسین صورت سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ میں اس آرزو میں بے قرار تھی اور اس مصری شہزادی کے لئے میرے دل میں رشک و رقابت کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ جو میرے محبوب و مطلوب سے محبت کرتی تھی۔ ایلین! اس کے عشق میں میں دیوانی ہو گئی۔ اور وہاں، ایزیس کے معبد میں، میں اپنے گھٹنوں پر گر کر یونانی دیوی ریفروڈیٹ کے سامنے گڑگڑائی کہ وہ مجھے وہ دے جس کے لئے میں تڑپ رہی تھی اور میں نے کہا کہ میں اپنے اس محبوب کی خاطر سب کچھ چھوڑ دوں گی حتیٰ کہ اپنا سارا علم بھی، جو میں نے سخت ریاضتوں کے بعد حاصل کیا تھا، وہ چاہے گی تو واپس لوٹا دوں گی۔ میں یوں گڑگڑائی اور روتی یہاں تک کہ تھک گئی اور ایک بار پھر مجھ پر نیند طاری ہو گئی۔"

"اور اس حجرے کے اندھیرے میں ایک بار پھر مجھے روشنی نظر آیا۔ اور اب میرے سامنے اپنے سارے جلال و جمال کے ساتھ خود دیوی ایزیس کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے سر پر ہلال تھا اور ہاتھ میں اس کا مقدس ساز سسٹرم[1] جو دیوی ایزیس کی

---

[1] طاؤس کی قسم کا ایک ساز ہے جو ایزیس کے لئے مخصوص تھا اور اسی سے منسوب بھی۔ مترجم

علامت ہے اور اسی سے تعلق ہے۔ اس ساز میں سے ایسا نغمہ نکل رہا
تھا جیسے رات کے وقت دریائے نیل کے پرسکون سطح پر چاندی کی گھنٹیاں
بج رہی ہوں۔ ایزلیس میری طرف دیکھ رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں غصے
اور لعنت کے شعلے تھے۔

"اے الیشہ! اے علم اور دانائی کی بیٹی!" ایزلیس نے بے حد گمبیر آواز میں
میں کہا "اے وہ جسے میں اپنی خادمہ اور پجارن نہیں بلکہ بیٹی کی طرح سمجھتی اور
پیار کرتی تھی اور جسے میں بہت جلد بلند درجہ دے کر اپنے آسمانی تخت تک
پہنچانے والی تھی۔ لیکن تو نے مجھے دھوکا دیا۔ تو نے اپنی قسم توڑی اور
مجھے چھوڑ کر یونانیوں کی جھوٹی دیوی ریفروڈیٹ کے سامنے گڑگڑائی جو میری دشمن
ہے۔ ہاں اے الیشہ! جسم اور روح کی دائمی جنگ میں تو نے جسم کا ساتھ
دیا اور روح کے راستے کو چھوڑ کر گوشت و پوست کا راستہ پسند کیا۔ چنانچہ
جب میں تجھ سے نفرت کرتی ہوں اور بدلہ میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ
کر رہی ہوں جو ریفروڈیٹ نے تجھے دیا ہے اگر تو اس کے بجائے میرے سامنے
گڑگڑائی ہوتی تو اے الیشہ! میں اس یونانی دیوی کا سراپ تجھ پر سے اٹھا لیتی۔

"سنو! اس یونانی سے، جسے تم نے ریفروڈیٹ کی مرضی سے پسند کیا، تم
عشق کرو گی جیسا کہ اس یونانی اور جھوٹی دیوی نے کہا ہے۔ اس سے آگے میں
یہ کہتی ہوں کہ تمہارا عشق خود تمہارے ہاتھوں اس کا خون کروائے گا اور اس
سے بڑھ کر یہ ہوگا کہ تم اپنی آرزو کے مطابق اس کے ساتھ نہ مرو گی اور نہ ہی
اس کے بعد قبر میں جاؤ گی کیونکہ میں تمہیں حیات کا منبع دکھا دوں جس میں سے
تم حیات پا کر بہت زیادہ حسین بن جاؤ گی اور اس طرح اپنی رقیب پا کر
لے جاؤ گی اور جب تمہارا محبوب مر جائے گا تو تم رنج و ملال اور تنہائی میں

اس کا انتظار کرو گی یہاں تک کہ وہ دوسرا جنم لے گا۔

"لیکن ایشہ یہ تمہارے دکھوں کی ابتدا ہو گی کیونکہ تم برسہا برس تک صدیوں تک اپنی قسمت کا تعاقب کرتی رہو گی اور اس پرانی کی آرزو اور انتظار میں تڑپتی اور خون جگر پیتی رہو گی یہاں تک کہ تمہیں خود اپنے وجود اور زندگی سے نفرت ہو جائے گی کیونکہ تمہارا وجود اور تمہاری زندگی تمہارے لئے ایک ایسا بوجھ بن جائے گی جسے تم پھینکنا چاہو گی۔ لیکن پھینک نہ سکو گی۔" اور کسی بھی مرد اور کسی بھی عورت کے لئے یہ سب سے بڑی بدقسمتی اور سب سے بڑا دکھ ہوتا ہے۔ ایشہ! تیرے سامنے موت کا راستہ کھل گیا تھا لیکن تو نے گوشت و پوست کا راستہ پسند کیا۔ چنانچہ اب اس کا خمیازہ بھی بھگت لے۔

"اور تب اے ایلن میں نے اپنے خواب میں دیوی ایزلیس کو بڑا ہی تیکھا جواب دیا۔ میں نے کہا — سن اے بہت سی صورتوں والی دیوی! بے شک بدقسمتی مجھ پر ٹوٹ پڑی ہے۔ لیکن تو ہی بتا کہ کیا میں نے اپنی خوشی سے بدقسمتی اپنے پر لاڈالی ہے؟ کیا ایک حقیر تنکا طوفانی ہواؤں کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ کیا گرتا ہوا پتھر پلٹ کر آسمانوں کی طرف جا سکتا ہے؟ اور کیا چڑھتا ہوا دریا قدرت کے اصولوں سے بغاوت کر کے اپنی روانی روک سکتا ہے؟

جس دیوی کو میں نے خفا کیا تھا اور جو بھیتی ہانکتی دنیا کی دیوی ہے، اس نے مجھے سراپ دیا اور میں جھک گئی، کیونکہ اگر نہ جھکتی تو ٹوٹ جاتی، تو دوسری دیوی تھی، جس کی میں خادمہ ہوں، اس سراپ میں اضافہ کر دیا۔ اے دیوی ایزلیس! یہ تیری دنیا نتی اور انصاف نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا یہی صلہ ہے میری خدمتوں کا؟"

"اے عورت! — ایزلیس نے جواب دیا۔" الفاظ تجھے یہاں تو نہ لے جائیں

لیکن بہت دور انصاف ہے اور وہ تجھے مل جائے گا۔ آخر میں مل جائے گا۔ تو تنہا
بھٹک اور مغرور ہے اس لئے، شاید اسی لئے اس انصاف کو صدیوں تک تلاش کرنا
تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ البتہ آخر میں، میں کبھی ہوں، تو تیرے گناہوں کو
دوسرے پلڑے میں رکھ کر دیکھے گی کہ دونوں پلڑے برابر ہیں۔ چنانچہ اے ایشہ!
مقدر پر شک نہ کر، جو کچھ لکھا جا چکا ہے اور جو تو سمجھ نہیں سکتی اس میں مین میخ
نہ نکال اور اپنے دکھوں اور مصائب پر صابر رہ اور یہ یاد رکھ کہ سارے سکھ
دکھ کی جڑوں سے پھوٹتے اور ساری خوشیاں غموں کے بطن سے اُگتی ہیں۔ اپنی
تسلی کے لئے یہ بھی سن لے کہ جو علم اور جو دانائی تو نے اب تک سمیٹ لی ہے
وہ تجھ میں بڑھتی رہے گی، پھلتی اور پھولتی رہے گی اور اس کے ساتھ تیرا حسن
اور تیری قوتیں بھی بڑھتی رہیں گی۔ اور یہ بھی سن لے کہ آخر میں تو پھر میرا دیدار
کرے گی اور اپنی نشانی کے طور پر میں اپنا یہ سسترم، جو میرے تقدس کی علامت
ہے، تیرے پاس چھوڑے جا رہی ہوں اور اس کے ساتھ اپنا یہ حکم بھی۔ میرے
اس جھوٹے اور بے وفا یونانی کا جس کا تعاقب کر۔ وہ جہاں بھی جائے تو بھی جا
اور اس سے اس بے وفائی کا انتقام لے جو اس نے مجھ سے کی ہے۔ اور جب تک وہ
تجھ سے اور اس دنیا سے رخصت ہو جائے وہیں تو اس کا برسہا برس تک
صدیوں تک انتظار کر یہاں تک کہ وہ دوبارہ جنم لے تیرے پاس پہنچ جائے
بس یہ ہے تیرا مقدر اور جو مقدر ہے وہی ہوگا، اور کچھ نہ ہوگا۔

"اے ایلین! وہ خواب غائب ہو گیا اور جب میری آنکھ کھلی تو صبح صادق
کی روشنی دیوی کے مجسمے کو نورانی غسل دے رہی تھی اور یہ روشنی اس مقدس
جڑاؤ چیز پر بھی پڑ رہی تھی جو میرے قریب رکھی ہوئی تھی۔ یہ سسترم تھا
جو حلقۂ حیات کی شکل کا تھا جیسا کہ فراعنہ اپنے ہاتھوں میں لئے رہتے ہیں۔

چودھواں باب

سودا اور شرط

اس تمام عرصے میں وہ خاتون یا ملکہ یا ساحرہ الیشہ کمرے میں چبوترے
سے چبوترے تک اور چبوترے سے پردوں تک ٹہلتی رہی اور جب وہ
ادھر سے ادھر جاتے ہوئے میرے قریب سے گزرتی تو اس کے سفید لبادے
کا دامن کبھی تو میرے بہت قریب سے اور کبھی میرے گھٹنوں یا چہرے سے
مس ہوتا ہوا گزر جاتا۔ داستان بیان کرتے وقت وہ ہاتھ بھی ہلا رہی تھی
جس طرح کہ مقرر اپنی تقریر کو پر اثر بنانے کے لئے کرتے ہیں۔
داستان کے خاتمے پر (جیسے میں نے خاتمہ سمجھ لیا تھا) وہ چبوترے
پر چڑھ کر کوچ پر یوں بیٹھ گئی جیسے نڈھال ہو گئی ہو لیکن میں کہتا ہوں یہ
جسمانی نہیں بلکہ روحانی طور پر تھک گئی تھی۔
وہ چند منٹوں تک کچھ بولے بغیر کسی خیال میں غرق اس طرح بیٹھی رہی کہ اس
کی ٹھوڑی ہتھیلی کے گنبد میں ٹکی ہوئی تھی۔ دفعتاً اس نے میری طرف دیکھا
کیونکہ نقاب کے آر پار میں اس کی آنکھوں کی چمک دیکھ سکتا تھا۔
"ہولی!" اس نے کہا "تمہارا کیا خیال ہے تمہارا میری کہانی کے متعلق؟ تم نے
ایسی کہانی پہلے کبھی نہیں سنی ہے اور کیا تم اسے سچ سمجھتے ہو؟"
"کبھی نہیں سنی" میں نے ایک جوش کے عالم میں جواب دیا "اور بے شک جو
اس کے ایک ایک لفظ کو سچ سمجھتا ہوں۔ البتہ ایسے سوالات ہیں جو میں نہ ہار کا

اجازت سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

"مطلب اس کا یہ ہوا ایلین کہ تم نے میری اس داستان کو شروع سے آخر تک جھوٹ ہی سمجھا ہے۔ کیونکہ تم فطرتاً شکی مزاج ہو اور ان باتوں اور چیزوں کے منکر ہو جنہیں تم دیکھ اور چھو نہیں سکتے۔ بہر حال تم شاید ضرورت سے زیادہ ہوشیار ہو کیونکہ میں نے جو کچھ کہا ہو وہ سب کا سب سچ نہیں ہے۔ مثلاً اب مجھے یاد آیا کہ ایفروڈیٹ اور ایزیس کا خواب تو میں نے معبد میں دیکھا تھا اور نہ اس دنیا میں بلکہ کہیں اور اس کے علاوہ یہیں کو رینہ نہر سے دل میں قالی تر یبا کے عشق کی ہوا لا بھڑک اٹھی تھی جسے میں اس وقت تک لعنت ملامت کرتی آئی تھی۔ ایلین! دو ہزار برسوں میں انسان بہت سی باتیں بھول جاتا ہے۔ خیر تو جو سوالات تم پوچھنا چاہتے ہو پوچھو اور میں ان کے جواب دوں گی بشرطیکہ وہ طویل نہ ہوں۔"

"ایشہ!" میں نے بڑی انکساری سے کہا اور سوچا کہ میرے سوالات اس کی داستان سے تو بہر حال مختصر ہی ہوں گے۔ "حالانکہ میں عالم و فاضل نہیں ہوں اس کے باوجود میں نے ان دیویوں کے نام سنے ہیں، جن کا ذکر تم نے کیا ہے۔ یعنی یونانیوں کی ایفروڈیٹ جو سائپرس کے ساحل سمندر میں سے ابھری اور پافوس میں اور دوسرے مقامات پر رہی تھی۔"

"ہاں۔ اکثر مردوں کی طرح تم نے بھی اس کے متعلق ضرور سنا ہوگا اور شاید اس کے بالوں کی ملائم ضربوں کو اپنی آنکھوں پر محسوس کیا ہوگا جس طرح کہ تم سے پہلے تم سے اچھوں نے محسوس کیا تھا" ایشہ کے لہجہ میں طنز تھا۔

"اس کے علاوہ" میں نے بحث سے بچتے ہوئے کہا "اس کے علاوہ میں نے مصریوں کی دیوی ایزیس کے متعلق بھی سنا ہے جو نعا تون ما و اور ماوہ ماہ

کے ناموں سے مشہور تھی اور جو حاقبت کے دیوتا اوزیرس کی بیوی اور اپنے باپ کا انتقام لینے والے ہورس کی ماں تھی:

• ضرور سنا ہوگا اور اپنے انجام سے پہلے اس کے متعلق اور بھی بہت سی باتیں اس کے متعلق سنو گے کیونکہ اب مجھے یاد آتا ہے کہ کسی زمانے میں تمھارے اور ان دونوں کے کچھ تعلقات تھے۔ ایلین ۔ تنہا میں نے ہی ایزیس سے بے وفائی کرکے اس کا سراپا حصول نہیں لیا۔ یہ حقیقت تم پر مستقبل قریب میں واضح ہو جائے گی[1] ۔ لیکن خیر ۔ ان دیویوں کا کیا قصہ ہے:

• صرف یہ الیشہ کہ مجھے سکھایا گیا ہے کہ ان کا کوئی وجود نہ تھا صرف انسانوں نے انھیں گھڑ کر تقدس کا درجہ دے دیا تھا اور سچ تو یہ ہے الیشہ کہ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ایسی کوئی دیویاں نہ تھیں اس کے باوجود تم نے ان کا ذکر کیا ہے اس طرح گویا وہ حقیقت میں تھیں اور زندہ تھیں اور اب بھی ہیں ۔ بس اسی ایک بات نے مجھے الجھن میں ڈال رکھا ہے:

• چونکہ ان معاملات میں تم کند ذہن ہو اس لئے اگر الجھن میں پڑ گئے تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ۔ تاہم اگر تمھارا تصور ذرا بلند اور نکھرا ہوا ہو تو تم آسانی سے سمجھ سکتے ہو کہ یہ دیویاں قدرت کے زبردست اور اہم ترین کارندے تھیں ۔ ایزیس حکومت اور اخلاق کی اور ہیفروڈیٹ محبت کی ۔ انسان ان کارندوں اور اصولوں سے بخوبی واقف ہے چنانچہ ان دیویوں سے بھی واقف ہے دنیا کے مختلف ادوار میں قدرت کے یہ کارندے اور یہ اصول مختلف روپوں

---

[1] ایلین اور مصری دیوی کے تعلقات کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ناول "گردش ایام" مطبوعہ نسیم بکڈپو ۔ لکھنؤ (مترجم)

شما ظاہر ہوئے ہیں اور اپنے خادموں کو اپنی تمام ناواقفیت کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس دور میں وہ دوسرے ناموں سے ظاہر ہوئے ہوں اور حکمرانی کر رہے ہوں لیکن تم انھیں پہچان نہ سکے ہو۔ تو یہ ہے تمہارے پہلے سوال کا جواب۔ اب دوسرا سوال پوچھو۔"

سچ تو یہ ہے کہ میں اس جواب سے مطمئن نہ تھا کیونکہ یہ میرے سوال کا جواب تھا ہی نہیں اور مجھے یقین تھا کہ اس نے جو کچھ کہا ہے وہ قدرت اور اس کے اصولوں سے لگا نہیں کھاتا لیکن اس موضوع کو یہیں ختم کرنا مجھے مناسب معلوم ہوا چنانچہ میں نے کہا:

"الیشہ! اگر میں نے ٹھیک سمجھا ہے تو وہ واقعات، جو تم نے ملاقات کی ابتدا میں بیان کیے ہیں، اس وقت ہوئے تھے جب مصر پر فراعنہ کی حکومت تھی۔ اب کوئی دو ہزار سال سے مصر کے تخت پر کوئی فرعون نہیں بیٹھا کیونکہ وہاں کی آخری حکمران ایک یونانی عورت تھی جس پر اوکٹیو نے فتح حاصل کی اور اسے موت سے ہمکنار ہونا پڑا[1]۔ اس کے باوجود تم نے سارے واقعات یوں بیان کیے ہیں گویا تم اس وقت زندہ رہی تھیں۔ اور تب سے لے کر اب تک زندہ رہی ہو۔ اور یہاں میں سمجھتا ہوں کہ کچھ غلطی ہو گئی کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ چنانچہ میرے خیال میں بات یہ ہے یا شاید خود تمہارا مطلب بھی یہی ہے کہ یہ واقعات یا تو تمہیں کسی تحریر سے معلوم ہوئے تھے یا تم نے انھیں خواب میں دیکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس دور میں بھی روزان لکھنے والے تھے جو ایسے ہی تھے آج کے زمانے کے مصنفوں سے بہتر طور پر

---

[1] مراد قلوپطرہ سے ہے۔ ملاحظہ ہو [illegible] — مترجم

کہہ سکتے تھے۔ بہرحال یہ خیال مجھے آیا ہے" میں نے بلندی سے اضافہ کیا کیونکہ
میرا خیال تھا کہ ایشہ غصہ ہو جائے گی۔ کہ وہ عورت جو دو ہزار سے زندہ ہونے
کا دعویٰ کر رہی ہو وہ یا تو پاگل ہے یا پھر ایسی باتیں سوچ کر خود ہی ان پر یقین
کر لیتی ہے۔ کیونکہ، میں پھر کہوں گا، یہ ناممکن ہے اور یہ بھی کہوں گا کہ تم چونکہ
عقلمند ہو اس لئے تم خود بھی سمجھ سکتی ہو اور یقیناً جانتی ہو کہ کسی کے لئے
بھی دو ہزار سال تک زندہ رہنا ممکن نہیں ہے"

"ناممکن! دیوانہ خواب! پاگل پن!" ایشہ لرزہ خیز آواز میں چیخ کر
بولی۔ تم مجھے اب غصہ دلا رہے ہو اور میرا جی چاہتا ہے کہ تمہیں اس جگہ بھیج دوں
جہاں جا کر تمہیں پتہ چل جائے کہ کیا ممکن ہے اور کیا ناممکن ہے۔ سچ سچ میں
تمہیں اس جگہ بھیج دوں گی لیکن فی الحال تو مجھے تمہاری خدمات کی ضرورت
ہے اور اگر میں نے تمہیں وہاں بھیج دیا تو پھر کوئی ایسا نہ رہ جائے گا جس
سے میں بات چیت کر سکوں کیونکہ تمہارا سفید فام ساتھی تو جاہل ہے اور
تمہارے دوسرے ساتھی وحشی ہیں اور میں وحشیوں سے اکتا چکی ہوں۔

"سنو بیوقوف! کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔ تم ناممکن کی باتیں کرتے
ہو اور کیوں تم اس بے پایاں دنیا کو اپنے ہاتھوں کے گھیرے میں لینے کی کوشش
کرتے ہو اور کیوں کائنات کے اسرار کو اپنے ذہن کے ڈانواں ڈول اور کمزور
ترازو میں تولنا چاہتے اور اس بات کے منکر بن جاتے ہو جسے تم سمجھ نہیں
سکتے؟ زندگی کے تم قائل ہو کیونکہ تم خود زندہ ہو اور اپنے اطراف میں
زندگی دیکھتے ہو۔ لیکن یہ تم کہتے ہو کہ ناممکن ہے کہ حیات دو ہزار سال کا
بوجھ برداشت کرنے کے بعد بھی قائم رہے حالانکہ تم نہیں جانتے شاید کہ دو ہزار
سال تو زندگی کی داستان میں صرف چند سیکنڈ کے برابر ہوتے ہیں حالانکہ تم نے

دیکھا ہوگا کہ مدفون تخم اور کسی مقبرے یا غار میں بند مینڈک اتنے برسوں تک
نہیں مرتا اس کے علاوہ یقیناً تمہارا اس لافانی دنیا اور لافانی زندگی پر اعتقاد
بھی ہے جو اس مختصر تبدیلی کے بعد ملتی ہے جسے موت کہتے ہیں۔

"ٹھیک ہے ایلن! یہ ناممکن ہے ان بہت سی باتوں کی طرح جو آج تمہیں
ناممکن نظر آتی ہیں لیکن بعد کے دور میں ممکن ہو جائیں گی۔ ہو سکتا ہے کہ تم اسے
بھی ناممکن یقین کرتے ہو کہ میں نے اس بد نصیب ساحرہ سے گفتگو کی ہے اور
تمہاری آمد کے متعلق معلوم کیا ہے جو اس علاقے میں رہتا ہے جہاں سے تم آئے
ہو۔ اس کے باوجود میں جب چاہوں رات کی خاموشی میں اس سے بات چیت
کر سکتی ہوں کیونکہ ہمارے درمیان رابطہ قائم ہے اور آج میں جو کر رہی ہوں
وہ آئندہ زمانے کے لوگ آسانی سے کر سکیں گے۔ یعنی میلوں دور بیٹھے اپنے کسی
ساتھی یا اپنے کسی عزیز سے گفتگو کر سکیں گے۔ ہاں ایلن! وہ لوگ وسیع خلاؤں
کو سمیٹ کر دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک بات چیت کر سکیں گے اور عاشق
اپنی محبوبہ کی آواز سن سکے گا حالانکہ دونوں کے درمیان بے کنار سمندر حائل ہوگا
اور ہو سکتا ہے کہ یہ ——— ناممکن بات یہیں تک ممکن ہو کر نہ رک جائے
ہو سکتا ہے کہ مستقبل بعید میں دنیا والے ستاروں کے باسیوں سے گفت و شنید
کر سکیں — اور شاید ان مُردوں سے بھی جو مرگِ انجان اور اندھیری
دنیا میں کھو گئے ہیں۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ تم سن اور سمجھ رہے ہو؟"

"ہاں" میں نے مری ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"یہ تم پھر جھوٹ بول رہے ہو جیسی کہ تمہاری عادت ہے۔ تم سن
تو رہے ہو لیکن نہ سمجھ رہے ہو اور نہ اس پر یقین کر رہے ہو اور ایلن
تم مجھے غصہ بھی دلا رہے ہو۔ میرا ارادہ تھا کہ میں تمہیں اپنی اس طویل زندگی

کا راز بتا دوں گی لیکن یاد رکھو میں لافانی نہیں ہوں ——— ایک نہ ایک دن مجھے بھی فنا ہونا ہے اور پھر دوبارہ اس دنیا میں آنا ہے اور میرا ارادہ یہی تھا کہ تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ یہ طویل زندگی کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے لیکن تم اپنی بے اعتقادی کی وجہ سے اس قابل ہو ہی نہیں!

"نہیں ہوں۔ قطعی نہیں ہوں" میں نے جواب دیا۔

کیونکہ اس وقت میرے دل میں دو ہزار سال تک اور خاص طور سے اس پراسرار عورت کے ساتھ زندہ رہنے کی کوئی آرزو نہ تھی۔ لیکن اب، جبکہ میں بوڑھا ہو رہا ہوں اور یقیناً اب زیادہ جی نہ سکوں گا، میں اکثر اس بات پر افسوس کیا کرتا ہوں کہ میں نے وہ بہترین اور نادر موقع کھو دیا بشرطیکہ زندگی قائم رکھنے یا اسے طویل مدت تک بڑھانے کا کوئی طریقہ ہو جس سے الیشہ واقف تھی اور جس کے ذریعہ وہ دو ہزار سال سے نہ صرف زندہ تھی بلکہ جوان اور حسین بھی بنی ہوئی تھی۔ بہرحال میں نے اپنی بے یقینی سے یہ راز معلوم کرنے کا موقع نہ صرف کھو دیا بلکہ اس بے حد پر قدرت، تنک مزاج اور حسین عورت کو خفا بھی کر دیا۔

"تو یہ معاملہ تو یہاں ختم ہوا" الیشہ نے زخمی ناگن کی طرح پھنکار کر کہا، "جس طرح کہ خود تمہاری زندگی بھی جلد ہی ختم ہو جائے گی۔ اگر تم نے میری باتوں پر یقین کر کے مجھے خفا نہ کیا ہوتا تو تم بھی میری طرح وقت اور زمانے کی سرحدیں پھلانگ کر مدت مدید تک زندہ رہتے اور میری ہی طرح ایک دنیا کے سردار بن جاتے۔"

اور یہاں وہ ایک دم سے خاموش ہو گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ حد سے بڑھے ہوئے غصے نے اس کے گلے میں پھندے ڈال دیئے تھے۔

اور چونکہ میں اپنے آپ کو روک نہ سکا اس لئے میں نے کہا:۔
"مگر ناقی تمہیں بڑی قوتیں عطا ہوئی ہیں اور اس مقام کی سرداری تمہیں
ملی ہے تو ایسے میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان قوتوں اور سرداری سے تمہیں
کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا ہے۔ اگر میں دنیا کا سردار ہوتا تو میں شاید ان
بیرانوں اور ان وحشیوں میں رہنا پسند نہ کرتا جو انسانوں کا گوشت کھاتے ہیں
لیکن کہیں ایسا تو نہیں کہ بلیک وڈیٹ اور ایز جیسے بدمعاش تمہاری قوتوں
سے زیادہ قوی ہیں؟"

اور یہ کہہ کر میں نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

میرے اس بے دھڑک جواب نے — کیونکہ اب مجھے احساس ہو رہا ہے
میرا جواب بے حد جسارت مندانہ تھا — میری حسین ساتھی کو نہ صرف حیرت زدہ
بلکہ پریشان بھی کر دیا۔

"امین! تم میری توقع سے زیادہ عقلمند ہو" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"اور یہ تم نے سمجھ ہی لیا ہے کہ کوئی بھی حقیقت کسی چیز کا آقا نہیں ہے کیونکہ
سب سے بڑھ کر ایک قوت ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور جو پل بھر میں
ہمارے تکبر اور ساری شان کو بھڑک کر خاک میں ملا سکتی ہے اور اس کا سبق
قدیم زمانے کے شہنشاہوں کو بھی مل گیا تھا اور اس کا احساس اب مجھے
بھی ہو رہا ہے حالانکہ میں ان بادشاہوں سے رتبہ اور قوت میں بلند ہوں۔
سنو امین! ایک مصیبت آپڑی ہے مجھ پر اور اس سے نکلنے کی مجھے
تمہاری مدد کی ضرورت ہے اور تمہارے ساتھیوں کی بھی مدد کی اور اس کے عوض
میں وہ دولت دوں گی جو تم میں سے ہر ایک طلب کرے گا۔ وہ بوڑھا شخص
جو تمہارے ساتھ ہے اپنی بیٹی کو آزاد کروا لے گا اور وہ محفوظ ہو گی اور یہ

آدم زادوں کی طرف سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا البتہ میں یہ وعدہ نہیں کرتی کہ خیبار نام کو بھی کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ تمہارا سیاہ فام جنگجو سردار جنگ کا رسیا ہے چنانچہ وہ جی بھر کر جنگ کرے گا اور اپنی شایان شان فتح اور عظمت حاصل کرے گا اس کے علاوہ وہ بھی اسے مل جائے گی جس کی وہ جنگ سے بھی زیادہ آرزو کرتا ہے۔ وہ زردرو بونا کچھ نہیں چاہتا سوائے اس کے اپنے آقا کا ذاتی وزیر رہے اور بیک وقت اس کے پیٹ اور تجسس کی جو سمندر کی طرح بڑھا ہوا ہے، تسکین ہو جائے۔ اور تم اپنے ان مُردوں کو دیکھ لوگے جن کے متعلق تم راتوں کی تنہائیوں میں سوچا کرتے ہو البتہ وہ دوسرا مواد منزا جو بڑا تھا اور جسے تم حاصل کر سکتے تھے، اب تمہیں نہ ملے گا کیونکہ تم نے اپنے دل میں میرا مذاق اڑایا ہے "

"چنانچہ یہ سودا کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا ہے؟" میں نے پوچھا "ہم حقیر انسان اس آتشی کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں جو بڑی پرقوت ہے اور جس کا سینہ دو ہزار سال کے علوم کا خزینہ بنا ہوا ہے؟"

"ایلین! تمہیں اور ساتھیوں کو میرے جھنڈے تلے رہ کر جنگ کرنی ہے اور مجھے اپنے دشمنوں سے نجات دلانی ہے۔ رہی اس کی وجہ تو تم میری داستان کا آخری حصہ سن لو اور تم سب کچھ سمجھ جاؤ گے۔"

میں نے سوچا کہ یہ واقعی بڑی عجیب بات ہے کہ اس ملکہ کو "جنوں فطرت قولون" کے ہونے کا دعویٰ کرتی ہے، جنگ میں ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ اپنے اس خیال کو اپنے تک ہی رکھنا مناسب ہوگا، میں خاموش رہا لیکن اچھا ہوتا کہ میں نے اپنے اس خیال کا اظہار کر دیا ہوتا کیونکہ عائشہ نے فوراً ہی میری دلی کیفیت معلوم کر لی۔"

"ایلین! تم سوچ رہے ہو کہ یہ عجیب بات ہے کہ میں، جو عظیم اور مرنے والی نہیں ہوں، ایک معمولی سی خانہ جنگی میں تمہاری مدد کی طالب ہوں۔ اگر میرے دشمن معمولی سے وحشی ہوتے تو مجھے مدد کی ضرورت نہ پڑتی۔ لیکن وہ وحشی سے زیادہ کچھ اور بھی ہیں۔ وہ، وہ لوگ ہیں جن کی حفاظت اس قدیم شہر کور کا قدیم دیوتا کر رہا ہے۔ یہ اپنے زمانے کا بڑا زبردست دیوتا تھا جس کی روح آج بھی ان کھنڈروں میں بھٹکتی اور اس کی قوت آج بھی اس کے ان پجاریوں کی مدد کرتی ہے جو اس کی عبادت کی مذموم رسم ادا کرتے ہیں۔ یعنی اس پر انسانوں کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔"

"کیا نام ہے اس دیوتا کا؟" میں نے پوچھا۔

"ریزو۔ اور اسی سے مصریوں کا دیوتا رع بار انکلا ہے۔ کیونکہ ابتدا میں کور مصر کی گویا ماں تھا اور کور کے فاتح اپنے دیوتا اور اس کی پرستش کو بھی اپنے ساتھ مصر لے گئے تھے۔ یہ مصر کے سب سے پہلے فرعون مینس[۱] سے بھی بہت پہلے کا واقعہ ہے جب کور والوں نے مصر فتح کیا تھا۔"

"یعنی رع سورج دیوتا تھا۔ ہے نا؟" میں نے کہا۔

"ہاں۔ اور ریزو بھی سورج دیوتا ہے جو اپنے آتشیں تخت پر بیٹھا انسانوں کو زندگیاں بخشتا ہے یا اگر چاہتا ہے تو بجلیاں گرا کر یا قحط نازل کر کے یا وبا پھیلا کر ان کا خاتمہ بھی کر دیتا ہے۔ یہ دیوتا دیوتا ہے غیر نہیں ہے بلکہ بڑا ہی

---

[۱] بہت ہی قدیم دور میں مصر کی دو بادشاہیاں تھیں۔ ایک جنوبی مصر کی اور دوسری شمالی مصر کی لیکن بعد میں ایک فاتح گروہ حملہ آور نے دونوں کو ختم کر کے ایک بادشاہی کر دی۔ مدتوں تک اس ایک بادشاہی کا پہلا فرعون مینس مانا جاتا تھا لیکن [illegible] میں [illegible] کے پرانے شاہی قبرستان کی کھدائی میں ایک قبر نکل آئی جس نے ثابت کر دیا کہ مصر کا پہلا فرعون مینس نہیں بلکہ "نرمر" تھا۔ — مترجم

ظالم ہے چنانچہ وہ اپنے پرستاروں سے قربانی میں خون طلب کرتا ہے حتیٰ کہ کنواری لڑکیوں اور معصوم بچوں کا بھی خون۔ چنانچہ یوں ہوا ایلین کہ جب کور کے باشندوں نے دیکھا کہ ان کی کنواری بیٹیوں کو ریزد پر بھینٹ چڑھا کر ان کا گوشت کاہن اور پجاری کھاتے ہیں اور ان کے معصوم بچوں کو اس آگ میں بھسم کر دیتے ہیں جسے سورج کی کرنیں جلاتی ہیں تو یہ لوگ، یعنی کور کے باشندے، اس ظالم دیوتا سے متنفر ہو گئے اور اس کی عبادت چھوڑ کر رحم دل چاند کی طرف جھک گئے اور چاند کی اس رحم دل دیوی کا نام انہوں نے "لولالا" رکھا۔ چند لوگوں نے "سچائی" کو اپنی دیوی منتخب کیا کیونکہ انہوں نے کہا، کیونکہ "سچائی" خشمگیں سورج دیوتا اور نرم دل چاند دیوی سے بھی عظیم ہے جو آسمانوں کے ایک بہت دور کے ستارے میں اپنے تخت پر براجمان ہے۔ چنانچہ یوں ہوا ایلین کہ لوگوں کی اس حرکت سے دیوتائے شر ریزد بڑا غضبناک ہوا اور اس نے اپنا قہر ایک زبردست وبا کی صورت میں شہر کور اور اس کی ماتحت بستیوں پر نازل کیا اور اس شہر اور ماتحت بستیوں کے باشندوں کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن وہ لوگ بچ گئے جو ریزد کی پرستش کرتے تھے۔ اور چند وہ لوگ بھی بچ گئے جو لولالا اور سچائی کے پجاری تھے۔ اب یہ میں نہیں جانتی کہ لولالا اور سچائی کے پجاریوں نے کس طرح اپنی جان بچائی۔"

"تم اس زبردست وبا کے وقت موجود تھیں؟" میں نے بے حد دلچسپی سے پوچھا

"نہیں۔ یہ واقعہ میرے کور میں آنے سے صدیوں پہلے ہوا تھا۔ ایک کاہن جیونس نے یہ تفصیلات ان غاروں میں لکھی ہیں جہاں میرا قیام ہے اور جہاں ان بے شمار لوگوں کے مدفن ہیں جو اس وبا میں مارے گئے تھے اگر تم سننا چاہو تو میں کور کی تاریخ تمہیں سنا دوں گی۔ خیر۔ تو جب میں یہاں پہنچی ہوں

ذکر کر چکی ہی تھی جیسا کہ آج تم دیکھ رہے ہو، جاؤ مگر اس وقت بھی اس
خطے میں اور گرد و نواح میں وہ لوگ مختلف قبائل یا چھوٹے چھوٹے گروہوں میں
بکھرے ہوئے تھے جو اماجر کہلاتے ہیں اور جو اپنے دیوتا پر انسانوں کو بھینٹ
چڑھا کر ان کا گوشت کھاتے ہیں۔ یہ لوگ دیوتا مائے غریزیو کے پرستار ہیں
کیونکہ یہ انہی لوگوں کی نسل سے ہیں۔ جو اس زبردست دیا میں بچ گئے تھے
ان کے علاوہ اس خطے میں وہ لوگ بھی تھے، جب میں یہاں پہونچی ہوں،
اور ہیں جو چاند کی دیوی لولالا اور سچائی کے پرستار ہیں چنانچہ ریزو اور لولالا
کے پرستاروں میں کبھی نہیں بنی۔ یہ دونوں گروہ شروع سے ہی آپس میں
لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں:

"تمہیں کون سی بات یہاں، کھینچ لائی، اے آقا ایشہ؟" میں نے پوچھا۔

"میں نے کہا نہیں کہ دیوی ریزیس کے حکم اور اس کی علامت مستور کی خاطر
سے میں یہاں پہنچی ہوں؟ اس کے علاوہ" اس نے چند ثانیوں کے توقف کے بعد
اضافہ کیا "مجھے توقع تھی کہ ایک بچا کچا ہوا جوڑا مجھے یہیں ملے گا جس میں سے
ایک نے، دوسرے کے اکسانے پر، ریزیس سے اپنی قسم توڑی تھی:"

"اور وہ دونوں تمہیں مل گئے ایشہ؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں۔ کہہ، بلکہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ میں انہیں مل گئی اور میں یہاں بعد
میں وہ تمام مزاحمت نے اپنے بے دغا ساتھی کو کیفر کردار تک پہونچایا اور اس مرنے
والی کو واپس دنیا میں دھکیل دیا۔"

"وہ تو بڑی آزمائشی گھڑی ہوگی تمہارے لئے ایشہ" میں نے کہا۔ "کیونکہ
تمہاری باتوں سے میں نے سمجھ لیا ہے کہ اس نوجوان یونانی کاہن کو جس کا نام
تم نے کیلی کریٹس بتایا ہے، تو تم بھی پسند کرتی تھیں؟"

ظاہر ہے کہ میں اس کی خلاف ورزی نہ کر سکتی تھی اور نہ کر سکتی ہوں کیونکہ میں اس زبردست قوت کا ایک ہتھیار ہوں گویا"۔

وہ گڑیا پر یوں ڈھے گئی جیسے نڈھال ہو گئی ہو۔ اور میں سمجھتا ہوں جذبات کی شدت نے واقعی اسے نڈھال کر دیا تھا۔ اس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھک لیا۔

چند ثانیوں کی توقف کے بعد اس نے اپنے چہرے پر سے ہاتھ ہٹا کر کہا۔
"ایلن! میرے ان دکھوں کے متعلق مجھ سے مزید کچھ نہ پوچھنا۔ وہ اس وقت تک سوئے رہیں گے جب تک کہ ان کے دوبارہ اٹھنے کا وقت نہیں آ جاتا اور وہ وقت اب میرے خیال میں، قریب آ گیا ہے۔ اتنے قریب کہ تمہارے سمجھا تھا کہ تم ہو ــــ لیکن چھوڑو، اس ذکر کو ــــ چنانچہ ان دکھوں کو نہ چھیڑو ــــ اگر ممکن ہوتا تو میں خود بھی انھیں بھول جاتی ــــ کاش کہ ایسا ہو سکتا ایلن ـ یہ دکھ اور یہ غم تو صدیوں سے میرے ساتھی رہے ہیں، اس دنیا میں رہنے پر مجبور ہوں، مر نہیں سکتی حالانکہ میں مر کر سکون حاصل کر سکتی تھی لیکن مرنا میری قسمت میں نہیں اور چونکہ میں انسان ہوں، حالانکہ نیم مقدس ہوں اس لئے مجھے دنیا کے کاروبار میں معروف رہنا پڑتا ہے۔

"دیکھو اے اجنبی! جو کچھ مقدر ہو چکا تھا وہ ہوا۔ میں نے حیات کا جام پیا، جسے جانا تھا وہ چلا گیا اور میں زندہ رہ گئی۔ تنہا اور غمگین مجھے زندگی کی چٹان سے باندھ دیا گیا اور پشیمانی وہ اپنے کئے کی پشیمانی کے گدھ میرا کلیجہ نوچ رہے ہیں اور رات کے وقت دو ہزار برسوں کی یادوں کے آسیب مجھے پریشان کرتے ہیں اور میرے دل میں وہ آرزوئیں تازہ ہو جاتی ہیں جنھیں میں ترک کرنا چاہتی ہوں۔ عشق کی آگ بھڑکنے لگتی ہے۔ کیونکہ میں

بلند درجہ پر پہنچنے کے بعد بھی انسان ہوں۔ صبح پھر وہی دنیا کا چکر۔ ہاں۔ مجھے دنیا کے جھمیلوں میں پھنسا دیا گیا لیکن میں نے انھیں خوش آمدید کہا کیونکہ ان مصروفیات کی وجہ سے میں اپنے دکھ اور غم بھول جاتی ہوں۔ جب اس شہر میں رہنے والے وحشیوں کو پتہ چلا کہ ایک عظیم ہستی نے ان کے درمیان ظہور کیا ہے جو چاند کی دیوی یا خاتون لیاہ کی کنیز تھی تو یہ لوگ جو اب بھی لولالا کے پرستار تھے میرے گرد جمع ہو گئے اور ان لوگوں نے جو ریزود کے پرستار تھے میرا تختہ الٹ دینے کی کوشش کی۔

"دیکھو!" انھوں نے کہا "دیوی لولالا دنیا میں آگئی ہے چنانچہ آؤ ہم ریزود کے نام پر اسے قتل کر کے یہ سارا قصہ ہی ختم کر دیں۔"

"ایلن! وہ بے وقوف سمجھتے تھے کہ مجھے مارا جا سکتا ہے۔ خیر۔ تو میں نے ان پر فتح حاصل کی لیکن ان کے سردار کو زیر نہ کر سکی۔ ان کے سردار کا نام بھی ریزود ہے اور وہ لوگ اسے اپنے دیوتا کا اوتار ہی سمجھتے تھے۔"

"اسے تم زیر کیوں نہ کر سکیں الیشہ؟" میں نے پوچھا۔

"اس کی وجہ یہ ہے ایلن کہ کسی زمانے میں اس کے دیوتا نے اسے بھی وہ راز بتا دیا تھا جو میری دیوی نے مجھ پر ظاہر کیا تھا۔ اس نے بھی آب حیات پیا چنانچہ وہ بھی زندہ رہا۔ اب چونکہ وہ قوت میں میرے برابر ہے اس لئے میرا کوئی بھالا اس کے دل تک، جو دیوتا نے مشترک بکتر سا ہے، نہیں پہنچ سکتا۔"

"تو پھر کون سا بھالا پہنچ سکتا ہے؟" میں نے بے بسی سے پوچھا۔ کیونکہ میں دہشت زدہ ہو گیا تھا۔

"کوئی بھالا نہیں البتہ کلہاڑا اس کا خاتمہ کر سکتا ہے۔ کم سے کم میرا تو یہی خیال ہے۔"

"کیوں؟"

"سنو ایلین! کئی نسلوں تک لولالا کے پرستاروں اور ریزو کے پرستاروں کے درمیان، جو پہاڑ کے دوسری طرف رہتے ہیں، سکون اور صلح رہی۔ یا یوں کہو کہ میرے اور ریزو کے درمیان صلح شانتی رہی کیونکہ کور میں رہنے والے لولالا کے پرستار مجھے ہی لولالا یقین کرتے ہیں۔ لیکن پچھلے ایک عرصہ میں سردار ریزو اردگرد کے علاقے کو اجاڑنے کے بعد بے قرار ہو گیا اور کور پر حملہ کرنے کی دھمکی دینے لگا اور تم جانو کہ ریزو اور اس کے وحشیوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ ریزو کو ایک سفید فام ملکہ کی تلاش تھی کہ وہ اسے میرے مقابلے میں تخت پر بٹھا کر میرا مذاق اڑا سکے۔"

"تو اسی لئے وہ آدم خور میرے ساتھی، جن کا لقب انتقام جو ہے اور جو بحری کپتان تھا، کی بیٹی کو اٹھا لے گئے؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں ایلین۔ کیونکہ اب ریزو مشہور کر دے گا کہ میں یا تو مر گئی ہوں یا فرار ہو گئی ہوں، بشرطیکہ وہ اب تک یہ بات مشہور نہ کر چکا ہو، اور یہ کہ نئی ملکہ میری جگہ ظاہر ہوئی ہے۔ اپنی اس چال سے وہ یہ آس لگائے بیٹھا ہے کہ وہ کور میں رہنے والے میرے بہت سے پرستاروں کو اپنے ساتھ ملا لے گا۔ کیونکہ جب وہ کور پر پیش قدمی کرے گا تو اس لڑکی کے چہرے پر نقاب ڈال کر میرے لباس جیسا ہی لباس پہنا کر اپنے ساتھ لائے گا اور کوئی مجھ میں اور اس لڑکی میں تمیز نہ کر سکے گا کیونکہ کور والوں میں سے کسی نے میری صورت نہیں دیکھی۔ چنانچہ اس سردار ریزو کا خاتمہ کرنا ضروری ہے بشرطیکہ وہ مر سکتا ہو۔ ورنہ ہوگا یہ کہ وہ میرے لوگوں کا یا تو خاتمہ کر دے گا یا یہاں سے بھگا دے گا البتہ وہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کور کے لوگوں کے

— بعد میں یہاں اکیلی رہ جاؤں گی اور کوئی نہ ہوگا جس پر میں حکومت
کرسکوں۔ ایلین! مجھے اسی جگہ اس وقت تک قیام کرنا ہے جب تک کہ قاتل ریزد
دوبارہ جنم لے کر یہاں نہیں آجاتا۔ یہ میرے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ تم سوچتی
ہوگی کہ اگر گرد و نواح والے نہ بھی رہے تو اس سے کوئی خاص فرق نہ پڑ جائے گا کیونکہ یہ
لوگ جاہل اور وحشی ہیں۔ "یہ ٹھیک ہے ایلین لیکن یہ لوگ غلاموں کی طرح میری
خدمت کرتے ہیں اس کے علاوہ میں نے دیوتائے شر ریزد سے انھیں بچانے
کی قسم کھائی ہے اور انھوں نے میرے اس وعدے پر بھروسہ کیا ہے چنانچہ
یہ میری عزت اور میرے وقار کا سوال ہے کیونکہ اگر فتح ریزد کی ہوئی تو یہ کہا
جائے گا اس کے پرستار تباہ ہوئے جس کا نام "وہ۔ جو حکم کرتی ہے"
تھا کیونکہ وہ جھوٹی اور کمزور تھی:

"اس کلہاڑے کا کیا قصہ ہے الیشہ؟" میں نے پوچھا۔ "صرف کلہاڑا ہی ریزد
کا خاتمہ کیوں کرسکتا ہے؟"

"یہ ایک راز ہے ایلین — جو میں تمہیں پورا کا پورا نہ بتاؤں گی کیونکہ
ایسا کرتے ہوئے مجھے وہ اسرار بھی بیان کرنے پڑیں گے جنہیں تم پر ظاہر
نہ کرنے کا میں ارادہ کر چکی ہوں چنانچہ تمہارے لئے اتنا ہی جان لینا کافی
ہے کہ جب ریزد نے جام حیات پیا تو اس وقت وہ اپنا کلہاڑا بھی لے گیا
تھا — اب کہتے ہیں کہ یہ کلہاڑا بے حد قدیم تھا جسے خود دیوتاؤں نے بنایا
تھا اور کہتے ہیں کہ اس کلہاڑے نے ریزد کے مقابلے میں زیادہ زندگی اور
قوت جام حیات سے کھینچ لی۔ کس طرح؟ یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ ہو سکتا
ہے کہ یہ محض روایت ہی ہو۔ البتہ ایک بات میں جانتی ہوں کہ سچ ہے کیونکہ
یہ بات مجھے دریائے حیات کے دربان نوط نے بتائی تھی۔ وہ اسرار کا اور میرے

وہ جوانی میں میرا بھی آتا اور بڑا دانا تھا اور فلسفی بھی۔ یہ نوط زندگی بڑھانے کے راز سے واقف تھا لیکن اس نے جام حیات پینا پسند نہ کیا چنانچہ مرنے سے پہلے اس نے مجھے بات بتائی تھی۔ غرض کہ اس نے ریزد سے کہا تھا کہ اب دنیا میں اسے کسی سے ڈرنا نہ چاہیے سوائے اپنے کلہاڑے کے چنانچہ اس نے ریزد کو اپنے کلہاڑے کی حفاظت کرنے اور اپنے پاس ہی رکھنے کا مشورہ دیا کیونکہ اس نے کہا "اگر یہ کلہاڑا کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہوا اور ریزد پر حملہ کیا گیا تو وہ اس پر یعنی ریزد پر غالب آئے گا۔ چنانچہ وہ اس کلہاڑے سے ہی صرف اس کلہاڑے سے ہی مر سکے گا۔ یوکیلز کی طرح جس کا تذکرہ اور مرنے کا بیان کیا ہے [illegible] ہومر کو پڑھا ہے ایمن؟"

"نہیں پڑھا صاحب" میں نے جواب دیا۔

"تو پھر تم جانتے ہوگے کہ یوکیلز کی موت اس کی ایڑی میں تھی[1]۔ اسی طرح ریزد کی موت کلہاڑے کے ذریعہ ہی اس کے جسم میں داخل ہو سکتی ہے"

"لیکن نوط کو یہ کیسے معلوم ہوا؟" میں نے پوچھا۔

"یہ تو میں نہیں جانتی" ایشا نے قدرے بے چینی سے جواب دیا "شاید وہ یہ نہ جانتا ہو۔ شاید یہ ایک افسانہ ہو لیکن یہ سچ ہے کہ ریزد کا اس پر یقین

---

[1] یونانی دیومالا کا زبردست ہیرو۔ کہتے ہیں یوکیلز کی موت کی پیشگوئی کی گئی تو اس کی ماں نے اسے غیر فانی بنانے کے لئے دریائے اسٹکس میں غوطہ دیا تھا لیکن چونکہ اس نے یوکیلز کو دونوں ٹخنوں سے پکڑ کر دریا میں غوطہ دیا تھا اس لئے اس کی ایڑیاں خشک رہ گئیں چنانچہ اس پر کوئی ہتھیار اثر نہ کرتا تھا لیکن جنگ ٹرائے میں پیرس نے اس کی ایڑی میں تیر مار کر اسے ہلاک کر دیا۔ مترجم

تھا اور یقین ہے اور انسان جس بات کو یقین کرتا ہے وہ اس کے لئے نہ صرف
سچ ثابت ہوتی ہے بلکہ ہو کر رہتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو ائین تو پھر دنیا کے
کسی بھی مذہب کا کیا فائدہ؟ یہ اعتقاد ہی ہے جو ہمیں سہارا دیتا ہے اور
ہمیں مایوسی کے گڑھے میں گرنے سے بچاتا ہے:

• شاید ایسا ہی ہو۔ میں نے جواب دیا۔ اب کلہاڑے کا کیا قصہ ہے؟
• قصہ صرف یہ ہے کہ آخر میں وہ گم ہو گیا یا جیسا کہ کہتے ہیں اسے اس
عورت نے چرا لیا جسے ریزو نے چھوڑ دیا تھا چنانچہ اب ریزو ایک خوف کے
عالم میں جی رہا ہے۔ نہیں ائین! بیکار کے سوال نہ پوچھو۔ کیونکہ میرے
کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا تھا۔ بلکہ کہانی کا اختتام سن لو۔ تو ریزو کے ساتھ
ہمارے جھگڑوں میں ریزو کی کور پر حملہ کرنے کی دھمکی کے بعد مجھے اس کے
کلہاڑے کا قصہ یاد آیا۔ چنانچہ میں نے اپنے آدمیوں کو جنگل کی ایک ایک جھاڑی
اور ایک ایک راستے کی طرف دوڑا دیا کہ وہ کلہاڑا تلاش کریں۔ جب کلہاڑا
نہ ملا تو میں نے اپنے ملک کے دور دراز کے کاہنوں سے روحانی رابطہ قائم کیا اور
کلہاڑے کے متعلق تحقیقات کیں۔ انہی ساحروں میں تمہارا وہ بوڑھا ساحر بھی ہے
جس کا نام زکالی اور راستہ کھولنے والا ہے۔ اس نے میرے سوال کے
جواب میں کہا کہ خود اس کے علاقے میں ایک جنگجو ہے جو ان لوگوں کا سردار ہے
جو کلہاڑے والے کہلاتے ہیں۔ اس کے پاس ایک کلہاڑا ہے۔ اس کلہاڑے
کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ کتنا قدیم ہے اور اس قبیلے کے پاس کہاں سے
آیا۔ چنانچہ اس امید پر ـــ حالانکہ یہ امید موہوم تھی ـــ کہ شاید یہ وہی
کلہاڑا ہو۔ میں نے زکالی سے کہا کہ وہ اس کلہاڑے والے جنگجو کو میرے پاس
بھیج دے۔ چنانچہ گزشتہ رات وہ جنگجو میرے سامنے کھڑا تھا۔ میں نے غور

سے اس کی طرف دیکھا اور اس کے کلہاڑے کی طرف دیکھا تھا۔ کلہاڑا بہرحال قدیم ہے اور اس سے ایک کہانی وابستہ ہے لیکن یہ میں نہیں جانتی کہ وہ وہی ریزد کا کلہاڑا ہے یا دوسرا ہے کیونکہ میں نے کبھی ریزد کا کلہاڑا نہیں دیکھا کہ اسے پہچان سکوں۔ لیکن آخر زمانے میں کہا جاتا ہے۔ کلہاڑے والا جنگجو ہو سکتا ہے کہ ریزد کے مقابلے کے لئے بھی تیار ہو جائے حالانکہ ریزد بذات خود دیکھنے میں بڑا بھیانک ہے۔ اور اگر ہوا تو پھر پتہ چل ہی جائے گا کہ اس کلہاڑے میں ریزد کی موت ہے کہ نہیں۔"

"میرا وہ جنگجو ساتھی تو جنگ کے لئے تیار ہے۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "کیونکہ جنگ اسے پسند ہے۔ اس کے علاوہ اس کے لوگوں میں مشہور ہے کہ جس کے پاس یہ کلہاڑا ہو اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔"

"اس کے باوجود تمہارے اس جنگجو نے کسی اور کو شکست دے کر ہی کلہاڑا اور قبیلے کی سرداری حاصل کی ہوگی۔" ایلشہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"بہرحال یہ داستان تم مجھے بعد میں سناؤ گے۔ ہم نے بہت زیادہ باتیں کر لی ہیں چنانچہ تم تھک گئے ہو گے۔ جاؤ۔ اب جا کر کھانا کھاؤ اور آرام کرو۔ آج رات جب چاند طلوع ہوگا تو واپس آؤں گی جہاں تم ہو گے اس سے پہلے نہیں کیونکہ مجھے بہت سے کام نپٹانے ہیں۔۔۔ اور تمہارے پاس آکر میں تمہیں وہ لوگ دکھاؤں گی جن کے ساتھ مل کر تمہیں ریزد سے جنگ کرنی ہے اس وقت ہم جنگ کا نقشہ بھی بنائیں گے۔"

"مجھے یہ جنگ کرنا نہیں چاہتا" میں نے عجلت سے کہا۔ "میں نے بہت سی جنگیں لڑی ہیں اور اب میں ان سے تنگ آگیا ہوں چنانچہ یہاں میں خون خرابہ کرنے نہیں بلکہ علم حاصل کرنے آیا ہوں۔"

"پہلے قربانی اور پھر اس کا انعام" ایلشہ نے جواب دیا۔ "جنگ کا انعام حاصل کر کے تم اسے بیچ جاؤ گے۔"

پندرھواں باب

گمشدگی

چنانچہ میں رخصت ہوا۔ باہر بوڑھا حاجب بلالی، کیونکہ یہی اس کا عہدہ معلوم ہوتا تھا، میرا منتظر تھا اس تمام عرصے میں وہ میرا منتظر رہا تھا۔ اس نے مجھے میری قیام گاہ تک پہنچا دیا۔ راستے میں سے میں نے ہنس کو بھی اپنے ساتھ لیا جو بڑی کا قروپ کے باہر بیٹھا ہوا تھا اور حسب معمول اس وفادار نے اس تمام عرصے میں اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھے تھے۔

"ہاں، ہنس" میں نے کہا۔ "اس عفیفہ سر ساحرہ نے تمہیں بتایا ہے کہ اس طرف مکانات کے سلسلے کے باہر اور ایک بڑے کھنڈر میں اور میدان کے کنارے پر ایک زبردست ایسی فوج اکٹھا کر دی گئی ہے؟"

"یہ تو اس نے نہیں بتایا ہے لیکن یہ ضرور کہا ہے کہ آج شام وہ ہمیں ان لوگوں کو دکھائے گی جن کے ساتھ مل کر ہمیں جنگ کرنی ہے۔"

"تو باس وہ لوگ یہاں پہنچ گئے ہیں۔ کئی ہزار ہیں تو ہوا۔ میں کیونکہ میں سانپ کی طرح دیواروں کے درمیان سے رینگتا گیا کر انھیں دیکھ آیا ہوں۔ اور میرے خیال میں باس وہ انسان نہیں ہیں بلکہ وہ بد روحیں ہیں جو اندھیری راتوں میں نکل آتی ہیں۔"

"اور تمہارا ایسا خیال کیوں ہے ہنس؟"

"اس لیے باس کہ جب سورج بلند ہو جاتا ہے، جیسا کہ اس وقت ہے،

تو وہ سب کے سب سو جاتے ہیں۔ وہ لوگ اس وقت بھی گہری نیند سو رہے ہیں جس طرح کہ ہم انسان رات کے وقت سوتے ہیں۔ صرف چند سنتری پہرہ دے رہے ہیں لیکن وہ بھی جمائیاں لے رہے اور اپنی آنکھیں مل رہے ہیں۔

"میں نے سنا ہے ہیس کہ افریقہ کے قلب میں ایسے لوگ ہیں جو دن کے وقت سوتے ہیں کیونکہ اس وقت سورج بہت گرم ہوتا اور آگ برساتا ہے۔ شاید اسی لئے وہ جو حکم کرتی ہے ہمیں ان کے پاس شام کے وقت لے جانے والی ہے۔ ان کے علاوہ یہ لوگ، معلوم ہوتا ہے، چاند کے پجاری ہیں۔"

"نہیں ہاس یہ لوگ شیطان کے پجاری ہیں اور وہ سفید فام ساحرہ شیطان کی بیوی ہے۔"

"بہتر ہوگا ہیس کہ تم اپنے خیالات اپنے تک ہی رکھو کیونکہ وہ ساحرہ کچھ ہی کیوں نہ ہو بہر حال خیالات بہت دور سے پڑھ لیتی ہے جیسا کہ خود تم نے گزشتہ رات معلوم کر لیا ہے۔ چنانچہ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو ایسی باتیں نہ کہتا۔"

"ٹھیک ہے باس۔ چنانچہ اب اگر میں کچھ سوچوں گا تو صرف جن شراب کے متعلق سوچوں گا جو اس خطے میں نہیں ہے۔" ہینس نے مسکرا کر جواب دیا۔

ہم اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ رابرٹسن نہ صرف دوپہر کا کھانا کھا چکے تھے بلکہ ایک مجرم کی طرح گہری نیند سو گیا تھا اور صاف ظاہر تھا کہ اسلوپوگاس نے بھی اس کی تقلید کی تھی کیونکہ وہ بھی مجھے کہیں نظر نہ آیا۔ رابرٹسن کو سوتا دیکھ کر اور اسلوپوگاس کو غائب پا کر مجھے یک گونہ مسرت ہوئی کیونکہ اس پراسرار الیشہ نے جیسے اپنی باتوں سے میری ساری قوت کھینچ لی تھی اور میں تھکن محسوس کر رہا تھا۔ چنانچہ میں بھی کھانے سے فارغ ہو کر کچھ دور ایک لمبی اور طویل

دیوار کے سائے میں آرام کرنے اور ان عجیب باتوں پر غور کرنے چلا گیا جو میں نے سنی تھی۔

یہاں میں یہ بتا دوں کہ الیشہ نے جو داستان بیان کی تھی اس کی حیثیت میرے نزدیک ایک دلچسپ افسانے سے زیادہ نہ تھی۔ ان کی کس بات پر میں نے یقین کیا تھا یا کیا تھا تو بہت کم۔ رہی الیشہ کی طویل زندگی کی کہانی تو اس پر میں نے فوراً "ناممکن" کا ٹھپہ لگا دیا۔ یقیناً وہ کوئی پاگل عورت تھی جو بڑائی ٹھونکنے کے خبط میں مبتلا تھی۔ شاید وہ کوئی عرب عورت تھی جو کسی خاص مقصد سے بھٹکتی ہوئی یہاں آ گئی تھی اور اپنے تجربات کو کام میں لا کر اور روایتوں سے واقف ہو کر یہاں بسنے والے وحشی قبیلے کی سردار بن بیٹھی تھی اور یہ بھی کسی خاص مقصد کے تحت۔

رہی دوسری باتیں تو ان کا یہ کہنا کہ اب ایک دوسرا قبیلہ اس پر حملہ کرنے کی دھمکی دے رہا تھا اب چونکہ وہ جانتی تھی کہ ہمارے پاس بندوقیں تھیں اور یہ بھی وہ سن چکی تھی کہ ہم چند آدمیوں نے آدم خوروں کا مقابلہ کر کے انھیں بھگا دیا تھا چنانچہ قدرتی طور پر وہ آنے والی جنگ میں ہماری مدد کی طالب تھی۔ رہا وہ غیر مرئی پیالہ اور حیرت انگیز مزار، دیو اور اس کے کھنڈر سے اور اس کی موت کے بارے میں ہونے کی داستان تو یہ بھی دوسری باتوں کی طرح محض افسانہ تھا اور اگر خود الیشہ اس میں یقین رکھتی تھی تو وہ میرے خیال سے بھی زیادہ بیوقوف تھی۔ رہی ہماری آمد کی بات تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے اور اسلوپگاس کے متعلق بروئے زکالی نے کسی ذریعہ سے ساری معلومات الیشہ تک پہنچا دی ہوں گی۔ اور اس کا اقرار تو خود الیشہ نے بھی کیا تھا کہ ہمارے متعلق ساری باتیں زکالی کے ذریعہ معلوم ہوئی تھیں

لیکن میرے خدا! کس قدر حسین تھی وہ! جب اس نے شرارت سے یا
غصے میں آکر پل بھر کے لئے اپنی نقاب اٹھائی تھی تو اس کے جلال نے میری نظر
خیرہ کر دی تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس کے بے پناہ حسن نے میرا دل موہ لینے
کے بجائے مجھے خوفزدہ کر دیا تھا۔ کوئی بھی محسوس کر سکتا تھا کہ یہ بے پناہ حسن
حد درجہ خطرناک بلکہ جان لیوا تھا۔ کم سے کم میں اس پراسرار عورت سے گہرے
تعلقات قائم کرنے کا خواہاں نہ تھا۔ آگ میں گرمی ہوتی ہے، فرحت بخشتی ہے
اور دور دلکش بھی نظر آتی ہے۔ لیکن دور سے لیکن جو آگ کے قریب جاتا ہے
یا اس پر جھپٹتا ہے، وہ پتنگوں کی طرح جل کر راکھ بن جاتا ہے۔

تو یوں سمجھ لو! تھا میں اور اس تمام عرصے میں مجھے یہ احساس تھا کہ اگر
یہ انسانی یا غیر انسانی آتش مجھے ہلاک کرنا چاہے تو ایک سکنڈ میں کر سکتی ہے
چنانچہ اب تک اگر میں اس سے محفوظ رہا تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے
اس حسین آگ کی آرزو نہ کی تھی۔ حسین اور پراسرار ایشہ کو مجھ جیسے حقیر اور
بجھے ہوئے شکاری میں کوئی کشش نظر نہ آئی تھی۔ کم سے کم اس کے ظاہر
میں البتہ اس کی ذہانت اور ہوشیاری سے ایشہ کو کوئی خاص تعلق نہ تھا
اور نہ ہو سکتا تھا اور اگر تھا تو صرف اتنا کہ وہ اس حقیر شکاری کی ذہانت
اور تجربہ اس معاملے کو سلجھانا چاہتی تھی جس میں واقعی ذہانت اور تجربہ
درکار تھا۔

آخر میں اس نے یہ بھی اقرار کیا تھا کہ وہ ایک دوسرے مرد کے ساتھ پھنسی
ہوئی تھی جس کی تفصیلات سمجھنا یا ان کا اندازہ لگانا قریب قریب ناممکن تھا
یہ سچ ہے کہ ایشہ نے اس مرد کو قبول صورت لیکن بیوقوف کہا تھا جس سے
وہ ہزاروں سال پہلے ملی تھی۔ لیکن اس کا مطلب شاید یہ تھا کہ ایشہ کے

خیالات اس نوجوان کے متعلق کچھ اچھے نہ تھے کیونکہ اس نے الیشہ پر ایک
دوسری عورت کو ترجیح دی تھی جو بقول الیشہ فراعنہ کے خاندان سے اور
شہزادی تھی۔ دراصل دو ہزار سال زمان کا اضافہ داستان کو پر اثر بنانے کے
لئے کیا گیا تھا۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ عورت اپنے محبوب کا انتظار دو ہزار
سال تک کر سکتی ہے یا شاید میری ہمدردی حاصل کرنے کے لئے دو ہزار سال
کی مدت سے کہانی میں رنگ بھر گیا تھا۔

اور یہ تو ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ دو ہزار سال میں واہیات سے
واہیات قصے اور شرمناک سے شرمناک واقعات رومانی اور قابل احترام
بن جاتے ہیں۔ قلوپطرہ اور جولیس قیصر اور انطونی کی مثال ہمارے سامنے
ہے۔ حتیٰ کہ اب پاکباز سے پاکباز قاری بھی جب قلوپطرہ کا قصہ پڑھتا ہے تو
اسے نیل کی اس ساحرہ سے ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے اور سوچتا ہے کہ اگر
قلوپطرہ کو کسی کرشمہ سے تاریخ کے صفحات ہی نکال دیئے جائیں تو پھر تاریخ
بے رنگ ہو کر رہ جائے گی۔ یہی حال ہیلن آف ٹرائے اور نفرا نے اور دوسری
عیاش عورتوں کا ہے جو اپنے زمانے میں تو بدنام تھیں لیکن وقت نے انھیں
ہمدردی اور احترام کے قابل بنا دیا ہے۔ یہ تاریخ کا عجیب کرشمہ ہے۔ الیشہ
یقیناً تاریخ کے اس کرشمہ اور اس کے اٹل اثر سے واقف تھی چنانچہ اس
نے ایک یونانی نوجوان سے عشق کے قصے کو دو ہزار سال پیچھے پہنچا دیا۔

اب الیشہ کا ڈکالی سے، جو بہت دور مقیم تھا، گفتگو کرنے یا اس سے رابطہ
قائم کرنے کی بے حد عجیب حقیقت باقی رہ جاتی ہے۔ تو میرے خیال میں یہ حقیقت
بھی ایسی نہیں ہے جسے سمجھا نہ جا سکے۔ میرا مطلب ہے کہ کوئی ناقابل حل
معمہ نہیں ہے۔ افریقہ کے جنگلوں میں ایک عمر تک آوارہ گردی کے بعد

میں نے دیکھا ہے کہ ویچ ڈاکٹروں کا پورا گروہ — اور ایشہ یقیناً اسی گروہ سے تعلق رکھتی تھی — اور اس کا ہر فرد عجیب ذریعہ سے ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھے ہوئے ہوتا ہے۔

اکثر معاملات میں یہ ذرائع یقیناً مادی ہوتے ہیں۔ یعنی ایک ویچ ڈاکٹر کی اطلاع دوسرے ویچ ڈاکٹر تک اس کے خاص پیغامبروں تک پہنچتی ہے اور پھر اسے ہی تعلق باہمی یا روحانی کا درجہ دے دیا جاتا ہے اور ہمارے لئے بھی مناسب یہی ہوتا ہے کہ ہم بھی اسے بظاہر روحانی تعلق ہی تسلیم کرلیں۔ الشہ اور زکالی جیسے وہ بے حد تجربہ کار ماہروں کے سامنے بھی ان کے تعلق کو روحانی تعلق تسلیم کرنے میں ہی خیریت نظر آتی ہے حالانکہ ہوسکتا ہے کہ زکالی کے پیغامبروں نے، جو دوسرے ممالک کے باشندے تھے، اسے نہیں انافول لانے ہماری آمد کی اطلاع ایشہ کو دی ہو۔

بہر حال دونوں کے درمیان گفتگو کسی بھی ذریعہ سے ہوئی ہو نتیجہ اس کا یہ ظاہر ہوا تھا کہ مجھے ایک بار پھر اس جنگ کی آگ میں کودنا تھا جس سے میرا دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ تاہم یوں بھی اس جنگ سے بچا نہ جاسکتا تھا کیونکہ رابرٹسن کی بیٹی اور نیز کو بچانا تھا۔ بہر قیمت بچانا تھا چاہے اس میں خود ہمیں اپنی جانوں سے ہی کیوں نہ ہاتھ دھونا پڑے۔ چنانچہ جنگ تو ناگزیر تھی۔ اس کے علاوہ یہ مہم تھی بڑی دلچسپ۔ چنانچہ اب مجھے بس یہی توقع رکھنا تھی کہ قسمت یا زکالی کا عظیم طلسم یا خدا اسے بخیر و خوبی تک پہنچا دے۔

اب چونکہ اس نمائندہ جنگی میں اس پراسرار عورت کو ہماری امداد کی ضرورت تھی اور ہمارے بغیر وہ جنگ جیت نہ سکتی تھی اس لئے اسے ہمارے سارے

دعوے، جو اس کی فوق الفطرت قوتوں کے متعلق تھے، سراسر بے بنیاد اور جھوٹے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا، اگر وہ واقعی فوق الفطرت قوتوں کی مالک ہوتی تو اسے اس معمولی سی قبائلی جنگ میں کسی کی بھی مدد کی ضرورت نہ پڑتی اور محض اپنے بچاؤ کے لئے اور ہماری مدد حاصل کرنے کے لئے اس نے اپنے حریف ریزو کو دیومالائی شر بنا کر پیش کیا تھا اور کھنڈر میں اس کی موت ہونے کا قصہ گھڑا تھا۔ کسی جادوگر یا جن کی موت طوطے یا کسی ایسے ہی پرندے یا جانور میں ہونے کے قصے پریوں کی داستانوں میں ہم نے پڑھے تھے اور یقیناً آپ نے بھی پڑھے یا بچپن میں اپنی دادی یا کسی اور بزرگ ہستی سے سنے ہوں گے۔ ریزو کا قصہ بھی بس ایسا ہی تھا اور کھنڈرے میں اس کی جان رکھے کا دعویٰ محض بکواس تھا۔

اور یوں سوچ کر میں سو گیا اور اس وقت بیدار ہوا جب سورج غروب ہو رہا تھا۔ ہنس حسب معمول وفادار کتے کی طرح میرے قدموں میں سو رہا تھا۔ میں نے اسے جگایا اور ہم دونوں مہمان خانے کی طرف، یعنی اس طرف جہاں ہمیں ٹھہرایا گیا تھا، روانہ ہوئے اور اندھیرا اترے وہاں پہنچ گئے۔ افریقہ کے بعض حصوں میں عموماً اور پہاڑوں سے گھرے ہوئے کور میں خصوصاً اندھیرا حیرت انگیز سرعت سے اترتا ہے۔

رابرٹسن کو وہاں نہ پاکر میں نے سوچا کہ وہ شاید اپنے طور پر آل ہز کے متعلق تحقیقات کرنے باہر گیا ہوگا چنانچہ میں نے ہنس کو ہم دونوں کے لئے کھانا تیار کرنے کو کہا۔ ہنس ابھی "چراغ" کی روشنی میں کھانا تیار کر رہا تھا کہ دفعتاً امسلوپوگاس اندھیرے میں سے بھوت کی طرح نکل کر چراغ کی روشنی میں آگیا

اور چاروں طرف دیکھنے کے بعد بولا۔

"میکویزن ! لال داڑھی کہاں ہے؟"

یہ، قارئین بھولے نہ ہوں گے، رابرٹ سن کا لقب تھا۔

"یہ تو میں نہیں جانتا" میں نے جواب دیا اور خاموش رہا کیونکہ مجھے احساس ہو چلا تھا کہ اسلوپوکاس کچھ کہنا چاہتا ہے۔

"میکویزن ! بہتر ہوگا کہ تم لال ڈاڑھی کو اپنے ساتھ اور نظر کے سامنے رکھو" اس نے کہا "آج سہ پہر کے وقت، جب تم سفید ساحرہ سے مل کر آ گئے تھے اور کھانے سے فارغ ہو کر سو گئے تھے، میں نے لال ڈاڑھی کو بندوق اور کارتوسوں کا تھیلا لے کر گھر سے نکلتے دیکھا۔ وہ پاگلوں کی طرح آنکھیں گھما رہا تھا۔ جیسے وہ اِدھر گیا اور پھر اُدھر اُس ہرن کی طرح جس نے خطر کی بو پائی ہو اور پھر وہ اونچی آواز میں اور اپنی زبان میں کچھ بولنے لگا۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ اپنی روح سے باتیں کر رہا ہے، جیسا کہ پاگل لوگ کیا کرتے ہیں"۔ تو میں اسے اس کے حال پر چھوڑ کر وہاں سے ٹل گیا۔

"کیوں؟" میں نے پوچھا۔

"اس لئے میکویزن کہ ہم زولوؤں میں قانون ہے، جس سے تم خود بھی واقف ہو، کہ ہم اس شخص کو نہیں چھیڑتے جو پاگل ہو اور اپنی روح سے گفتگو کرنے میں مصروف ہو۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی تھی کہ اگر میں اس کی باتوں میں مخل ہوا ہوتا تو وہ شاید مجھے گولی مار دیتا اور اس طرح بھی لال ڈاڑھی پر آنچ نہ آتا کیونکہ وہ قصور میرا ہوتا کہ میں نے اس جگہ اپنی ٹانگ اڑائی ہوتی، جہاں ٹانگ اڑانے کا مجھے کوئی حق نہیں ہے۔"

"تو پھر اسلوپوکاس، تم مجھے بلانے کیوں نہ آئے؟"

اس نے میکوینزن کو پھر وہ تمہیں گولی مار دیتا۔ کیونکہ اب لال ڈاڑھی
کا تعلق براہ راست آسمانوں سے ہے چنانچہ دنیا اور دنیا والوں کیا سے
نہ کوئی پروا ہے اور نہ ان کا کچھ خیال البتہ اگر کسی کا خیال ہے تو تنہا اور اس
آنکھوں والی کا جسے اس سے چرا لیا گیا ہے۔ چنانچہ لال ڈاڑھی والا صرف اس
کے متعلق سوچتا ہے تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ چنانچہ میکوینزن
اسے وہیں ادھر ادھر ٹہلتا چھوڑ کر چلا گیا۔ بعد میں جب اس کی خبر معلوم
کرنے آیا تو وہ وہاں نہ تھا۔ ہم نے سوچا کہ وہ تھک کر اپنی دیوار اور وادی والی
جھونپڑی میں چلا گیا ہے۔ اب مجھے تم ہی نے بتایا ہے کہ وہ یہاں نہیں ہے
چنانچہ میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ بتانے آ گیا۔"

"وہ بے شک یہاں نہیں ہے" میں نے جواب دیا۔

اور میں اٹھ کر رابرٹسن کے بستر کے قریب یہ دیکھنے پہنچا کہ اسے اس
شام استعمال کیا گیا تھا یا نہیں۔

اور اب پہلی دفعہ میں نے بستر پر کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا دیکھا۔ یہ
نوٹ بک میں سے پھاڑا گیا تھا۔ اور میرے نام تھا۔ میں نے وہ ٹکڑا اٹھا
لیا اور اس پر کی تحریر پڑھنے لگا۔
لکھا تھا۔

"کوالرین ارحم خدا نے مجھے آئی نیز کا خواب دکھایا
اور بتایا ہے کہ وہ کہاں ہے۔ وہ پہاڑ کی چوٹی کے سرے پر
اور مغرب میں ہے اور خدا نے مجھے وہاں تک پہنچنے کا راستہ
بھی دکھا دیا ہے۔ خواب میں میں نے آئی نیز کو مجھ سے باتیں کرتے
سنا۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ اسے زبردست خطرہ لاحق ہے

"ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا۔ وہ چلا گیا اور فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

حالانکہ میں اس وقت بھی یہی سوچ رہا تھا کہ رابرٹسن شاید ٹھیک ہو گیا ہوگا اور چاند طلوع ہونے کے بعد یا کل صبح ہم اسے تلاش کر لیں گے۔ اس کے باوجود میں اس شخص کی طرف سے قدرے متفکر تھا جو پچھلے ایک عرصے سے اپنا ذہنی توازن زیادہ سے زیادہ کھوتا جا رہا تھا۔ اس کے دوغلی نسل کے بچوں کے بھیانک قتل [illegible] کے صدمے اور آلیز کے اغوا کے صدمے سے اس کے پاگل پن کی ابتدا ہوئی تھی اور پھر ان چیزوں اس کا یہ زور پکڑتا گیا اور پھر فوری ترک شراب نے رہی سہی کسر پوری کر دی۔

جب میں نے اسے شراب چھوڑ دینے پر راضی کر لیا تھا تو اس وقت مجھے اپنے اس کارنامے پر فخر تھا اور سوچا تھا کہ یہ میں نے بے حد اچھا کام کیا تھا لیکن اب مجھے اس میں شک ہو چلا تھا۔ شاید بہتر ہوتا کہ وہ کچھ نہ کچھ کم مقدار میں ہی سہی پیتا رہتا اور ایک عرصے کے لئے بعد ترک کر دیتا لیکن مشکل یہ ہے کہ شراب کے سلسلے میں بیچ کا کوئی راستہ ہے ہی نہیں۔ ہمارا تجربہ ہے کہ مرد عورتیں اور خصوصاً جو اس لت میں مبتلا ہوں، یا تو ایک دم سے شراب ترک کر دیتی ہیں یا پھر اور زیادہ پینے لگ جاتی ہیں۔ بہرحال رابرٹسن کے سلسلے میں اگر میں نے مداخلت کر کے کوئی غلط قدم اٹھایا تھا تب بھی میرے خیال میں اس کا الزام مجھ پر نہیں آ سکتا کیونکہ میں نے جو کچھ کیا تھا اس کی بہتری کے لئے کیا تھا۔ بہرحال میرے اس اقدام سے خود مجھے نقصان ہوا تھا کیونکہ شرابی رابرٹسن، زاہد رابرٹسن سے اچھا

خوش مزاج تھا اور اس کے ساتھ کو میں پسند کرتا تھا۔ ترکِ شراب کے بعد وہ ایک دم سے وحشت دینے والا، خاموش، گھٹا اور مذہبی مجنون بن گیا تھا۔

دفعتاً غضنفر اس غریب کا دماغ چل گیا تھا اور اب وہ ہمیں سوتا چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ اور جیسا کہ انہیں نے کہا تھا اس گھپ اندھیرے میں اسے تلاش کرنا ممکن نہ تھا جبکہ اگر رات روشن بھی ہوتی تب بھی میرے خیال میں ان غضب بیدا اماجبر کے ساتھ مل کر اسے تلاش کرنا مناسب نہ تھا کیونکہ ان لوگوں پر مجھے اعتبار نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ میں انہیں اس کا سراغ لگانے کے لیے نہیں بھیج سکتا تھا اور اگر میں نے اسے اس کا حکم دیا بھی ہوتا تو غالباً زندگی میں پہلی دفعہ وہ میرے اس حکم کی تعمیل نہ کرتا کیونکہ وہ اماجبر سے بے حد ڈرا ہوا تھا۔ چنانچہ اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا کہ ہم منتظر رہیں اور بہتری کی امید کریں۔

چنانچہ میں انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ چاند طلوع ہوا اور اس کے ساتھ ایشہ بھی نمودار ہوئی جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا۔

وہ بے حد قیمتی اور بڑا چغہ پہن کر آئی بڑی شان سے۔ بلالی آگے آگے اس کی آمد کا اعلان کر رہا تھا۔ ایشہ کے پیچھے کنیزوں کا گروہ تھا اور خود ایشہ کو بھالوں سے مسلح محافظ اپنے درمیان لیے ہوئے تھے۔ میں اپنے کمرے کے باہر بیٹھا پائپ پھونک رہا تھا کہ اندھیرے سایوں میں سے ایشہ دفعتاً نکل کر میرے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

تب میں نے اخلاقاً اٹھ کر اسے جھک کر سلام کیا۔ امسلوپگاس، اگردلو اور دوسرے زولوؤں نے جو اس وقت میرے ساتھ تھے اسے شاہی سلام کیا۔ رہا ہنس تو وہ اس کتے کی طرح سمٹ گیا جسے توقع ہو کہ اب اسے ٹھوکر ماری جانے والی ہے۔

اپنے نقاب میں سے ان لوگوں پر اور چاروں طرف طائرانہ نظر ڈالنے کے بعد ایشہ نے اپنی نگاہیں میرے سلگتے ہوئے پائپ پر جما دیں۔ صاف ظاہر تھا کہ اس دھواں اگلتے انجن نما شے نے اسے الجھا دیا تھا۔

"یہ کیا ہے ایلن؟" آخر کار اس نے پوچھا۔

جہاں تک ممکن تھا میں نے پائپ کے متعلق اسے سمجھایا۔

"تو میرے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد انسانوں نے بیکار کی برائیاں ایجاد کر لی ہیں اور یہ تو پھر گندی بھی ہے۔"

اور اس نے دھواں سونگھ کر نفرت سے ہاتھ ہلایا چنانچہ میں نے پائپ جیب میں رکھ لیا اور چونکہ وہ سلگ رہا تھا اس لئے اس نے میرے بہترین اور تنہا بچے ہوئے کوٹ میں بڑا سوراخ بنا دیا۔

اس کی یہ بات مجھے اب تک اس لئے یاد ہے کہ اس سے ثابت ہوتا تھا وہ عورت کس قدر بہترین اداکارہ تھی جس نے اپنی قدامت ثابت کرنے کے لئے تمباکو نوشی سے اپنی ناواقفیت ظاہر کی تھی اور اس پر حیرت کا اظہار کیا تھا حالانکہ وہ اس سے بخوبی واقف ہوگی بلکہ شاید تھی لیکن دو ہزار سال پہلے ظاہر ہے کہ کوئی تمباکو نوشی سے واقف نہ تھا۔

"تم کچھ پریشان ہو ایلن" اس نے دفعتہ موضوع بدل کر کہا۔ "یہ پریشانی میں تمہارے چہرے پر دیکھ رہی ہوں۔ تمہارا ایک ساتھی غائب ہے۔ کون سا ساتھی؟ آ— ہاں— ٹھیک ہے— وہ سفید فام جس کا نام تم نے انتقام جو بتایا ہے۔ کہاں گیا وہ؟"

"یہی میں تم سے پوچھنا چاہتا تھا ایشہ" میں نے کہا۔

"یہ میں یہاں کیسے بتا سکوں گی ایلن کیونکہ یہاں میرے پاس وہ شیشہ

ہے نہیں جس میں میں واقعات دیکھ لیتی ہوں جو دور ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود میں کوشش کرتی ہوں۔"

اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ ماتھے پر رکھ لئے۔ ایک منٹ تک وہ اسی طرح خاموش کھڑی رہی اور پھر اس نے دھیمی آواز میں کہنا شروع کیا۔

"میرے خیال میں وہ پہاڑ کے کنارے اور ریزد کے پرستاروں کی طرف گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں وہ پاگل ہو گیا ہے۔ انتہائی غم اور کسی دوسری چیز نے، جو میری سمجھ میں نہیں آرہی، اس کا دماغ الٹ دیا ہے۔ میرا یہی خیال ہے کہ ہم اسے زندہ بچا لیں گے چاہے کچھ وقت کے لئے ہی سہی۔ لیکن میرا یہ یقین سے نہیں کہہ سکتی کیونکہ مستقبل معلوم کرنے کا ملکہ مجھے عطا نہیں کیا گیا۔ صرف ماضی کے واقعات جاننے کی قوت مجھے بخشی گئی ہے اور کبھی کبھی میں حال کے واقعات بھی معلوم کر لیتی ہوں چاہے وہ کتنے ہی فاصلے پر کیوں نہ ہو رہے ہوں۔"

"الیشہ! تم کسی کو اس کی تلاش میں بھیج رہی ہو؟" میں نے بے چینی سے پوچھا

"نہیں۔ بیکار ہے کیونکہ وہ بہت دور پہنچ چکا ہے۔ اس کے علاوہ اُن لوگوں کو، جو اس کی تلاش میں گئے، ریزد کے جاسوس یا پہرے دار پکڑ لیں گے اور ہو سکتا ہے کہ تمہارے اس ساتھی کو بھی، جو بھٹکتا ہوا اس طرف گیا ہے، ان لوگوں نے پکڑ لیا ہو۔ تم جانتے ہو انہیں کہ وہ کس چیز کی تلاش میں گیا ہے؟"

"شاید۔"

اور میں نے رابرٹسن کے اس خط کا ترجمہ الیشہ کو سنا دیا جو وہ میرے نام چھوڑ گیا تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ ایسا ہی ہو جیسا اس نے لکھا ہے" وہ بولی "کیونکہ پاگلوں اور خبطیوں کو بہت سی باتیں خواب میں نظر آجاتی ہیں لیکن یہ دیوتاؤں کی طرف سے نہیں ہوتیں جیسا کہ اس نے لکھا ہے۔ بیوقوف لوگ کچھ بھی کہیں لیکن میرا تجربہ کہتا ہے کہ اکثر پاگل بڑے دانا ہوتے ہیں۔ خیر اب اس نے زرد بو اور کلہاڑے والے جنگجو کے ساتھ پھرتے پھراتے یہاں آ پہنچے ہو۔ میں ایک نظر اس کلہاڑے کو دیکھ لوں"

چنانچہ میں نے اس کی اس خواہش سے امسلوپوگاس کو زولو زبان میں آگاہ کر دیا۔ امسلوپوگاس نے فوراً کلہاڑا الیشہ کی طرف بڑھا دیا۔ لیکن اسے اپنی کلائی سے الگ کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ یہاں میں بتا دوں کہ کلہاڑا اس کے چرمی فیتے یا تسمے کے ذریعہ اس کی کلائی سے بندھا ہوا تھا۔

"ایلین! یہ سیاہ فام کیا سمجھتا ہے کہ میں اسی کے ہتھیار سے اس کا خاتمہ کر دوں گی۔ حالانکہ میں ایک کمزور عورت ہوں؟" الیشہ نے ہنس کر کہا۔

"نہیں الیشہ بلکہ یہ اس کا اصول ہے کہ وہ اس زندگیاں چھیننے والے کو اپنے سے الگ نہیں کرتا اور اس نے اپنے اس کلہاڑے کو "سردار" اور "کراہیں پیدا کرنے والا" اسے مرغوب کن نام دیئے ہیں اور یہ جنگجو اپنے اس ہتھیار کو دن رات اپنے اتنے قریب رکھتا ہے کہ کبھی کسی مرد نے اپنی بیوی کو بھی اتنے قریب نہ رکھا ہو گا"

"اور اس معاملے میں یہ بے حد ہوشیار ہے ایلین کیونکہ ایک وحشی سردار کو بیویاں تو بہت سی مل جاتی ہیں لیکن ایسا ہتھیار نہیں ملتا۔ یہ ہتھیار بعید قدیم ہے۔" اس نے کلہاڑے کا معائنہ کرنے کے بعد اضافہ کیا۔ "اور کیا جانتے ہو یہ وہی روایتی ہتھیار ہو جس میں مار دینے کی موت ہو۔ اچھا اب اس جنگجو سے

کہو کہ اپنے اس ہتھیار سے وہ ویزرڈ کا، جو سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ خونخوار ہے، مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے؟ خصوصاً اس لئے کہ ویزرڈ ساحر بھی ہے جس کے متعلق یہ پیشنگوئی کی گئی ہے کہ اسے ایسے ہی ہتھیار سے خاک و خون میں لٹایا جا سکتا ہے"۔

میں نے اس کے اس کل کی تکمیل میں اس کا ترجمہ سنایا تو اسے پوچھا۔ ہنسا۔

"میکومیزن!" اس نے کہا۔ "اس سفید فام ساحرہ سے کہو کہ دنیا میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس سے مقابلہ کرنے سے میں کتراتا ہوں۔ ہاں میں، جس نے کسی شکست کا منہ نہیں دیکھا حالانکہ ایک دفعہ ایک اتفاقی ضرب نے مجھے موت کے دروازے تک پہنچا دیا تھا۔ اور اس نے اپنے ماتھے پر کے سوراخ کو شہادت کی انگلی سے چھوا۔ سفید فام ساحرہ سے یہ کہو کہ مجھے شکست کا بھی خوف نہیں ہے کیونکہ میری موت ابھی دور ہے حالانکہ واتہ کعو لنے: اے نے میرے لئے پیشنگوئی کی ہے کہ میری موت اجنبی لوگوں میں ہوگی اور میں جنگ کرتا ہوا مارا جاؤں گا۔[1] اور میں ایسی ہی موت مرنا چاہتا ہوں۔ یعنی میدان جنگ میں بہادروں کی موت۔"

"خوب کہا سب امیزنے۔" الیشہ نے ترجمہ سننے کے بعد تعریفی لہجہ میں کہا۔

---

[1] کیا واقعی زکالی کی یہ پیشنگوئی سچ ثابت ہوگئی؟ وہ کون اجنبی اور عجیب لوگ تھے جن میں اسلوپوگاس ویلن کوا ٹرمین کے ساتھ پہنچ گیا تھا۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو ناول "لالۂ صحرا" جس کا دوسرا ایڈیشن نسیم بکڈپو لکھنؤ سے چھپ گیا ہے۔

"دیوی ایزلیس کی قسم اگر یہ سفید فام ہوتا تو میں اسے اپنے تخت پر بٹھا کر امامجر کا حکمراں بنا دیتی۔ ایلین! اس سے کہو کہ اگر اس نے ایزو کو فنا کے جاشتا کر دیا تو میں اسے بڑا انعام دوں گی"

... اس سفید فام ساحرہ سے کہو بیکا میتری" ۔ مسلوپوگاس نے جواب دیا "مجھے کسی انعام کا لالچ نہیں ہے سوائے عظمت کے اور اس کے ساتھ ان کی محبت ایک دفعہ دیکھ لینے کی آرزو کے جو اب اس دنیا میں نہیں لیکن میرا دل اب بھی جس کے ساتھ ہے۔ مگر اس سفید فام ساحرہ میں اس اندھیری دیوار میں جو میرے اور میری محبوبہ کے درمیان حائل ہے شگاف ڈالنے کی طاقت ہے تو وہ بے شک مجھے میری محبوبہ کی ایک جھلک دکھا دے"

"عجیب بات ہے یہ تو ایلین" ایشہ نے کہا "کہ یہ جنگجو بھی محبت کے ریشمی بندھنوں سے بندھا ہوا ہے اور اس کے لئے بیتاب ہے جو نظر گم ہو چکی ہے۔ اس سے یہ سبق سیکھ لو ایلین کہ ساری انسانیت ایک ہی سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے کیونکہ میری تمنائیں اور تمہاری تمنائیں وہی ہیں جو اس سیاہ فام کی ہیں حالانکہ ہم تینوں اپنی صفتوں اور دوسری باتوں میں ایک دوسرے سے اتنے ہی دور ہیں جتنے کہ چاند، سورج اور زمین اندھیرے کے ایک ہی مادے کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں چنانچہ ابتدا میں یہ تینوں یکساں تھے جس طرح آخر میں ہو جائیں گے۔ یہی حال انسانوں کا ہے جن کی روحوں کا مادہ قدرت کے ہاتھ نے جان کی خلیج سے کھینچ لا کر فانی دنیا میں بکھیر دیا ہے اور پھر اس مادے نے یہاں منجمد ہو کر بے شمار شکلیں اختیار کر لی ہیں جو ایک دوسرے سے سراسر مختلف ہونے کے باوجود فطرتاً یکساں ہیں"

غلام! (ے جانے ... سے جو کہا گیا تھا، ان لفظوں سے کہو کہ وہ تمہیں نہ لا ... تھے

پرستاروں تک لے جائیں۔"

چنانچہ ہم خاموش کھنڈروں کے درمیان چلے۔ عائشہ ہم سے چند قدم آگے چل یا پرواز کر رہی تھی۔ اس کے پیچھے میں اور اسلوپوگاس شانہ بشانہ چل رہے تھے اور ہمارے پیچھے جیس آرہا تھا۔ ہمارے ملازم پیچھے کیونکہ وہ عظیم طلسم کی حفاظت کے دائرے سے باہر اور ساتھ ہی ساتھ کنہار ے کی حفاظت سے بھی دور رہنا نہ چاہتا تھا۔

چنانچہ یوں ہم خاموش اور سنجیدہ نظر آتے ہوئے محافظوں کے درمیان گھرے کوئی پون میل تک چلتے رہے اور پھر اس دیوار کے ٹیلے پر جا چڑھے جو کسی زمانے میں شہر کور کی زبردست فصیل رہی ہوگی۔ اس ٹیلے کی چوٹی پر پہنچ کر ہم نے دیکھا کہ ہمارے عین قدموں میں ایک وسیع و عریض گڑھا تھا۔ یقیناً قبل از تاریخ کے کسی دور میں یہ خندق ہوگی اور پانی سے بھری رہتی ہوگی۔

بہرحال اب یہ خندق خشک تھی اور اس کے کنارے پر ہر طرف بے شمار الاؤ سلگ رہے تھے جن کے شعلوں کی تاریکی اور لرزتی ہوئی روشنی میں آدمی چلتے پھرتے نظر آرہے تھے۔ چند عورتیں بھی تھیں جو بظاہر دیکھنے میں مصروف تھیں۔ کچھ فاصلے پر اور خندق کے انتہائی سرے پر کوئی چیز لیٹی ہوئی تھی جو شاید بچھڑے یا بکری کی لاش تھی۔ وہاں بہت سے محافظ بھی کھڑے تھے۔

"دیکھو ایلین! یہ دیوی لولالا کے کاہن ہیں جو چاند پر تعبیث پڑھنا رہے ہیں جیسی کہ ہر رات پڑھا کرتے ہیں سوائے ان راتوں کے جو بغیر چاندکی اور اندھیری ہوتی ہیں۔" عائشہ نے میری طرف گھوم کر اس سوال

کے جواب میں کہا جو میرے دل میں پیدا ہوا تھا۔ لیکن نہ ہاں تک نہ
تھا۔ اس منظر نے مجھے جو خاص اور انوکھی بات نظر آئی اور اس کی گرما گرمی
اور تیزی تھی۔ الاؤ کے گرد اور اس کی حدود سے باہر والے لوگ بھی تیزی
سے چل پھر رہے تھے اور اس پڑاؤ میں دن جیسی چہل پہل تھی جو عموماً
نارمل ماحول میں صبح کے وقت ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ لوگ
بھرپور اور طویل نیند لے چکے ہیں اپنے دن بھر کے کاموں کو رات بھر کے
کاموں کے لئے تیار ہو رہے ہوں۔ اور معاملہ یہی تھا کیونکہ یہ ماجر جیسی
کرنیس نے کھوج لگائی تھی، دن کے وقت سونا پسند کرتے تھے بشرطیکہ
کوئی ناگہانی ضرورت انہیں دن کے وقت جاگتے رہنے پر مجبور کر دے
چنانچہ جب ہم سب تیار ہوتی ہے تب ان کا دن طلوع ہوتا تھا اور ہم
جو سارے کام دن کے وقت کرتے ہیں وہی ماجر رات کے وقت کرتے
تھے۔ اب یہاں صرف یہ بتانا باقی رہ جاتا ہے کہ یہ ماجر تعداد میں بہت زیادہ
تھے کیونکہ خشک خندق کے کنارے پر حد نظر تک الاؤ کے لرزتے ہوئے
نارنجی داغ سے نظر آ رہے تھے۔

بل کھاتی ہوئی پگڈنڈیوں کے ذریعہ ہم دیوار کے نیچے بہت اتر کر
اس زبردست فوج کے جو ہمیں ہمارے قدموں میں تھی طلایہ گرد دستے کے
سامنے پہونچ گئے۔ سپاہیوں نے زمین ٹکا دی لیکن جب دیکھا کہ ان کے
سامنے کون سی ہستی تھی تو فوراً ہی وہ سجدے میں گر گئے اور اپنے
بھالے، جن کے دستوں میں آہنی کانٹے جڑے ہوئے تھے، زمین میں
اس طرح گاڑ دیئے کہ وہ الف کی طرح کھڑے رہ گئے۔
ہم چند الاؤں کے درمیان سے گزرے اور ان کے گرد کھڑے یا بیٹھے

ہوئے ان لوگوں کی طرف دیکھا جو قبول صورت تو تھے لیکن ان کے بشروں
پر اداسی جیسے منجمد ہو کر رہ گئی تھی۔ حقیقت میں یہ لوگ دوسری دنیا
کے معلوم ہوتے تھے کسی ایسی دنیا کے جس نے اس دنیا کے انسانوں سے رشتہ
تعلقات پیدا کرنے ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ اما جبر جیسے کسی قدیم
عذاب کے سائے میں جی رہے ہوں جو نسلاً بعد نسل ان تک پہنچا ہے
اور وہ اس سے نجات حاصل نہیں کر سکتے۔ ان لوگوں کے ہونٹ مسکراہٹ
سے ناآشنا تھے۔ حتیٰ کہ عورتیں بھی مسکراتی نہیں تھیں البتہ ہمیں دیکھ کر
ان کے خوبصورت نقوش کھل ضرور اٹھے اور جب ایشہ ان کے سامنے سے
گزری تو وہ بھی دوسروں کی طرح سجدے میں گر گئیں۔

بہر حال ہم ان کے درمیان سے گزرتے ہوئے اور خندق عبور
کر کے اس کے دوسرے کنارے کی ڈھلان چڑھ کر ایک میدان
میں کھڑے ہوئے لوگوں کے ایک گروہ کے سامنے تھے۔ یہ لوگ ہمارے
استقبال کو جمع ہوئے تھے۔ وہ پانچ پانچ اور چھ چھ کی قطاروں
میں کھڑے تھے اور ان کے بھالوں کے پھل چاندنی میں چمک رہے
تھے۔ جب ہم اس میدان میں، جو دراصل ایک کھنڈر تھا، داخل ہوئے
تو ان لوگوں نے اپنے بھالے بلند کئے۔ انھوں نے اس طرح تین دفعہ
بھالے بلند کئے اور ہر دفعہ گمبھیر اور گونجدار آواز میں "حیاء" کا نعرہ
لگایا جو ایشہ کا عربی نام تھا اور جس کے معنی تھے "وہ"۔ یہ غالباً ایشہ
کو سلام کیا جا رہا تھا۔

وہ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے بغیر آگے بڑھتی رہی یہاں تک
کہ ہم میدان کے بیچ میں پہنچ گئے جہاں چند حوض نظر آتے ہوئے

لوگ کھڑے ہوئے تھے ۔ ۔ لوگ بھی ایشہ کے سامنے جھک گئے ۔
ایشہ نے ان کا سلام قبول کرنے کے بعد انھیں سیدھے کھڑے ہونے کا اشارہ کیا اور کہا۔

"کہتاؤ! آج رات کو اور ٹھیک دو گھنٹے بعد ہم ریزو اور سورج کے پرستاروں کے خلاف کوچ کریں گے کیونکہ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو وہ لوگ، جیسا میرا علم مجھے بتا رہا ہے، ہمارے خلاف کوچ کریں گے۔ وہ، جو حکم کرتی ہے، لافانی ہے جیسا کہ تم جانتے ہو اور تمہارے اجداد اور ان کے اجداد بھی جانتے تھے چنانچہ اسے تو مٹایا نہیں جا سکتا لیکن تمہیں اس کے خادموں کو، مٹایا جا سکتا ہے اور ریزو کے، جس نے بھی جام حیات پیا ہے، پرستاروں کی تعداد تم سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ ریزو میری جگہ ایک دوسری عورت کو، اپنے لوگوں کی اور ان کی جو تم سے زندہ بچے رہیں، ملکہ بنانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ گویا کہ" اس نے ہنس کر اضافہ کیا۔ "کوئی بھی عورت میرا مقام حاصل کر سکتی ہے، حالانکہ میں لولالا ہوں۔"

وہ خاموش ہو گئی اور کہتاؤں کے ترجمان نے کہا۔

"ہم نے سنا اے حیاہ اور ہم نے سمجھا۔ اب تم کیا چاہتی ہو کہ ہم کیا کریں اے لولالا جو دنیا میں آئی ہے؟ ریزو کی فوج بڑی ہے اور وہ شروع سے ہی تم سے نفرت کرتا ہے اور ہم سے بھی۔ اس کے علاوہ اس کا سحر تمہارے سحر کی ٹکر کا اور اس کی عمر کی طوالت تمہاری عمر کی طوالت کے برابر ہے۔
پھر ہم چند لوگ، جو تعداد میں بمشکل تین ہزار ہیں، سورج کے بیٹے ریزو کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں؟ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم ریزو کی شرائط، جو سخت نہیں ہیں، منظور کر کے اسے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں؟"

ان الفاظ کا سننا تھا کہ میں نے الیشہ کو سر سے پیر تک لرزتے دیکھا
یہ وہ خوف سے نہیں بلکہ غصہ سے کانپ رہی تھی۔ کیونکہ ان لوگوں کا مطلب
صاف تھا۔ یہ رضی دست جنگ کرنے پر ہتھیار ڈالنے اور الیشہ کی بزدلی کو
ترجیح دے رہے تھے بشرطیکہ اسے بزدلی اختیار کرنا ممکن ہو۔

اپنے غصے کے باوجود اس نے نرم انداز میں کہا۔

"اے لولالا کے پرستارو! معلوم ایسا ہوتا ہے کہ میں نے تمہارے اجداد
کے ساتھ اور تمہارے ساتھ بھی ضرورت سے زیادہ رحمدلی کا برتاؤ کیا ہے
نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ اب تم صرف نیام دیکھ رہے ہو اور اس تلوار کو بھول گئے
ہو جو اس نیام میں موجود ہے اور جو کسی بھی وقت چمک کر گر سکتی ہے بہرحال
میں تمہاری اس حماقت پر کیوں غصہ کروں کہ تم خود اپنے ہاتھوں اپنے پیروں
پر کلہاڑی مار رہے ہو۔ اگر تم ظلم کو پیشہ کرو گے تو تمہارا انجام بھی ظالموں کا سا
ہوگا۔ جی تو چاہتا ہے کہ میں اسی وقت تم سب کو ٹھکانے لگا دوں اور تم جانو یہ
میں کر سکتی ہوں۔ سنو۔ اگر میں رحمدل نہ ہوتی تو تمہیں ریزد کے رحم و کرم
پر چھوڑ دیتی اور پھر وہ یہ کرتا کہ تمہیں یکے بعد دیگرے قربانی کے پتھر پر لٹا کر
سورج دیوتا پر بھینٹ چڑھا دیتا اور تمہارا گوشت وہ اور اس کے پرستار کھا
لیتے۔ اگر میں نے اب بھی تمہیں چھوڑ دیا تو تم لوگوں کا حشر یہی ہوگا لیکن مجھے
تمہاری بیوی بچوں کا اور خصوصاً ان اجداد کا خیال آ جاتا ہے جنہوں
نے کسی زمانے میں میری خدمت کی تھی۔ چنانچہ اب بھی ممکن ہوا تو میں تمہیں بچاؤں گی
اب تم آپس میں مشورہ کر کے بتاؤ کہ تم ریزد سے جنگ کرو گے یا ہتھیار
ڈال دو گے۔ اگر تم یہی چاہتے ہو کہ ریزد کے سامنے گھٹنے ٹیک دو تو ایسا ہی
ہوگا اور کل کا سورج طلوع ہونے سے پہلے میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔

اور میں اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی لے جاؤں گی۔ اس نے ہماری طرف
اشارہ کیا۔ جنھیں میں نے اپنی مدد کے لئے طلب کیا ہے۔ زمانہ تمھیں بتلائے
گی اور اس کے بعد جب تمھیں قربانی کے پتھر پر لٹایا جائے گا اور جب تمھاری
بیویاں اور بچے دیوتا کے غلام ہو جائیں گے تو اس وقت تم روؤ گے اور افسوس کرو گے
لیکن تب وقت نکل چکا ہو گا۔

"ہائے! کہاں ہے وہ حیات جسے ہمارے اجداد جانتے تھے؟ کیا وہ
بچانے اور دوزخ سے نکالنے نہ آئے گی۔"

"ہاں۔ یہ ہوں گے تمھارے الفاظ۔ ہاں۔ یونہی چلاؤ گے تم لیکن تمھاری
اس پکار کا کوئی جواب نہ آئے گا کیونکہ حیات اب لوٹ کر تو وہاں چلی جائے گی
جہاں سے وہ واپس نہ آئے گی۔ سب اب مشورہ کر کے خود جواب دو کیونکہ میں تم
لوگوں سے اور تمھاری بزدلی سے تنگ آ گئی ہوں۔"

کپتان اور ہٹ گئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ الیشہ جو ان سے بالکل
بے تعلق سی کھڑی رہی اور میں صورت حال پر غور کرنے لگا۔

صاف ظاہر تھا کہ یہ لوگ اپنی اس پراسرار حکمران سے سرکشی کر رہے
تھے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کا ارادہ کر چکے تھے اور الیشہ کا جو ان
پر اثر تھا وہ سراسر اخلاقی تھا۔ جو بات مجھے حیران کئے دیتی ہوئی وہ یہ تھی
کہ خود الیشہ ان لوگوں سے کیوں جھجکی ہوئی تھی؟ کیوں انھیں ان کے حال پر
اور رحم و کرم پر چھوڑ کر چلی نہ گئی تھی۔ حالانکہ ایسا وہ آسانی سے کر سکتی تھی
اور تب الیشہ کا یہ کہنا مجھے یاد آیا کہ اسے یہیں رہنا اور یہیں اس
"یونانی نام والے خوبصورت نوجوان کا انتظار کرنا تھا جو دوسرا جنم لے کر اسے
یہاں سے نکال لے جانے آئے گا۔ بقول الیشہ کے یہی وہ مقام تھا جہاں اس

کا اور کاہن قریظہ کا ملاپ ہوتا تھا ۔ چنانچہ میرے خیال میں اس کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اسی ویرانے میں اور انہی جھگیوں میں رہے ۔ دل پر جبر کرے اور اپنی مرضی کے خلاف رہے ۔ کاہن قریظہ کا دوبارہ جنم لینے اور عشق و محبت کی اس داستان پر مجھے یقین نہ تھا لیکن لیسدما کی خفگی کی وجہ سے الیشہ کو یقین تھا ۔ چنانچہ وہ ان لوگوں میں رہنے پر مجبور تھی ۔

چند شاموں بعد کپتانوں کا نمائندہ واپس آیا، بجا لامینہ کرکے الیشہ کو سلام کیا اور پوچھا ۔

" حیاہ ! اگر ہم مدینہ سے جنگ کرنے گئے تو اس جنگ میں ہماری راہبری کون کرے گا ؟ "

" میری نانائی تمہاری راہبر ہوگی " الیشہ نے جواب دیا ۔ " صفیہ تمہارا جرنیل ہوگا اور سامنے وہ جنگجو کھڑا ہے جو دو بدو دریزنت مقابلہ کرکے اسے خاک میں ملا دے گا ۔ "

اور اس نے اسلو بوجوس کی طرف اشارہ کیا جو اپنے کلہاڑے پر جھکا اپنے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ لئے ان لوگوں کی طرف دیکھ رہا تھا ۔

الیشہ کے اس جواب سے نمائندے کو اطمینان نہ ہوا کیونکہ وہ پھر پلٹ کر اپنے ساتھی کپتانوں سے مشورہ کرنے چلا گیا ۔ کافی بحث و مباحثہ کے بعد، کیونکہ وہ حجت کر رہے تھے لیکن اس دفعہ انھوں نے بہت دیر تک مشورہ کیا، وہ سب کے سب آگے آئے اور ان کے نمائندے نے کہا

" جرنیل کا انتخاب ہمیں پسند نہیں آیا حیاہ ۔ ہم جانتے ہیں کہ صفیہ نامی بڑا بہادر ہے کیونکہ اس نے ان پہاڑ پر رہنے والے آدمیوں سے مقابلہ کیا تھا اور انھیں بھگا دیا تھا ، ان کے علاوہ اس نے اور اس کے ساتھیوں

کے پاس ایسے ہتھیار بھی ہیں جو دور سے ہی موت برسا دیتے ہیں لیکن
ہمارے ہاں ایک پیشگوئی چلی آ رہی ہے جس کی ابتدا سے کوئی واقف نہیں
چنانچہ یہ پیشگوئی بے حد قدیم اور سچ ہے۔ پیشگوئی یہ ہے کہ وہ جو لولالا اور
ریزو سے جو دنیا کی آخری جنگ میں راہبری کرے گا اور سپہ سالار کی خدمات
انجام دے گا وہ پہلے لولالا کے پرستاروں کے سامنے ایک خاص مقدس چیز پیش
کرے گا جو طلسمی ہوگی اور بڑی قوت والی ہوگی جس سے لولالا کو شکست کا
منہ دیکھنا پڑے گا۔ اس مقدس چیز کے متعلق، اس روحانی قوت والی چیز
کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ وہ کیسی ہوگی کیونکہ اس کی شکل و صورت کے متعلق
بھی روایت ہمارے لوگوں میں نسلاً بعد نسل لولالا کے کاہنوں میں چلی آ رہی
ہے حالانکہ انہیں کسی نے بتایا، کوئی نہیں جانتا لیکن اس چیز کے متعلق
میں صرف اتنا بتاؤں گا کہ وہ چیز جسم بھی ہے اور روح بھی وہ انسان کی ملکیت
ہوتے ہوئے بھی انسان سے بڑھ کر ہے۔

"اور اگر یہ عجیب طلسم، قوت سے بھرپور یہ چیز اگر یہ سفید فام تمہیں نہ
دکھا سکا تو پھر کیا ہوگا؟" ایشہ نے ٹھنڈے لہجے سے پوچھا۔

"تو پھر اے حیاۃ یہ ہے لولالا کے پرستاروں کا فیصلہ۔ ہم اس سفید فام کے
ماتحت جنگ نہ کریں گے۔ اور یہ بھی ہے ہمارا فیصلہ کہ ہم ریزو کے خلاف
صف آرا نہ ہوں گے۔ ہم جانتے ہیں کہ اے حیاۃ کہ تم بڑی قوتوں کی مالک
ہو اور ہم جانتے ہیں کہ تم چاہو تو پل بھر میں ہم سب کا خاتمہ کر سکتی ہو لیکن
ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ریزو تم سے بڑی قوتوں کا مالک ہے اور یہ کہ اس کے
سامنے تمہاری قوتیں کچھ نہ کر سکیں گی۔ چنانچہ تمہارا جی چاہے تو ہمارا خاتمہ
کر دو اور اپنے غصے کی آگ بجھا لو کیونکہ بہتر ہوگا کہ ہم اس طرح مارے جائیں

بجائے اس کے کہ قربانی کے پتھر پر لٹا کر ہم بھینٹ چڑھا لیا اور پھر سارا گوشت بھون کر کھایا جائے۔"

"ہاں ۔ یہی ہے ہمارا فیصلہ" نمائندہ خاموش ہوا تو سارے کپتانوں نے ایک آواز ہو کر کہا۔

"میں تو یہی چاہتا ہے کہ میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے خون سے اپنا غصہ ٹھنڈا کروں" ایشہ نے غصہ ہو کر کہا اور پھر میری طرف گھوم گئی
"ہاں صاحب! کیا ہے تمہارا فیصلہ؟ ہے ایسی کوئی چیز یا ہے ایسا کوئی مشورہ جو ان بزدلوں کی ہمت بحال کر دے جنھیں ہم صدیوں سے اپنے پیروں تلے لئے ہوئے ہیں؟"

میں نے نفی میں سر ہلا دیا۔ اس پر وہ لوگ مکھیوں کی طرح بھنبھنانے لگے اور معلوم ہوا کہ اب وہ سب کے سب چلے جائیں گے

میں اسی وقت ہیتھنس نے کہا" جو تھوڑی سی بہت عربی سمجھ سکتا تھا میرے کوٹ کی آستین کھینچ کر مجھے اپنی طرف متوجہ کیا اور میرے کان میں کہا:-

"آقا! عظیم طلسم ۔۔۔ ان لوگوں کو زکانی کا طلسم دکھاؤ۔"

بے حد عمدہ خیال تھا۔ اس پر اسرار چیز کا جس کا یہ بیان ہو کہ وہ چیز جسم بھی ہے اور روح بھی ۔ وہ انسانی طاقت ہوتے ہوئے بھی انسان سے بڑھ کر ہے۔ ایسی مبہم تھی کہ وہ کسی چیز سے بھی منسوب کی جا سکتی تھی یا پھر کسی چیز سے بھی نہیں تھا۔ اس کے باوجود ـــ

میں ایشہ کی طرف گھوم گیا۔

"ایشہ!" میں نے کہا" پوچھو ان لوگوں سے کہ کیا وہ چیز دیکھنا چاہتے

ساتھیوں نے اس کی تقلید کی۔

نمائندے نے سجدے میں پڑے پڑے ہی چیخ کر کہا۔

"بے شک یہ وہی مقدس چیز ہے۔ بے شک یہ وہی چیز ہے جس میں پر قوت روح گھسی ہوئی ہے اور ہم لولالا کے پرستار مرتے دم تک تمہارا ساتھ دیں گے اے سفید آقا اور اے پاسبانِ شب۔ ہاں جس طرف تم جاؤ گے اور یہ کہاں ڈیرے ڈالا جائے گا ہم بھی جائیں گے یہاں تک کہ ہم میں سے ایک ایک مارا نہیں جاتا۔"

"بس تو پھر یہ طے رہا۔" میں نے کہا۔

اور پھر بے تعلقی سے جمائی لی کیونکہ وحشیوں کے سامنے کسی بھی بات سے دلچسپی لینا عقلمندی نہیں ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ذاتی طور پر میں ان عجیب قسم کے وحشیوں کا "اس خاص معاملے اور کسی بھی معاملے میں سردار بننا نہ چاہتا تھا کیونکہ اس کا کوئی سر پیر میری سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ چنانچہ چاہتا تھا کہ یہ عہدہ کسی اور کو دے دیں۔

میں نے گھوم کر اسلوپوگاس کو تفصیل سے بتایا کہ کیا ہوا تھا۔ سب کچھ سننے کے بعد اس نے اپنے شانے اچکائے اور اپنا کلہاڑا یوں اٹھایا جیسے وہ اس کی تیزی ان ابھرے ہوئے سروں پر آزمانا چاہتا ہے جنہیں اس نے ان کی راتوں کو جاگنے کی عادت کی وجہ سے "اندھیرے کے عاشق" کا سا بے حد مناسب لقب دیا تھا۔

اس عرصے میں ایشہ چند احکامات صادر کر کے میرے قریب آئی اور کہا۔

"یہ لوگ، جو تعداد میں تین ہزار ہیں، اسی وقت کوچ کر رہے ہیں اور صبح تک شمالی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیں گے۔ بعد ازاں

کے طلوع ہونے کے بعد تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے، بشرطیکہ وہ تمہارے ساتھ جانا چاہیں، ڈولیاں لائی جائیں گی اور تم ان میں سوار ہوکر دوپہر تک ان لوگوں کے پڑاؤ میں پہنچ جاؤ گے۔ سہ پہر کے وقت تم جیسا مناسب سمجھو ان کی صف بندی کرنا اور جیسی چاہو انہیں ہدایات دینا کیونکہ دوسرے دن صبح ہونے سے پہلے جنگ ہوگی کیونکہ لولاہ کے پرستار رات کے وقت جنگ کرنا پسند کرتے ہیں۔ بس میں کہہ چکی۔"

"تم نہ آؤ گی ہمارے ساتھ؟" میں نے پریشان ہوکر پوچھا۔

"نہیں۔ کم سے کم ریزو کے مقابل جنگ میں نہیں۔ اب یہ نہ پوچھنا کہ کیوں؟ تاہم میری روح تمہارے ساتھ جائے گی! جو کچھ نازل ہوگا وہ میں دیکھوں گی اور ہو سکتا ہے کہ خود تمہیں بھی میری روح نظر آجائے بہرحال میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتی۔ کل کے بعد تیسرے دن ہماری پھر ملاقات ہوگی۔ جسمانی طور پر یا ہماری روحوں کے درمیان۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جسمانی طور پر ہوگی اور تب تم اپنا وہ انعام پاؤ گے جس کی تلاش میں تم طویل سفر کر کے یہاں آئے ہو۔ اس سفید نا مخاتون کے قیام کا بھی انتظام کر دیا جائے گا جسے ریزو میری جگہ ملکہ بنانا چاہتا ہے۔ چنانچہ فی الحال رخصت۔ سلامتی ہو تم پر اور سلامتی ہو اس سیاہ نام پر جس کا کھاٹرا ریزو کا خون پئے گا اور سلامتی ہو اس بونے زرد رو پر جس کا نام اندھیرے کی روشنی" بے حد صحیح ہے جس کا ثبوت تمہیں بہت جلد مل جائے گا۔"

اور اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا وہ پلٹ کر اپنے محافظ سپاہیوں کے ساتھ چلی گئی اور مجھے دم بخود اور پریشان چھوڑ گئی۔

سولھواں باب

خواب؟

بوڑھا صاحب بلالی ہمیں اپنے قیام گاہ میں واپس لے آیا۔ راستے میں اس نے مجھے ان آدم خور اامجر کے متعلق بتایا جس کا وہ خود ایک مہذب نمونہ تھا۔ غالباً صدیوں پہلے بلالی کے خاندان والوں نے آدم خوری سے توبہ کر لی تھی۔ اس نے بتایا کہ آدم خور اامجر نرے وحشی تھے جن کا کوئی قانون اور اصول نہ تھا اور جو غاروں یا کھنڈروں میں اور چند دلدلوں میں رہتے تھے۔ ان کے الگ الگ گروہ تھے ہر ایک کا سردار ان کے گروہ میں سے آگ اور لولالا کا پجاری ہوتا تھا۔

ابتدا میں یہ لوگ، یعنی بلالی والے، اور ریزنہ کے پرستار ایک ہی تھے اور اس وقت وہ چاند اور سورج کے ساتھ ساتھ پوجا کیا کرتے تھے لیکن "ہزاروں سال پہلے" — جیسا کہ بلالی نے کہا — ان لوگوں میں کسی وجہ سے نفاق پیدا ہو گیا اور ریزنہ والے بڑے پہاڑ کے شمال میں رہنے چلے گئے اور تب سے وہ لولالا کے پرستاروں کے لئے مسلسل خطرہ بنے ہوئے تھے اور اگر وہ — جو حکم کرتی ہے — نہ ہوتی تو ریزنہ والے لولالا والوں کو کئی برسوں پہلے نیست و نابود کر چکے ہوتے۔ معلوم ہوا کہ ریزنہ والے عادتاً آدم خور تھے۔ لیکن یہ اامجر جو لولالا کے پرستار تھے کبھی کبھار آدمی کا گوشت کھاتے تھے۔ یعنی اس وقت جب اتفاقاً کوئی اجنبی ان کے ہتھے چڑھ جاتا۔

• جیسے کہ تم ہمارے ساتھی "پاسبان شب" بلالی نے مجھے معلومات میں اضافہ کیا۔

لیکن جب ان کے اس "جرم" کا پتہ حیاہ کو چلتا تو وہ انھیں سزائے موت دیتی تھی۔

میں نے پوچھا کو کیا ایشہ ان پر عملی حکمرانی کرتی تھی جس کا جواب بلالی نے نفی میں دے کر اس کی وجہ یہ بتائی کہ الشہ ان لوگوں سے کوئی دلچسپی نہ رکھتی تھی اور نہ ہی وہ ان کے کاموں وغیرہ سے دلچسپی لیتی تھی۔ البتہ جب وہ کسی سے خفا ہوتی تو "اپنی قوت" سے اسے فنا کر دینی جیسا کہ وہ آسانی سے کر سکتی تھی۔ بلالی نے کہا کہ اکثر لوگوں نے تو ایشہ کو دیکھا تک نہ تھا البتہ روایتوں کی وجہ سے اس کے وجود کے قائل تھے۔ ان لوگوں کے لئے وہ محض ایک روح یا دیوی تھی جو قدیم شہر کے جنوب میں مقبرے میں رہتی تھی اور ان لوگوں میں اپنے مقبرے سے نکل کر اس لئے آگئی تھی کہ ریڈ دانت جنگ کرنے کی دھمکیاں دے رہا تھا اور وہ تنہا ریڈ سے ڈرتی تھی۔ کیوں؟ یہ خود بلالی بھی نہ جانتا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے ایک بار مجھے مطلع کیا کہ الشہ ایسی زبردست ساحرہ تھی کہ کبھی دنیا میں ایسی ساحرہ نہ رہی ہوگی اور نہ کبھی ہوگی اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ وہ کبھی نہ مرے گی کیونکہ صدیوں پہلے ان لوگوں کے اجداد کے زمانے میں بھی وہ تھی تاہم وہ خود اپنا ہجر کی طرح کسی سراپ کے سائے میں تھی اور اپنا ہجر اس زبردست قوم کے بتایا تھے جو کبھی کور کے زبردست شہر میں آباد تھے اور جن کی حکومت سینکڑوں میل تک اور ساحل سمندر تک پھیلی ہوئی تھی لیکن بعد میں ایک وبا نے انھیں تباہ کر دیا۔

بلالی نے کہا کہ الیشہ بے حد دکھی عورت تھی جو اپنے خول میں بند مردوں کا غم کیا کرتی تھی۔ اور دنیا والوں میں سے کسی سے کوئی تعلق نہ رکھتی تھی اور نہ ہی کوئی اس کا رفیق تھا۔

میں نے پوچھا کہ وہ یہاں کیوں مقیم تھی۔ بلالی نے نفی میں سر ہلا کر جواب دیا کہ شاید اس "سراب" کی وجہ سے کیونکہ اس کے وہاں قیام کی اور کوئی وجہ سمجھ میں اس کی نہ آرہی تھی۔ اس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ الیشہ کے مزاج کا بھی کوئی ٹھکانہ نہ تھا کبھی تو وہ لرزہ خیز غضبناکی کا مظاہرہ کرتی تھی اور کبھی وہ بے حد نرم دل اور بھولی بھالی سی بن جاتی تھی۔ فی الحال وہ اس دوسرے دور سے گزر رہی تھی غالباً ریزو کی معیبت کی وجہ سے کیونکہ وہ نہ چاہتی تھی کہ اس کے لوگ ریزو کے ہاتھوں تباہ ہوں یا شاید کوئی دوسری وجہ تھی جسے سمجھنے سے بلالی قاصر تھا۔

جب وہ چاہتی تو ہر بات معلوم کر لیتی سوائے مستقبل بعید کے۔ چنانچہ اسی طرح اس نے ہماری آمد معلوم کر لی۔ ہمارے سفر کی ایک ایک تفصیل سے چنانچہ اس بات سے بھی واقف تھی کہ ریزو والے ہم پر حملہ آور ہوں گے جو اپنے حبشیوں سے اپنے اس گروہ کے استقبال کو نکلے تھے جو ایک سفید نام لڑکی کو لانے دور دور بھیجا گیا تھا۔ چنانچہ الیشہ نے اسے، یعنی بلالی کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ساتھ سپاہیوں کو لے کر ہماری مدد کو پہونچ جائے۔ میں نے دریافت کیا کہ وہ ہمیشہ اپنے چہرے پر نقاب کیوں ڈالے رہتی ہے۔ میرے اس سوال کا جواب بلالی نے یہ دیا کہ وہ اتنی حسین تھی کہ جتنی بھی اسے دیکھ کر پاگل ہو جاتے تھے چنانچہ قدیم زمانے میں وہ ایسے بہت سے آدمیوں کو ہلاک کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

غالباً اتنی اہم بلالی الیشہ کے متعلق جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ ان لوگوں پر بہت مہربان تھی جو اس کی بہتر خدمت کرتے تھے —— مثال کے طور پر بلالی نے خود اپنے آپ کو پیش کیا —— اور وہ ان لوگوں کی حفاظت کرتی اور انہیں ریزد سے بچاتی تھی۔

اب میں نے اس سے ریزد کے متعلق پوچھا۔ اس نے بتایا کہ یہ ریزد بے حد خوفناک آدمی ہے اور کہتے ہیں کہ الیشہ کی طرح اس کے لئے بھی موت نہ تھی۔ بلالی نے خود کبھی ریزد کو نہ دیکھا تھا اور نہ دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کے پرستار آدم خور تھے اور انھوں نے ان سارے لوگوں کو کھالیا تھا جو ان کے ہاتھ لگ تھے لیکن اب انھیں آدمی کا گوشت میسر نہ تھا چنانچہ وہ اس کی طلب میں پاگل ہو کر "لولالا کے پرستاروں" پر حملہ کرنا چاہتے تھے کہ وہ فرصت اور اطمینان سے انھیں بھی کھالیں۔ آپس میں وہ ایک دوسرے کو نہ کھاتے تھے کیونکہ "کتا کتے کو نہیں کھاتا"۔ چنانچہ اب انھیں "آدم گوشت" کی طلب ستارہی تھی اور وہ بھوکے ہو رہے تھے۔ بے شک ان کے پاس کافی غلہ اور مویشی تھے لیکن مویشیوں کا وہ صرف دودھ اور کھالیں استعمال کرتے تھے۔

رہی آنے والی جنگ تو بلالی اس کے متعلق کچھ نہ جانتا تھا اور نہ ہی اسے یہ معلوم تھا کہ کیا ہوگا سوائے اس کے کہ الیشہ نے کہا تھا کہ میری ایلیفی آینا کو اثر مین کی راہبری میں یہ جنگ لولالا کے پرستاروں کے لئے مفید اور سکون کا باعث ثابت ہوگی۔ وہ فتح کا ایسا یقین تھا کہ اس نے فتح کے ساتھ "نفس نفیس" جانا ضروری نہ سمجھا کیونکہ وہ یوں بھی شور و غوغا اور خون خرابے کو پسند نہ کرتی تھی۔

مجھے خیال آیا کہ شاید وہ اس خوف سے فوج کے ساتھ نہ چل رہی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ریڈ زوالے کہیں اسے بھی پکڑ کر کھا جائیں۔ لیکن میں نے اپنا یہ خیال اپنے ہی تک رکھا۔

عین اس وقت ہم اپنی قیام گاہ پہ پہنچ گئے جہاں بلالی یہ کہہ کر مجھ سے رخصت ہوا کہ اب وہ جاکر آرام کرے گا کیونکہ صبح انہیں اسے ڈودلیان لے کر واپس آنا ہے اور کہا کہ امید ہے کہ اس وقت وہ ہمیں روانگی کے لئے تیار پائے گا۔

پھر وہ چلا گیا۔

ہنیس اور اسلوپ گاس بھی سونے کے لئے چلے گئے اور میں اکیلا رہ گیا۔

چونکہ دوپہر کو میں سو لیا تھا اس لئے اس وقت مجھے نیند نہ آرہی تھی۔

رات بے حد حسین تھی چنانچہ میں نے سوچا کہ لاؤ اماجبر کی طرح آدھی رات کے وقت ذرا چہل قدمی ہی کر لوں۔ چونکہ اب اماجبر کا سپہ سالار تھا اس لئے ان کی طرف سے حملے کا تو کوئی خوف نہ تھا خصوصاً اس لئے بھی کہ میرا پستول تو میرے پاس تھا ہی۔

چنانچہ دو آہستہ روی سے اس راستے پر چل پڑا جو قدیم شہر کی شاہراہ معلوم ہوتی تھی اور یہ شہر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے روم کا وہ قدیم شہر پومپیائی ہو جسے حال ہی میں کھود کر نکالا گیا تھا فرق صرف اتنا تھا کہ وہ پومپیائی سے رقبے میں کافی بڑا تھا۔

اپنی اس نیم شبانہ چہل قدمی کے دوران میں اس عجیب واقعات و اتفاقات پر غور کر رہا تھا۔ جن میں میں اپنے آپ کو پھنسا ہوا پا رہا تھا۔ یقین نہیں آتا تھا کہ یہ حقیقت تھی۔ اس کے برخلاف مجھے تو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میں تیز

بخار میں مبتلا اپنے بستر پر پڑا ہوں اور یہ سب کچھ ایک خواب پریشاں ہے۔
مثال کے طور پر وہ حیرت انگیز عورت جو ایشہ، حیاہ اور "وہ جو حکم کرتی
ہے" کہلاتی تھی کون تھی؟ اس کی طویل زندگی کے افسانے کو، جس پر مجھے یقین
نہ تھا، نظر انداز کر دیا جائے تب بھی یہ سوال پیدا ہوتا تھا۔ کون تھی وہ؟ یہ
ظاہر ہے کہ میں نہ جانتا تھا لیکن یہ ضرور جانتا تھا کہ وہ اتنی پر قوت نہ تھی
کہ خود اس کا دعویٰ تھا۔ اس کا ثبوت اس کے اس نتیجے سے ملتا تھا جب میں
اس نے کہانوں سے گفتگو کی تھی اور اس سے بھی کہ اس نے اپنے قبیلے کی سرداری
کا بوجھ، عارضی طور پر سہی، اپنے شانوں سے میرے شانوں پر منتقل کر دیا تھا۔
اگر وہ واقعی اپنے دعوے کے مطابق ایسی ہی زبردست اور ایسی ہی قوت کی
تھی تو پھر وہ اپنی ان "مقدس" یا شاید "غیر مقدس" قوتوں کو اپنے دشمنوں کے
خلاف کیوں استعمال نہ کرتی تھی؟ اور پھر ایک دوسری بات بھی ثابت ہو گئی تھی۔
یعنی یہ کہ وہ جتنی زیادہ حسین تھی اتنی ہی غیر معمولی طور پر دلچسپ اور سونے بازی
بہت چالاک تھی۔

چنانچہ اس کا ثبوت یہ تھا کہ وہ مجھے ہونے والی جنگ کی کشتی میں جھونکنے میں
کامیاب ہو گئی تھی۔ میں یہاں جنگ کرنے نہ آیا تھا اس کے باوجود مجھے جنگ
کرنی پڑ رہی ہے۔ اس سلسلے میں میں جیسے مجبور و بے بس تھا۔ یہاں تک تو
خیر ٹھیک تھا لیکن مجھے جنگ کرنی تھی وہ غیر معمولی قوت کا مالک تھا اور اس کی
فوج آدم خور وحشیوں پر مشتمل تھی اور مجھے جنگی افسری کرنا تھی وہ بھی تو وحشی ہی
تھے۔ شاید غیر تربیت یافتہ جن کی جنگی قابلیتوں سے میں سراسر ناواقف تھا۔
چنانچہ یہ سارا معاملہ ہی نرا واہیات تھا اور اب میں سوائے اس کے کچھ نہ کر سکتا
تھا کہ یہ امید رکھوں کہ قسمت مجھے زندہ اور سلامت اس ہنگامے سے نجات

نکال لائے گی۔

سچ تو یہ ہے کہ مجھے یقین تھا کہ میں زندہ رہوں گا کیونکہ اب میں بھی حبشیوں کی طرح زکالی اور اس عظیم طلسم کے سلسلے میں توہم پرست ہو گیا تھا اور اس کی قوتوں پر یقین کرنے لگا تھا۔ بے شک اس طلسم کا اثر کپتانوں پر فوری اور حیرت انگیز ہوا تھا یا حیرت انگیز معلوم ہوتا اگر اس کی وجہ میری سمجھ میں نہ آگئی ہوتی کہ میں اپنی پہلی رات کو اور ایشہ سے ہماری پہلی ملاقات کے وقت یہ طلسم میں نے ایشہ کو اپنے شناختی کارڈ کے طور پر دکھایا تھا اور اب یہ بات میری سمجھ میں آگئی تھی کہ کپتانوں سے ملاقات وغیرہ کا پورا منظر خود ایشہ نے سوچے سمجھے ہوئے مقصد کے تحت کیا تھا محض اس لئے کہ وہ مجھے اپنا سپہ سالار تسلیم کر لیں۔

پھر بات ایشہ کے اس مقصد کی طرف اشارہ کر رہی تھی کہ اس کی بے تعلقی اور اس بات سے بے خبری کہ وہ طلسم میرے پاس تھا جس کے اظہار کا فرض اس نے ہنس پر چھوڑ دیا تھا۔ ہنس نے یہ طلسم دکھانے کا مشورہ دیا تھا تو میرے خیال میں ایشہ کے ارادے سے کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔۔۔۔ کہ ایشہ نے کسی طرح یہ بات ہنس کو، غالباً اس کے دماغ کو اپنے اثر میں لے کر سمجھا دی تھی۔ اس کے بعد ظاہر ہے کہ معاملہ آسان تھا۔

چنانچہ اس تشریح کے بعد اگر ایشہ کی قوتوں کے متعلق میرے دل میں جو خیالات تھے وہ ایک دم سے ختم ہو گئے جس کا مجھے افسوس ہے کیونکہ میرا خیال تھا کہ میں نے افریقہ کے قلب میں ایک پراسرار ہستی کا کھوج لگا لیا ہے لیکن میرے نزدیک اب ایشہ بے حد چالاک عورت سے زیادہ کچھ نہ تھی۔

چنانچہ ایشہ اور حالیہ واقعات کو اپنے دماغ سے جھٹک کر میں نے چاروں طرف دیکھا اور اس منظر پر تعجب کرنے لگا جو چاندنی میں میرے سامنے پھیلا ہوا تھا

اس خیال سے کہ میں اس منظر کو ٹھیک سے دیکھ سکوں میں ایک کھنڈر کے پتھروں کے انبار پر چڑھ کر ایک شکستہ دیوار کی چوٹی پر پہنچ گیا حالانکہ میں ڈر رہا تھا کہ پتھروں میں دبکے ہوئے سانپوں میں سے کوئی ایک مجھے ڈس نہ لے۔ بہرحال اس دیوار کی مضبوطی اور چوڑائی سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی قصر کے مندر کی فصیل رہی ہوگی اس دیوار کی چوٹی پر اندر راستے سے کوئی ستر اسی فٹ اوپر میں بیٹھ گیا۔

میرے چاروں طرف کھنڈرات پھیلے ہوئے تھے، تباہ شدہ اور جمے ہوئے بادل کی طرح ویران اور خاموش۔ اس جگہ کی عظیم الشان تنہائی اور خاموشی میں کوئی خاص بات تھی جو دل پر ایک حیرت سی طاری کر رہی تھی۔ جتنی کہ دور پرے کے میدان میں اور الاؤ کی روشنی میں گھومتے پھرتے سپاہیوں کا وجود اور ان کے بھالوں کے پھلوں پر چمکتی ہوئی چاندنی بھی اس تنہائی اور ہیبت کو دور نہ کر رہی تھی۔ میں جانتا تھا کہ یہ وہ رجمنٹیں تھیں جن کی کمان کرنا میرے لئے مقدر ہو چکا تھا اور یہ لوگ اب اس پڑاؤ کی طرف روانہ ہو رہے تھے جہاں مجھے ان سے ملنا تھا۔ لیکن وہ ایسی خاموشی سے نقل و حرکت کر رہے تھے کہ اس حد سے زیادہ خاموش رات میں بھی ان کی طرف سے کوئی آواز نہ آ رہی تھی چنانچہ خود بخود مجھے یہ خیال آیا کہ وہ لوگ انسان نہ تھے بلکہ کور کی کسی قدیم فوج کے سپاہیوں کے بھوت تھے یا ان کی روحیں تھیں۔

وہ لوگ چلے گئے اور شاید میری آنکھ لگ گئی۔ بہرحال دفعتہً میں نے دیکھا کہ کور بالکل ایک آباد شہر تھا جیسا کہ صدیوں پہلے وہ اپنے دور عروج میں رہا ہوگا۔ میں نے دیکھا کہ کور میں مختلف اور شوخ رنگ کا طوفان آیا ہوا تھا۔ ہر طرف رنگ تھے۔ دیواروں پر، مکانات کی چھتوں پر، اور سڑک کے کنارے روش پر کھڑے ہوئے درختوں پر رنگ برنگے پھولوں کی بہار

اور مردوں اور عورتوں کے لباس رنگین تھے، اور مردوں اور عورتوں کا ایک سیلاب سا سڑک پر بہہ رہا تھا اور بازار اور دکانوں پر ان کی بھیڑ لگی تھی حتیٰ کہ دو رتھ بھی رنگین تھے جو سڑکوں پر بھاگ رہے تھے اور ان میں لگی ہوئی جھنڈیاں بھی رنگ برنگی تھیں۔

اس منظر کی ایک ایک تفصیل نمایاں اور واضح تھی جو روزمرہ کی زندگی اور بازار کی گہما گہمی میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ مثلاً یہ کہ چند سپاہی ایک بھاگتے ہوئے قیدی کا تعاقب کر رہے تھے۔ جس کے بازوؤں سے ٹوٹا ہوا رسہ (جسے تڑا کر وہ بھاگا تھا) اب بھی بندھا ہوا تھا۔ یہ کہ ایک تنگ سرائے پر دو رتھوں کے درمیان حادثہ ہو گیا تھا۔ وہ آمنے سامنے ٹکرا گئے تھے اور وہاں لوگوں کی بھیڑ لگی تھی اور رتھوں کے مالک اس حادثے کا الزام ایک دوسرے کو دے رہے اور غصے سے ہاتھ ہلا ہلا کر جھگڑ رہے تھے اور پولیس کے آدمی اور کوچبان گرے ہوئے گھوڑوں کو اٹھانے کی کوشش کر رہے تھے فرق صرف اتنا تھا کہ جھگڑے کی اور کسی قسم کی آواز میں نہ سن رہا تھا بس یوں سمجھئے کہ میں ایک خاموش فلم دیکھ رہا تھا۔ میں سب کچھ دیکھ رہا تھا اور بس۔ خاموشی بدستور مکمل ترین تھی کیونکہ جو کچھ میری نظر کے سامنے ہو رہا تھا حتیٰ کہ وہ واقعہ بھی ہزاروں سال پہلے کا واقعہ تھا۔

دفعتاً ایسا معلوم ہوا کہ ایک بادل سا میری نظر کے سامنے سے گزر گیا۔ ایک نیلا اور سفید بادل جس نے خدا جانے کیوں مجھے ائیشہ کی نقاب کی یاد دلا دی۔ یا یہ اس کی نقاب ہی تھی؟ بہرحال میں قسم کھا کر کہنے کو تیار ہوں کہ اس وقت ائیشہ کو میں اپنے قریب محسوس کر رہا تھا مگر اسے دیکھ نہ سکتا تھا اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ وہ میری منتظر رہی تھی کیونکہ میں نے

اسے ایک بے حد چالاک اور ہوشیار عورت سے زیادہ کچھ نہ سمجھا تھا۔
یہ سب یقیناً میرے اس عجیب خواب کا ایک حصہ ہی تھا۔

اور پھر مجھے ہوش سا آگیا اور میرے چاروں طرف کچھ نہ تھا سوائے ویران سڑکوں اور ٹوٹی ہوئی دیواروں کے اور بے چھت کے مکانوں کے اور افریقہ کے قلب کی خاموشی کے اور عجیب پہاڑ سلسلے کے اور شفاف آسمان میں روشن چاند کے۔

میں نے دیکھا اور کانپ گیا۔ چاندنی میں نہائے ہوئے اس ویران منظر کا اپنا ایک الگ حسن تھا جو عجیب تھا۔ میں دیوار پر سے اتر کر قیام گاہ کی طرف روانہ ہوا لیکن اس طرح کہ اپنے سائے سے بھی بدک رہا تھا کیونکہ کور کے اس مردہ شہر میں شہر کے مُردوں میں میں اکیلا زندہ تھا۔

پڑاؤ میں پہونچا تو دیکھا کہ ہینس نہ صرف جاگ رہا ہے بلکہ میرا انتظار کر رہا تھا۔

"باس! میں تمہاری تلاش میں آنے ہی والا تھا" اس نے کہا۔ "بلکہ کبھی کا تلاش میں چل پڑا ہوتا لیکن یہ سوچ کر بیٹھ رہا کہ تم اس اونچے قد والی سفید پوش سے ملنے گئے ہوگے جو اپنے سر پر سفید کمبل باندھے رہتی ہے اور شاید تم دونوں ہی میری آمد کو پسند نہ کرو گے۔"

"تو پھر تمہارا خیال غلط تھا نہیں" میں نے کہا۔ "اور سب سے بڑی بات یہ کہ اگر تم نے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنا دیا ہوتا اور میری تلاش میں اس اونچے قد والی کے پاس پہنچ گئے ہوتے تو واپس نہ آتے۔"

"میں واپس آتا باس" وہ بولا۔ "وہ اونچے قد والی تو میری آمد کا برا نہ مانتی

بڑی کا سمجھدار ہے دو" البتہ تم برا مناؤ گے کیونکہ تم بڑے شرمیلے ہو۔"

ہینس کی اس بے بنیاد بات کا جواب دیئے بغیر میں سونے چلا گیا اور اس وقت میں سوچ رہا تھا کہ خدا جانے غریب رابرٹسن اس وقت کس قسم کے نشتر چبھے لیٹا ہوا ہوگا۔ خوش قسمتی سے میں جلد ہی سو گیا جیسا کہ میں ہر وقت اور ہر جگہ کر سکتا ہوں۔ وہ جو فوراً سو جاتے اور سکون سے سو سکتے ہیں وہ لوگ بڑے ہیں جو کام کرتے اور کامیاب ہوتے ہیں یہ اور بات ہے کہ میری قسمت میں کام زیادہ تھا لیکن کامیابی کم تھی۔

دوسرے دن علی الصبح ہینس نے مجھے جگایا اور مطلع کیا کہ بلالی ڈولیاں لئے باہر منتظر کھڑا تھا اور یہ کہ گرد کرنے زولو رسم کے مطابق منتر پڑھ کر اسلوپوگاس اور اس کے دو آدمیوں پر پھونکا اور انہیں تیار کر دیا تھا۔
ہینس نے بتایا کہ ان زولوؤں نے یہاں رہ کر اپنے زخمی ساتھیوں کی تیمارداری کرنے سے نہ صرف انکار کر دیا تھا بلکہ کہا تھا کہ اس سے تو وہ مر جانا بہتر سمجھتے ہیں وہ جنگ کرنے کے لئے بے تاب تھے۔

ہینس نے مجھے مطلع کیا کہ کسی طرح۔ اس نے کہا کہ خدا کس طرح — اس کی خبر اس سفید بس کو ہو گئی جو" مردوں سے اپنا چہرہ چھپائے رکھتی ہے کیونکہ وہ بے حد بدصورت ہے" اور اس نے زخمیوں کی تیمارداری کے لئے عورتیں بھیج دیں اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ ہم زخمیوں کی طرف سے بے فکر رہیں۔ ہینس نے جو کچھ کہا تھا یہ سب سچ ثابت ہوا۔ بہرحال تفصیلات بیان کرنے کی فرصت نہیں قصہ مختصر آخر کار ہم روانہ ہو گئے۔ میری ڈولی بلالی کی ڈولی سے پیچھے تھی۔ میں نے اپنے ساتھ ایکسپریس اور ونچگ شلیں اور دونوں کے لئے

کافی سے زیادہ بارود وغیرہ لے لی تھی۔ ہینس بھی مسلح تھا اور اس ڈولی میں بڑی شان سے بیٹھا تھا جو اسلوپوگاس کے لئے لائی گئی تھی لیکن اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ پیدل چلنا پسند کیا تھا۔

کچھ دیر تک تو ہینس اس سواری سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ وہ تکیوں پر نیم دراز اپنا نرسل کا پائپ پھونکتا اور مسکرا مسکرا کر ڈولی برداروں پر فقرے کستا رہا۔ خوش قسمتی سے وہ لوگ ہینس کی بولی سمجھتے نہ تھے ورنہ بڑی مصیبت ہو جاتی۔ لیکن جلد ہی وہ اس انوکھی سواری سے اکتا گیا۔ لیکن چونکہ اب بھی وہ چلنا نہ چاہتا تھا، کم سے کم اس وقت تک نہیں جب تک کہ مجبور نہ کیا جائے، چنانچہ وہ ڈولی سے نکل کر اس کی چھت پر چڑھا اور اس پر ادھر ادھر ٹانگیں لٹکا کر یوں بیٹھ گیا جیسے وہ گھوڑا ہو اور خدا کی قسم وہ اس کھلونے کی طرح معلوم ہوتا تھا جس میں بندر ایک سیدھی لکڑی پر بیٹھا ڈوری کھینچنے سے اوپر سے نیچے اور پھر نیچے سے اوپر تک کھسکتا چلا جاتا ہے۔

راستہ ہموار اور زرخیز میدانوں میں سے گزر رہا تھا لیکن اس کے بہت کم حصے میں کاشت کی گئی تھی حالانکہ میں دیکھ سکتا تھا کہ کسی زمانے میں، جب شہر کور آباد ہوگا، اس میدان کے ہر انچ پر ہل چلتا رہا ہوگا۔ اب تو میدان کے زیادہ تر حصے میں درخت اگے ہوئے تھے جن میں سے اکثر پھلدار تھے اور درختوں کے درمیان سے چشمے گزر رہے تھے۔ یہ چشمے کسی زمانے میں آب پاشی کی نہریں رہی ہوں گی۔

دس بجے ہم پہاڑ کے قدموں میں تھے۔ ہم ڈھلان پر چڑھنے لگے۔ راستہ عمودی اور دشوار گزار تھا۔ دوپہر کے وقت چوٹی پر پہنچ گئے اور دیکھا

کہ یہاں ہماری مختصر سی فوج پڑاؤ ڈالے ہوئے تھی اور سنتریوں کے علاوہ سب کے سب گہری نیند سو رہے تھے جیسی کہ ان لوگوں کی عادت تھی کہ دن کے وقت سوتے تھے۔

میں نے کپتانوں کو بیدار کرنے کا حکم دیا اور ان کے ساتھ پڑاؤ کا معائنہ کیا اور سپاہیوں کو شمار کیا۔ ہماری فوج ٹھیک تین ہزار دو سو پچاس سپاہیوں پر مشتمل تھی۔ اپنے اسی دورے میں میں نے سپاہیوں اور ان کی جنگی قابلیت اور طریقۂ جنگ سے متعلق ضروری باتیں معلوم کر لیں۔ اس کے بعد اسلوپوگاس بیٹا، اسلوپوگاس کے دو دلیر ساتھیوں اور راماجبر کے تین کپتانوں کے ساتھ میں موقع محل کے معائنہ کو آگے بڑھ گیا۔

ڈھلان کے دوسرے کنارے پر پہونچ کر میں نے دیکھا کہ یہاں سے دو چوڑی چٹانیں استوائی درختوں کے موٹے تنوں کی طرح چٹانی سلسلے سے الگ ہو کر چوٹی سے نیچے میدان تک چلی گئی تھیں۔ یہ دونوں قدرتی دا موری نہ تھے۔ اس کے علاوہ ان دونوں چٹانوں کے انتہائی سروں کے درمیان اور میدان میں ایک دوسری فوج پڑاؤ ڈالے ہوئے تھی۔ میں نے اپنی دوربین کی مدد سے اس فوج کا معائنہ کیا اور اندازہ لگایا کہ اس فوج میں کم از کم بیس ہزار سپاہی تھے۔

یہ فوج، راماجبر کپتانوں نے مجھے بتایا، رینزو کی تھی۔ جو انھوں نے کہا دوسرے دن صبح حملہ کرنا چاہتا تھا چونکہ رینزو اور اس کے ساتھی سورج کے پرستار تھے اس لئے وہ اسی وقت جنگ کرتے تھے جب ان کا دیوتا مشرق سے سر ابھار رہا تھا۔

میں جو کچھ معلوم کر سکتا تھا وہ معلوم کرنے کے بعد میں نے کپتانوں سے کہا:

"اب اگر تم لوگوں کے ذہن میں جنگ کا کوئی نقشہ اور تجویز ہو تو بے شک بیان کر سکتے ہو۔"

الہ کے ناخدے نے کہا کہ ہم کوچ کر کے دائیں چٹان پر چل پڑیں اور اس کے نصف حصے تک ڈھلان اترتے چلے جائیں وہاں ایک تنگ مگر ہموار میدانی ٹکڑا ہے۔ بس ہم اسی میدان میں دشمن کے حملے کا انتظار کریں کیونکہ، اس نے کہا، وہ جگہ ایسی ہے جہاں چھوٹی فوج بڑی فوج کا مقابلہ آسانی سے کر سکتی ہے۔

"لیکن فرض کرو کہ رینڈ بائیں طرف کے راستے سے اوپر چڑھ کر تمہاری فوج کی پشت پر حملہ کر دیتا ہے۔ پھر؟" میں نے پوچھا۔

"یہ تو میں نہیں جانتا" کپتان نے سر کھجا کر جواب دیا۔

چنانچہ معلوم ہوا کہ فن جنگ کے متعلق ان لوگوں کے خیالات بے حد قدیم اور کسی کام کے نہ تھے۔

"تمہارے لوگ بہتر طور پر کب لڑ سکتے ہیں؟ دن میں یا رات میں؟" میں نے پوچھا۔

"رات کے وقت۔ ہماری قوم کی پوری تاریخ میں کبھی کسی نے کوئی جنگ دن میں نہیں لڑی" اس نے جواب دیا۔

"اس کے باوجود تم رینڈ سے دن کے وقت جنگ کرنے کی تجویز پیش کر رہے ہو۔ دوسرے لفظوں میں شکست کھانا چاہتے ہو" میں نے جھنجھلا کر کہا۔

اب میں نے ایک طرف ہٹ کر اسلوپوگاس اور ہنس سے مشورہ کیا اور پھر واپس آکر اپنے احکامات جاری کیے۔

اور میرے احکامات مختصر یہ تھے۔

شام کے بعد اور چاند کے طلوع ہونے سے پہلے ہمارے آدمی جو دائیں طرف

کے راستے سے اور بے حد خاموشی سے نیچے اتریں گے اور ان جھاڑیوں میں چھپ جائیں گے جو اس چٹانی راستے کے سرے پر اگ رہی تھی۔ میں نے دوربین کی مدد سے دیکھا تھا کہ یہ بڑی گنجان جھاڑیاں تھیں۔ ہمارا ایک چھوٹا سا گروہ جو گروکو کے تحت ہوگا ــــ یہاں میں یہ بتا دوں کہ گروکو جانباز اور ہوشیار کپتان تھا ــــ بائیں طرف کے چٹانی راستے سے آدمی ڈھلان اتر کے وہاں ٹھہر جائے گا اور الاؤ سلگائے گا کہ ریزو اور اس کے آدمیوں کو دھوکا ہو کہ ہماری کل فوج اسی طرف پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے اور پھر مناسب وقت پر جو ابھی میں نے طے نہیں کیا تھا، ہم ایک دم ریزو کی فوج پر حملہ کریں گے اور تب میں پیچھے یعنی دیگر سے ہم اس کو زیر کر دوں گا۔ یہ اشارہ ہوگا اس بات کا کہ گروکو اور اس کے ساتھی مصروف ہو جائیں گے۔

اماہگر کپتانوں کو میری تجویز شاید پسند نہ آئی کیونکہ ان کے خیال میں یہ بڑا ہی خطرناک کام تھا۔ چنانچہ وہ سر ہلانے اور آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ اب ان لوگوں پر اپنا رعب بٹھانا میرے لئے ضروری ہو گیا تھا چنانچہ میں آگے بڑھ کر ان کے قریب پہنچا اور ان کے نمائندے کو مخاطب کیا۔

"سنو میرے دوست!" میں نے کہا۔ "خود اپنی مرضی سے نہیں بلکہ خود تم لوگوں کی مرضی سے مجھے تمہارا جرنیل منتخب کیا گیا ہے چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ میرے ہر حکم کی تعمیل بے چون و چرا کی جائے۔ جب ہم یہاں سے کوچ کریں گے تو اسی وقت سے تم میرے اور کالے جنگجو ساتھی کے قریب ہی رہو گے اور اگر تمہارے سرداروں میں سے کسی ایک نے بھی آگے بڑھنے میں پس و پیش کیا یا بزدلی کا ثبوت دیتے ہوئے واپس لوٹنے کی کوشش کی تو ہم تمہیں بلا جھجک اور اسی وقت قتل کر دیں گے۔" اور میں نے امسلوپوگاس کے کلہاڑے کی طرف اشارہ کیا۔ "اس

کے علاوہ جو بعد میں' ذوہ ۔ جو حکم کرتی ہے' بقیہ کو ٹھکانے لگا دے گی بشرطیکہ تم
لوگ یہاں جنگ سے زندہ لوٹ آئے:

اب بھی وہ لوگ خاموش کھڑے رہے۔

چنانچہ اب کچھ کہے بغیر میں نے کالی کا عظیم طلسم برآمد کر کے ان کی نظروں
کے سامنے کر دیا۔ اور اس گفتگو کی چیز نے وہ کام کیا جو موت کی دھمکی نہ کر سکی
تھی۔ وہ سب کے سب ایک دم سے سجدے میں گر گئے اور بولا اور
'ذوہ ۔ جو حکم کرتی ہے' کی قسم کھا کر کہا کہ وہ میرے حکم کی تعمیل کریں گے چاہے وہ
پاگل پنے کا اور احمقانہ ہی کیوں نہ ہو۔

'ٹھیک ہے' میں نے کہا' اب جا کر تیاریاں کرو۔ رہی پاگل پنے کی بات
تو میرے دوستو کل اسی وقت تک تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون پاگل ہے اور
کون پاگل نہیں ہے'

اس وقت سے لے کر آخر تک اماہگر میرے ہر حکم کی تعمیل کرتے رہے۔

میں اس جنگ کے واقعات سے جلد ہی نپٹ لینا چاہتا تھا چنانچہ اس کی ابتدائی
تفصیلات بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

مقررہ وقت پر گرد کو دو زولوؤں میں سے ایک زولو اور ڈھائی سو اماہجر
کے ساتھ ایک راستے پر الاؤ سلگانے کے لئے روانہ ہو گیا جیسا کہ طے پایا تھا
کہ جب میں کچھ بعد دھیرے دھیرے وزیر کر دوں تو اس کے ساتھی خوب شور
مچائیں۔

بقیہ تین ہزار کے ساتھ' چاند کے طلوع ہونے سے پہلے' ہم بھی روانہ ہو گئے
ہم بھوتوں کی طرح بے حد خاموشی سے دائیں چٹانی راستے سے نیچے اترنے لگے۔

ادا مجر شب زندہ دار تھے چنانچہ اندھیرے میں دیکھنے اور خاموشی سے چلت
پھرت کرنے کے عادی تھے۔ چنانچہ یہ کام انھوں نے بڑی خوبی سے کیا حتیٰ کہ
انھوں نے اپنے بھالوں کے پھلوں پر خشک گھاس لپیٹ لی کہ کہیں وہ چمک کر
دشمن کو آگاہ نہ کر دیں۔

چنانچہ ہم دشمن کی بے خبری میں ان پہاڑیوں میں پہنچ گئے جو میدان سے
کوئی پانچ سو فٹ اوپر اور اس جگہ تھیں جہاں چٹان تعدد سے پھیل گئی تھی۔
اور یہاں ہماری رجمنٹیں پہاڑیوں میں رک گئیں۔ یہاں ہم اپنے قارئین کو
مطلع کر دیں کہ ہم نے اپنی کل فوج کو چار تمنوں یا دستوں میں تقسیم کر دیا
تھا اور ہر دستے میں سات سو پچاس سپاہی تھے۔

چاند طلوع ہوا لیکن میدان میں چھائی ہوئی دھند کی وجہ سے ہم ریڈ کا
پڑاؤ نہ دیکھ سکتے تھے البتہ جانتے تھے کہ وہ کم از کم ایک ہزار گز کے فاصلے پر ہوگا
بشرطیکہ دشمن اپنا پڑاؤ کسی اور طرف نہ لے گیا ہو۔ حد سے بڑھی ہوئی خاموشی تو
میرے دل میں یہی شک پیدا کر رہی تھی اور یہی ثابت کر رہی تھی کہ دشمن کا پڑاؤ
اب وہاں نہ تھا۔

اس صورت حال نے مجھے پریشان کر دیا کیونکہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں ایسا
تو نہیں کہ ریڈ والے اپنی حالت کے خلاف شبخون مارنے کی تیاریاں کر رہے
ہوں؟ اسلوپوگاس بھی اسی خیال سے پریشان تھا۔ البتہ گرد گوا اور اس
کے ساتھیوں کی موجودگی کی وجہ سے، جنھوں نے اب سامنے والی چٹان پر الاؤ
سلگا دیئے تھے، ریڈ والے اس طرف سے چھپ کے نہ گزر سکتے تھے ہمارے
اور گرد گوا کے رستے کے درمیان کوئی ایک میل کا فاصلہ تھا۔

تاہم ہو سکتا تھا کہ اس پہاڑ پر چڑھنے کے دوسرے راستے بھی ہوں۔

ان مجبر نے کہا تھا کہ اور کوئی راستہ نہ تھا لیکن مجھے نہ تو ان لوگوں پر اعتبار تھا اور نہ ان کی بات کا بھروسہ خصوصاً اس لئے کہ اس خطے کے متعلق ان کی معلومات محدود تھیں کیونکہ وہ ریچھ کے خوف سے پہاڑی کی شمالی ڈھلانوں کی طرف کبھی آتے ہی نہ تھے۔ اس خیال سے مجھے ٹھنڈے پسینے چھوٹ گئے کہ دشمن چوٹی پر پہونچ گیا ہے یا پہنچ جائے گا اور دفعتہ ہماری پشت پر آپہنچے گا۔

اس سے پہلے کہ میں حقیقت معلوم کر سکتا، ہینس جو ایک جھاڑی کے پیچھے دبکا ہوا تھا، ایک دم سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی رائفل اس نو لیگرو سے لی جو ہمارے ساتھ تھا۔

"باس!" اس نے کہا۔ "میں جا کر دیکھتا ہوں کہ وہ آدمی کھانے والے کیا کر رہے ہیں بشرطیکہ وہ وہاں ہوں۔ اور اس کے بعد تم فیصلہ کر سکو گے کہ حملہ کب اور کیسے کیا جائے۔ تم دوسری طرف سے بے فکر رہنا باس۔ اس دھند میں یہ کام آسان ہے اور تم تو جانتے ہی ہو کہ میں سانپ کی طرح خاموشی سے رینگ سکتا ہوں۔ اور اگر میں واپس نہ آیا تب بھی کوئی بات نہیں۔ کم سے کم اس سے تمہیں یہ تو معلوم ہو ہی جائے گا کہ وہ لوگ وہیں ہیں۔"

میں کشمکش میں پڑ گیا کیونکہ میں اس بہادر ہٹنٹوٹ کو ایسے زبردست خطرے میں ڈالنا نہ چاہتا تھا لیکن جب اسلوپوگا کو اس کے ارادے کا پتہ چلا تو وہ بولا۔

"میکومیزن! جانے دو اسے۔ جاسوسی کرنا اس کا فرض اور یہ خفیہ اس کو آسمانوں نے دیا ہے۔ دیکھو، یہ ہر نوع حرکت کرتا اور [illegible] ہمارا

راہبری کرتا ہے۔ یہ سب آسمانوں کی طرف ہے۔ چنانچہ جانے دو لیے :

میں نے اثبات میں سر ہلا دیا چنانچہ اپنے احمقانہ انداز میں میرا ہاتھ چوم کر منہ ہی منہ میں نعروں سے اوجھل ہو گیا اور کہتا گیا کہ وہ ایک گھنٹے میں واپس آجائے گا اپنے بڑے چاقو کے علاوہ وہ کوئی ہتھیار اپنے ساتھ لے گیا کیونکہ اسے خوف تھا کہ اگر وہ پستول لے گیا تو اپنے آپ کو روک نہ سکے گا اور گولی چلا دے گا اور اس طرح بڑی آواز پیدا ہوگی۔

سترھواں باب

جنگِ نیم شبی

وہ گھنٹہ بے حد آہستگی سے رینگ رینگ کر گزرتا رہا۔ چاند کی روشنی میں جواب کا فی بلند ہو گیا۔ میں بار بار اپنی گھڑی کی طرف دیکھتا اور ہر دفعہ سوچتا رہا کہ یہ گھنٹہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ میں کان لگا کر سنتا رہا۔ لیکن کوئی آواز موہوم سی آواز بھی سنائی نہ دے رہی تھی اور چونکہ دھند اب بھی چھائی ہوئی تھی اس لئے میں کچھ دیکھ بھی نہ سکتا تھا سوائے آسمان کے جس کے پس منظر میں وہ آگیں دھندلی دھندلی نظر آرہی تھیں جو گرد کو اور اس کے ساتھیوں نے جلائی تھیں۔

آخرکار ایک گھنٹہ پورا ہوا۔

ہنیس نہ آیا۔

مزید آدھا گھنٹہ گزر گیا۔

ہنیس کا اب بھی کہیں پتہ نہ تھا۔

"میکومبر!" اسلوپوگاس نے کہا۔ "میں سمجھتا ہوں اندھیرے میں روشنی یا تو مارا گیا ہے یا اسے گرفتار کر لیا گیا ہے۔"

"خود میرا بھی یہی خیال ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "لیکن مناسب ہوگا کہ ہم پندرہ منٹ اور انتظار کریں۔ اس کے بعد میں کوچ کا حکم دوں گا۔"

اور ساتھ ہی میں نے دل ہی دل میں دعا مانگی کہ خدا کرے کہ دشمن تھک

اس جگہ جو جہاں ہم نے اسے پہاڑ کی چوٹی پر سے دیکھا تھا

چند دو منٹ بھی گزر گئے۔ اور پھر یہ دیکھ کر کہ ماچرکتیاں، جو مجھ سے کچھ ہی دور بیٹھے ہوئے تھے، بے چین ہونے لگے ہیں۔ میں نے اپنی دونالی چھوٹی اٹھائی اور میدان کی طرف گھوم گھما کر یکے بعد دیگرے دونوں نالیاں چلا دیں جیسا کہ گردوکوہ سے طے پایا تھا لیکن ایسے رخ کہ بندوق کی نالیوں سے نکلتے ہوئے شعلے نیچے میدان میں سے دکھائی نہ دیں۔ اسی مقصد سے میں بائیں طرف چند قدم ہٹ گیا کہ اس درخت کے تنے کے پیچھے چلا جاؤں جو اس طرف تک رہا تھا۔ میں نے بندوق اٹھائی ہی تھی کہ ایک زرد ہاتھ نے اندھیرے میں سے نکل کر نالی پکڑ لی اور ایک میٹھی ہوئی آواز نے کہا:۔

"باس! ابھی فیر نہ کرنا کیونکہ میں پہلے اپنی کہانی سنانا چاہتا ہوں۔"

میں نے نیچے نظر کی تو ہنس کا چہرہ نظر آیا جس پر ایسی مسکراہٹ تھی کہ اچھے اچھوں کو دہلا دے۔

"اچھا" میں نے بظاہر بے تعلقی سے کہا حالانکہ ہنس کو زندہ دیکھ کر میرا دل خوشی سے ناچ رہا تھا" جلدی کہو اپنی کہانی۔ میرے خیال میں تم بھٹک گئے تھے۔ چنانچہ ادوم خورد تک نہ پہنچ سکے"

"نہیں باس۔ میں بھٹک گیا تھا کیونکہ وہاں دھند بے حد گاڑھی تھی۔ لیکن آخر میں بہرحال ان تک پہنچ گیا اور یہ میری ناک کا کرشمہ تھا جس نے میری راہبری کی۔۔۔"

"کیا مطلب؟"

"ہائے! باس کیا بدبو مارتے ہیں وہ مکاری کھانے والے! اس کو بس کچھ نہ پوچھو بہرحال ان کے سنتری کی بو میری ناک میں پہنچی اور میں بس ناک کی سیدھ میں چلا

اور پاس دھند کی وجہ سے اس جھونپڑی کے قریب سے گزرنا آسان تھا۔ اتنا آسان کہ اس کے قریب سے گزرتے ہوئے میرا جی چاہا کہ اس کے گلے پر چاقو پھیر آؤں لیکن پھر اس خیال سے میں نے اپنے آپ کو روکا کہ کہیں یہ بوڑھی عورت مرتے مرتے آواز پیدا نہ کر دے اور سارے کئے کرانے پر پانی پھر جائے پاس ابھی تو سیدھا ان آدم کھانے والوں کے بیچ میں گھس پڑا۔ اور یہ کام بھی آسان تھا کیونکہ وہ سب کے سب کمبلوں میں لپٹے خراٹے لے رہے تھے۔ انھوں نے الاؤ نہ سلگائے تھے کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہم انھیں دیکھ لیں یا شاید اس لئے نہیں سلگائے الاؤ کہ وہاں نیچے میدان میں سخت گرمی ہے۔

چنانچہ پاس میں ان کے پڑاؤ میں گھومتا اور جو کچھ دیکھتا اسے یاد رکھتا رہا یہاں تک کہ میں ایک ٹیلے کے قدموں میں پہنچ گیا۔ ٹیلے کی چوٹی دھند کے بادلوں سے اوپر تھی اور اس پر ایک کافی بڑی جھونپڑی تھی جو ہری ٹہنیوں کی بنی ہوئی تھی اور ٹہنیوں میں جو پتے تھے وہ بھی اب تک ہرے تھے۔ اب میں نے سوچا کہ رینگ کر اس جھونپڑی تک پہنچ جاؤں کیونکہ مجھے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ اس جھونپڑی میں خود رینز دسو رہا ہو۔ اس لئے کیوں نہ میں جا کر اسے سوتے میں ہی ٹھکانے لگا دوں۔ میں ابھی کوئی فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ میں نے ایک آواز سنی آواز ایسی تھی جیسی کہ اس بڑبڑاتی ہوئی بڑھیا کے منہ سے نکلتی ہے جس کی بڑبڑاہٹ سے تنگ آکر اس کے شوہر نے اس کے سر پر کمبل ڈال دیا ہو یا پھر ایسی آواز مکھی پیدا کرتی ہے جسے بوتل میں بند کر دیا گیا ہو۔ ایک قسم کی بھنبھناہٹ کی آواز جو مجھے کچھ یاد دلا رہی تھی۔

میں نے اپنے دماغ پر زور دیا تو ایک دم سے مجھے یاد آگیا پاس جب ہمارے ساتھی لال ڈاڑھی والے کو [illegible] وہ گھٹنوں پر گر کر [illegible]

کرتا ہے تو اس کے منھ سے بس ایسی ہی آواز نکلتی ہے۔

• چنانچہ باس میں اس طرف بڑھا جس طرف سے یہ آواز آرہی تھی اور جب میں نے لال ڈاڑھی والے کو تلاش کر لیا اسے ایک پتھر سے باندھا گیا تھا اور وہ دلدل میں پھنسے ہوئے بھینسے کی طرح دیوانہ معلوم ہوتا تھا کیونکہ باس وہ اپنا سر جھٹک رہا اور آنکھیں گھما رہا تھا جیسے کہ اس نے شہر سک دو بوتل چڑھا لی ہوں میں نے سوچا کہ واہ۔ موقع اچھا ہے لاؤ اس کے بندھن کاٹ کر اسے آزاد کر دوں۔ چنانچہ باس میں اس کے بندھن کاٹنے کے لئے اس پر جھک گیا لیکن بدقسمتی سے اس نے میرا چہرہ دیکھ لیا اور باس وہ تو چیخنے لگا۔ اس نے چیخ کر کہا:۔

• ابے زرد شیطان! چلا جا۔ بھاگ جا۔ میں جانتا ہوں کہ تو مجھے دوزخ میں لے جانے آیا ہے۔ لیکن میں نہ جاؤں گا۔ ابھی مجھے نہیں مرنا ہے۔ بھاگ جا۔ اگر میرے ہاتھ بندھے ہوئے نہ ہوتے تو میں تیری گردن مروڑ دیتا۔

• اس نے انگریزی زبان میں کہا جو میں سمجھ سکتا ہوں جیسا کہ باس تم جانتے ہو۔ اس کے بعد میں سوچنے لگا کہ مناسب ہوگا کہ میں اسے اس کے حال پر ہی چھوڑ دوں۔ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ٹیلے پر کی جھونپڑی میں سے دو آدمی نکل آئے جنہوں نے رات کا لمبا لباس پہن رکھا تھا جیسا کہ تم سفید فام سوتے وقت پہنتے ہو اور ان کے سروں پر پیلے رنگ کی چیزیں دھری ہوئی تھیں جن پر دھات کا بنا ہوا سورج جڑا ہوا تھا۔

• کاہن یا وچ ڈاکٹر۔ میں نے کہا۔

• ہاں باس! کسی قسم کے پادری کیونکہ وہ لوگ تمہارے باپ کی طرح نظر آرہے تھے!

• کیا کہتے ہو؟

• اوہ باس۔ جب تمہارے باپ گرجا میں سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر لوگوں سے

سامنے تقریر کرتے جاتے تھے تو وہ ایسا ہی لمبا لباس پہنتے تھے۔ نہیں؟" انھیں
دیکھ کر پاس بیٹھا بچہ کھسک گیا اور دھند کی چادر میں دبک کر سونے لگا۔

"انھوں نے لال ڈاڑھی والے کی طرف دیکھا کیونکہ ہچکیاں جنھیں انھیں جھونپڑی
میں سے نکال لائی تھیں، لیکن لال ڈاڑھی والے نے ان کی طرف کوئی دھیان
نہ دیا اور بوتل میں پھنسی ہوئی مکھی کی سی آواز نکالتا رہا۔

"کچھ نہیں ہے۔" ایک پادری نے دوسرے سے اس زبان میں کہا جو سفید
نقاب والے پرستار اماجر بولتے ہیں۔

"لیکن اسے صلیب کب چڑھایا جائے گا؟ اچھا ہو کہ اسے جلد ہی صلیب چڑھا
دیا جائے کیونکہ یہ جو آوازیں نکالتا ہے ان کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آتی۔"

"سورج کے طلوع ہونے سے پہلے نہیں۔" دوسرے پادری نے جواب دیا۔ "بعد
سورج کا کنارہ افق پر ابھرا کہ دھرتی ملکہ کو لایا جائے گا اور پھر اس آدمی کو
صلیب چڑھا دیا جائے گا۔"

"میرے خیال میں تو اتنا انتظار ٹھیک نہیں۔" پہلے پادری نے کہا۔ "کیونکہ جب
تک دہکتا ہوا برتن اس کے سر پر نہ رکھ دیا جائے گا تب تک ہماری نیند یہ حرام
رہے گی۔"

"پھر بھی اور پھر جشن۔" دوسرے پادری نے جواب دیا۔ "حالانکہ اس کا گوشت
اتنا لذیذ نہ ہوگا جتنا کہ اس لڑکی جوان عورت کا تھا جو دھرتی ملکہ کے ساتھ لائی
گئی تھی۔"

"اور پھر پاس دونوں نے ایک ایک چٹخارہ لیا اور ان میں سے ایک واپس
جھونپڑی کی طرف چلا گیا۔ لیکن دوسرا نہ گیا۔ وہ وہیں زمین پر بیٹھ گیا اور چٹختے
بندھے ہوئے لال ڈاڑھی والے پاس کو گھور گھور کر دیکھنے لگا۔ مگر نسواں نہیں

بلکہ اس نے لال ڈاڑھی والے باس کو خاموش کرنے کے لئے ان کے گال پر ایک تھپڑ بھی جڑ دیا۔

"اور جب باس میں نے یہ دیکھا اور یاد آیا کہ ان لوگوں نے چیکو کو کھا لیا جسے میں پسند کرتا تھا حالانکہ وہ بیوقوف تھی تو میرا خون کھول گیا۔ اور میں نے سوچا کہ پہلے اس نالائق پادری کو خود اسی کے دیوتا پر بھینٹ چڑھا دوں اور اس کے بعد جھونپڑی کے قریب پہونچ کر پتہ لگاؤں کہ میں اداس آنکھوں والی سے، بشرطیکہ وہ اسی جھونپڑی میں ہو، بات چیت کر سکتا ہوں کہ نہیں۔

"چنانچہ باس میں رینگ کر پادری کے پیچھے پہنچ گیا وہ بے خبر بیٹھا لال ڈاڑھی والے باس کو گھور رہا تھا۔ اور باس میں نے اپنا چاقو اس کی پیٹھ میں اسی جگہ مار دیا جہاں میرا خیال تھا کہ چاقو اترتے ہی وہ مر جائے گا۔ لیکن ایسا نہ ہوا باس۔ وہ اوندھے منہ گرا اور زخمی لکڑ بگھے کی سی آوازیں نکالنے لگا۔ جب تک میں نے اس کا خاتمہ نہ کر دیا وہ بس ایسی ہی آوازیں نکالتا رہا۔ اور پھر باس میں نے چیخیں سنیں چنانچہ لال ڈاڑھی والے باس کو چھڑانے اور اداس آنکھوں والی سے بات چیت کرنے کا خیال ترک کر کے مجھے اپنی جان لے کر وہاں سے بھاگنا پڑا۔ اور میں بہت تیز بھاگا باس اور بائیں طرف کافی لمبا چکر کاٹ کر آخر کار یہاں پہونچ گیا۔ بس یہ ہے پوری کہانی باس۔"

"اور یہ کہانی کافی سے زیادہ ہے" میں نے جواب دیا۔ "اور اگر آدم خوروں نے لمتیمہ دیکھا نہیں ہے تو ان کے کاہن کی موت انھیں خوفزدہ کر دے گی۔ بیچاری ہینی بہرحال اس سے پہلے کہ ان شیطانوں کی عمروں میں تین گھنٹوں کا اضافہ ہو میں انھیں مزہ چکھا دوں گا۔"

اور اب میں نے اسلوپوگاس اور ماجر کیتیا کو بلایا اور انھیں مختصر

کی کہانی سنانے کے بعد بتایا کہ انہیں نے فوج یا اس کے ایک حصے کا کھوج لگا لیا ہے
چنانچہ طے پایا کہ فوراً حملہ کر دیا جائے کیونکہ میں اس پر زور دے رہا تھا
کیونکہ میں چاہتا تھا کہ اگر ہو سکے تو بدنصیب رابرٹسن کو بچا لیا جائے جو ہنس کے
بیان کے مطابق اب پوری طرح پاگل ہو چکا تھا۔

چنانچہ ہم نے ہوا میں یکے بعد دیگرے دو فیر کئے اور فوراً ہی سامنے کی چٹان
پر سے شور کی آوازیں سنائی دیں۔ گرڈکو اور اس کے ساتھی میری ہدایت پر عمل
کر رہے تھے۔ چند منٹوں بعد ہی ہم روانہ ہو گئے۔ میں اور اسلوپوگاس ہراول
دستہ کی راہبری کر رہے تھے اور امیجر کپتان جو تین دستوں کے ساتھ پیچھے آرہے تھے

اب قارئین سوچ رہے ہوں گے کہ سب ٹھیک ہو جائے گا اور یہ کہ ہمیار
تمساری الیمن کو اٹھا چکی ایک دم سے ریزرو کی فوج پر جو گرڈکو اور اس کے ساتھیوں
کے شور سے الجھ گئی ہوگی اچانک جا پڑے گا اور اس کا صفایا کر دے گا۔ اور یہ
کہ اس کے بعد وہ رابرٹسن کو بچا لے گا جس کا پاگل پن چند دنوں بعد دور ہو جائے
گا اور آئی نیز کو بھی آسانی سے آزاد کرا لے گا۔ سچ تو ہے کہ اگر یہ داستان
ایک رومان ہوتا تو بے شک ایسا ہی ہوتا۔ لیکن چونکہ یہ رومان نہیں بلکہ صحیح
حقائق کا ریکارڈ ہے اس لئے ایسا نہ ہوا۔

اوّل تو یہ کہ ان امیجر نے جو یہ کہا تھا کہ ریزرو والے سورج کے طلوع ہونے
سے پہلے کبھی جنگ نہیں کرتے تو یہ یا تو انھوں نے جھوٹ کہا تھا یا پھر ان کا خیال
غلط تھا کیونکہ جو کچھ ہوا وہ اس کے برعکس تھا۔ اس تمام وقت میں جب ہم
ان کے لئے گھات لگائے رہے تھے وہ خود ہمارے خلاف گھات لگائے ہوئے
تھے۔ گرڈکو کے واقعہ نے انھیں ذرا بھی پریشان نہ کیا تھا اور نہ گھبرایا تھا
کیونکہ اپنے جاسوسوں کے ذریعہ انھیں معلوم ہو گیا تھا کہ اس کا مطلب کیا تھا۔

جہاں میں یہ بتا دوں کہ ریزد کے وہ جاسوس خود ہمارے دستوں میں تھے، انھیں آپ غدار کہہ سکتے ہیں، جو ریزد سے تنخواہ پاتے اور شاید اس کے آدم خور مذہب کے پیرو تھے۔ چنانچہ یہ لوگ وقتاً فوقتاً چپکے سے ہماری فوج میں سے نکل کر ریزد کو ہمارے ارادوں سے باخبر کر دیتے تھے۔ نتیجہ یہ ہے جہاں تک خود یہ جاسوس ہمارے ارادوں سے واقف ہوئے۔

اس کے علاوہ زینس نے جس فوج کا کھوج لگایا تھا وہ محض پڑاؤں کے پڑاؤ کا تھا جسے قربانی کے مقام پر آئی نیز کے ساتھ چھوڑ دیا گیا تھا۔ اصل فوج کا نہ تو اس نے کھوج لگایا تھا اور نہ اسے دیکھا تھا۔ اصل فوج دو حصوں میں تقسیم تھی اور دائیں اور بائیں چٹانوں کے کنارے پر ٹھیک اس جگہ جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی۔ جہاں یہ چٹانیں میدان میں اتر جاتی تھیں اور آپ جانتے ہیں ہم اپنی چٹانوں سے ڈھلوان اتر رہے تھے۔ چنانچہ ہم بے حد مطمئن اور بے فکر ریزد کی فوج کے عین جبڑوں میں جا رہے تھے۔

اب میرے قارئین جھنجھلا کر کہیں گے: "اس بیوقوف الہن کو اٹرمین نے پہاڑ کا باہر ہیت سے کیوں نہ سوچ لیں؟ وہ یہ کیوں بھول گیا کہ وہ وحشیوں کے ایک ایسے گروہ کی گرد کر رہا تھا جس کے ایک ہی ذرہ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہ تھا؟ اسے یہ کیوں خیال نہ آیا کہ ان وحشیوں میں غدار بھی ہو سکتے ہیں؟ خصوصاً اس نے جبکہ اس انجری رگوں میں بھی۔ ہی خون تھا جو ریزد کے پرستاروں کی رگوں میں ہے۔ ہاں ۔ اس نے یہ سوچ کر احتیاطی تدابیر کیوں نہ کیں؟"

دوستو! ان سب سوالوں کے جواب جب تب ہمیشہ یہ کہوں گا کہ کاش یہ کام آپ کے سپرد کیا جاتا اور پھر میں دیکھتا کہ آپ کیا کرتے۔ کیا آپ کے خیال میں میں نے ان پہلوؤں پر غور نہ کیا ہوگا؟ بیشک کیا تھا۔ لیکن کیا آپ سو رہی

کے کان سے ریشم کے تار نکال سکتے ہیں یا نہیں۔ چنانچہ وہ سست، بزدل اور
وحشی اور بزدل لوگوں کو عمدہ سپاہیوں میں، ایسے سپاہیوں میں کہ وہ اپنے
سے تین گنا فوج کے مقابلے کے لئے تیار ہو جائیں، تبدیل کرنا اور ان کا
اعتبار حاصل کرنا بھی ممکن نہیں۔

اس کے علاوہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ میں کسی نہ کسی طرح بچ گیا کہ یہ داستان
قلم بند کر رہا ہوں لیکن میری جگہ اگر آپ ہوتے تو، معاف کیجئے، زندہ نہ بچتے۔ اور
بات ہے کہ دوسری طرف سے کمک کی وجہ سے میں بچ گیا لیکن آپ دیکھیں گے کہ یہ
کام کس قدر مشکل تھا۔ بھائی! کرسی میں بیٹھ کر یا صوفے پر لیٹ کر یہ کہانی پڑھنا
اور اندازے لگانا ایک بات ہے اور حقیقت میں خطرات کا مقابلہ کرنا اور ان
حالات سے براہ راست دوچار ہونا دوسری بات ہے۔

خیر تو اب ہم بر سر مطلب۔ ہم بڑی خاموشی سے ڈھلان اتر رہے تھے اور
مجھے اعتراف ہے کہ میں ایک عجیب طرح کی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ اول تو اس
لئے کہ مجھے ریڈ وکے کاہن کا وہ مشورہ پسند نہ آیا تھا جو اس نے اپنے ساتھی کو
دیا تھا اور جو ہنیس نے میرے سامنے دہرایا تھا۔ یعنی یہ کہ پہلے فتح اور پھر جشن
خصوصاً اس لئے کہ اس مردود نے کہا تھا کہ رابرٹسن کو سورج کے طلوع ہونے سے
پہلے بھینٹ نہ چڑھایا جائے گا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اسے یقین تھا کہ فتح کی تکمیل
جشن سے پہلے چنانچہ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ہو جائے گی۔

میں جب اس صاف اور صریح منطقی نتیجہ پر غور کر رہا تھا تو ہنیس کی تلاش میں
ادھر ادھر نظریں دوڑا رہا تھا کہ اس سے پوچھوں کہ کاہن کے ٹھیک ٹھیک
الفاظ کیا تھے۔ لیکن ہنیس کا کہیں پتہ نہ تھا۔ چند منٹ بعد وہ نظر آیا۔ وہ پیچھے
آگے سے بھاگتا ہوا ہماری طرف آ رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ وہ دشمنوں کے غول

اور پتھروں کی اوٹ لے رہا تھا۔

"ہاں!" اس نے کہا۔ اس کا سانس پھول رہا تھا "ذرا ہوشیاری اور احتیاط سے کیونکہ ریزرو کے آدمی آگے راستے کے دونوں طرف دیکھے ہوئے ہیں مگر ترست آگے نکل گیا تھا اور بے خبری میں ان کے درمیان گھس پڑا تھا۔ انھوں نے بہت سے بھالے میری طرف پھینکے۔ یہ دیکھو!"

اور اس نے اپنے بازو پر کی ایک خراش مجھے دکھائی جس سے خون بہہ رہا تھا۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ ہمارے لئے گھات لگائی گئی تھی اور میں مجھ کو مسرت سے حقیقت میں بڑی مسرت سے صورت حال پر غور کرنے لگا۔

اس وقت اتفاقاً ہم چٹان پر کے ایک چپٹے حصے میں سے گزر رہے تھے جو کوئی سات یا آٹھ ایکڑ لمبا ہوگا۔ یہاں جھاڑیاں گھنی اور گنجان نہ تھیں البتہ درخت کافی بلند تھے۔

اس چھوٹے میدان کے عین نیچے والی ڈھلان پر جھاڑیاں گھنی تھیں اور ہنیس کے بقول اسی جگہ دشمن گھات لگائے بیٹھا تھا۔

میں نے اپنی رجمنٹ کو روک لیا اور دوسری رجمنٹوں کی طرف پیغامبر دوڑا دیئے کہ وہ بھی جہاں ہیں وہیں رک جائیں۔ انھیں حقیقت سے بے خبر رکھنے کے لئے رکنے کی وجہ یہ بتائی کہ میں سپاہیوں کو سستانے کا موقع دینا چاہتا تھا کہ دشمن پر حملہ آور ہونے سے پہلے وہ تازہ دم ہو جائیں۔

اب میں نے ہنیس کی رپورٹ سے اسلوپوگاس کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے آدمی بھیج کر "جس پر ہم اعتبار کرتے تھے" یہ دیکھنے کے لئے بھیجے کہ ہنیس کی رپورٹ میں کہاں تک صداقت ہے۔ اس نے فوراً دو لوگ روانہ کر دیا اب میں نے اس سے پوچھا کہ اگر واقعی ہنیس کی رپورٹ سچ ثابت ہوئی تو پھر کیا ہے

لئے کیا کرنا مناسب ہوگا۔

ان اماجر کو ایک دائرے میں یا پھر مربع بنا کر کھڑا کردو اور حملے کا انتظار کرو۔ اس نے جواب دیا۔

میں نے اثبات میں سر ہلایا کیونکہ میرا بھی یہی ارادہ تھا لیکن پھر کہا۔ اگر یہ اماجر زولو ہوتے تب تو یہ ترکیب کارگر ثابت ہوتی لیکن امسلوپوگاس! ہم کیسے یقین کریں کہ یہ لوگ حملہ روک لیں گے اور پسپا نہ ہوں گے۔

حقیقت میں ہم یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے میکومیزن چنانچہ صرف آزما کر دیکھ سکتے ہیں۔ اگر یہ لوگ پسپا ہوئے تو ظاہر ہے فرار ہو کر ادھر، تو علاوہ ان ہم بچ نہیں سکتے۔

چنانچہ اب میں نے اماجر کپتانوں کو طلب کرکے انھیں بتایا کہ آگے کیا تھا۔ وہ لوگ یکدم سے خوفزدہ ہو گئے بلکہ ایک دو نے تو چاہا کہ اسی وقت اور اسی جگہ سے واپس لوٹ جایا جائے لیکن میں نے کہا کہ میں ہر اس شخص کو گولی مار دوں گا جس نے ذرا بھی کوشش بھی کی۔ آخر میں وہ لوگ میری تجویز پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے بلکہ کہا کہ وہ اپنے بہترین سپاہیوں کے اوپر کی طرف یعنی مربع کے سرے پر متعین کر دیں گے اور انھیں حکم دے دیں گے کہ وہ بلاتکلف ہر اس شخص کو قتل کر دیں گے جو فرار ہونے کی کوشش کرے۔

اس کے بعد ہم نے اپنی فوجوں کی دہری صفیں ترتیب دے کر انھیں جہاں تک ممکن تھا بشکل مربع جما دیا۔ جب ہم اپنی فوج کو یوں ترتیب دے رہے تھے تو پیچھے سے چیخیں سنائی دیں اور اس کے کچھ ہی دیر بعد ہانس دوڑتا ہوا واپس آیا۔ اس نے بتایا تھا کہ جنھوں نے غلط نہ کہا تھا اور یہ کہ رزینہ کی فوج ہمیں گھیرے میں لینے کے لئے بڑھ رہی تھی کیونکہ ان کے خیال میں ہم نے ٹھہر کر ان کی تدبیر کو ایک حد تک الٹ دیا تھا۔

اس کے باوجود حملہ جلد ہی نہ ہوا۔ سبب اس کا یہ تھا کہ ریزو کی فوج ہمارے میدان کے دونوں پہلوؤں کی تقریباً عمودی ڈھلان چڑھ رہی تھی کہ ہمیں گھیرے میں لے کر ایک ہی دو طرفہ حملے میں ہمارا صفایا کر دے۔ اگر دیکھا جائے تو ریزو کی فوج کی یہ حرکت ہمارے لئے بے حد سود مند تھی کیونکہ اس طرح وہ خود ہمارے اماجر کے فرار کی راہ بند کر رہے تھے۔ چنانچہ ہمارے اماجر اس کے بعد اب سوائے اس کے اور کچھ نہ کر سکتے تھے کہ اپنی جان بچانے کے لئے جنگ کریں۔

جب ہم وہ سب کچھ کر چکے جو کر سکتے تھے تو ہم بیٹھ گئے — کم سے کم میں بیٹھ گیا — اور انتظار کرنے لگے۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ رات حیرت انگیز طور پر خاموش تھی البتہ ہمارے میدان کے دونوں طرف سے سرسراہٹ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ یہ آوازیں ریزو کی فوج کے قدموں کی تھیں جو ہمیں گھیرے میں لینے کے لئے ڈھلان چڑھ رہی تھی۔

بالآخر یہ آوازیں بھی خاموش ہو گئیں اور اب ایسی مکمل ترین خاموشی چھا گئی کہ میں اپنے "بہادر" اماجریوں سے اکثر کے دانت بجتے سن رہا تھا ان اعصاب پر سوار ہو جانے والی اس خاموشی میں یہ آواز میری کچھ کچھ ڈھارس بندھا رہی تھی لیکن اسلی پیگاسر نے جھنجھلا کر کہا کہ یہ اماجری یوں تو لمبے تڑنگے ہو گئے تھے لیکن ان کے دل چھوٹے اور اسی حالت میں رہ گئے تھے جس حالت میں ان کے بچپن میں تھے۔ میں نے کپتانوں سے کہا کہ وہ ایک ایک سپاہی کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ وہ زندہ رہیں گے جو ڈٹ کر مقابلہ کریں گے لیکن وہ یقیناً مارے جائیں گے جو فرار ہوں گے [illegible] ایک بار پھر اپنے گھروں اور بیوی بچوں میں پہنچنا چاہتے ہوں تو مناسب ہوگا کہ وہ بہادری کا ثبوت دیتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کریں۔ اگر

انھوں نے ایسا کیا تو ان میں سے زیادہ تر مارے جائیں گے اور جو بچ رہیں گے انھیں ریندو کے پرستار پکڑ کر اور پھر بھون کر کھا لیں گے چنانچہ ایک ایک سپاہی تک یہ پیغام پہنچا دیا گیا اور میں نے دیکھا کہ ہمارے سپاہیوں کے حوصلے ذرا بلند ہو گئے۔

یکایک ہمارے چاروں طرف سے — دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے اور نیچے سے اور اوپر سے — ایک دل دہلا دینے والا شور بلند ہوا جس نے سمٹ کر ایک لفظ کی شکل اختیار کر لی اور وہ لفظ تھا "تیرو" اور ایک منٹ بعد ہی چاروں طرف سے — دائیں طرف اور بائیں سے اور اوپر سے اور نیچے سے — کوئی دس ہزار آدمی ہمارے مربع پر چڑھ آئے اور گھس آئے۔

چاندنی رات میں وہ اپنے لہراتے ہوئے سفید چغوں اور چمکتے ہوئے بھالوں کے ساتھ بے حد خوفناک معلوم ہو رہے تھے۔ میں نے اور منیس نے چند گولیاں چلائیں لیکن اس بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے یہ گولیاں گویا ریت کی دیوار ثابت ہوئیں۔ پھر یہ سوچ کر کہ میں مردہ نہیں بلکہ زندہ مفید ثابت ہو سکوں گا، میں پیچھے ہٹ کر فوج کے مربع کے بیچ میں آ گیا۔ اسلوپوگاس، اس کے ساتھی اور منیس نے میری تقلید کی۔

حملہ ہوا اور ہمارے آدمیوں نے میری توقع کے خلاف اس حملے کو بڑی خوبی اور بہادری سے روکا۔ انھوں نے نہ صرف دشمن کے پہلے حملے کو پسپا کر دیا بلکہ اسے کوئی جانی نقصان بھی پہنچایا۔ دوسرا حملہ ہوا اور کافی جدوجہد کے بعد اس حملے کو بھی پسپا کر دیا گیا۔ اس کے بعد طویل وقفہ رہا جس میں ہم نے اپنی صفوں کو ٹھیک کیا اور زخمیوں کو مربع کے بیچ میں گھسیٹ لیا۔

ابھی ہم نے اس طرف سے فرصت پائی ہی تھی کہ ایک بار پھر "ریندو" کے

زبردست نعرے سے فضا تھرا گئی۔ دشمن نے پھر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ جنگ شروع ہونے کے ٹھیک ایک گھنٹے بعد ہوا تھا۔ لیکن اب انھوں نے فوجی ترتیب بدل دی تھی۔ اب وہ چاروں طرف سے حملہ آور ہونے کے بجائے ہمارے فوجی مورچے کے مغربی پہلو پر، یعنی اس صف پر جو میدان کے رخ تھی، حملہ آور ہو رہے تھے۔

وہ لوگ آتے اور ان کی اگلی صف کے درمیان میں بار بار ایک آدمی کو دیکھ رہا تھا۔ ایک دیو جس کا قد سات فٹ سے کم نہ تھا اور جو حیرت انگیز طور پر تگڑا تھا چاند کی پھیکی روشنی کی وجہ سے میں اسے صاف طور سے نہ دیکھ سکتا تھا البتہ مجھے اس کی خشمناک اور خونخوار خدوخال نظر آ گئے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ اس کی یہ لمبی کھچڑی داڑھی تھی جو اس کے سینے سے نیچے آ رہی تھی اور اس کے لانبے بال اس کے شانوں پر ایک ڈھیر کی صورت میں بکھرے ہوئے تھے

"خود ریزد" میں نے چیخ کر اسلوپوگاس سے کہا۔

"ہاں میکومیزن۔ بےشک خود ریزد اور میں اسے دیکھ کر خوش ہوا ہوں کیونکہ وہ بے حد قابل دشمن ہے جس سے جنگ کرنے میں لطف آئے گا۔ دیکھو! وہ بھی میری طرح کلہاڑا لئے ہوئے ہے اب مناسب ہوگا کہ میں اپنی قوت بچا رکھوں، کیونکہ جب ہم دونوں مد مقابل ہوں گے تو مجھے اپنی ساری طاقت استعمال کرنی پڑے گی۔"

میں نے سوچا کہ میں اسلوپوگاس کو اس آزمائش سے بچا لوں چنانچہ میں ریزد کو گولی مار دینے کا موقع تلاش کرنے لگا۔ لیکن مجھے اس دیو کو گرانے کا موقع ملا ہی نہیں۔ ایک دفعہ میں اسے بندوق کی زد میں لے چکا تھا کہ ایک آدمی بیچ میں آ گیا اور میں گولی نہ چلا سکا۔ اور جب دوسری دفعہ موقع ملا تو ایک چھوٹے سے بادل نے چاند کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ اس کے بعد میں اس طرف متوجہ۔

نہ ہو سکا کیونکہ مجھے دوسری طرف متوجہ ہونا پڑا۔ وہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا۔ ہمارے مربع کا مغربی پہلو پسپا ہو گیا۔ اس کے بیچ میں رخنہ پڑ گیا۔ اور دشمن کے سپاہی شیطانوں کی طرح چیختے اور نعرے لگاتے اندر گھس آئے۔

میری ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈک کی لہر دوڑ گئی کیونکہ اصل کھیل تو اب شروع ہوا تھا۔ ان بے ترتیب اور سہمے ہوئے تاجروں کو سنبھالنا اور صف کی ترتیب دینا ناممکن تھا چنانچہ اب کچھ امید نہ تھی سوائے خوف، ابتری اور قتل عام کے۔ میں نے سو بار دل ہی دل میں اپنے آپ کو احمق کہا کہ خواہ مخواہ اس معاملے میں پھنس گیا جو نہ تو میرا ذاتی معاملہ تھا اور نہ ہی جس سے مجھے کوئی تعلق تھا۔ ہنس نے اپنی باریک آواز میں چیخ کر مجھے مشورہ دیا کہ ہم تیزی سے دوڑ کر بھاگ کر جھاڑیوں میں چھپ جائیں کیونکہ اسی طرح ہم اپنی جانیں بچا سکتے تھے۔

میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ اول تو میری خودداری آڑے آ رہی تھی اور دوم اس لئے کہ اب ہمارے لئے بھاگنا ناممکن تھا ہمارے چاروں طرف جنگ ہو رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ میرا آخری وقت آ گیا تھا چنانچہ میں ایک ہی سانس میں دعائیں مانگنے اور لعنت بھیجنے لگا۔ دعائیں اپنی روح کی بخشش کے لئے اور لعنت تاجر کے لئے جن سے میرا واسطہ پڑا تھا اور خصوصاً زرکالی اور وہ عورت میری لعنتوں اور بددعاؤں کا ہدف تھی جس کا نام الیشہ تھا کیونکہ ان دونوں نے ہی مجھے اس معاملے میں پھنسا دیا تھا۔

"شاید زرکالی کو عظیم طلسم ..." ہنس نے آگے بڑھتے ہوئے دشمن پر بندوق چلا کر کہا۔

"لعنت ہے عظیم طلسم پر" میں نے چیخ کر جواب دیا" اور اس کے ساتھ الیشہ پر بھی اس ساحرہ نے اس جنگ میں حصہ نہیں لیا اور نہ میدان جنگ میں نہیں آئی تو

ٹھیک ہی کیا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہاں اس کی ایک نہ چلے گی۔

"یہ الفاظ میرے منہ سے نکلے ہی تھے کہ میری نظر ہانس پر پڑی جو چونکہ سپاہی نہ تھا اس لئے ہمارے قریب ہی رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ زمین پر اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ اسے اس حال میں دیکھ کر میں نے سوچا کہ شاید اسے بھالا لگ گیا اور بے چارے ہانس کا مقدس وجود اس دنیا میں ختم ہو گیا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ وہ واقعی مر گیا تھا یا صرف زخمی تھا میں نے کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھا تو مجھے ایک شفاف چیز کی جھلک نظر آئی جو چاندنی میں چمک رہی تھی اور خدا جانے مجھے کس چیز کی یاد دلا رہی تھی۔

میں نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ وہ کیا چیز تھی جلدی سے ادھر دیکھا اور — وہاں — میرے قریب بلکہ تقریباً میرے پہلو میں کوئی اور نہیں بلکہ خود ایشہ کھڑی تھی۔ اس کے ہاتھ میں کالی لکڑی کا عصا تھا جس میں ہاتھی دانت جڑا ہوا تھا ویسا عصا جیسا کہ دور قدیم کے بادشاہ اپنے ہاتھ میں لئے رہتے تھے۔

میں نے اسے کسی طرف سے آتے نہ دیکھا تھا اور آج تک یہ معمہ حل نہیں کر سکا کہ وہ کس طرف سے اور کیسے وہاں آگئی تھی۔ بس اتنا جانتا ہوں کہ وہ وہاں موجود تھی اور دوسری بات یہ کہ اس نے اپنے لباس پر چمکدار رنگ یا کوئی اور چیز لگالی تھی کیونکہ وہ ایک قسم کی فاسفورس کی آگ سے روشن تھا جس کی وجہ سے پورے میدان جنگ میں اس سرے سے اس سرے تک ہر ایک کو اس کی موجودگی کا احساس ہو گیا۔

ایشہ نے منہ سے کچھ نہ کہا۔ ایک لفظ نہیں۔ اس نے اپنا عصا ہلایا اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے آدم خوروں کی طرف اشارہ کیا وہ لوگ ہمارے قریب سے قریب تر ہوتے اور اباجر کو اندھا دھند قتل کرتے جا رہے تھے۔

اور پھر ایشہ جیسے پرواز کرتی ہوئی آگے بڑھی۔

اور اب چاروں طرف سے شور بلند ہوا۔

"وہ جو حکم کرتی ہے۔ وہ۔ جو حکم کرتی ہے"

اور رینہ د کے پرستار چلائے۔

"لولالا۔ لولالا۔ بھاگو۔ بھاگو۔ لولالا چاند کا سحر لے کر آگئی ہے۔"

ایشہ آگے بڑھی اور ایک انوکھی تحریک کے تحت، کیونکہ ایسا کوئی حکم نہ دیا گیا تھا، ہم بھی اس کے پیچھے چلے، اور پھر ایک عجیب بات ہوئی۔ وہ صفیں جو تتر بتر ہو گئی تھیں پھر بننے لگیں اور وہ لوگ جو خوفزدہ ہو کر فرار کی راہ تلاش کر رہے تھے حیرت انگیز ہمت اور جوش سے بھر گئے اور ایشہ کے پیچھے چلے۔

اور رینہ د کے پرستار اور ان کے ساتھ شاید خود رینہ د بھی، کیونکہ وہ مجھے اس وقت کہیں نظر نہ آ رہا تھا، ایک دم سے پسپا ہو کر پیچھے ہٹے اور تیزی سے ڈھلان اترنے لگے۔ حقیقت میں وہ فرار ہو رہے تھے اور ہم پتھروں اور مشعلوں کو پھلانگتے ان کا تعاقب کر رہے تھے اور ہمارے آگے آگے اپنے گنگناتے ہوئے دیا کے ساتھ نقاب پوش ایشہ تھی جو یقیناً بے حد پھرتیلی عورت تھی کیونکہ ہم کتنی ہی تیزی سے آگے بڑھتے ہم ہر وقت اسے اپنے سے چند قدم آگے ہی پاتے اس معاملے کا ایک عجیب واقعہ اور بھی ہے۔ حالانکہ رینہ د والے بے حد خوفزدہ تھے لیکن جلد ہی انھیں معلوم ہو گیا کہ تیزی سے بھاگنا اور فرار ہو کر جان بچا لینا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ وہ بار بار گردنیں گھما کر پیچھے دیکھ لیتے تھے یہاں تک تو ٹھیک تھا لیکن عجیب بات ہم نے یہ دیکھی کہ جو لوگ گردن گھما کر ایشہ کی طرف دیکھتے تھے وہ ایک دم سے پتھر بن کر بے جان ہوتے بس وہیں جم جاتے یہاں تک کہ ہمارے سپاہی ان تک پہونچ کر انھیں قتل کر دیتے۔

یہ جنگل چٹان کی آخری ڈھلان تک جاری رہا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ریزرو کی لڑائی شروع کی جیت رہی کیونکہ جب وہ لوگ یوں ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر گرفتار ہو جاتے تھے تو ہمارے امانجر اس وقت بڑی بہادری کا ثبوت دے سکے کہ دشمن کو شکست نے لگا دیتے تھے اور جیسے جیسے ہم آگے بڑھ رہے تھے امانجر کے دل بھی بڑھتے جا رہے تھے۔

اٹھارھواں باب

ریزو کا قتل

آخرکار ہم ڈھلان اتر کر نیچے میدان میں پہنچ چکے تھے ۔ ریزو کی فوج کے
بچے ہوئے سپاہی اب بھی خوفزدہ شکار کی طرح بھاگ رہے تھے ۔
اور وہاں پہنچ کر ہم اپنی صفیں ترتیب دینے کے لئے ٹھہر گئے ۔ کم سے
کم میں نے تو یہی سمجھا کیونکہ اب بھی ایشہ نے کوئی لفظ نہ کہا تھا البتہ یہ ضرور ہوا
کہ میں نے اپنے دل میں یہ محسوس کیا کہ یہ ایشہ کا حکم ہے اور مجھے رک کر صفوں
کی ترتیب دینا ہے ۔ اس کام میں بیس منٹ یا اس سے کچھ زیادہ وقت لگ
گیا ۔ اب ہماری فوج میں صرف دو ہزار پانچسو آدمی تھے ۔ بقیہ مارے گئے تھے ۔
ہم پھر آگے بڑھے ۔

اور اب وہ دھندلکا اتر آیا جو سورج کے طلوع ہونے سے پہلے پھیل جاتا
ہے اور اس روشنی میں میں نے دیکھا کہ جنگ ابھی ختم نہ ہوئی تھی کیونکہ ہمارے
سامنے اب بھی ریزو کی وہ فوج جمع ہو گئی تھی جو تعداد میں ہماری فوج کے برابر تھی
ایشہ نے اپنے عصا سے اس فوج کی طرف اشارہ کیا اور ہم اس پر حملہ کرنے
کے لئے آگے بڑھے ۔ ریزو کے پرستار جوان تھے وہ ہی ہمارا مقابلہ کرنے کے لئے
تیار کھڑے تھے ۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ رات کے خاتمہ کے ساتھ ہی ان لوگوں کا خوف
دور ہو کر ختم ہو گیا تھا ۔
خوش قسمتی سے میں اس وقت جب جنگ نئی شکل نظر آ رہا تھا ، ہمارے

بائیں طرف سے شور بلند ہوا ۔ میں نے اس طرف دیکھا تو سب سے پہلے میری نظر دیو زاد گرگو کو اور پھر اس کے دوسرے زولو ساتھی پر پڑی جو اس کے ساتھ تھا۔ گردکو نے اپنے دو سو پچاس ماتحت اماجوبہ کے ساتھ ریزدک فوج کے پہلو پر حملہ کر دیا تھا۔

اور اب کھیل ختم ہو گیا۔

اماس نے حملے کی تاب نہ لاکر ریزدو کے سپاہی گھبر گئے۔ ان کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ ٹھیک اسی وقت صبح کی روشنی افق مشرق سے بڑھ کر پھیلنے لگی۔ میں نے چاروں طرف ایشہ کی تلاش میں دیکھا۔ لیکن وہ جا چکی تھی۔ کہاں؟ یہ میں نہیں جانتا البتہ اس وقت مجھے یہ خیال ضرور آیا کہ کہیں بھگدڑ میں وہ ماری نہ گئی ہو۔

اور پھر میں نے ایشہ کو تلاش کرنا ترک کر کے سوچنا شروع کیا کیونکہ آخری ضرب لگانے کا یہی وقت تھا۔ میں نے چیخ کر اماجوبا کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور شمال کو ختم کرنے کے لئے میں خود اسلوپیگاس، ہینس اور گردکو کو، جو اب ہم سے آملا تھا، ساتھ لے کر آگے بڑھا۔ اماجوبا نے ہماری تقلید کی۔

"باس! یہی وہ پتھر ہے جس پر لال ڈاڑھی والے کو ہونا چاہئے تھا۔" جب ہم ایک مختصر سی ڈھلان کے سامنے پہنچے تو ہینس نے چیخ کر کہا۔

میں دوڑ کر اوپر چڑھ گیا اور مٹیالی روشنی میں دیکھا کہ کسی چیز کے گرد بہت سے لوگ جمع تھے جس طرح کسی سڑک پر حادثہ ہو جاتا ہے تو وہاں لوگ بھیڑ لگا دیتے ہیں۔

"وہ --- لال ڈاڑھی والا باس --- پتھر پر --- وہ اسے جھنجھوڑ رہے ہیں۔" ہینس نے پھر چیخ کر کہا۔

اور یہ اس نے غلط نہ کہا تھا۔

کئی سفید پوش کاہن ایک جھکے ہوئے آدمی پر جھکے ہوئے تھے اور ان سب کے ہاتھوں میں خنجر چمک رہا تھا۔ اور ان کے پیچھے ایک دیو قامت شخص کھڑا ہوا تھا۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ ریزڈ تھا۔ وہ مشرق کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے وہ منتظر تھا کہ افق پر سورج کی دھار نمودار ہو تو وہ کوئی حکم دے۔

اور عین اس وقت سورج نمودار ہوا۔ ایک باریک اور روشن ناخن سا افق مشرق پر ابھرا اور ریزڈ نے گھوم کر اور چیخ کر کچھ کہا۔

لیکن اب وقت گذر چکا تھا۔

کیونکہ ہم ان پر ٹوٹ پڑے۔ اسلوپوگاس نے اپنے ہتھیار سے ایک کاہن کو کاٹ کر ڈال دیا۔ میرے ساتھ جو لوگ تھے انھوں نے دوسرے کاہنوں کو ٹھکانے لگا دیا اور میں نے اپنے بڑے چاقو کے ایک ہی جھٹکے سے وہ رسیاں کاٹ دیں جن سے رابرٹ سن کو باندھا گیا تھا۔

پھیلتی ہوئی روشنی میں میں نے رابرٹ سن کو دیکھا تو میرے دل کو ایک دھکا سا لگا۔ وہ بیچارا پوری طرح سے پاگل ہو چکا تھا۔ وہ اس گجراتی زبان میں کچھ چیخ کر ایک دم سے اچھل کر اٹھا، نیچے پڑا ہوا ایک کاہن کا بھالا اٹھایا اور بگولے کی طرح لپکا اور اس دیو کے سینے پر، جس نے سورج کے طلوع ہوتے ہی حکم دیا تھا، بھالا مارا۔ لیکن بھالا چٹان سے ٹوٹ گیا جس سے میں نے نتیجہ اخذ کیا کہ ریزڈ۔ کیونکہ وہ ریزڈ ہی تھا۔ اپنے لباس کے نیچے کسی قسم کا زرہ پہنے ہوئے ہے۔

دوسرے ہی لمحے ریزڈ کا کلہاڑا بلند ہوا۔ اور بے حد خوفناک ہتھیار تھا وہ۔ بجلی کی سی تیزی سے چمکا اور ایک ہی وار میں رابرٹ سن کا کام تمام کر گیا۔ بعد

جب اس کی لاش ہم نے تلاش کی تو دیکھا کہ ریڈ کے کلہاڑے نے رابرٹسن کو اوپر سے نیچے تک چیر کر دو کر دیا تھا۔

اپنے دوست کو مرتے دیکھا تو میری آنکھوں میں خون آ گیا! اس وقت میرے ہاتھ میں دو نالی ایکسپریس بندوق تھی۔ میں نے اس دیو کو نشانہ بنا کر پہلے ایک اور پھر دوسری نالی چلا دی اور سب سے بڑی بات یہ کہ میں نے دونوں گولیوں کو اس کے سینے پر لگتے سنا۔

لیکن حیرت ہے کہ وہ گرا نہیں البتہ ذرا سا ڈگمگا گیا۔ پھر وہ پلٹا اور بڑی بے پروائی سے اس جھونپڑی کی طرف چل دیا جس کا ذکر میں نے کیا تھا اور جو ہم سے کوئی پچاس گز دور تھی۔

"میکومبیزن! اس دیو کو میرے لئے چھوڑ دو" اسلوپوگاس نے چیخ کر کہا "فولاد وہاں کاٹ کرتا ہے جہاں بندوق کی گولیاں بیکار ثابت ہوتی ہیں۔"

اور ہرن کی طرح قلانچ بھر کر اسلوپوگاس ریڈ کے پیچھے بھاگا۔

میرے خیال میں ریڈ کسی خاص مقصد سے جھونپڑی میں جانا چاہتا تھا لیکن اسلوپوگاس بے حد تیز ثابت ہوا۔ چنانچہ ریڈ جھونپڑی کے قریب سے نکل کر چلا گیا اور اس کے پیچھے کی ڈھلان اتر کر اس میدان میں پہنچ گیا۔ جہاں اس کی بچی ہوئی فوج اپنے آپ کو ترتیب دینے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہاں پہنچ کر وہ رکا اور گھوم کر تیار کھڑا ہو گیا۔

اسلوپوگاس بھی ٹھہر گیا اور ہمارے پہنچنے کا انتظار کرنے لگا۔ بڑا ہوشیار جنگجو تھا وہ۔ چنانچہ ڈرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پہنچنے سے پہلے ریڈ کی بقیہ فوج اس پر ٹوٹ پڑے۔

کوئی تیس سکنڈ بعد ہم بھی وہاں پہنچ گئے۔ اسلوپوگاس اپنی ڈھال آگے

بڑھائے اکڑ سے جھکا اور کلہاڑا بلند کئے کھڑا تھا جیسے حملہ کرنے والا ہو اور
روشن افق کے پس منظر وہ بے حد شاندار اور مرعوب کن معلوم ہو رہا تھا۔

کوئی دس قدم دور ریزہ اپنا کلہاڑا لئے کھڑا تھا اور اس کا کلہاڑا الٹا تھا
جیسا کہ کشتیاں کاٹنے والے استعمال کرتے ہیں۔ وہ بے حد خونخوار نظر آ رہا
تھا اور پہلی ہی نظر میں مجھے وہ اس دیو کا سا معلوم ہوا جسے حضرت داؤد نے
مارا تھا۔ وہ قد و قامت میں پورا دیو تھا اور اس کے پورے بدن پر بال
تھے۔ آنکھیں بڑی بڑی اور دھنسی ہوئی تھیں اور ناک کی نوک نیچے کی طرف
جھکی ہوئی۔ اس کا چہرہ ستا ہوا اور قدیم معلوم ہوتا تھا لیکن اس کے اعضا
مضبوط اور موٹے تھے جن میں قوت کی روحیں دوڑ رہی تھیں۔ مختصر یہ کہ وہ
انسان سے زیادہ شیطان معلوم ہوتا تھا اور مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اسے دیکھ
کر میرا معدہ الٹنے لگا تھا۔

"میں اسے گولی مار دیتا ہوں۔" میں نے چیخ کر اسلوپوگاس سے کہا
کیونکہ میں نے اپنی بندوق دوبارہ بھر لی تھی۔

"نہیں میکومیزن" اسلوپوگاس نے اپنا سر گھما کر میری طرف دیکھے بغیر کہا
"بندوق کوشش کر چکی اور ناکام رہی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کلہاڑا کیا کرتا ہے۔ اگر
میں اسے نہ مار سکا تو پھر میری لاش کو یہاں سے گھسیٹ کر لے جانا کیونکہ پھر یہ
سفر محض بیکار رہی کیا ثابت ہوگا۔"

اور اب وہ دیو بولنے لگا۔ اس کی آواز تیز بھی اور بھاری تھی جو ہماری پشت
والی پہاڑی سے ٹکرا کر بڑی خوفناک سے گونج رہی تھی۔

"کون ہو تم۔" اس نے اسی زبان میں پوچھا جو اما جوبو بولتے تھے "کہ ریزہ سے
مقابلے کی ہمت کرتے ہو؟ کالے کتے! کیا تو نہیں جانتا کہ مجھے قتل نہیں کیا

جا سکتا؟ میں اتنے برسوں سے زندہ ہوں کہ تیری زندگی کے اتنے ہفتے بھی نہ ہوں گے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ میں نے ہزاروں آدمیوں کو خاک و خون میں ملا دیا ہے؟ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ بھالا میرے سینے پر پڑتا ہے تو مڑ جاتا ہے اور لوہے کی گولیاں اچٹ جاتی ہیں؟ کیا اس کے بعد بھی تو اپنے اس کھلونے سے مارنے کی جرأت کرے گا؟ بے شک میری فوج کو شکست ہو گئی۔ لیکن اس سے کیا ہوتا ہے جبکہ میں دوسری اور اس سے بھی بڑی فوج جمع کر سکتا ہوں؟ چونکہ محبت کی رسم ادا نہ کی جا سکی اور سفید فام ملکہ کی شادی نہیں ہو سکی اب تک اس لئے میری فوج کو شکست ہوئی اور وہ بھی لولالا کی سحر کی وجہ سے — ہاں اس سفید ساحرہ کے سحر سے جو مقبروں میں رہتی ہے۔ لیکن مجھے شکست نہیں ہوئی کیونکہ میں لافانی ہوں اور میں نے پیٹھ نہیں پھیری اور مجھے صرف ایک خاص کلہاڑے سے شکست ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ کلہاڑا اب نہیں رہا۔ مدتیں گذریں کہ اس کلہاڑے کو [illegible] نے چاٹ کر مٹی کر دیا۔

رزو کی اس لمبی تقریر کا ایک لفظ بھی اسلوپوگاس نہ سمجھا۔ چنانچہ اس کی طرف سے جواب میں نے دیا۔ مختصر مگر جامع کیونکہ اس وقت مجھے کلہاڑے کے متعلق وہ پوری کہانی یاد آ گئی تھی جو ایشہ نے سنائی تھی۔

"خاص کلہاڑا؟" میں نے چیخ کر کہا۔ "خاص کلہاڑا! ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے رزو! غور سے دیکھو اس کلہاڑے کی طرف جو اس سیاہ فام کے ہاتھ میں ہے۔ دیکھو یہ کپتان ہے اور اس کا نام خونریز ہے۔ اور اس کلہاڑے کا نام سوداور ہے کہ وہ جب چاہے اور جس کی چاہے زندگی لے سکتا ہے۔ رزو والے دیکھ اے ساحر! غور سے دیکھو اس کلہاڑے کی طرف اور بتاؤ کہ کیا یہ وہی کلہاڑا نہیں ہے جسے تمہارے اجداد نے گم کر دیا تھا؟ کیا یہ وہی نہیں ہے جس پر تمہارا

موت ممکن ہے ؟"

تو یوں کہا میں نے اور اونچی آواز میں تاکہ سب سن لیں اور رک رک کر اور ایک ایک لفظ پر زور دے دے کر کیونکہ میں تھوڑا سا وقت لینا چاہتا تھا تاکہ صبح کی روشنی بڑھ جائے کیونکہ میں نے دیکھ لیا تھا کہ سورج کی کرنیں سیدھی ریزد کی آنکھوں پر پڑ رہی تھیں اور اسلوپوگاس کی پشت پر تھیں چنانچہ سورج کی روشنی اس کی آنکھوں کو چندھیا سکتی تھیں ۔

ریزد نے سنا اور آنکھیں پھاڑ کر اس کلہاڑے کی طرف دیکھا ۔ جو اسلوپوگاس بلند کیے کھڑا تھا اور اپنی کلائی کی ماہرانہ ہلکی سی جنبش سے اسے لہرا رہا تھا ۔ میں نے دیکھا کہ یکایک ریزد کا جیالا سا چہرہ متغیر ہو گیا اور اس پر پہلی دفعہ خوف کے آثار نمودار ہوئے اور پھر یہی ہوا کہ اس کے پرستار جو پیچھے کھڑے کلہاڑے کی طرف دیکھ رہے تھے ، ایک دم سے سنبھلنے لگے

یہاں میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اب جنگ گویا ایک خاموش معاہدے کے تحت ختم ہو گئی تھی ۔ نہ تو اب ہم حملہ یا تعاقب کر رہے تھے اور نہ ہی دشمن فرار ہو رہا تھا ۔ دشمن کے بچے ہوئے سپاہی جہاں تھے بس وہیں کھڑے تھے گویا انھوں نے سمجھ لیا تھا کہ اس جنگ کے آخری اور اٹل فیصلے کا انحصار اب ان دو دیوؤں یعنی اسلوپوگاس اور ریزد کی ڈوئیل پر ہے حالانکہ انھیں یقین تھا کہ فیصلہ بہرحال ان کے حق میں ہی ہو گا کیونکہ ان کے نزدیک ان کے بادشاہ پر کوئی بھی ہتھیار اثر نہ کر سکتا تھا ۔

بہت دیر تک ریزد کلہاڑے کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اس نے بلند آواز میں جیسے اپنے آپ سے کہا ۔

" وہ ایسا نہیں ہے ۔ نہیں، وہ ایسا ہی ہے ۔ وہی گینڈے کے سینگ کا دستہ

وہی کا جسیدتی اور وہی نئے چاند کی شکل کا پھل۔ میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ میری نظر کے سامنے وہی قدیم اور مقدس کلہاڑا ہے۔ لیکن نہیں —— وہ مقدس کلہاڑا تو صدیوں پہلے دیوتاؤں نے ہم سے لے لیا —— یہ تو غاروں میں رہنے والی سفید فام لوا [illegible] ہے جس کے ذریعہ وہ مجھے دھوکا دینا چاہتی ہے

اس نے یہ سب کہا اس کے باوجود وہ کشمکش و پیچ میں گرفتار رہا۔

"اسلوپوگاس!" میری آواز اس گہری خاموشی میں گونج گئی جو اب وہاں چھائی تھی۔ "سنو اسلوپوگاس۔"

"میں سن رہا ہوں میکومیزن" اسلوپوگاس نے سر گھمائے اور بازو بڑھائے بغیر کہا۔ "کہو، کیا مشورہ ہے تمہارا؟"

"یہ ہے میرا مشورہ اے خونریز۔ اس دیو کے چہرے اور سینے پر وار نہ کرنا کیونکہ دونوں وہ یا تو سحر یا پھر زرہ کی وجہ سے محفوظ ہے۔ اس کے پیچھے جا کر اس کی پشت پر حملہ کرنا۔ سمجھ گئے؟"

"نہیں میکومیزن۔ میں کچھ نہیں سمجھا تاہم میں ایسا ہی کروں گا جیسا تم نے کہا ہے کیونکہ تم مجھ سے زیادہ ہوشیار ہو اور بیکار کی بات نہیں کہتے۔ اچھا اب خاموش رہو۔"

اور پھر اس نے اپنا کلہاڑا اٹھا کر ہوا میں اچھال دیا اور جب وہ بہت اوپر تک جانے کے بعد نیچے آرہا تھا تو اس سے پہلے کہ وہ زمین پر گرتا اسلوپوگاس نے اسے ایک ہی ہاتھ سے دبوچ لیا اور پھر وہ زولو رسم کے مطابق خود اپنی تعریف کے گیت گانے لگا۔

"اوہو" اس نے کہا۔ "میں شیر کا بیٹا ہوں۔ سیاہ بال والے شیر کا بیٹا اور مرے پیچھے کبھی اپنے شکار کو نہیں چھوڑتے۔ میں بھیڑیوں کا بادشاہ ہوں

بھی فوراً اسی طرف گھوم جاتا اور اس طرح وہ قدم بہ قدم پیچھے ہٹتا جاتا تھا۔ وہ دائیں
اتر رہا تھا اور ہر دفعہ اسلوپوگاس کی طرف کلہاڑا چلاتا تھا لیکن اسے ایک خراش
تک پہنچانے میں کامیاب نہ ہوا تھا کیونکہ زردلو سردار کو اس کی زد سے آگاہی
تھی۔ اور اس کے علاوہ اب دھوپ بھی جو تیز ہو گئی تھی، اس کی نظر کو خیرہ کر
رہی تھی یہ میرا خیال تھا اور پھر اب وہ کچھ تھکا ہوا لگتا تھا اور یہ بھی میرا خیال تھا۔
بہرحال اس نے یہ کھیل ختم کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے ایک جھٹکے کے
ساتھ اپنی ڈھال پھینک دی جیسا کہ اسلوپوگاس نے کیا تھا اور پھر دونوں ہاتھوں
سے اپنے کلہاڑے کا آہنی دستہ پکڑ کر بپھرے ہوئے بھینسے کی طرح اسلوپوگاس پر
حملہ کر دیا۔ اسلوپوگاس اچھل کر پیچھے ہٹ گیا اور پھر وہ ایکدم سے پیٹھ پھیر کر
ڈھلان پر بھاگا۔

جی ہاں! جو نریٹ دشمن کے سامنے سے پیٹھ پھیر کر بھاگ رہا تھا۔
سورج کے پرستاروں نے خوشی کے نعرے لگائے اور وہ اسلوپوگاس پر
فقرے کسنے لگے۔ ہمارے ساتھی ہنسنے لگے اور گردکو اور ہمارے زیوساتھی حیرت
سے بت بن گئے اور ان کے ماتھے پر شرم سے پسینہ آ گیا۔
زیتیسیا نے اسلوپوگاس کی اس پسپائی کا ٹھیک مطلب سمجھا اور حیرت سے
سوچا کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔
وہ بھاگا اور رینڈ اس کے پیچھے بھاگا لیکن وہ زردلولینڈ کے سب سے
زیادہ تیز بھاگنے والے انسان کو پکڑ نہ سکا۔ رینڈ کبھی ادھر اور کبھی ادھر
مڑ کر اس کا تعاقب کر رہا تھا کیونکہ اسلوپوگاس سیدھا بھاگنے کے بجائے ٹیڑھا
ترچھا بھاگ رہا تھا اور وہ ڈھلان کی چوٹی کی طرف جا رہا تھا یہاں تک کہ رینڈ
رک گیا اس کا سانس پھول رہا تھا لیکن اسلوپوگاس مزید نہیں تو کم بھاگ۔

کر چوٹی پر پہونچ گیا۔ وہاں پہونچ کر وہ رکا اور ایک دم سے دیزرڈ کی طرف گھوم گیا۔

دس سکنڈ تک وہ چوٹی پر کھڑا اپنا دم درست کرتا اور لمبے لمبے سانس لیتا رہا اور میں نے اس کی طرف دیکھا تو مجھے اس کا چہرہ خونخوار بھیڑیے کا سا نظر آیا۔ اس کے ہونٹ کھنچ گئے تھے اور اس کے سفید دانت نظر آ رہے تھے یہ حملہ کرنے والے بھیڑیے کی لرزہ خیز مسکراہٹ تھی، اس کے گال جیسے پچک گئے تھے اور اس کی آنکھوں میں خوفناک چمک تھی اور اس کے ماتھے پر کے سوراخ پر تنی ہوئی جلد نمایاں طور پر دھڑک رہی تھی۔

وہ چوٹی پر کھڑا ہوا تھا اور یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ایک زبردست کوشش کے لئے اپنے آپ کو سمیٹ رہا ہو۔

"ابے بھاگ" تماشائی چلائے "کالے کتے بھاگ اور کوڑے کے کھنڈروں میں جا کر دبک جا۔"

اسلوپگاس جانتا تھا کہ یہ اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ لیکن اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس نے جھک کر اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رگڑے دونوں ہتھیلیوں کا پسینہ خشک کر رہا تھا پھر وہ سیدھا کھڑا ہوا۔

اور اس نے ریزرو پر ہلہ بول دیا۔

میں نے ایلین کو الجزائر میں نے جنگ میں بہت سی حیرت انگیز باتیں دیکھی ہیں لیکن ویسا ہلہ نہ تو پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ آئندہ کبھی دیکھوں گا۔

بجلی کی تیزی تھی اس میں۔ چکرا دینے والی پھرتی تھی اس میں۔ ایسی کہ چوٹی سے بھاگ کر نیچے اترتے ہوئے اسلوپگاس کے پیر زمین کو چھوتے معلوم ہی نہ ہوتے تھے حملہ کرتی ہوئی شیرنی کی سی تیزی اور طراری۔

دھند وار کرنے لگا۔ لیکن اب اس کے وار کمزور تھے اور اسلوبوگاس لپک کر اس کے پیچھے پہونچ گیا۔ اور پھر اس نے ریزرو پہ وار کرنے شروع کر دیئے۔ ایک ـــ دو ـــ تین ـــ اور تیسری ضرب نے ایسا محسوس ہوا کہ اسے دیو کی ریڑھ کی ہڈی کے پرخچے اڑا دیئے ـــ ریزرو کے ہاتھ سے کلہاڑا چھوٹ گیا۔ اور وہ آہستہ سے ڈھے گیا اور اب وہ ایک گٹھر کی طرح پڑا ہوا تھا یہ سمجھ کر کہ معاملہ ختم ہوا میں اس طرف دوڑا جہاں ریزرو پڑا ہوا تھا اور اس کے سرہانے اسلوبوگاس کھڑا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے زرد مرد اب پوری طرح سے تھک گیا ہے کیونکہ وہ اپنے کلہاڑے کو سہارا لئے کھڑا تھا اور ڈول رہا تھا۔

لیکن ریزرو مرا نہ تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اسلوبوگاس کی طرف دیکھا۔ دیو کی آنکھوں میں جہنمی نفرت تھی۔

"سیاہ فام! تم نے مجھے شکست نہیں دی ہے" وہ بولا۔ "یہ تمہارا کلہاڑا ہے جس نے تمہیں کامیابی عطا کی ہے۔ ہاں وہی قدیم اور مقدس کلہاڑا جو کبھی میرا تھا اور جسے ایک عورت چرا لے گئی تھی۔ ہاں اس کلہاڑے اور غاروں میں رہنے والی اس سفید فام ساحرہ کی وجہ سے تم کامیاب ہوئے ہو۔ ہاں اس ساحرہ کی وجہ سے جس نے تمہیں بتایا تھا کہ ضرب کہاں لگائی جائے اور کہاں سے میری روح نکل سکتی ہے۔ سیاہ فام بھیڑیئے! امید ہے کہ ہم پھر کسی جگہ ملیں گے اور اس جنگ کو پھر شروع کر دیں گے۔ کاش کہ میں اپنے ہاتھ تیرے حلق تک پہونچا سکتا اور تجھے اپنے ساتھ دوسری اندھیری دنیا میں لے جا سکتا۔ لیکن تمہاری فتح ہوئی۔ عارضی طور پر ہی سہی کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا انجام مجھ سے بھی بدتر ہوگا۔ ہاں۔ ہاں میں اس کے

مسحور کن حسن کو تبدیل ہو کر شرمناک ـــــ

اور یہاں دفعتہً زندگی اس سے رخصت ہوئی۔ ریزہ نے اپنے ٹھنڈے جیسے ہاتھ پھیلا دیئے اور اس کا آخری سانس جو نالۂ شب ہوتا کہ اس کے ہونٹوں کے درمیان سے نکل گیا۔

میں اس بال دار دیو کی، جو مجھے صرف نیم انسان معلوم ہوتا تھا، لاش کے معائنے کے لئے اس پر جھکا ہی تھا کہ ہمارے [illegible] بھاگ کر آئے، مجھے ایک طرف دھکیل دیا اور بھوکے بھیڑیوں کی طرح اپنے قدیم دشمن کی لاش پر ٹوٹ پڑے اور اپنے ناخنوں، بھالوں اور خنجروں سے دیکھتے ہی دیکھتے حقیقتاً اس کی بوٹیاں اڑا دیں۔

انھیں روکنا ممکن ہی نہ تھا اور پھر سچ تو یہ ہے کہ میں ذہنی اور جسمانی طور پر ایسی تھکن محسوس کر رہا تھا کہ انھیں روکنے کی کوشش بھی نہ کر سکا کہ اس نے اپنی گھنی لمبی داڑھی کے پیچھے ایسی کون سی زرہ پہن رکھی تھی جس پر میری بندوق کی گولیاں بھی ٹکرا کر اچٹ گئیں۔ میں نے جب دوسری نظر اس طرف دیکھا تو وہاں ریزہ کی لاش کے بجائے گوشت کے لوتھڑے بکھرے پڑے اور اس کی زرہ غائب تھی۔ ہمارے اماجر نے شاید اس کے بھی ٹکڑے اڑا دیئے تھے اور وہ ٹکڑے شاید وہ یادگار کے طور پر آپس میں تقسیم کرنے لے گئے تھے۔

چنانچہ میں ریزہ کے متعلق اتنا جانتا ہوں کہ وہ سارے انسانوں سے زیادہ تگڑا اور طاقتور تھا جس نے اپنی طاقت بہت مدت تک سنبھال رکھی تھی کیونکہ وہ، میرے اندازے کے مطابق ستر سال سے کم نہ تھا۔ رہی اس کی طویل عمر کی داستان اور یہ یقین کہ کوئی ہتھیار اس پر اثر نہ کرتا تھا تو یہ ایک افسانہ تھا جو اماجر نے گھڑ لیا تھا۔

چند ثانیوں بعد ہی اسلوپوگاس کی حالت جیسے سنبھلی لہٰذا اس نے اپنی آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا سب سے پہلے اس کی نظر جس پر پڑی وہ بوڑھا بلالی تھا جو قریب ہی کھڑا اپنی سفید داڑھی پر ہاتھ پھیر پھیر کر خبث باطن سے اور فلسفیانہ انداز میں یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اس کے اس اطمینان نے اسلوپوگاس کو، معلوم ہوتا ہے آگ بگولہ کر دیا۔

"میرے خیال میں وہ تو تمہارے فانی حولی الفاظ کے بیکار تھیلے" وہ بولا جس نے سب سے پہلے مجھ پر اس وقت قہقہہ لگایا تھا جب میں ایک جال سوچ کر دیوتا کے سامنے سے بھاگا تھا اور وہ تو تری تھا جس نے ابتدا کر کے اماجر کو مجھ پر چڑھنے کا اور فقرے کسنے کی راہ سمجھائی تھی۔ حالانکہ اس وقت میں تھکا ہوا ہوں اور میرے اعضا شل ہو رہے ہیں، تاہم میں تیرے خون سے اپنی اس توہین کو دھو دوں گا۔"

"اے بان شب! یہ سیاہ فام بہادر ہیرو کیا کہہ رہا ہے" بلالی نے پوچھا میں نے اسلوپوگاس کی زبان کا لفظ بہ لفظ ترجمہ کر دیا۔ اس پر بلالی نے خوف سے کانپ کر اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے۔ اور پلٹ کر بھاگا اور ایسا غائب ہوا کہ ہم نے پھر اسے کبھی نہ دیکھا۔

اپنے سردار کو مرتے دیکھ کر اس کے پرستاروں نے ایسا ماتم کیا اور بولے کہ فضا تھرا گئی اور پھر پلٹ کر وہ حیرت انگیز تیزی سے بھاگ کر اپنے گھروں کی طرف چلے گئے جو خدا جانے کہاں تھے۔

ہمارے اماجر نے کچھ دور تک ان کا تعاقب کیا لیکن انھیں پکڑ نہ سکے چنانچہ انھوں نے اپنا غصہ ان زخمیوں پر اتارا جو ان کے ہاتھ آ گئے۔ اس کے بعد

وہ لوٹ آئے۔ غالباً یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ تعاقب میں ہم نے ان کا ساتھ نہ
دیا۔ جنگ ہم نے جیت لی تھی چنانچہ اب امجر سے میرا کوئی تعلق نہ تھا جو میرے خیال
میں وہ لوگ تھے جن کے کوئی اصول نہ تھے، جو درندہ صفات والے تھے اور
جن کی رسومات غیر انسانی تھیں۔ حالانکہ بے شمار لوگ خونخوار اور بیہودہ
تھے لیکن جنگجو نہ تھے۔ مختصر یہ کہ میں دعا کر رہا تھا کہ آئندہ میرا ان لوگوں سے اور
اس قسم کے دوسرے لوگوں سے میرا واسطہ نہ پڑے۔

اس کے علاوہ ایک دوسرا معاملہ فوری توجہ چاہتا تھا۔ جہاں تک میرا تعلق
ہے اس جنگ کا مقصد آل نیز کو بچانا تھا کیونکہ اگر اسے آدم خور پکڑ کر لے
گئے ہوتے تو میں نے نہ تو امجر کی سپہ سالاری قبول کی ہوتی اور نہ ہی آدم خوروں
سے جنگ کے لیے تیار ہوا ہوتا۔

لیکن آل نیز تھی کہاں؟ اگر ہنس نے یزد کے کاہن کی بات ٹھیک
سمجھی تھی تو پھر اسے جھونپڑی میں ہونا چاہیے یا جھونپڑی میں تھی۔ خدا کرے
کہ وہ وہیں ہو۔ بصورت دیگر ہمیں اس کی تلاش جاری رکھنی تھی اور اگر ایسا
ہوا تو ——

بہرحال یہ معلوم کرنا آسان تھا کہ آل نیز جھونپڑی میں تھی یا نہیں۔ میں
نے ہنس کو آواز دی جو بھاگتے آدم خوروں کی طرف بعض بیکار سی گولیاں چلا
رہا تھا اگرچہ جیسا اس نے مجھے بعد میں بتایا، وہ اسے ہمیشہ دور رکھیں۔ پھر
میں نے زولوؤں کو پکارا اور انہیں ساتھ لے کر وہ ڈھلان چڑھنے لگا جس کی
چوٹی پر جھونپڑی تھی بلکہ یوں کہیے کہ جھونپڑیوں کا جھرمٹ تھا کیونکہ جھونپڑی کوئی سو
فٹ لمبی اور بارہ پندرہ فٹ چوڑی تھی۔

اس کے مشرقی سرے پر دروازہ تھا جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ ایسا

پہونچ کر میں رک گیا۔ میرا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا کیونکہ پتہ نہیں جھونپڑی میں مجھے کون سا بھیانک منظر دکھائی دے۔ آخرکار ہمت کر کے میں نے پردہ ہٹایا، پستول ہاتھ میں لیا اور جھانک کر اندر دیکھا۔

ابتدا میں تو کچھ دکھائی نہ دیا کیونکہ میں تیز روشنی میں سے آیا تھا۔ جھونپڑا اندر تیوں کو آپس میں یوں گوندھا گیا تھا کہ کسی طرف سے بھی روشنی اندر نہ آ رہی تھی۔ رفتہ رفتہ میری آنکھیں اندھیرے کی عادی ہوئیں تو میں نے کسی جگمگاتی چیز کو ایک قسم کے تخت پر بیٹھے دیکھا جس کے سامنے سفید چغوں میں ملبوس چھ عورتیں تین تین کی دو قطاروں میں سجدے میں پڑی ہوئی تھیں ان کی گردنوں میں زنجیریں پڑی ہوئی تھیں اور مٹکے میں خنجر اڑسے ہوئے تھے۔

تخت اور ان عورتوں کے درمیان فرش پر کسی کی لاش پڑی تھی۔ اس کے لباس سے میں نے اندازہ لگایا کہ یہ کسی کاہن یا پجاری کی لاش تھی جس کی مٹھی میں اب بھی بڑا سا بھالا تھا۔ تخت پر بیٹھی ہوئی اور اس کے سامنے جھکی ہوئی عورتیں ایسی خاموش اور بے حرکت تھیں کہ میں نے سمجھا کہ وہ سب کی سب مر چکی ہیں۔

"بس! دو آنکھوں والی اور اس کی دلہن عورتیں" ہنیس نے سرگوشی میں کہا۔ "جب اس نے دیکھا کہ رینہ کو شکست ہو گئی ہے تو یہ بڈھا پادری دو آنکھوں والی کو یقیناً قتل کرنے آیا ہو گا لیکن دلہن عورتوں نے خود اسے ہی قتل کر دیا۔"

میاں میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہنیس کا اندازہ غلط نہ تھا جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نقد بونے کا دماغ کس قدر تیز تھا اور وہ کتنے صحیح اندازے لگاتا تھا۔ تخت پر آنکھ نیزا ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ کاہنا اپنی ایڑی

کی سمجھ میں اسے قتل کرنے آیا تھا لیکن ان عورتوں نے جو آئی نیز کی خادم خدمتگار تھیں اور جنھیں ہنس نے دلہن عورتیں کہا تھا کاہن کو قتل کر دیا تھا۔

میں نے دونوں سے کہا کہ وہ دروازے پر کا پردہ اور چند ٹہنیاں دیوار میں سے گھسیٹ لیں کہ اندر روشنی آجائے۔

اس کے بعد اپنے پستول اور بھالے تیار رکھ کر جھونپڑی میں داخل ہوئے جھکی ہوئی عورتوں نے سر گھما کر ہماری طرف دیکھا۔ وہ سب کی سب جوان اور اپنے طور پر قبول صورت تھیں۔ اس کے علاوہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ ان کے ہاتھ پہلوؤں میں اترے ہوئے خنجروں پر جا پڑے۔ میں نے چیخ کر کہا کہ وہ کوئی اسی سی بھی حرکت نہ کریں اور اٹھ کر باہر آجائیں اور یہ کہ وہ محفوظ ہیں۔ اب اگر انھوں نے میری بات سمجھی تھی تو انھوں نے اس کی پروا نہ کی۔

اس کے برخلاف انھوں نے ایک لرزہ خیز حرکت کی۔ ہم اور ہنس اپنے پستولوں کی زد میں انھیں لیے ہوئے تھے کیونکہ ہمیں خوف تھا کہ وہ تخت پر بیٹھی ہوئی اس عورت کو، جسے ہم نے آئی نیز تصور کر لیا تھا، قتل نہ کر دیں۔ ہم دیکھ رہے تھے کہ ایک عورت نے کچھ کہا۔ تمام عورتوں نے ایک ساتھ خنجر کھینچ لیے پھر وہ سب کی سب آئی نیز کے سامنے جھک گئیں اب اسی عورت نے پھر کچھ کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ عورتیں خنجر خود اپنے سینوں میں اتار چکی تھیں۔

یہ لرزہ خیز منظر تھا۔ ایسا منظر تو میں نے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ ہی آج تک یہ سمجھ سکا ہوں کہ ان عورتوں نے ایسا کیوں کیا۔ غالباً اس لیے کہ انھوں نے آئی نیز کی حفاظت کی قسم کھائی تھی۔ وہ اس کی گویا دیوداسیاں تھیں اور غالباً انھیں بتایا گیا تھا کہ اگر

وہ اپنی دیویوں کی حفاظت نہ کر سکیں تو ان کا انجام بڑا ہی خوفناک ہوگا
بہرحال ہم اندر پہنچ گئے۔ چند مومیائی تھیں اور ایک مومی تھی۔ ان
کے نقش نے بڑے سیمی تھے چنانچہ ان میں سے ایک عورت بھی چند نقوش سے زیادہ
نہ تھی مگر۔

اب میں اس کی طرف بڑھا جو تخت پر بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ دراصل کوئی کرسی
کی طرح بلند کرسی نما تھی جس میں ہاتھی دانت جڑے اور نقش و نگار بنائے گئے تھے
اس پر بیٹھی ہوئی عورت یوں بے حس و حرکت تھی کہ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ
مردہ تھی۔ میری جبین کو اس حقیقت سے اور بھی تقویت پہنچی کہ میری شمعوں
کے ذریعے جس میں ممی کے ماروں کی لپیٹیں تھیں اکڑی سے ڈھکا ہوا تھا
اس کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی اور ایک بات کو چھوڑ کر وہ بالکل
الیشا تھی۔ سرخ پیرہن ایشا ہی کی طرح تھا کہ اسی طرح اس کے شانوں
پر بھی دو چوٹیاں بل دار ہی تھیں اور اس کے پیروں میں ویسے ہی تسمے دار جوتے
تھے۔

میں نے کہا ہے ایک بات کو چھوڑ کر اور وہ ایک بات یہ تھی کہ اس
نقاب پوش کے گلے میں سونے کا ایک بوجھل ہار یا طوق پڑا ہوا تھا جس
سے سونے کے ہی سورج رنگ رہے تھے۔ جن کے کناروں پر سونے کی ہی
شعاعیں بنی ہوئی تھیں۔

میں نے آگے بڑھ کر چاقو سے چرمی پٹیاں کاٹ دیں اور نقاب اٹھائی۔
اور میرے منہ سے خوشی کی ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی کیونکہ یہ صرف
آئی یوشی تھی جو نہ صرف زندہ بھی تھی کیونکہ اس کا سینہ اٹھ اور گر رہا تھا۔ لیکن یہ آئی یوز
اپنے حواس میں نہ تھی حالانکہ اس کی آنکھیں کھلی تھیں لیکن وہ بیہوش تھی۔

غالباً اسے ایسی کوئی دوا پلا دی گئی تھی یا شاید اس بھیانک ناٹک نے، جو اس کے سامنے کھیلا گیا تھا، اس کے حواس گم کر دیئے تھے۔

لیکن سچ تو یہ ہے کہ آئی نیز کی اس حالت سے مجھے یک گونہ مسرت حاصل ہوئی۔ کیونکہ میں فی الحال اسے اس کے باپ کی خوفناک موت کی خبر سنانے سے بچ گیا تھا۔

ہم اسے جھونپڑی سے باہر اور پھر اس خوفناک مقام سے کچھ دور لے آئے اور اسے ایک درخت کے سائے میں لٹا دیا اور الاجبرا اس کے لیے ڈولی بنانے میں مصروف ہو گئے۔ میں کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ جانتا نہ تھا کہ جب کسی پر ایسا سکتہ طاری ہو تو کیا کیا جاتا ہے اور نہ ہی میرے پاس شراب تھی کہ اس کے حلق میں چند قطرے ٹپکا دیتا۔

چنانچہ یہ ہماری لمبی تلاش اور طویل تعاقب کا خاتمہ تھا اور یوں ہم نے آئی نیز کو بچا لیا۔ جسے زولو ’’اناسی‘‘ یعنی سمندر والی کہتے تھے۔

انیسواں باب

فسوں

کورنگ کے واپسی کے سفر کے متعلق مجھے کچھ نہیں کہنا ہے سوائے اس کے کہ ہم آخر کار ان دلچسپ کھنڈروں پہنچ گئے۔ یہ سفر اس لئے یادگار تھا کہ اسلوپوگاس نے اپنی زندگی میں پہلی اور آخری دفعہ ڈولی میں سوار ہو کر کچھ دور تک سفر کیا۔ میں بتا چکا ہوں کہ رزیزد سے جنگ میں اس کے جسم پر خراش تک نہ آئی تھی کیونکہ اس کے طاقتور حریف کے کلہاڑے نے اس کی کلہاڑی کو چھوا تک نہ تھا۔ البتہ جس چیز نے اسے نڈھال کر دیا تھا وہ دماغی تھکن تھی۔ کوئی یقین نہیں کر سکتا کہ یہ زبردست اور نڈر جنگجو ایسا عصبی المزاج تھا۔

یہ اعصابی بیماری ایسی ہوتی ہے جو اچھے اچھے رستموں کو نڈھال کر دیتی ہے رزیزد کے ساتھ وہ خوفناک جنگ ہمارے زولو سردار کے اعصاب پر بری طرح سے اثر انداز ہوئی تھی جیسا کہ خود اسلوپوگاس نے کہا تھا کہ اس جادوگر نے اس کے جسم میں سے ساری طاقت کھینچ لی تھی؛ خصوصاً اس وقت جب اسلوپوگاس نے دیکھا کہ اس کا کلہاڑا دشمن پر کوئی اثر نہ کر رہا تھا۔ اور پھر اپنی پھرتی اور تیاری کی وجہ سے رزیزد اسے اپنے پیچھے آنے کا موقع دیتا نہ تھا۔ اور تب اس نے وہ بہادرانہ اور خطرناک ترکیب سوچی کہ وہ دوڑ کر رزیزد کے سر پر چھلانگ لگائے اور اس کے سر پر سے گزرتے

کا بچن کے پاٹ ایک سفید اور سامنی لشٹوں جیسے چھپے دیکھے تھے اور یہ بھی دیکھا تھا کہ وہ اپنے کلہاڑے سے کتنا پتھر پھاڑ منٹ میں لگا رہا تھا۔ یہاں میں یہ بتا دوں کہ تلاش بسیار کے باوجود مجھے ریزد کا وہ کلہاڑا نہ ملا۔ میرے خیال میں کوئی اسے یادگار کے طور پر اٹھا لے گیا تھا۔

میں سوچنے لگا اور آج تک سوچ رہا ہوں کہ ریزد میں وہ زبردست قوت کہاں سے آ گئی تھی حالانکہ وہ بوڑھا تھا؟ مجھے اس سوال کا جواب نہ ملا اور نہ شاید ملے گا۔ بہر حال اس کے متعلق اب تک جو داستانیں بیان کی جاتی ہیں ان کی وجہ سے بہرحال پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کا ہرکولیس تھا۔

البتہ ایک بات میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ یعنی یہ کہ اس کی مافوق الفطرت صفات کی جو داستانیں بیان کی جاتی ہیں وہ بے بنیاد ہیں۔ وہ ایک غیر معمولی طور پر طاقتور آدمی سے زیادہ کچھ نہ تھا اور آج کے دور میں بھی اس قسم کے آدمی دنیا میں پائے جاتے ہیں۔

رہی دوسری باتیں تو ان کا یہ ہے کہ وہ مر چکا تھا اور یہ کہ اس سے پہلے کہ میں اس کی لاش کا اور اس زرہ کا، جس پر اسلحہ کے، اس کا کلہاڑا اور میری بندوق کی گولیاں پڑ کر اچٹ گئی تھیں، معائنہ کرتا، اگر اس کی بوٹیاں اڑ چکے تھے اور یہاں آکر ریزد کی کہانی ختم ہو جاتی ہے۔ البتہ رابرٹسن کی لاش کو دفن کرنے سے پہلے دیکھا تو پتہ چلا کہ ریزد کے کلہاڑے کی ایک ہی ضرب نے اس غریب کو اوپر سے نیچے تک چیر دیا تھا اور تب مجھے اس وحشی ریزد کی زبردست قوت کا کچھ اندازہ ہوا۔

میں نے اسے "وحشی" کہا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے یہ اصطلاح صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کا اپنا نہ صرف ایک مذہب تھا بلکہ وہ اپنے طور پر

ہوشیار اور زیرک بھی تھا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے آئی نیزا کو اٹھوا منگوایا اور اس کے چہرے پر نقاب ڈال کر اپنے قبضے میں، جس سے وہ ڈرتا تھا، ملک بنوا دیا، پھر قربانی کی رسومات اور ملکہ کی خدمت اور حفاظت کے لئے عورتوں کو صرف مامور کرنا بلکہ قسم دلوانا۔ اور ہم یہ جانتے ہی ہیں کہ جب یہ عورتیں اپنا فرض انجام نہ دے سکیں تو انہوں نے خودکشی کر لی۔ اس سے ریزو کے اثر اور دبدبہ کا پتہ چلتا ہے۔ اور یہ بھی قیاس کیا جا سکتا ہے، غالباً یہ خود یہ کہ وہ کسی مٹی ہوئی مہذب اور حکمراں قوم کی آخری یادگار تھا۔

بہرحال ریزو کا خاتمہ ہو گیا اور دنیا کو اس سے نجات مل گئی۔ اور وہ لوگ جو اس کے لوگوں کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوں تو وہ ان آدم خوروں کے جھونپڑوں میں جا کر اس کا اور ان کی رسومات کا مطالعہ کریں۔ میں تو بہرحال ان سے بھر پایا۔

کورنگ کے پورے سفر میں آئی نیزا بے سدھ رہی۔ جب بھی میں اس کی خبر معلوم کرنے اس کی ڈولی کے پاس گیا میں نے اسے چت پڑے اور پتھرائی ہوئی آنکھوں سے ڈولی کی چھت کی طرف دیکھتے دیکھا اور اس کے چہرے پر مجھے ایسی مردنی سی نظر آئی جس نے مجھے اس خیال سے خوفزدہ کر دیا کہ یہ بیچاری اب زندہ نہ رہے گی۔

بہرحال میں کچھ نہ کر سکتا تھا سوائے اس کے کہ کہاروں کو قدم بڑھانے اور ڈولی لے کر بھاگنے پر مجبور کر دوں۔ چنانچہ ہم نے یہ سفر ایسی تیز رفتاری سے طے کیا کہ جب سورج غروب ہو رہا تھا تو ہم کور پہنچ گئے۔

جب ہم شہر میں داخل ہو رہے تھے تو میں نے بوڑھے بلالی کو اپنی طرف آتے

دیکھا۔ وہ قدم قدم پر احترام سے جھکتا آرہا تھا اور قدرے خوف اور تجسس
سے اس ڈولی کی طرف بار بار دیکھ رہا تھا جس میں وہ جانتا تھا کہ اسلوپوگاس
تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ ہماری فتح اور ریفرڈل موت کے بعد نہ صرف بلالی بلکہ سارے
لاجر بوسنوک میرے، اسلوپوگاس اور ٹینس کے ساتھ بھی ایسا رہا جس سے صاف
ظاہر تھا کہ وہ ہمیں انسان سے زیادہ دیوتا سمجھتے تھے۔

"اے عظیم جرنیل" بلالی نے کہا "وہ جو حکم کرتی ہے اس نے مجھے ہدایت کر دی
ہے کہ میں اس خاتون کو جو علیل ہے اس جگہ پہنچا دوں جو اس کے لئے تیار کی
گئی ہے اور یہ جگہ آپ کی قیام گاہ کے قریب ہے۔ چنانچہ آپ وقتاً فوقتاً اس
کی خبر معلوم کرنے جا سکیں گے۔"

اور میں سوچنے لگا کہ عائشہ کو کیسے معلوم ہوا کہ آلی یز علیل تھی لیکن میں
اتنا تھکا ہوا تھا۔ بلالی سے اس سلسلے میں پوچھ نہ جا سکتا تھا چنانچہ میں نے اس
سے آگے کچھ نہ کہا۔

چنانچہ وہ ہمیں ایک دوسرے کمرے میں لے آیا جو ہماری قیام گاہ
سے قریب تھا۔ اس کمرے کو چٹانوں وغیرہ سے کاٹ کر خوب صاف ستھرا بنا دیا گیا
تھا اور اس پر پلستر بھی کیا گیا تھا اس کمرے کی چھت ڈال دی گئی تھی کہ مریضہ
کو دھوپ اور بارش پریشان نہ کرے۔ یہاں دو ادھیڑ عمر کی عورتیں پہلے
سے موجود تھیں۔ بلالی نے بتایا کہ یہ دونوں پیشہ ور نرسیں تھیں۔ چنانچہ جب
آلی یز کو بستر پر لٹا دیا گیا تو میں نے اسے ان نرسوں کے حوالے کیا کیونکہ میں
خود اپنی محدود طبی معلومات کی وجہ سے اس کا علاج کرتے ڈرتا تھا کہ کہیں لینے
کے دینے نہ پڑ جائیں۔ البتہ بلالی نے دلاسہ دیا کہ مجھے تشویش نہ کرنی چاہئے کیونکہ بہت جلد وہ جو حکم
کرتی ہے۔ مریضہ کے پاس آئے گی اور اسے چنگا کر دے گی جیسا کہ وہ

کیا گیا تھا اور جب ریزو کے آدمیوں نے دیکھا کہ وہ کس قدر بدصورت ہے تو ایسے ریزو کے آدمی ذرا خوفزدہ ہو گئے۔ لیکن یقیناً یہ ترکیب بھی اسے عظیم طلسم نے سکھائی تھی۔ ورنہ تم جانو اس ایک بیوقوف عورت ایسے خونخوار آدمیوں کے مقابلے میں کیا کر سکتی تھی؟ کبھی سنا ہے تم نے یہ کہ کسی بھی عورت نے جنگ میں کارنامہ انجام دیا ہو؟ اور پھر اس عورت کا سوائے اس کے اور کام ہی کیا ہے کہ اپنے بچوں کو دودھ پلاتا رہے اور یہ عورت تو یہ کام بھی نہیں کر سکتی کیونکہ اس ایسی بدصورت عورت سے کون شادی کرے گا جو اس کے بچے پیدا ہوں اور وہ دودھ پلائے۔"

اتفاقاً میری نظر اوپر اٹھ گئی اور پھر چراغ کی روشنی میں میں نے ایلشہ کو دیکھا۔ وہ کھلے ہوئے دروازے میں سے کمرے میں آگئی تھی اور اب بولنے والے کے عین پیچھے اس سے صرف چھ فٹ دور کھڑی ہوئی تھی۔

"یقین کرو بس" وہ بولتا چلا گیا "کہ پھر ان کا وہ گھر کچھ نہیں سوائے ایک بڑھیا اور بدصورت اور عام سی عورت کے جو اپنے آپ کو ملکہ اور دیوتا ظاہر کر کے لوگوں کو ڈراتی دھمکاتی ہے، ان پر رعب جماتی اور انھیں الو بناتی ہے اب اگر اس نے کہا کہ عظیم طلسم نے نہیں بلکہ خود اس نے ان کے دل میں بیداری پیدا کی تھی تو میں [illegible] ساری باتیں اس کے منہ پر کہہ دوں گا۔"

میرے تو فرشتے کوچ کر گئے اور زبان گنگ ہو گئی اور میں سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کروں کہ ایلشہ جو یہ زبان نہیں جانتی کہ وہ آگے بڑھی اور اس کا سایہ [illegible] کی پشت پر اور پھر وہاں سے اس کے سر پر سے پھیلتا ہوا اس کے سامنے فرش پر پڑا۔ جیسے نقاب پوش سائے کی طرف اور پھر آہستہ آہستہ گردن گھما کر اپنے پیچھے کھڑی ہوئی ایلشہ کی طرف دیکھا۔

ایک لمحے تک وہ چیتا بن گیا اور پھر ایک وحشت ناک چیخ اور ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھا، تیر کی طرح کمرے سے بھاگا اور رات کے اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

"عالیجاہ!" الیفہ نے آہستہ سے کہا، "معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا وہ زرد رو بندر اس وقت بڑی بہادری کا ثبوت دیتا ہے کہ جب شربلی درخت کے نیچے ٹہلتی ہے تب وہ اوپر سے ٹہنیاں توڑ توڑ کر نیچے پھینکتا ہے لیکن جب شربلی درخت کے نیچے آ جاتی ہے تو پھر وہ بزدلی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ نہیں ایمن - بہانے بنانے کی ضرورت نہیں کیونکہ میں جانتی ہوں کہ وہ میری برائیاں کر رہا تھا۔ لیکن میں اسے الزام نہیں دیتی۔ وہ بندر کی طرح ہی متجسس ہے۔ چنانچہ یہ معلوم کرنے کے لئے بے قرار ہے کہ میری نقاب کے پیچھے کیا ہے اور چونکہ وہ سادہ لوح ہے اس لئے یہی سمجھتا ہے کہ عورت اسی وقت اپنا چہرہ چھپاتی ہے جب اسے یقین ہوتا ہے کہ وہ مردوں کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی۔"

اور جب وہ ہنسی تو میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس سے پتہ چلا کہ وہ ایسی باتوں کا برا منانے کے بجائے ان سے لطف لیتی تھی۔

"خیر، اسے اس کے حال پر چھوڑ دو" اس نے کہا۔ "کیونکہ وہ بہت اچھا اور اپنے طور پر بے حد بہادر بندر ہے اور اس کا ثبوت اس نے اس وقت دیا تھا جب وہ رزد کی لونڈی کی خبر معلوم کرنے گیا تھا اور قربانی کے پتھر کے قریب ایک کاہن کو قتل کر دیا تھا۔"

"عالیجاہ! تم نے مجھ سے الفاظ کیسے سمجھ لئے جبکہ تم وہ زبان نہیں جانتیں جس میں وہ بول رہا تھا؟" میں نے پوچھا۔

"شاید میں لوگوں کے چہرے پڑھ لیتی ہوں ایمن۔"

"یا پشت؟" میں نے کہا کیونکہ جب الیفہ آئی تو جنیس کی پشت تھی اس کی طرف؟

• پاگل ہو یا آزاد ہو اول۔ اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ وہ بالا
میں پڑھ لیتی ہوں۔ لیکن وہ بچہ ناقابل اپنا گھر اور بچہ اس لڑکی کے پاس
سے بچا۔ جسے وہ مر کے بچے سے چھڑا پاتے اور اس انجام سے بچایا ہے جو موت
سے بھی بدتر ہوتی۔ جنتے ہوا ایلین کو اس لڑکی کا انجام کیا ہونے والا تھا؟ ریند
نے بتایا تھا کہ پہلے وہ اسے اپنی بیوی بنانے کا اور اس کے سامنے اس کے ہر شند
اس کے باپ کو بھینٹ چڑھا کر اسے کھانے کا جس طرح کہ اس لڑکی کی ماں کو
انھوں نے کھا لیا تھا لیکن اب اس کا باپ مر چکا ہے اور یہ اچھا ہی ہوا ہے۔
اس زندہ ہونے کا کیا تھا۔ نہیں۔ چونکہ کی ضرورت نہیں کیونکہ میں
نے اس کی پیٹھ پر سے بڑھوایا تھا۔ اگر وہ زندہ رہ جاتا تو عمر بھر لنگ
ڈا اور کبڑا رہتا۔ خیر یہ اچھا ہوا کہ وہ اس وحشی سے لڑتا ہوا اچھا ہوا، ری
سے مرا جسے کوئی مار نہیں سکتا تھا سوائے ایک آدمی کے۔ بہرحال لڑکی ۔۔۔
والی۔ لیکن اپنے حواس میں نہیں ہے الیشہ۔"

• اور جن مصائب سے وہ گزری ہے اس کے پیش نظر اس کی یہ حالت گویا
ایک نعمت ہے۔ سچ کہنا ایلین کیا خود تمھاری زندگی میں ایسے دن نہیں آئے
تھے جب تم نے بھی یہ آرزو کی تھی کہ کاش تمھارا دماغ بھی ماؤف ہوتا اور تم نہ
تو کچھ سمجھ سکتے اور نہ محسوس کر سکتے؟ اور کیا ہم کبھی نہ ہوتے اگر ہم بھی جانوروں
کی طرح سوچ کچھ نہ سکتے اور ہمارے بھی احساسات نہ ہوتے؟ لوگ جنت کی
باتیں کرتے ہیں لیکن یقین کرو اصل جنت تو سکون کی اور بے خواب نیند کی
بھوک مٹنے کی زندگی اور جاگ کا مطلب ہے جدوجہد اور دکھ پھر انساں
کتنے ہی جنت تمام پر کیوں نہ ہو۔ تفکرات اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔۔

چنانچہ میں اسے لے کر اس کے کمرے تک پہنچا۔ جہاں آئی نیز۔ اب جبکہ ایشہ
اسی وحشیانہ لباس میں بستر پر پڑی ہوئی تھی البتہ اس کے چہرے پر سے نقاب
اٹھا دی گئی تھی۔ اس کی آنکھیں اسی طرح کھلی اور پتھرائی ہوئی تھیں اور اس کی
کنیزیں اس کے قریب کھڑی تھیں۔

ایشہ چند ثانیوں تک اس کی طرف دیکھتی رہی اور پھر مجھ سے کہا:-
"تو ان لوگوں نے اسے ایشہ ہی بنا یا تھا اور چند دنوں بعد تو وہ وحشی
اسے ایشہ ہی سمجھنے لگتے حتیٰ کہ انھوں نے اس پر حکمرانی کی مہر بھی لگا دی ہے"
اور اس نے اس لڑکی کی طرف اشارہ کیا جس میں [illegible] تھے "یہ
لڑکی خوبصورت، سفید فام، شریف اور رحم دل ہے اور صدیوں بعد آج
پہلی دفعہ میں ایسی لڑکی دیکھ رہی ہوں۔ اور خود اس نے اپنی مرضی اور خوشی
سے یہ روپ اختیار نہیں کیا۔ اس کے علاوہ اسے جسمانی طور پر کوئی نقصان
نہیں پہنچا ہے البتہ اس کی روح بیتناکی کی گہرائیوں میں ڈوب گئی ہے جہاں
سے کھینچا جا سکتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں بہتر ہوگا کہ اسے کچھ یاد نہ آئے
مبادا اس کا دماغ الٹ جائے اور یہ بھی اپنے باپ کی طرح بن جائے اور پھر
میرے بنائے کچھ نہ بنے۔ چنانچہ مناسب ہوگا کہ اس کی یادداشت رفتہ رفتہ
واپس آئے اور وہ بھی پوری طرح سے نہیں کیونکہ اسے ساری بیتناکی یاد آئے
گی — اور یہ اچھا نہ ہوگا۔ اچھا ایلن — اب تم ایک طرف ہٹ کر کھڑے رہو
اور عورتو! تم جاؤ یہاں سے۔"

میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور دونوں عورتیں سلام کر کے چلی گئیں۔ اب
ایشہ نے اپنے چہرے پر سے نقاب اٹھائی اور آئی نیز کے بستر کے قریب گھٹنوں کے
بل بیٹھ گئی لیکن اس طرح سے کہ میں اس کی صورت نہ دیکھ سکا تا کہ مجھ

ہے۔ میں نے اس کی کوشش ضرور کی۔ البتہ یہ میں نے ضرور دیکھا کہ اس نے اپنے ہونٹ آئی نیز کے ہونٹوں پر رکھ دیے اور اپنا سانس اس کے حلق میں اتارنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک ہاتھ آئی نیز کے دل پر رکھ کر دوسرا ہاتھ اس کی آنکھوں کے سامنے اوپر سے نیچے اور پھر نیچے سے اوپر تک ہلایا اور پھر اسی ہاتھ کی انگلیوں کی پوروں سے آئی نیز کے ماتھے کو چھو دیا۔

فوراً ہی آئی نیز کے بے حرکت جسم نے جنبش کی اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ الیشہ نے فرش پر دھرا ہوا وہ آبخورہ اٹھا لیا جس میں دودھ بھرا ہوا تھا اور اسے آئی نیز کے ہونٹوں سے لگا دیا۔ آئی نیز سارا دودھ پی گئی اور پھر لیٹ گئی۔ چند منٹ تک الیشہ اپنا ہاتھ ہلاتی رہی اور پھر اپنے چہرے پر نقاب ڈال کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"دیکھو ایلین میں نے اس پر فسوں پھونک دیا ہے" اس نے مجھے قریب آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

میں نے آگے بڑھ کر اور آئی نیز کے بستر کے قریب پہنچ کر دیکھا کہ اب اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ قدرتی اور گہری نیند سوتی معلوم ہوتی تھی۔

"یہ لڑکی آج ساری رات اور کل سارا دن بس اس حالت میں پڑی رہے گی" الیشہ نے کہا۔ "اور جب وہ بیدار ہوگی تو میرے خیال میں ایک بار پھر پہلے کی سی خوش باش تروتازہ اور بے فکر بھی ہو گی اور اپنے آپ کو نئی زندگی بھی سمجھے گی اور [illegible] پھر پوچھے — پہلے [illegible] نہ ہو گی اور جب وہاں پہنچنے کے [illegible] بلوغت [illegible] آئے گی تو اس وقت تک یہ سارے واقعات [illegible] ہو چکے [illegible] اسے یہ [illegible] کہ وہ اس وقت

مرگیا تھا جب تم لوگ دریائی گھوڑوں کے شکار پر گئے تھے اور اگر وہ اس کے متعلق دریافت کرے تو کہہ دینا کہ وہ لوگ چلے گئے۔ لیکن میرے خیال میں جب اسے پتہ چلے گا کہ اس کا باپ مرگیا ہے تو وہ مزید کچھ نہ پوچھے گی۔ کم سے کم میں نے اس کی روح کو اپنے اختیار میں لے کر یہی حکم دیا ہے۔"

"بہتر ہے ماں" میں نے دل میں کہا۔ "بہر حال خدا کرے کہ اس کا اثر زائل نہ ہو۔"

معلوم ہوتا ہے کہ ایشہ نے میرے خیالات معلوم کر لیے کیونکہ اس نے سر ہلا کر کہا۔

"فکر نہ کرو ایلن کیونکہ میں وہ ہوں جسے تمہارے کلہاڑے والے ساتھی اور زرد رو بونے نے "مناسرہ" کہا ہے جس کا مطلب ہے، جیسا کہ تم جیسا عالم اور مہذب آدمی سمجھ سکتا ہے، وہ ہستی جو دوا دانش اور دوسری چیزوں کا علم رکھتی ہے۔ جس کے پاس قدرت کے اسرار کھولنے کی کنجی ہوتی ہے۔"

"مثلاً یہ کہ" میں نے کہا "کس طرح عین وقت پر میدان جنگ میں پہنچا جا سکتا اور پھر بگڑی کا بازی بنا کر کس طرح ٹھیک وقت پر وہاں سے غائب ہوا جا سکتا ہے۔"

"ہاں ایلن۔ بہت دور سے میں میدان جنگ میں دیکھ رہی تھی اور جب میں نے دیکھا کہ اما جیر بھاگنے والے ہیں اور یہ کہ ان بزدلوں کے ٹکڑے ہونے کو ہیں تو میں نے سوچا کہ ان کے دل بڑھانے اور ریزہ کے پرستاروں کو خوفزدہ کرنے کے لیے میرا وہاں پہنچنا ضروری ہے تو میں وہاں پہنچ گئی۔"

"لیکن تم وہاں آئیں کس طرح ایشہ؟"

وہ ہنسی اور پھر کہا:-

"شاید میں سوچ سے آئی ہی نہیں، شاید تم سب نے صرف سمجھ لیا کہ میں میدان جنگ میں آگئی ہوں کیونکہ تم لوگوں کو ایسا لگا کہ میں وہاں موجود ہوں اب میں وہاں نہیں تھی تو اس سے کیا فرق پڑ گیا؟

تم وہاں تھیں یا نہیں ہمارا مقصد تو ہر حالت میں حاصل ہو گیا!

مجھے چونکہ ابھی بھی اطمینان نہ ہوا اس لئے اس نے کہا:-

"اے بے وقوف انسان! وہ سمجھنے اور معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو جو تمہاری سمجھ سے بالاتر ہے۔ تاہم سنو! تم اپنی حماقت بلکہ جہالت کی وجہ سے سمجھتے ہو کہ روح جسم میں رہتی ہے۔ کیوں نا؟"

"مگر تم میں تو ابھی تک ایسا ہی سمجھے ہوئے ہوں" میں نے جواب دیا

"لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یعنی جسم روح میں رہتا ہے۔

"جس طرح صدف میں موتی" میں نے کہا۔

"تقریباً۔ کیونکہ موتی جو تمہارے لئے بے حد قیمتی اور خوبصورت ہوتا ہے وہی صدف کے لئے ایک بیماری اور عذاب ہوتا ہے چنانچہ اسی طرح جسم روح کے لئے ایک بیماری اور عذاب ہے جو روح کے مقدس حصے کو نجس کرتا رہتا ہے۔ اس کے باوجود روح، جو اس کے گرداگرد ہوتی ہے، ہمیشہ جسم کو اس کا مقدس مقام دلانے اور اسے اپنے طور پر پاک کرنے کی کوشش کیا کرتی ہے لیکن بہت کم اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوتی ہے۔ جان لو امین کہ جسم اور روح ایک دوسرے کے سخت ترین دشمن ہیں جنہیں ایک بڑی قوت نے اپنے اٹل حکم سے ملا دیا ہے کہ وہ اپنی نفرت بھول کر ایک دوسرے کو نکھارنے میں کوشاں رہیں اور اگر اس میں ناکام رہیں تو ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور روح واپس چلی جائے

جہاں سے وہ آئی ہے اور جسم مٹی بن جائے جس سے وہ اٹھایا گیا ہے۔"

"یہ تو بے حد عجیب نظریہ ہے" میں نے کہا۔

"ہاں اور تمہارے لئے بالکل نیا جسے تم کبھی سمجھ نہ سکو گے۔ تاہم یہ سچ ہے اور یہ نظریہ میں نے تمہیں ایک خاص مقصد کے تحت بتایا ہے۔ اچھا اب سنو۔ روح چونکہ آزاد ہے اور اپنے تنگ خول میں قید نہیں ہے اس لئے اس کا رابطہ کائنات کی اس عظیم روح سے قائم ہے جسے انسان خدا اور دوسرے ناموں سے جانتا ہے۔ چنانچہ روح کو بڑا علم اور بڑی قوتیں حاصل ہیں اور اکثر دفعہ جسم بھی اپنی روح سے اس علم اور ان قوتوں کا بہت سا حصہ حاصل کر لیتا ہے بشرطیکہ جسم میں اس کی قابلیت ہو۔ کم سے کم میں ایسا کر سکتی ہوں۔ اب تم سمجھ سکتے ہو کہ میں ایسی ماہر ساحرہ کیوں ہوں اور یہ کہ میں کس طرح بقول تمہارے، عین وقت پر میدان جنگ میں پہنچ گئی اور جب مقصد حاصل ہوگیا تو وہاں سے، بقول تمہارے، غائب ہوگئی۔"

"ہاں۔ ہاں۔ بالکل سمجھ گیا" میں نے کہا۔ "اور تمہارا مشکور ہوں کہ تم نے اتنی آسانی سے یہ بات سمجھا دی۔"

میرے اس مذاق پر وہ ہنس پڑی۔ آلی نیز کی طرف دیکھا اور کہا۔

"اس لڑکی کے خوبصورت جسم میں، میرے خیال میں، بہت بڑی روح مقیم ہے حالانکہ اس روح کا رنگ قدرے اداس ہے۔ تم جانو روحوں کے رنگ بھی ہوتے ہیں اور اکثر روحوں میں داغ دھبے ہوتے ہیں۔ بہرحال یہ لڑکی کبھی خوش نہ رہے گی۔"

"تمہارے کالے ساتھیوں نے اسے اداس آنکھوں والی کا لقب دیا ہے؟" میں نے کہا۔

زردرو بونا زکالی ناقص کسی وحشی میں یقین رکھتا ہے اور نالجر معتقدی گردن میں پڑے ہوئے طلسم میں یقین رکھتے ہیں اور میں جو تم سب سے زیادہ پاگل ہوں، دانائی اور محبت میں یقین رکھتی ہوں اور سیاہ فام کلہاڑے والا کلوپگاس اپنے کلہاڑے کی خوبیوں میں یقین رکھتا ہے نہ کہ اپنی قوت اور جنگی قابلیت میں جس کے ذریعہ وہ کلہاڑے کو گھماتا اور ضرب لگاتا ہے چنانچہ ہم سب کے سب احمق ہیں اور شاید میں سب سے زیادہ احمق ہوں۔ اچھا۔ اب مجھے کلوپگاس کے پاس لے چلو کہ میں اس کا شکریہ ادا کروں جس طرح کہ تمہارا بھی شکریہ ادا کر چکی ہوں اور اس زردرو کے پاس بھی جو چرب زبان ہے اور میرے متعلق الٹی سیدھی باتیں کہتا ہے حالانکہ نہیں جانتا کہ اگر مجھے غصہ آگیا تو میں اُسے چشم زدن میں ہست سے نیست کر دوں گی۔"

"اگر ایسا ہی تھا ایشہ تو پھر تم نے رزید اور اس کی فوج کو ہست سے نیست کیوں نہ کر دیا۔؟"

"ایلین، میں نے اسلوپوگاس کے کلہاڑے اور تمہاری سپہ سالاری کے ذریعہ کیا ہے۔ جب میں انہیں اور تمہاری قوتوں کو استعمال کر سکتی تھی تو پھر اپنے آپ کو خواہ مخواہ ہلکان کرتی؟"

"اس لئے ایشہ کہ رزید پر تمہارا کوئی اختیار نہ تھا۔ کم سے کم تم نے تو یہی کہا تھا۔"

"میں نے کہا نہیں ایلین کہ میرے الفاظ برف کے گالوں کی طرح ہیں جو اپنا اثر چھوڑے بغیر پگھل جاتے ہیں اور میرے خیالات کو ہر وقت اس طرح چھپا لیتے ہیں جس طرح کہ اس نقاب نے میری صورت چھپا رکھی ہے؟ لیکن جس طرح اس نقاب کے پیچھے حسن ہے اسی طرح شاید الفاظ کے پیچھے دانائی

بچپنا برقرار ہے حالانکہ درحقیقت نہیں جیسی تم سمجھتے ہو۔ چنانچہ یہ تمہارے سوال کا جواب۔ لیکن میں سوچتی ہوں کہ کیا رینڈو بھی یہی سمجھتا تھا کہ مجھ اس پر کوئی اختیار حاصل نہیں اور جب اس نے میدان جنگ میں مجھے دیکھا تھا تو کیا اسے یقین تھا کہ میں اس کا کچھ نہ بگاڑ سکوں گی؟ خیر یہ اور بہت سی دوسری باتیں شاید مجھے مستقبل میں معلوم ہو جائیں گی۔

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ اس عورت سے بحث کرنے سے کیا فائدہ جس نے صاف لفظوں میں مجھ سے کہہ دیا تھا کہ ہر بات جو اس نے کہی ہے سب جھوٹ ہے۔ حالانکہ میں اس سے یہ مزید پوچھنا چاہتا تھا کہ آخر اس بدہیئت بت کا اتنا زیادہ احترام کیوں کرتے ہیں جس کو وحشی عظیم طلسم کہتا ہے کیونکہ میں نے اب اندازہ لگایا کہ اسکے متعلق اس نے پہلے جو تشریح کی تھی وہ غلط تھی تاہم میں خاموش رہا۔

اس کے باوجود جب قیام گاہ سے باہر آئے تو اتفاقاً اس نے اس موضوع کو چھیڑ دیا۔

"میں تمہیں یہ بتانا چاہتی ہوں ایمن!" اس نے کہا۔ "کہ اما جر نے اس وقت تک تمہیں اپنا افسر کیوں نہ تسلیم کیا جب تک انھوں نے وہ چیز نہ دیکھ لی جو تم اپنی گردن میں پہنے ہوئے ہو۔ اس کے متعلق بھی ان لوگوں میں یا ان کے کاہنوں میں ایک ایسی ہی روایت چلی آئی ہے جیسی کہ اکثر باتوں کے متعلق بھی تم سن چکے ہو اور جس پر تم جیسا انسان یقین نہیں کر سکتا۔ اس کے باوجود اس روایت میں حقیقت کا شائبہ ہے ضرور۔ کیونکہ ایک عرصہ ہوا — غالباً سو سال پہلے — میرے خیال میں یہ بوڑھا ... اس عورت سے ملنے آیا تھا جو مجھ سے پہلے اس قبیلے کی حکمران تھی۔ ——

"کون سا ساحر؟"

"وہی جس کی شکل پر یہ چھوٹا سا بت بنایا گیا ہے۔ خیر تو وہ ملکہ الکٹیریا طرح تھی اور میری ماں تھی کیونکہ اس کی دانائی اور اس کا اثر بہت بڑھا ہوا تھا۔

"سنا ہے کہ اس زمانے میں بھی لولالا کے پرستاروں اور ریزو کے والد کے درمیان جنگ کا سوال اٹھا تھا۔ لیکن اس زکالی نے لولالا کے پرستاروں سے کہا تھا کہ وہ ریزو سے اس وقت تک جنگ نہ کریں جب تک کہ ایک صنم کور میں نہیں آجاتا" اور اس کے پاس وہ بت نہیں ہوتا جو خود بونے زکالی کی شکل پر تیار ہوا ہوگا۔ اس کے بعد ہی — اس سے پہلے نہیں — انہیں ریزو سے جنگ کرنی ہے اور اسی وقت وہ فتح حاصل کریں گے۔ تو یہ ہے وہ روایت جو ان لوگوں میں نسلاً بعد نسل چلی آرہی ہے چنانچہ اس بت کے متعلق پہلی کہانی کے مقابلے میں یہ دوسری روایت تمہیں قابل قبول معلوم ہوتی ہوگی۔ ہے کہ نہیں؟"

"بالکل" میں نے کہا۔ "البتہ سمجھ میں نہیں آتی کہ زکالی سو سال پہلے یہاں کس طرح آیا تھا جبکہ کسی بھی انسان کی عمر اتنی لمبی نہیں ہوتی۔ یہ اور بات ہے کہ خود زکالی اس کا دعویٰ کر رہا ہے۔"

"یہ میں خود بھی نہیں جانتی ایلین۔ وہ شاید اس کا باپ یا نانا تھا جو یہاں آیا تھا اور یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ اگر والدین بدشکل ہوں تو اولاد بھی ایسی ہی ہوگی اس کے علاوہ اکثر وبیشتر یوں ہوتا ہے کہ صورت بھی ورثے میں ملتی ہے۔"

میں نے پھر کوئی جواب نہ دیا کیونکہ میں نے سمجھ لیا کہ الفنسہ مجھے الو بنا رہی تھی اور اس سے پہلے کہ وہ محض تفریح طبع کی خاطر مجھے مزید الو بناتی ہے

وہاں پہنچ گئے جہاں اسلوپوگاس اور اس کے ساتھی الاؤ کے گرد جمع
تھے اسلوپوگاس تو خاموش تھا لیکن گرد کو بڑے جوش کے عالم میں اور خوب
نمک مرچ لگا کر جنگ کے واقعات بیان کر رہا تھا یا کم سے کم وہ واقعات جو خود
اس کی نظر کے سامنے ہوئے تھے اور وہ کہانی وہ ان زخمیوں کے متعلق بیان کر رہا
تھا جنہوں نے اس جنگ میں حصہ لیا تھا اور جو اس وقت کمبلوں کے بستر پڑے
اور حیرت سے آنکھیں پھاڑے سن رہے تھے۔ دفعتاً ان کی نظر الیشہ پر پڑی اور
وہ لوگ جو کھڑے ہو سکتے تھے ایکدم سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر سب نے یک
زبان ہو کر اسے شاہی سلام کیا۔

الیشہ اس وقت تک خاموش رہی جب تک کہ ان کے سلام کی گونج دب
نہ گئی اور پھر اس نے کہا:

"اے کلہاڑے کے مالک! میں تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا شکریہ ادا
کرنے آئی ہوں کیونکہ تم نے جنگ میں بڑی بہادری کا ثبوت دیا ہے اور یہ کہنے
آئی ہوں کہ میری روح مجھے بتا رہی ہے کہ تم میں سے ہر ایک، ہاں وہ بھی جو
زخمی ہیں، صحیح سلامت اپنے لوگوں میں پہنچ جائے گا اور عزت کی زندگی بسر
کرے گا۔"

جب میں نے الیشہ کی ان باتوں کا، جو اس نے عربی میں کہی تھیں، ترجمہ
کیا تو زخمیوں نے ایک بار پھر اسے شاہی سلام کیا۔

الیشہ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا:

"اے اسلوپوگاس! اے اس بادشاہ کے بیٹے جس کا لقب شیر تھا! مجھے
بتایا گیا ہے کہ تم نے دشمن سے جو جنگ کی ہے وہ بڑی حیرت انگیز اور یادگار جنگ
تھی اور یہ کہ تم نے جو بھالا تک لگا کھینچ کر اس کے سر پار سے گزر کر اس کی

پیٹھ پر دار کر دو۔ ایسی چھلانگ نہ تو پہلے کبھی کسی نے دیکھی تھی اور نہ آئندہ کبھی کوئی دیکھے گا۔"

میں نے اس کی اس بات کا بھی ترجمہ کر دیا تو اسلوپوگاس نے اپنی تعریف پر خاکساری برتنے کے بجائے سادہ لوحی سے کہا۔

"بے شک۔ ایسی چھلانگ پہلے کبھی کسی نے نہ لگائی تھی اور نہ آئندہ کوئی لگائے گا۔"

"چنانچہ تمھاری اس فنگ کی وجہ سے" الیشہ نے کہا "اور اس چھلانگ کی وجہ سے اور ان دو سرے کارناموں کی وجہ سے جو تم انجام دو گے تمھارا نام ہمیشہ کے لئے مشہور رہے گا۔ لیکن مُردوں کو شہرت اور ناموں سے کیا لینا دینا؟ مرنے کے بعد کیا فائدہ اس سے؟ چنانچہ میں ایک پیش کش کر رہی ہوں۔ تم میرے ساتھ یہیں رہ جاؤ اور تم ان امخبر پر اور ان بربرہ القبائل پر جو زندہ بچ گئے ہیں، حکومت کرو گے۔ تمھارے مویشی بے شمار ہوں گے اور تمھاری بیویاں دنیا کی حسین ترین عورتیں ہوں گی اور تمھارے بہت سی اولادیں پیدا ہوں گی کیونکہ میں تم پر سے وہ سراپ اٹھا دوں گی جو تمھیں دیا گیا ہے اور جس کی وجہ سے تمھارے کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ کہو اے گھاٹ کے سردار! میری یہ پیش کش قبول ہے تمھیں؟"

جب اسلوپوگاس اس کا ترجمہ سن چکا تو چند ثانیوں تک خاموشی سے سوچتا رہا اور پھر مجھ سے پوچھا۔

"ماکومازن! کیا تم بھی یہاں ہمیشہ کے لئے رہ جاؤ گے اور اس سفید سواری سے شادی کر لو گے جو ایسی دانائی کی باتیں کرتی ہے، میدان جنگ میں آتی اور غائب ہو جاتی اور جو اپنا سر پہاڑ کے بلند چوٹی کی طرح بادل میں

چھپائے رکھتی ہے؟ (اشارہ الیشہ کی نقاب کی طرف تھا)"

میں نے فوراً جواب دیا۔ "میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے"

لیکن پھر فوراً ہی میں نے اپنے دانتوں تلے زبان دبائی۔ حالانکہ میں نے یہ دلفریب بات ہنسی میں کہا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس نے یہ بے تُکے فقرے سے اس کے معنی سمجھ لئے تھے۔ بہرحال وہ میرے فیصلے کو بھانپ گئی تھی۔

"اس سے کہو ایمن" الیشہ نے بے حد سرد مگر ہمدردانہ لہجے میں کہا "کہ نہ تو تم یہاں دائمی طور پہ قیام کرو گے اور نہ ہی مجھ سے شادی کرو گے کیونکہ اگر کبھی میں نے کسی مرد کو اپنے شوہر کے طور پر پسند کیا بھی تو وہ ایسا مرد نہ ہوگا جس کے دل پہ بہت سی عورتیں دستک دے چکی ہوں۔ ہاں وہ عورتیں بھی جو سیاہ فام بھی ہیں اور نہ ہی وہ، وہ ہوگا جو اپنے آپ کو بہت زیادہ عقلمند سمجھتا ہوگا اور ان باتوں پر اپنی تمام تر نام نہاد عقلمندی کے سبب یقین نہ کرتا ہوگا جو اسے بتائی اور دکھائی جاتی ہوں گی اور جسے ہر خوبصورت پھول کی مست کن خوشبو پہ زہر کا دھوکا ہوتا ہوگا۔ اگر تمہیں میری یہ باتیں بری نہ معلوم ہوئی ہوں تو اسلوپوگاس سے کہہ دو۔"

"حقیقت میں تمہاری یہ باتیں مجھے بری معلوم ہوئی ہیں۔" میں نے اپنی اس ہتک پر تِلملا کر جواب دیا۔

"اور اس کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ اگر میں نے تمہاری اس وحشیانہ زبان کا، جس میں ہم دونوں گفتگو کر رہے تھے، مطلب صحیح سمجھا ہے تو تم یہ بات اسے پہلے ہی بتا چکے ہو۔ خیر یہ تو ایک لطیفہ تھا۔ میں جانتی ہوں کہ تم الیشہ سے شادی کرنا نہیں چاہتے اور الیشہ بھی تمہیں کسی صورت اپنا شوہر بنانے کے لئے تیار نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے محبوب ثانی ڈریلا کا انتظار کر رہی

ہے۔ خیر میں کلہاڑے کے سردار سے کچھ نہیں چاہتی اور نہ ہی اسے
مجبور کر رہی ہوں کیونکہ میں جانتی ہوں کہ تمہارے بغیر وہ کورہ میں نہ رہے
گا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ اس کے مقدر میں یہاں قیام کرنا ہے ہی نہیں کیونکہ
اب میری روح مجھے بتا رہی ہے کہ یہ بہادر ایک بڑی جنگ میں مارا جائے گا اور بہت
دور مارا جائے گا اور اس زمانے اور اس زمانے کے درمیان بہت سے
دکھ اور بہت سے مصائب اپنی آغوش وا کئے اس کے منتظر ہیں کیونکہ
یہ عورتوں کی محبت حاصل کرنے کے گر سے واقف نہیں ہے۔ پوچھو اس
سے کہ وہ اپنی خدمت کا کیا صلہ چاہتا ہے۔ اس کا جو جی چاہے مانگ
لے اور اگر میرے اختیار میں ہوا تو وہ میں اسے بخش دوں گی۔

ایک بار پھر میں نے ترجمہ کیا۔ اسلوپوگاس نے ایشہ کی پیشگوئیوں کو
خاموشی اور میرے خیال میں بے تعلقی سے سنا اور جواب میں کہا:۔

جنگ میں میں نے جو فتح حاصل کی ہے وہی میرا انعام ہے۔ البتہ میں
اس ملکہ سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس کے اختیار میں ہو تو مجھے اس
عورت کی صورت دکھا دے جس کے لئے میرا دل تڑپ رہا ہے تاکہ مجھے اطمینان
ہو جائے کہ اس سے میری ملاقات اس دنیا میں ہو جائے گی جہاں میں بہادروں
کی طرح جاؤں گا۔

ایشہ نے اس کا ترجمہ سن کر کہا:۔

ٹھیک ہے۔ یہ تو میں بھی سمجھ گئی تھی کہ تمہارا دل ابھی بھوکا ہے ایلن اور
تم انہیں دیکھنا چاہتے ہو جو اب اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ بہت
اچھا۔ میں جو کچھ کر سکتی ہوں وہ کر دوں گی ــــ تم جیسے شکی مزاج اور بے اعتقاد
شخص کے لئے بھی میں اندھیرے کے دروازے کھول دوں گی۔ تم دونوں کی صورتیں

غروب ہونے کے وقت میرے پاس آجاتا۔

اور پھر موضوع بدل کر وہ مجھ سے شہرِ کور کے متعلق باتیں کرتی رہی اور اس کی بے حد دلچسپ تاریخ مجھے سنائی جو سچ تھی یا جھوٹ اس پر میں یہاں بحث نہ کروں گا۔

آخرکار، جیسے وہ تھک گئی ہو، اس نے ہاتھ ہلا کر گفتگو کا سلسلہ ختم کر دیا اور آگے بڑھ کر بارکا باری سے زدلوؤں کے ماتھے پر ہاتھ رکھی۔ "اب یہ لوگ بڑی سرعت سے رو بہ صحت ہو جائیں گے۔" اس نے کہا اور پلٹ کر چل دی، اور اندھیرے میں غائب ہوگئی۔

بیسواں باب

باب موت

اپنی قیام گاہ پر جانے سے پہلے خود میں نے ان زخمیوں کا معائنہ کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ میں خود ان کی حالت دیکھ کر یہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ ہمارا اس شہر کور سے رخصت ہونا کب ممکن ہوگا کیونکہ میں اس مقام اور ماحول سے پوری طرح اکتا گیا تھا اور جلد از جلد یہاں سے رخصت ہو جانا چاہتا تھا۔ آپ ہی کہیئے کون احمق ہوگا جو وہاں رہنا پسند کرے جہاں اسے نہ صرف اس جنگ میں حصہ لینا پڑے جس کا اس سے کوئی ذاتی تعلق نہ ہو اور جہاں وہ اپنے آپ کو وحشت انگیز جال میں پھنسا پاتا ہو اور جہاں مسلسل اس کی ہتک کی جاتی ہو۔؟

ایشہ موقع بے موقع میرا نہ صرف مذاق اڑاتی بلکہ میری ہتک بھی کیا کرتی تھی اور یہ محض اس لئے کہ میں نے اس کی بیان کردہ حیرت انگیز کہانیوں پر یقین نہ کیا تھا۔ بہر حال مجھ جیسا تجربہ کار اور اپنے طور پر پڑھا لکھا آدمی اس کے دو ہزار سال سے زندہ ہونے اور ثانی تریط کا انتظار کرنے کے دعوے کو کس طرح سچ سمجھ سکتا تھا حالانکہ وہ خود ابھی آدھے گھنٹے پہلے کہہ چکی تھی بلکہ اقرار کر چکی تھی کہ اس نے جو کچھ کہا محض افسانہ تھا؟ بہر حال وہ مجھ سے خفا تھی کیونکہ میں نے اسے جھٹلایا تھا۔ اس کی خفگی اور جھنجھلاہٹ کا دوسرا سبب غالباً یہ تھا کہ میں اس کے حسن سے مسحور نہ ہوا تھا

اور میں نے اس سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ حالانکہ یہ درخواست اس نے نہ کی تھی لیکن خدا جانے کس طرح اسلوپڑگاس کے دماغ کو اپنے اثر میں لے کر اس سے یہ بات کہلوائی تھی۔

بہرحال وجہ کچھ بھی ہو ایشہ مجھ سے خفا تھی اور خود میں اس سارے بکھیڑے سے اکتا گیا تھا چنانچہ جلد از جلد اس منحوس مقام کو آخری سلام کرنا چاہتا تھا۔

خیر تو آمدم برسر مطلب۔ میں نے ان دونوں زولوؤں کا معائنہ کیا تو پتہ چلا کہ وہ روبہ صحت تھے۔ ان کے زخم، جو خطرناک تھے اکور کی کھلی فضا اور تازہ ہوا میں حیرت انگیز طور پر مندمل ہو گئے تھے اور خود ان زولوؤں نے مجھ سے کہا کہ ان کی ساری کمزوری اور نقاہت دور ہو گئی تھی۔ اس کے باوجود بھی عائشہ نے میرے عذر کرنے پر یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی تھی کہ اس نے اپنے سحر سے انھیں بحال صحت کیا تھا۔

بہرحال یہ ایشہ کی عادت تھی چنانچہ میں اس پر مزید غور کئے بغیر اپنی قیام گاہ پر آیا اور فوراً ہی بستر پر لیٹ گیا۔ آخری بات جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ میں اس بات پر غور کر رہا تھا کہ ایشہ میدان جنگ میں عین وقت پر کیسے آ گئی اور پھر ایکدم سے، جب ہماری شکست فتح میں تبدیل ہو گئی، کس طرح غائب ہو گئی۔ اس معمہ کا کوئی حل میری سمجھ میں نہ آیا اور خدا جانے کب میں سو گیا۔

اور میں ایسی گہری نیند سو گیا کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مشروب میں، جو مجھے تھکن دور کرنے کے لئے پلایا گیا تھا، کسی قسم کی خواب آور دوا تھی کیونکہ صرف میری ہی نہیں بلکہ میرے ساتھیوں کی رات بھی [illegible]۔

دوسرے دن صبح میری آنکھ کھلی تو میں یوں تازہ دم تھا جیسے جنگ کرکے آنے کے بجائے کسی فرحت بخش جگہ ہفتہ گزار کر آیا ہوں۔

وہ سارا دن میرا ادھر ادھر بھٹکتے، گپ کرتے اور زخمی لوگوں سے جنگ کے متعلق باتیں کرتے اور پائپ پیتے گزرا اور اس دوران میں نے معمول سے کہیں زیادہ تمباکو پھونک ڈالی۔ میں یہ بتانا بھول گیا ہوں کہ اماجر ایک خاص قسم کی اور عمدہ تمباکو لگاتے تھے حالانکہ وہ اس کا استعمال افریقیوں کی طرح نسوار کے طور پر ہی کرتے تھے۔

نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ شام تک میں پوری طرح سے بیزار ہو گیا۔ میں آنی ٹیز کی خیر معلوم کرنے بھی گیا تھا جو بدستور گہری نیند سو رہی تھی البتہ اب اس کے چہرے پر کی مردنی غائب ہو چکی تھی اور رخساروں پر سرخی دوڑ گئی تھی اس کا سبب اماجر نرسوں نے مجھے سمجھایا تھا کہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد وہ کافی مقدار میں بالائی والا دودھ پینے کے لئے بیدار ہو جاتی تھی۔ میں نے دل ہی دل میں دعا کی کہ خدا کرے کہ دودھ اسے بیمار نہ کر دے۔

میں نے زخمی زولوؤں سے بھی بات چیت کی جو اب چلنے پھرنے لگے تھے اور مجھ سے زیادہ بیزار تھے اور اپنے اجداد کی روحوں کو کوس رہے تھے کہ وہ زیڈ کے خلاف جنگ میں حصہ نہ لے سکے تھے۔

میں نے ادھر ادھر ٹہل کر ہنس کو بھی تلاش کیا جو اپنی عادت کے مطابق کہیں غائب ہو گیا تھا۔ لیکن سہ پہر اتنی گرم تھی اور آنے والے طوفان باد و باراں سے ایسی بوجھل تھی اور فضا میں ایسا حبس تھا کہ میں ہنس کو مزید تلاش کیے بغیر اپنی قیام گاہ پر واپس آگیا اور خیالات کے ہجوم میں غوطے کھانے لگا یہاں ان خیالات کی تفصیل بیان کرنا فضول ہے۔

یں ان خیالات کے بھنور میں پھنسا ہوا تھا اور اس شام ہمیں جس آزمائش
سے، کیونکہ میرے نزدیک وہ آزمائش ہی تھی، گزرنا تھا اس پر غور کر رہا تھا
کہ ہیس آگیا اور مجھے مطلع کیا کہ اماجر کی "امبی" (یعنی فوج) اس جگہ جمع ہے جہاں
مجھے اس کی افسری کا "قابل فخر" عہدہ دیا گیا تھا۔ اس نے کہا کہ اس کے خیال میں
— خدا جانے اس نے یہ معلومات کہاں سے حاصل کی تھیں — سفید فام ملکہ
اس کا معائنہ کرنے اور ان کے بہادرانہ کارنامے کا انعام دینے وہاں آنے والی تھی۔
یہ سن کر اسلوپوگاس اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ وہ یہ "معائنہ" دیکھنا
چاہتے ہیں بشرطیکہ میں ان کے ساتھ چلوں۔ حالانکہ مجھے اماجر کی صورت تک
سے چڑ ہو گئی تھی "تاہم بحث سے بچنے کے لئے میں تیار ہو گیا لیکن اس شرط
پر کہ ہم دور سے دیکھیں گے اور قریب نہ جائیں گے۔

چنانچہ ہم سب اپنے زخمیوں کے باہر آئے اور ٹہلتے ہوئے شکستہ فصیل
تک پہنچ گئے جس کے دوسری طرف وہ زبردست خندق تھی جس کا ذکر میں
پچھلے کسی باب میں کر چکا ہوں اور جو اب خشک پڑی تھی۔

اور دونوں اس دیوار پر ہم اس طرح بیٹھ گئے کہ دوسری طرف سے
تو ہمیں کوئی دیکھ نہ سکتا تھا لیکن ہم ان اماجر کو آسانی سے دیکھ سکتے تھے جن
کو اپنی صفوں میں ترتیب سے کھڑے کر رہے تھے یہ سب کچھ ہمارے عین نیچے
اور تقریباً دو سو گز دور ہو رہا تھا۔ یہاں میں یہ بتا دوں کہ جنگ کے بعد
اماجر فوج بہت مختصر تعداد رہ گئی تھی۔

انسانوں کے چند گروہ سب سے الگ اور اماجر سپاہیوں کے درمیان
کھڑے تھے۔ ہم نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ وہ قیدی تھے جو رزو کی فوج کا پسپائی

کے بعد پکڑے گئے تھے۔

"ہاں! ان قیدیوں کو بھینٹ چڑھایا جائے گا۔" انہیں نے چٹخارے کی آواز پیدا کر کے کہا۔

"خدا کرے کہ تمہارا خیال غلط ہو۔" میں نے کہا اور پھر منہ پھاڑ کر ایک طویل جمائی لی کیونکہ سہ پہر واقعی بہت گرم تھی اور موسم داہیات۔ سورج بادلوں میں چھپ گیا تھا اور فضا میں ابخرات منڈلا رہے تھے جو کبھی کبھی اتنے گاڑھے بن جاتے تھے کہ تقریباً اندھیرا چھا جاتا تھا اور جب یہ ابخرات تھوڑی دیر کے لئے چھٹتے تو بھوری روشنی میں پورا منظر نہایا ہوا اور عجیب سا معلوم ہوتا جیسا کہ سورج گہن کے وقت نظر آتا ہے۔

دیج ڈاکٹر کرد کو چاروں طرف دیکھا "سوں، سوں" کر کے ہوا کو سونگھا اور اعلان کیا کہ "موسم ساحروں کا ہے" اور یہ کہ چاروں طرف روحیں ہی روحیں ہیں۔ سچ کہتا ہوں اس وقت میں تقریباً اس سے متفق تھا کیونکہ میں خود ایک عجیب طرح کی بے چینی اور سنسنی محسوس کر رہا تھا لیکن میں نے جواب دیا کہ اگر واقعی ایسا ہی ہے تو مناسب ہوگا کہ وہ ان روحوں کو اپنے سحر کے ذریعہ مجھ سے دور ہی دور رکھے۔ حقیقت میں فضا میں برقی لہریں تھیں جو میری بے چینی کا باعث تھیں اور اس وقت میں سوچ رہا تھا کہ میں اپنی قیام گاہ سے باہر نہ ہی آیا ہوتا تو اچھا ہوتا۔

اندھیرے کے اسی وقفے یا دور میں ایشہ آگئی تھی۔ بہرحال اندھیرا جب ذرا چھٹا تو وہ سفید لباس میں ملبوس امانجر کے درمیان موجود تھی اور اپنی خادماؤں اور محافظوں کے درمیان کھڑی شاید تقریر کر رہی تھی۔ حالانکہ اس کی آواز ہم تک نہ پہنچ رہی تھی لیکن اس کے بازوؤں کی جنبش سے صاف ظاہر تھا کہ

ابھرنے کی طالب تھی۔

اگر وہ کسی اسٹیج پر کھڑی ہوتی اور مرکزی کردار ہوتی تب بھی یہ ہال کی بتیاں اور تیز برقی روشنیاں اسے اس طرح نمایاں نہ کرتیں جتنی کہ وہ اس میدان میں نمایاں ہو گئی کیونکہ یکایک آسمان پر چھائے ہوئے کالے کالے بادلوں میں ایک شگاف پیدا ہو گیا اور اس میں سے ایک خون کی سی سرخ شعاع نکل کر الیشہ پر پڑی۔ چنانچہ اب تنہا الیشہ نمایاں تھی جبکہ اس کے چاروں طرف اندھیرا تھا جس میں انسانی سائے متحرک تھے۔ اس سرخ شعاع میں کھڑی ہوئی الیشہ بے حد عجیب اور خوفناک معلوم ہونے لگی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ خونیں لباس میں ملبوس ہو۔ پراسرار الیشہ جیسے پیکر سرخ تھی غیظ و غضب کی دیوی۔

اور پھر بادلوں کا وہ شگاف بند ہو گیا۔ شعاع غائب ہو گئی۔ ایک بار پھر بھوری روشنی اتر آئی اور میں نے اس روشنی میں دیکھا کہ کچھ لوگ کچھ لوگوں کو لا رہے تھے۔ یقیناً یہ سورج کے پرستاروں کے قیدی تھے اور اب وہ جو تعداد میں بارہ یا اس سے زیادہ تھے، الیشہ کے سامنے ایک قطار میں کھڑے ہوئے تھے۔

اس کے بعد کچھ دیر تک میں کچھ نہ دیکھ سکا کیونکہ اندھیرا آسمانوں کے گوشے گوشے سے پھوٹ کر نیچے اتر آیا تھا اور پورا منظر اندھیرے میں غرق ہو گیا۔ اندھیرا پانچ منٹ تک رہا، اور ان پانچ منٹوں میں تاریکی ایسی گہری تھی کہ ہم اپنے دل کی دھڑکنیں سن رہے تھے، طوفان پھٹ پڑا۔

یہ نرالا طوفان تھا۔ میری ایک عمر افریقہ کے جنگلوں میں گزری ہے اور میرا سابقہ بہت سے طوفانوں سے پڑا ہے۔ لیکن ایسا طوفان نہ کبھی دیکھا اور نہ سنا

اس کی ابتدا ہر افریقی طوفان کی طرح سخت سردی اور سیٹیاں بجاتی ہوا کی جھات ہوئی۔ سردی ختم ہو گئی۔ ہوا تھم گئی اور یکایک پورا آسمان کوندتی ہوئی بجلیوں کے جال سے بھر گیا۔ یہ بجلیاں زمین کی طرف جھکنے کے بجائے چھوٹی چھوٹی روشنی کی لہروں کی صورت میں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب کی طرف ایک دوسری کو کاٹتی ہوئی بھاگ رہی تھی

ان بجلیوں کی روشنی کی وجہ سے، جو اپنے تسلسل کی وجہ سے بے شمار گردش کرتے ہوئے ستاروں کی طرح معلوم ہوتی تھیں، میں نے صاف دیکھا کہ الشہ ان لوگوں کو مخاطب کر رہی تھی جنہیں اس کے سامنے لایا گیا تھا اور جو ایک لمبی قطار بنائے اس کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے اور وہ سپاہی جو انہیں حراست میں لئے ہوئے تھے، اب پیچھے اور دور ہٹ گئے تھے۔

"ہاں اگر مجھے انعام میں مویشی یا بیویاں دی جانے والی ہوتیں تو میں ان سورج کے پرستاروں کی طرح اداس اور مغموم نظر نہ آتا" ہنس نے کہا۔

"اس کا انحصار شاید اس پر ہے کہ مویشی اور بیویاں کس قسم کی ہیں" میں نے کہا۔ "اگر مویشیوں کو سرخ پانی کی بیماری ہو اور وہ تمہارے باقی مویشیوں میں بھی یہ بیماری پھیلا دینے والے ہوں یا پھر وہ جھگڑالو سانڈ ہوں جو تمہیں روند دینے والے ہوں اور بیویاں بوڑھی، بدصورت اور مریل ہوں تو پھر یقیناً تم بھی ان لوگوں کی طرح مغموم اور اداس نظر آتے۔"

میں نہیں جانتا کہ کون سی قوت نے یہ الفاظ میری زبان سے کہلوائے تھے۔ اس کا سبب غالباً یہ تھا کہ اندھیری اور طوفانی فضا میں میں موت کو سرسراتے محسوس کر رہا تھا۔

"ہاں۔ واقعی۔ یہ تو میں نے سوچا ہی نہ تھا" ہنس نے سر ہلا کر کہا اور۔

یہ بھی سچ ہے اس کے سارے ہی احکام دل خوش کر دینے والے نہیں ہوتے خوف
ساحرہ کے انعامات :

ہنس خاموش ہوا ہی تھا کہ چھوٹی چھوٹی بجلیوں کا جال غائب ہو گیا اور ایک بار پھر اندھیرا اتر آیا اور اس اندھیرے میں اور یہ ایک بار پھر جھانجھیں بجانے لگی۔

دفعتہً پورا آسمان آتشیں گنبد میں تبدیل ہو گیا اور اس روشنی میں میں نے دیکھا کہ ایشہ اپنا قد کھینچے کھڑی تھی اور اس کا ہاتھ قیدیوں کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ آگ بجھ گئی اندھیرا اتر آیا لیکن فوراً ہی پھر وہی آگ آسمان پر پھیل گئی اور اس دفعہ ایسا معلوم ہوا جیسے وہ صورت آبشار نیچے زمین کی طرف گری اور اس نے اس جگہ کو جہاں ایشہ کھڑی ہوئی تھی روشن کر دیا۔

اس آسمانی شعلے میں سے بلکہ یوں کہنا مناسب ہو گا کہ اس کے عین قلب میں میں نے ایشہ اور قیدی کو دیکھا۔ قیدی خوفزدہ ہو کر اور لڑکھڑا کر ایک دم سے پیچھے ہٹ گئے۔ تنہا ایشہ اس آسمانی شعلے میں کھڑی رہ گئی

دوسرے ہی لمحے گھپ اندھیرا اتر آیا اور پھر ایسی کڑک اور گرج ہوئی کہ زمین کانپ گئی۔ گرج کا سلسلہ جاری رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آسمان پھٹ پڑے گا۔ گرج کی آواز پہاڑیوں سے ٹکرا گئی تو اس کی گونج اور بھی بھیانک ہو جاتی۔ ایسی کڑک اور گرج میں نے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ اس خوفناک آواز نے ان لوگوں کو ایسا دہشت زدہ کیا کہ وہ سوائے گروکو اور انسلوپوگاس کے اوندھے منہ زمین پر لیٹ گئے۔ یہ دونوں بھی خوفزدہ تو تھے لیکن ان کی خودداری اور تکبر انھیں سنبھالے ہوئے تھا۔ گروکو تو محض

وہ دکھانے کے لئے اکثر ابھارا رہا کہ وہ وچ ڈاکٹر تھا اور اپنے آپ کو "آقائے
باد باراں" کہتا تھا۔

میں بلا جھجک اعتراف کئے لیتا ہوں کہ خود میرا بھی ان زولوؤں کی تقلید میں زمین پر لیٹ جانے کو جی چاہتا تھا کیونکہ مجھے خوف تھا کہ کہیں بجلی ہم پر گر ہی نہ پڑے۔ لیکن شکر ہے کہ ایسی کوئی بات نہ ہوئی۔

آخر کار کڑک اور گرج ختم ہوئی اور یہ طوفان بڑے پر اسرار انداز میں یکا یک تھم گیا۔ بارش کی ایک بوند نہ برسی اور یہ بات بھی اپنے طور پر حیرت انگیز اور انوکھی تھی۔ البتہ اس کی جگہ ایک عجیب طرح کی مکمل ترین خاموشی اتر آئی۔ رفتہ رفتہ اندھیرے کا پردہ بھی اٹھنے لگا اور سورج نمودار ہوا۔ اس کی شعاعوں نے اس مقام کو روشن کر دیا جہاں اماجبر کے دستے کھڑے ہوئے تھے لیکن اب وہاں کوئی نہ تھا۔

وہ سب کے سب چلے گئے تھے اور ان کے ساتھ الیشہ بھی۔ وہ یوں مکمل ترین طور پر غائب ہو چلے تھے کہ میں سوچنے لگا کہ ہم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ کہیں منظر کا دھوکا تو نہ تھا۔ نہیں۔ وہ منظر کا دھوکا نہ تھا کیونکہ میدان میں بہت سی لاشیں ایک قطار میں پڑی ہوئی تھیں جو اس مقام سے جہاں ہم تھے، فاصلے کی وجہ سے سیاہ دھبوں کی طرح دکھائی دیتی تھیں۔

ہم نے پہلے ایک دوسرے کی طرف اور پھر میدان میں لاشوں کی طرف دیکھا تو گڈ نے کہا کہ وہ لاشوں کا معائنہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ افریقہ کے دوسرے مقامات کی طرح کہیں بجلی گرنے سے اتفاقی موت واقع ہوئی ہے کہ کیا اور یہ کہ بجلی نے بیک وقت سب کا خاتمہ کر دیا ہے یا وہ ایک کے بعد دوسرے پر پڑی ہے۔ اس نے اعلان کیا کہ چونکہ وہ "آقائے

"بندھنے کی کوئی ضرورت نہیں" ہینس نے کہا۔ کیونکہ ہمارے پاس زکالی کا عظیم طلسم ہے جو بجلیوں کو یوں باندھ دے گا جس طرح کہ بوڑھی عورتیں خشک لکڑیوں کو گٹھا باندھتی ہیں۔

تاہم میں نے دیکھا کہ "عظیم طلسم" میں اپنے زبردست اعتقاد کے باوجود وہاں سے رخصت ہونے والوں میں سب سے پہلا شخص ہینس تھا اور وہ بھی بھاگ کر وہاں سے رخصت ہوا۔ چنانچہ ہم واپس اپنے قیام گاہ پر پہنچے اور ہمارے درمیان کوئی بات چیت نہ ہوئی کیونکہ زولو خوفزدہ تھے اب مجھے اعتراف ہے کہ میں اس سارے معاملات کو سمجھ نہ سکا تھا حالانکہ اگر سمجھ میں آجاتا تو یہ معاملہ حیرت انگیز ثابت نہ ہوتا۔

بہرحال اس کو تو مجھے بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ کور بے حد عجیب اور پر اسرار مقام تھا کیونکہ یہاں کی روایتیں عجیب تھیں، اداس چہروں والے اور گھنے اشجار عجیب تھے اور یہاں کی ملکہ پر اسرار تھی اور اس کے بہت سے دعوے ممکن ہو صحیح نہ ہوں۔ اس کے باوجود وہ ان قوتوں کی مالک تھی جو عام عورتوں میں نہیں پائی جاتیں۔

یہ سوچا تو یاد آیا کہ اس نے اپنی قوتوں کے مزید اظہار کا ہم سے وعدہ کیا تھا اور وہ انہی ان قوتوں کی نمائش صرف ایک دو گھنٹے بعد ہی ہمارے سامنے کرنے والی تھی۔ یہ یاد آیا تو میں اس خیال سے ذرا بے چین ہو گیا کہ خدا جانے وہ کیا کرنے والی تھی۔ اور ہم کیا دیکھنے والے تھے۔

میری یہ بے چینی اس انتہا کو پہنچ گئی کہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ اگر ایشہ نے مجھے بلا نہ بھیجا، جس کا اس نے وعدہ کیا ہے، تو کم سے کم میں تو اس کے پاس نہ جاؤں گا۔ خوش قسمتی سے اسلوپوگاس نے بھی یہی فیصلہ کر لیا تھا کہ ہم

وہ ایشہ کے پاس جانے کی بات کا ذکر کئے بغیر یا اس کی یاد دہانی کئے بغیر کھانا کھانے چلا گیا۔ چنانچہ میں نے تہیہ کر لیا کہ میں اپنی طرف سے اسے یاد نہ دلاؤں گا اس کے بعد یہ اطمینان کر کے کہ آئی بی بستر پر گہری نیند سو رہی ہے میں بھی کھانے بیٹھ گیا حالانکہ ذرا بھی بھوک نہ محسوس کر رہا تھا۔

جب میں کھانے سے فارغ ہوا تو سورج شفاف آسمان میں غروب ہو رہا تھا۔ اب تک چونکہ ایشہ کی طرف سے بلاوا نہ آیا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ اپنے ساتھیوں کو یہ ہدایت دے کر مجھے جگایا نہ جائے میں معمول سے جلد ہی سو جاؤں لیکن یہاں قسمت نے میرا ساتھ نہ دیا کیونکہ جب میں اپنا کوٹ اتار رہا تھا تو ہنیس نے آکر کہا کہ بوڑھا بلالی باہر کھڑا ہے اور مجھے کہیں لے جانے آیا ہے۔

چنانچہ اب میں سوائے اس کے اور کیا کر سکتا تھا کہ اپنا کوٹ دوبارہ پہن لوں؟ اور ابھی میرا یہ عمل جاری ہی تھا کہ خود بوڑھا بلالی بنفس نفیس میرے سامنے تھا۔ وہ غیر معمولی عجلت کا اظہار کر رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے اور اس نے بتایا کہ "ریزو کا قاتل عظیم کالا" اپنا کلہاڑا لئے باہر کھڑا ہے۔

"کلہاڑا تو اس کے ساتھ ہوتا ہی ہے" میں نے کہا۔

اور پھر بلالی کے چہرے پر خوف دیکھ کر میں نے کہا کہ امسلوپوگاس جنگ میں تو شیر ہے لیکن اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ بڑی نرمی سے پیش آتا ہے چنانچہ اس سے یا اس کے کلہاڑے سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں بڈھے میاں نے کمر سے جھک کر میرا شکریہ ادا کیا اور اپنی سفید داڑھی پر ہاتھ پھیرا اس کے بعد جو میں نے دیکھا کہ جب تک امسلوپوگاس ہمارے ساتھ رہا جو یہاں ماتے کی بار ہے پھر ساتھ رہے۔ بلالی کو شاید خوف تھا کہ کہیں عظیم کالے پر خون کی سواری ہو جائے اس پر لڑکوں کی گردنیں اڑانے کا دورہ پڑ جائے

اور وہ کو بھی پہلے اس کا، یہ تو بلالی کی ہی گردن اتار دے۔

"تو ۔ آؤ چلے!" اسلوپولاس اپنا کمبل اتار میں پر ڈھیلے اور اس ۔ پر جھکا ہوا تھا اور آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں پر شام کا آخری سرخ روشنی ہو رہی تھی۔

"سورج غروب ہو چکا ہے میکوبیزن" اسلوپولاس نے کہا" وہ بنیڈ ساحرہ کے بارے اسے دیکھنے کا وقت آگیا ہے کہ وہ واقعی جیتا بچے کی اندھیری دنیا میں پہنچ سکتا ہے یا نہیں جہاں مُردے رہتے ہیں۔"

چنانچہ معلوم ہوا کہ وہ پاگل نہ تھا اور وہ خوفزدہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ میں نے خود [illegible] ڈھارس بندھانے کے لئے پوچھا کہ آپ کی اندھیری دنیا کا، جہاں مردے رہتے ہیں کے سفر پر روانہ ہونے کا خیال اسے خوفزدہ نہیں کر رہا کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ شاید خود اس کی روح اس کے جسم کو چھوڑ دے گی۔

"میکوبیزن! اس سفر پر روانہ ہونے کے خیال سے خوفزدہ ہونے سے کیا فائدہ جب کہ ہمیں ایک نہ ایک دن روانہ ہونا ہے اور جس منزل کے دروازے پر ہم ہر دفعہ دستک دے آئے ہیں جیسی کہ تم حال ہی میں، یعنی رنیڈ کے خلاف جنگ میں، دستک دے کر واپس آئے ہیں؟" اس نے بڑی بے رخی سے کہا اور سچ تو یہ ہے کہ اس کی اس بے رخی نے خود مجھے شرمندہ کر دیا۔

"سچ کہتے ہو" میں نے کہا لیکن دل میں بولا "لیکن بھائی میں تو زندگی کے بعد کی دنیا میں جانے کا دوسرا راستہ پسند کروں گا۔"

اس کے بعد ہم بلالی کے ساتھ روانہ ہو گئے اور میں سلوپولاس سے یہ کہہ کر اپنی ڈھارس بندھاتا رہا کہ یہ سب بکواس ہے جس سے ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔

باب موت سے گزرنے والے ہو جس سے سب حتیٰ کہ الیشہ بھی ڈرتی ہے کیونکہ کون جانے دوسری طرف کیا ہو۔ کلہاڑے والے سے پوچھو ایلن کہ کیا وہ بھی ڈرتا ہے؟"

"ملکہ سے کہو" جب میں ترجمہ کر چکا تو امسلوپوگاس نے جواب دیا۔ "کہ میں بجز بات اور کسی چیز سے نہیں ڈرتا سوائے عورت کی زبان کے۔ میں باب موت سے گزرنے کے لئے تیار ہوں اور اگر ضروری ہوا تو واپس آنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ البتہ سفید فام ملکہ کی بات دوسری ہے کیونکہ ان کے وچ ڈاکٹروں نے (مطلب جادوگروں نے) دوسری دنیا کی ہیبت کی داستانوں سے ان کے ایسے کان بھرے ہیں کہ وہ وہاں جانے کے خوف سے ہر دم لرزتے رہتے ہیں لیکن ہم سیاہ فاموں کو ایسا کوئی خوف نہیں ہوتا۔ تاہم اس کا ہمیں یقین ہے کہ ہمارے اجداد کے بھوت اور روحیں کہیں زندہ اور موجود ہیں اور اب چونکہ یہ موقع ملا ہے۔ اس لئے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس بات میں کہاں تک صداقت ہے اور واقعی روحیں کسی جگہ زندہ موجود ہیں تو میں ایک خاص روح سے ملنا چاہتا ہوں اور اسی غرض سے میں اپنا علاقہ چھوڑ کر یہاں تک آیا ہوں۔

"میکومبزن! میری یہ ساری باتیں سفید ملکہ کے سامنے اس کی زبان میں دہرا دو اور کہو کہ وہ مجھے دوسری دنیا میں بھیج دے تو میں کامیاب ہوں گی اور میں وہاں سے واپس نہ آ سکا تو مجھے اس کا کوئی غم نہ ہوگا کیونکہ مجھے دنیا سے پیار نہیں۔ حالانکہ میں جنگ میں لڑتے ہوئے مرنا پسند کرتا ہوں۔ بس میں کہہ چکا"

جب میں نے امسلوپوگاس کی اس تقریر کا ترجمہ الیشہ کو سنایا تو وہ بولی۔ "اس سیاہ فام سردار کی روح بھی اس کے جسم کی طرح بہادر ہے۔"

ایلین! تمھاری روح کا کیا حال ہے؟ کیا تم بھی یہ خطرہ مول لینے کے لیے تیار ہو؟ یہ جان لو کہ میں کسی بھی قسم کا وعدہ نہیں کر سکتی سوائے اس کے کہ جب میں تمھاری روح کو تمھارے جسم سے الگ کر کے موت کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینکنے بھیج دوں گی، اور میرا خیال ہے کہ میں ایسا کر سکتی ہوں حالانکہ اس کے متعلق بھی میں یقین سے نہیں کہہ سکتی، تو تمہیں اس دروازے سے گزرنا پڑے گا جسے شاید ایک پرقوت ہاتھ تمھارے پیچھے بند کر دے اور میں اسے تمہیں واپس لانے کے لیے کھول نہ سکوں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی نہیں جانتی کہ موت کے دروازے کے دوسری طرف تمہیں کیا ملے گا۔ یہ جان لو ایلین کہ ہم میں سے ہر ایک کی دوزخ بھی اور جنت بھی یا دونوں ہی ہیں۔ جہاں جلد یا بدیر ہم میں سے ہر ایک کو بہرحال پہنچنا ہے اب بتاؤ کہ تم یہ سفر کرنا چاہتے ہو یا یہیں سے واپس لوٹ جانا پسند کرو گے؟ ابھی وقت ہے چنانچہ فیصلہ کر لو:

الیشہ کی اس نامبارک اور لرزہ خیز تقریر کے دوران میرا دل خزاں رسیدہ پتے کی طرح کانپتا رہا اور میرا خون سرد ہو گیا۔ خدا کی پناہ اس وقت میرے دل ہی دل میں اپنے آپ کو ہزاروں صلواتیں سنائیں کہ میرے شوق تجسس نے مجھے اکسا کر حقیقت میں موت کی دہلیز پر لا کھڑا کر دیا۔ چنانچہ میں نے اس معاملے کو ٹالنے کا فیصلہ کرتے ہوئے الیشہ سے پوچھا:۔

"تم بھی اس سفر میں ہمارے ساتھ چلو گی؟"

الیشہ ہنسی اور پھر کہا:۔

"حیرت ہے ایلین کہ تم مجھے اس دوسری دنیا کے سفر پر اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہو۔ ذرا سوچو تو کہی کہ وہ، جن سے تم ملنے جا رہے ہو، جب

مجھ جیسی حسینہ کو تمہارے نام تحفے ہیں یا تم ٹکا لے دیکھیں گی تو کیا قبول کریں گی؟"

"- یہ نہ تو میں جانتا تھا اور نہ ہی مجھے اس کی پروا ہے" بیل نے ضدی بچے کی طرح کہا۔ "لیکن سفر ایسا ہے کہ اس میں ایک ایسے ماہر کی ضرورت ہے جو اس اندھیرے راستے سے پوری طرح واقف ہو۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایشہ کہ تم اپنے اسلوپوگاس کو بھیج دو اور پھر وہ آکر بتائے کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ رہا؟"

- اگر بہادر اور تعلیم یافتہ سفید فام، جو ایک مذہب میں مانتا ہے ایک غیر مہذب سیاہ فام کو خوفناک ہواؤں نے ایک پر کی طرح فضا میں اڑایا اور وہ بھی یہ معلوم کرنے کے لئے کہ یہ ہوائیں اسے اٹھا کر کہاں لے جاتی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ ایلن! تم خود اس سے پوچھ لو کہ تمہاری خاطر کیا وہ یہ کام کرنے کے لئے تیار ہے یا پھر اس زرد رو سے دریافت کرو"

اور وہ خاموش ہو گئی۔

ادھر ہانس، جو چونکہ تھوڑی بہت عربی جانتا تھا اور ہماری باتیں سمجھ رہا تھا، خاموش نہ رہ سکا۔

- نہیں باس" وہ پردوں کے قریب سے بولا "مجھے تو معاف ہی رکھو۔ میں ان بھوتوں کے پیچھے نہ جاؤں گا۔ جو قدموں کے نشانات بھی نہیں چھوڑتے کہ بعد میں تم مجھے تلاش کر سکو۔ اور تمہارا تو یہ ہے باس کہ جب تمہیں پتہ چلتا ہے کہ آگے بھوت ہیں تو تم ہمیشہ جان بوجھ کر پیچھے ہی رہ جاتے ہو۔ اس کے علاوہ اس اندھیری دنیا میں تو بہت سے بھوت میرے منتظر ہیں۔ اور میں تن تنہا ان کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہوں؟ ہاں۔ اگر میں خود بھوت ہوتا یا اگر مجھے

طریقۂ جنگ سے واقف ہوتا تو بات دوسری تھی۔ اس کے علاوہ اگر دوسری دنیا میں گئے اور تمھارا دوست واپس نہ آیا تو میں تمھیں ٹھیک طرح سے: میں تو ٹیں کے لیے زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ تم ہی بتاؤ اگر میں نہ رہا تو تمھیں دوسری کو دان کرنے کا عیسائی طریقے سے؟"

"بکواس" میں نے بے چینی سے کہا۔

ایک بار پھر الیشہ مجھے طعنے دے رہی اور میرا مذاق اڑا رہا تھی۔ چنانچہ میں نے سینہ تان کر کہا:

"بہت اچھا الیشہ۔ میں اس سفر پر روانہ ہونے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ تم مجھے راستہ بتا دو۔ میں صرف یہ معلوم کرنے جب آتنا طول الطویل سفر کرکے کوریں آیا ہوں کہ وہ جو مر جاتے ہیں، کبھی ایسی دنیا میں رہتے ہیں یا نہیں جو ہماری نظر سے پوشیدہ ہے؟ اچھا اب بتاؤ۔ کیا کرنا ہے مجھے؟"

اکیسواں باب

جو کچھ کہ دیکھا...

"اے حقیقت کی کھوج میں بھٹکنے والے ایلمن! بے شک اسی مقصد سے" لیشہ نے ہنس کر کہا۔ "تم کور میں آئے ہو تاکہ نئی دنیا اور نئے لوگوں کا کھوج لگانے اور نہ ہی حبشیوں سے جنگ کرنے اور نہ ہی اس عورت کی حقیقت معلوم کرنے جس کا نام لیشہ ہے اور جس کے متعلق تم نے بوڑھے ڈاکٹر زکالی سے سنا تھا حالانکہ تم نے ہمیشہ وہ پردہ ہٹانے کی کوشش کی ہے جو عورتوں کے دلوں پر، چہروں پر نہیں، پڑا رہتا ہے۔ اس کے باوجود یہ میں تھی جو خود اپنی غرض سے تمہیں کور میں لائی ہوں ورنہ تم جانو نہ تو زکالی کا یہ عظیم علم اور نہ ہی اس کا راکھ پر بنایا ہوا نقشہ تمہیں یہاں تک پہنچا سکتا تھا۔ اگر ریزو کے آدمی اس سفید فام لڑکی کو نہ اٹھا لاتے تو تم نے کبھی یہ سفر نہ کیا ہوتا اور نہ تم کبھی یہاں پہنچ پاتے۔"

"اس معاملے سے تمہیں کیا تعلق ہو سکتا ہے؟" میں نے تلخی سے کہا کیونکہ میرے اعصاب تو زہر بجھانے لگے تھے چنانچہ جو میری زبان پر آیا وہ میں نے کہہ دیا۔

"وہ سوال ہے ایلمن جس پر تم مرت لو لیکن [illegible] دنیا میں یاد [illegible] دنیا میں جس طرح کہ تم [illegible] اور مجھے [illegible] کیونکہ یہ باتیں [illegible] اور

جہالت کی ڈبیہ میں بند ہے، آج کچھ نہیں سکتا۔

"مثلاً تم، مجھے یقین ہے، اس بات پر غور اور حیرت کر رہے ہو کہ بجلی نے گر کر ان گیارہ آدمیوں کو کس طرح ختم کر دیا جن کی لاشوں کا معائنہ کرنے تم گئے تھے۔ وہ گینڈے پہلے کرنے گئے تھے اور دوسروں کو بجلی نے کوئی ضرر نہ پہونچایا۔ چنانچہ میں تمہاری حیرت دور کئے دیتی ہوں۔ وہ بجلی نہ تھی جس نے ان کی جان لی بلکہ سحر تھا جیسا کہ تمہارے ساتھی وِچ ڈاکٹر نے کہا تھا۔ چنانچہ میں نے غصے میں آکر اور اپنی قوتوں کے زور سے ان کا خاتمہ کر دیا۔ تم شاید یقین نہیں کر رہے لیکن بہت جلد یقین کر لوگے کیونکہ اب میں تمہیں مارنے جا رہی ہوں۔ گھبراؤ نہیں مکمل طور سے نہیں بلکہ صرف اتنا کہ تمہاری روح تمہارے جسم سے نکل سکے اور پھر واپس آسکے۔ اور مشکل یہی ہے ایلین۔ تمہیں پوری طرح سے مار ڈالنا تو آسان ہے لیکن اس طرح سے آدھا مارنا کہ تم دوبارہ زندہ ہو سکو۔ ذرا مشکل کام ہے اور یہ کام میں کر سکتی ہوں حالانکہ اس وقت خود میں یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ میں کامیاب ۔۔۔"

"تو پھر مناسب ہوگا کہ تم یہ تجربہ مجھ پر نہ کرو۔۔۔" میں نے گھبرا کر کہنا شروع کیا۔

"ایلین! اپنے ذہن کی لرزش اور بے یقینی سے اب مجھے پریشان نہ کرو۔ اور تم نقصان اٹھا جاؤ نہ ہی بھاگنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ جال نہ صرف پھینکا جو چکا بلکہ تم اس میں پھنس چکے ہو اور اب نکل نہیں سکتے۔"

اس نے یہ غلط نہ کہا تھا کیونکہ میرا پورا جسم مفلوج ہو چکا تھا۔ یہ کوشش کے باوجود تو انگلی ہلا سکتا تھا اور نہ پلک جھپکا سکتا تھا۔ میں جہاں تھا وہیں چپک گیا تھا اور سوائے اس کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا کہ اپنی حماقت اور

سے محسوس کیا کہ میں مر رہا تھا۔ ہوا کے ایک زبردست جھونکے نے مجھے اپنی
آغوش میں لے کر اٹھا لیا اور پھر وہ مجھے ادھر اُدھر اڑانے لگی جس طرح کہ طوفانی
ہوا حقیر تنکے کو اٹھائے اڑائے پھرتی ہے۔ اندھیرے کا زبردست سیلاب
مجھ پر سے گزرنے لگا۔ اس سیلاب میں کبھی کبھی چکا چوند پیدا کرنے والی
روشنی چمک جاتی تھی۔ میں بلندیوں پر سے گزرتا اور جب نیچے پہنچتا تو کوئی
زبردست قوت مجھے اپنے ہاتھوں پر لے کر پھر آسمان کی طرف اچھال دیتی۔

آسمان کی طرف سے مجھے پھر پھینکا جاتا اور میں اندھیری رات کے پاتال
میں گرتا اور پھر تاریک گرداب کا بھنور مجھے چکر پھیریاں دینے لگتا۔ یہاں تو خیر خوف ہی
تھا اور خوفناک اور مکمل ترین تنہائی کا احساس تھا جو مجھے چاٹے ہوئے
تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کائنات میں میرے علاوہ کوئی جاندار نہ تو ہے
نہ کبھی تھا اور نہ کبھی ہوگا۔ میں یوں محسوس کر رہا تھا جیسے وہ خود کائنات ہوں
جیسے میں خود اربوں سال سے خلاؤں میں گردش کر رہا ہوں۔ کاش مجھے کوئی
ساتھی مل جائے۔ لیکن مجھے کوئی ساتھی نہ مل رہا تھا۔ میں اکیلا تھا۔ بالکل اکیلا۔

اور پھر کسی چیز نے میرا حلق دبوچ لیا اور میں نے سمجھ لیا کہ میں مر گیا تھا۔
کیونکہ دنیا مجھ سے چھوٹ گئی۔ میرے وجود سے اس کا ناطہ ختم ہو گیا۔

میرا وہ خوف اور ہر وہ احساس جس کا تعلق فانی زندگی سے تھا ختم
ہو گیا۔ اور اس کی جگہ ایک قسم کے نئے روحانی ذوق نے لے لی۔ میں بلکہ یوں کہنا
مناسب ہوگا کہ میرا بے جسم شعور عدالت کے سامنے پیش ہوا اور اس کی لرزہ خیز بات
یہ تھی کہ عدالت کا جج خود میں تھا۔ میری روح ایک بے حس اور سنگدل جج کی طرح
بیٹھی ہوئی تھی اور میں اس کے سامنے اپنے گناہ بیان کر رہا تھا۔ معلوم ایسا ہوتا
تھا کہ میرا کچھ حصہ اب بھی مجسم تھا کیونکہ میری اب بھی دونوں آنکھیں، منہ اور

دونوں ہاتھ دیکھ رہا تھا اور بس۔ میرے جسم کے صرف یہی تین حصے تھے۔
اس کے باوجود کمال یہ ہے کہ میری آنکھیں دیکھ رہی اور محسوس کر رہی تھیں کیونکہ
ان سے آنسو بہہ رہے تھے، منہ سے الفاظ نکل رہے تھے اور دونوں ہاتھ
جیسے عبادت یا التجا میں یا معافی مانگنے کے لئے جڑے ہوئے تھے۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے تخت نشین روح، جو میں تھا، پوچھ رہی تھی کہ
میرے جسم نے کیا کیا، دنیا میں کون سی نیکیاں کیں اور کون سے کام انجام
دیئے۔ اس کے جواب میں میں نے یا یوں کہئے کہ میرے جسم کے نظر آتے ہوئے
حصوں نے بڑی ہی شرمناک اور مایوس کن داستان سنائی۔ میں اپنی لغزشیں
بیان کرنے لگا، کمزوریاں بیان کیں اور گناہ بیان کئے۔ اور بڑی طویل
فہرست تھی ان کی۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ مجھ سے دنیا میں سب لغزشیں اور
گناہ ہی سرزد ہوئے تھے۔ میں نے اپنے گناہوں کو اچھائیوں کے چند چیتھڑوں
سے ڈھکنے کی کوشش کی لیکن اس سامنے بیٹھی تخت نشین روح ایک دم خاموش رہی
تھی۔ ایسا معلوم ہوا جیسے روح نے کہا کہ اس نے ساری اچھائیوں کا ریکارڈ
دیکھ لیا ہے اور وہ ان سے واقف ہے۔ چونکہ وہ تو میری برائیاں ہی ملاحظہ کرنا
اور ان کے متعلق سننا چاہتی ہے۔

یہ سن کر میرے شعور میں وہ بات ابھری جو اپنشد نے کہی تھی یعنی کہ جسم
روح کے مندر میں رہتا ہے جو اسے مجسم کرتا ہے نہ کہ روح جسم میں
رہتی ہے۔

کہی گئی اور سنی گئی فیصلہ کرنے کے لئے۔ خود میرا فیصلہ میرے
لئے جو میں جانتا تھا کہ قبول کر لیا جائے گا۔ سزا یا جزا کا فیصلہ۔ لیکن فیصلہ

نہ ہوا۔ ترازو کے پلڑوں میں سے ایک کبھی ادھر جھک جاتا اور دوسرا کبھی ادھر جھک جاتا۔ اور پھر مجھے کہیں دور لے جایا گیا گھسیٹ کر۔

میں بڑی تیزی سے پرواز کرتا رہا۔ تیزی سے۔ حیرت انگیز تیزی سے۔ اور اس کا مطلب میں نے سمجھ لیا۔ یعنی یہ کہ انسان اپنی اچھائیوں اور برائیوں کا خود ہی جواب دہ ہوگا یا شاید اس تقدس کے سامنے جواب دہ ہوگا جو اس کی شہ رگ سے بھی قریب ہے۔

میں اوپر اٹھتا رہا اور اس سفر میں میرے قریب سے دوسرے لوگ گزرتے رہے۔ رابرٹسن میرے قریب سے گزرا اور اس نے مجھ سے کچھ کہا لیکن ایک ایسی زبان میں جو میرے لئے بالکل نئی تھی اور جسے میں سمجھ نہ سکا البتہ میں نے ضرور دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے وحشت غائب تھی اور اس کا پاگل پن دور ہو چکا تھا اور اب اس کے بشرے سے سکون ظاہر تھا۔ جو دوسرے لوگ میرے قریب سے گزرے وہ میرے لئے اجنبی تھے۔

دفعتہً میں ایک ایسی جگہ پہونچ گیا جہاں خیرہ کن روشنی تھی اور مجھے خیال آیا کہ میں سورج کے علاقے میں پہونچ گیا تھا حالانکہ میں گرمی اور تپش محسوس نہ کر رہا تھا۔ میں ایک چمکدار اور خوبصورت وادی میں کھڑا تھا جو جلتے ہوئے پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی۔ اس وادی میں بلند و بالا درخت تھے جو سونے کی طرح چمک رہے تھے۔ اور ان کے پھل اور پتے ایسے تھے جیسے مختلف رنگوں کی آگ کے ہوں یہ پوری جگہ حیرت انگیز طور پر روشن تھی اور ایسی تھی کہ میں اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں ایک پتھر پر بیٹھ گیا جو زمرد کی طرح چمک رہا تھا اب میں نہیں جانتا کہ چمک اس آگ یا تپش یا روشنی کی وجہ سے تھی یا اس پتھر کا رنگ ہی ایسا تھا۔ اور پھر یہ پتھر ایک چشمے کے کنارے تھا جس میں آگ بہہ

رہی تھی اور اس میں سے نغمہ کی سی آواز نکل رہی تھی ۔ میں نے جھک کر اس آتشی پانی کا چلو بھر کر پیا اور اس کا مزہ دنیا کی قیمتی سے قیمتی شراب سے بڑھ کر تھا۔

اور وہاں، اس آتشی ندی کی پھیلی ہوئی شاخوں کے سائے میں میں بیٹھ گیا اور ان پھولوں کی طرف دیکھنے لگا جو ارد گرد اگ رہے تھے اور جو لعل و زمرد کی طرح تھے اور جن سے مست کن خوشبو پھوٹ رہی تھی ۔ پرندے بھی تھے جن پر دوپٹہ نیلم و یاقوت کے تھے اور جو اس طرح نغمہ سرا تھے کہ مجھ پر وجد طاری ہو رہا تھا ۔ منظر حیرت انگیز اور ایسا تھا کہ کسی فانی انسان کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا ۔ دفعتہً مجھے احساس ہوا کہ یہ وہی مقام ہے جو جنت کے لئے خدا نے کہا ہے، جہاں کبھی رات نہیں ہوتی ۔

اور اب لوگ نمودار ہونے لگے ۔ مرد اور عورتیں اور بچے حالانکہ میں نہ دیکھ سکتا تھا کہ یہ کہاں سے آ رہے تھے ۔ یہ لوگ نہ تو پرواز کر رہے تھے اور نہ ہی چل رہے تھے بلکہ وہ میری طرف بہہ رہے تھے ۔ جس طرح بے ملاح کی کشتی بہاؤ کی طرف آپ ہی آپ بہنے لگتی ہے ۔ وہ سب کے سب حسین تھے لیکن ان کا حسن انسانوں کا سا نہ تھا حالانکہ شکل اور ساخت انسانوں کی سی تھی ۔ ان میں کوئی بوڑھا نہ تھا اور سوائے بچوں کے کوئی بچہ نہ تھا ۔ ان سب پر بھرپور جوانی کا عالم تھا ۔

اور سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ میں بے شمار لوگوں کو جانتا تھا حالانکہ اپنی زندگی میں میں نے ان میں سے زیادہ تر کو کبھی دیکھا تک نہ تھا۔ اس کے باوجود میں محسوس کر رہا تھا کہ کسی جنم میں اور کسی بھولے بسرے زمانے میں میرے تعلقات ان میں سے ہر ایک سے رہے تھے اور یہ کہ اس مقام پر میری

موجودگی یا میری کشش انہیں وہاں لے آئی تھی۔

ان لوگوں میں سے کئی ایک سے میں اچھی طرح واقف تھا حالانکہ انھیں دنیا سے رخصت ہوتے برسوں گزر چکے تھے اور ان میں سے ہر ایک سے ، مرد عورت اور بچے سے ، کسی زمانے میں مجھے ہمدردی رہی تھی یا وہ میرے دوست رہے تھے۔ ان میں ایک بھی ایسا نہ تھا جس سے میں نے نفرت کی ہو یا جس سے دوبارہ ملنے کی آرزو نہ کی ہو۔ اگر وہ بول رہے تھے تو میں ان کی آواز نہ سن رہا تھا البتہ ان کے خیالات ایک حد تک پڑھ رہا تھا بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ محسوس کر رہا تھا۔

اور جو کچھ میں محسوس کر رہا تھا اس میں سے زیادہ تر میری فہم سے بالاتر تھا یا وہ ان کی باتوں کے متعلق سوچ رہے تھے جن کے متعلق میں کچھ جانتا تھا۔

میں نے یہ بھی دیکھا کہ ان لوگوں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جس کا تعلق عالم آبِ گل سے ہو۔ دنیا اور ان کے جھمیلے ان لوگوں سے چھوٹ گئے تھے لیکن میرا تعلق اب بھی دنیا سے قائم تھا چنانچہ میرے اور ان سوچنے والوں کے درمیان ایک ان دیکھی اور گہری خلیج حائل تھی۔

اور دیکھو! ایک عورت آئی جو ستارے کی طرح چمک رہی تھی اور پھر کہیں دور سے دوسری آئی۔ جس کی آنکھیں فاختہ کی سی تھیں اور وہ بے حد خوبصورت تھی۔

اور میں ان دونوں عورتوں کو جانتا تھا۔ یہ وہی تھیں جو دنیا میں میری رہی تھیں۔ انہیں دیکھ کر میری روح میں انبساط کی سنسنی دوڑ گئی۔ یقیناً وہ مجھے پہچان لیں گی۔ یقیناً وہ مجھ سے گفتگو کریں گی۔

لیکن افسوس ایسا نہ ہوا۔ حالانکہ وہ مجھ سے ایک دو قدم کے فاصلے پر

بجا کھڑی ہوئی تھیں۔ بے شک وہ ایک دوسرے کی طرف معنی خیزی سے دیکھ کر بہت سی باتوں کے متعلق سوچ رہی تھیں۔ بلند باتوں کے متعلق اور عام باتوں کے متعلق۔ جی ہاں۔ ان چمکدار چیزوں کے متعلق بھی جو وہ پہنے ہوئے تھیں لیکن میرے متعلق نہیں۔ میں نے چاہا کہ اٹھ کر ان کے قریب جاؤں۔ لیکن ایسا نہ کر سکا۔ میں نے چاہا کہ ان سے گفتگو کروں لیکن نہ کر سکا۔ میں نے چاہا کہ اپنے خیالات ان کی طرف پھینک دوں لیکن میں ایسا بھی نہ کر سکا۔ میرے خیالات واپس میرے سر کی طرف پھینک دیے گئے جس طرح کہ بچے دیوانے کی طرف پتھر پھینکتے ہیں۔

دونوں میرے قریب ہوتے ہوئے بھی دور تھیں۔ دونوں مجھ سے الگ تھیں۔ میرے دل میں بے تابی اور حسد کی آگ بھڑک اٹھی انھوں نے اسے محسوس کر لیا کیونکہ ایک دم وہ میرے قریب سے ہٹ گئیں۔ جی ہاں میری محبت ان پر اثر انداز نہ ہوئی تھی لیکن میرا غصہ انھوں نے محسوس کر لیا تھا۔

میں اپنے دل میں تلخی لئے بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا۔ ایک شریف اور پُر وقار آدمی میں نے اسے پہچان لیا۔ یہ میرا باپ تھا۔ میرے والد اب جوان اور خوش باش تھے۔ وہ بدل گئے تھے لیکن وہ میرے والد تھے۔ اور ان کے ساتھ دوسرے لوگ تھے۔ یہ میرے بھائی تھے اور میری بہنیں تھیں جو عرصہ ہوا یہاں سے دور ایک شائستہ میں انتقال کر گئیں تھیں۔ میرے دل میں خوشی کی لہریں اٹھنے لگیں کیونکہ میں نے سوچا کہ یہ لوگ یقیناً مجھے پہچان لیں گے اور مجھے خوش آمدید کہیں گے کیونکہ یہاں جنس کے تعلقات ختم ہو چکے تھے لیکن خون کا رشتہ یقیناً موجود ہوگا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ وہ پہلے یا انھوں نے آپس میں خیالات کا تبادلہ کیا۔ میں نے ان خیالات میں سے کچھ پڑھ لئے جو میرے والد نے میرے بھائیوں اور بہن کی طرف بھیجے

تھے۔ یہ سوال تھا کہ کون سی بات یا چیز سب کو یہاں لے آئی ہے اور جیا نے اس کا جواب بھی پڑھ لیا جو یوں تھا کہ شاید اس ہستی کو خوش آمدید کہنے جو دنیا سے یہاں آرہی ہے۔ اس پر میرے والد نے جواب دیا کہ وہ نہ تو اس آنے والے کو دیکھ رہے ہیں اور نہ ہی محسوس کر رہے ہیں۔

اور پھر دوسرے ہی لمحے وہ سب کے سب جا چکے تھے اور وہ وادی اب خالی پڑی تھی اور تنہا میں اس پتھر پر بیٹھا ہوا ندامت اور افسوس کے آنسو بہا رہا تھا۔

بہت دیر تک میں اسی طرح بیٹھا رہا یہاں تک کہ میں نے ایک نئی ہستی کو اپنے قریب محسوس کیا۔ وہ دھندلی دھندلی تھی اور وحشیانہ مگر قیمتی لبادے میں ملبوس تھی۔ وہ سیدھی میری طرف آئی۔ ماہر ماتھے سے پھینکے ہوئے بھالے کی طرح اور میں نے اسے پہچان لیا۔ یہ وہ تھی جس سے میں دنیا میں واقف تھا اور جس کا نام امیلیا[1] تھا اور کمال ہے کہ اس نے مجھے پہچان لیا حالانکہ وہ میری طرف دیکھ نہ رہی تھی

" یہ اس روشن دنیا میں پاسبانِ شب آیا ہے " اس نے کہا یا خدا جانے سوچا بہرحال یہ الفاظ زدلو زبان میں مجھ تک پہونچے۔

" ہاں۔ ہاں میں جانتی ہوں" اس نے پھر کہا یا سوچا " میں جانتی ہوں کہ تم یہیں ہو۔ میں تمہاری موجودگی کو محسوس کر کے تمہیں خوش آمدید

---

[1] امیلیا کے قصے کے لئے ملاحظہ ہو ناول " وشتِ دل " مطبوعہ نسیم بکڈپو لکھنؤ۔ مترجم

کتنے بجا گی آئی ہوں۔ اور میں بندھن توڑ کر اور یہاں کے قواعد کو بالائے طاق رکھ کر بھاگ آئی ہوں حالانکہ اس کی سزا مجھے ملے گی۔ مجھے آتشیں زنجیروں سے باندھا جائے گا اور مجھ پر آتشیں کوڑے برسائے جائیں گے۔ ان لوگوں نے کس طرح تمھارا استقبال کیا جن کی تلاش میں تم یہاں آئے ہو؟ کیا ان لوگوں نے تمھیں اپنی آغوش میں لیا؟ اپنے سینے سے لگایا؟ اور تمھارا ماتھا چوما؟ یا وہ تم سے دور ہٹ گئے کہ تمھارے وجود میں اب بھی دنیا کی بو باقی ہے؟"

میں نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ انھیں پتہ ہی نہ چلا کہ میں یہاں موجود ہوں۔

"بے شک۔ انھیں پتہ نہ چلا کیونکہ ان کی محبت بے پناہ نہیں ہے لیکن مجھے، ایک گنہگار کو پتہ چل گیا۔ اور دیکھو میں اپنی اس محبت کی سزا بھگت رہی ہوں اور بھگتتی رہوں گی۔ چنانچہ بھول جاؤ ان سب کو اور میرے ساتھ حکمرانی کرنے آجاؤ کیونکہ یہاں بھی اس جگہ، جہاں مجھے رکھا گیا ہے ملکہ ہی ہوں۔"

اس سے پہلے کہ میں کوئی جواب دیتا کسی زبردست قوت نے امینا کو پکڑ کر گھسیٹ لیا یا شاید دھکیل دیا۔ بہرحال وہ چلی گئی اور جاتے جاتے کہتی گئی "فی الحال الوداع۔ لیکن یاد رکھو میکومیزن کہ تنہا امینا نے اسی روشن دنیا میں تمھیں پہچانا ہے اور تنہا امینا تمھارے استقبال کو آئی تھی۔ رات کی تنہائیوں میں مجھے یاد کرنا اے پاسبان شب اور میں تمھارے پاس آجاؤں گی۔"

وہ چلی گئی اور ایک بار پھر میں اس روشن وادی میں تنہا بیٹھا ہوا تھا

کیا مطلب تھا ان سب باتوں کا؟ میں سوچ رہا تھا۔ اور ہر ایک مجھے کیوں بھول گیا تھا سوائے اس حبشی عورت کے جس کا نام مینا تھا اور اسے مجھے تلاش کرنے کی وہ قوت کیوں دے دی گئی تھی جو دوسروں کو، حتیٰ کہ میرے باپ کو بھی نہ دی گئی؟ بہر حال اس کا جواب خود بابینا دے چکی تھی۔ وہ گنہگار تھی۔ اور اب بھی اس کے دل میں دنیوی محبت تھی لیکن دوسروں کے ساتھ معاملہ اس کے برعکس تھا۔ ہائے۔ صاف بات تھی کہ عالم بالا میں کوئی کسی کا نہ تھا البتہ وہ ہستی سب کی تھی جسے خدا کہتے ہیں۔

میں یوں ہی بیٹھا ہوا تھا اور یہ بھی سوچ رہا تھا کہ چشمہ میں ایک چھپاکا سا ہوا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا

ایک کتا چشمہ میں کود پڑا تھا اور تیرتا ہوا میری طرف آرہا تھا۔ میں نے اسے فوراً پہچان لیا — میرے خدا! یہ میرا وہی پیارا کتا تھا جو دنیا میں میرا دوست رہا تھا اور برسوں پہلے ایک بھینسے کے شکار کے وقت میں گھوڑے پر سے گر پڑا تھا تو میرا یہ وفادار کتا بیچ میں آگیا تھا اور بھینسے نے اپنے سینگوں سے اسے رگید دیا تھا اور اس طرح اس نے مر کر میری جان بچائی تھی۔

وہ آتشی چشمے میں سے نکل کر کنارے پر آگیا اس پتھر کی طرف بھاگ کر آیا جس پر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اب وہ اکڑ کر ادھر "کوں کوں" کر کے ہوا سونگھنے لگا۔

آخر کار اس نے مجھے دیکھ لیا یا دراصل میری موجودگی کو محسوس کر لیا کیونکہ وہ ایکدم سے اپنے پچھلے پنجوں پر کھڑا ہوگیا اور دم ہلا ہلا کر خوشی سے بھونکنے لگا مگر میں اس کی آواز نہ سن سکتا تھا۔ اور اب میں اس کی وفاداری پر رو پڑا اور آگے کی طرف جھکا کہ اسے سینے سے لگا کر اسے چوم لوں۔ لیکن

میں ایسا نہ کر سکا کیونکہ پوری طرح وہ کتاب بھی اس روشن میں ایک سایہ ہی تھا۔

اور پھر وہ سارا منظر مختلف رنگوں کے شعلوں میں تحلیل ہو گیا اور میں گھپ اندھیرے غار میں تھا

یقیناً ایشہ مجھ سے کچھ کہہ رہی تھی۔ کیا کہہ رہی تھی؟ کیا کہہ رہی تھی؟ میں اس کے الفاظ تو سمجھ نہ سکا۔ شاید سن بھی نہ سکا لیکن اس کی ہنسی ضرور سن رہا تھا اور سمجھ رہا تھا کہ اپنی عادت کے مطابق وہ میرا مذاق اڑا رہی تھی میرے پپوٹے بوجھل ہو کر جھک گئے تھے جیسے مجھے نیند آ رہی ہو۔ آنکھیں کھولنا مشکل تھا۔

آخر کار میری آنکھیں کھل گئیں اور میں نے دیکھا کہ ایشہ سامنے کوچ پر بیٹھی ہوئی تھی اور — میں نے حیرت سے دیکھا — بے نقاب تھی میں نے اسلوپوگاس اور ہنیس کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھا لیکن وہ جا چکے تھے۔ اور یہ مجھے پہلے ہی سمجھ لینا چاہئے تھا کیونکہ اگر وہ موجود ہوتے تو ایشہ اپنے چہرے کو بے نقاب نہ کرتی۔ ایشہ مجھے مخاطب کر کے کہہ رہی تھی۔

الین! تم اپنے سفر سے واپس آ گئے ہو اور تم نے وہاں جو کچھ دیکھا ہے۔ اب وہ تم مجھے بتاؤ گے۔ لیکن تمہارے بشرے کے جذبات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیائے آب و گل میں واپس آ کر تم خوشی محسوس کر رہے ہو۔ روحوں کی دنیا شاید تمہیں پسند نہیں آئی۔ خیر۔ میرے قریب آ کر بیٹھو اور

بتاؤ کہ تم نے کیا دیکھا۔

- "میرے دوسرے ساتھی کہاں ہیں؟" میں نے اس کے حکم کی تعمیل میں
آہستہ سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ میرا سر گھوم رہا تھا اور میں نقاہت
محسوس کر رہا تھا۔

- چلے گئے ایلین کیونکہ میرے خیال میں انھوں نے شاید بہت سے بھوت
دیکھ لئے ہیں۔ لو۔ یہ جام پی کر پھر مرد بن جاؤ
میرے نام کا جام پیو کیونکہ میں وہ ہوں جو ایسی قوتوں کی مالک
ہوں کہ تمہیں نہ صرف اس عالم میں پہنچا دیا۔ جہاں کسی انسان کے قدم نہیں
پہونچے اور پھر تمہیں وہاں سے صحیح سلامت واپس بھی لے آئی" اور اس نے
ایک عجیب ساخت کا پیالہ اپنے قریب کی تپائی پر سے اٹھا کر میری طرف بڑھا دیا
میں ایک ہی سانس میں پیالہ خالی کر گیا اور یہ تک نہ سوچا کہ اس
پیالے میں کیا تھا؟ شراب یا زہر؟ اس پیالے میں کچھ بھی ہو۔ بہرحال
یہ حقیقت ہے کہ میری رگوں میں آگ سی دوڑ گئی اور میری ہمت اور زندگی
کی خوشگواری عود کر آئی۔

میں چبوترے پر چڑھ کر کوچ پر بیٹھ گیا اور اب میں ایشہ کے بہت
قریب اور روبرو تھا۔ اور چونکہ وہ خود میری طرف دیکھ رہی تھی اس لئے
میں اس کا بے نقاب چہرہ بخوبی دیکھ سکتا تھا ایک لمحہ تک وہ خاموشی سے
مجھے سر سے پیر تک دیکھتی رہی اور بس مسکراتی رہی شاید وہ اس شراب
کے اثر کی منتظر تھی جو اس نے مجھے پلائی تھی

- اچھا ایلین! اب بتاؤ کہ تم نے کیا دیکھا؟ اس نے پوچھا۔
چنانچہ میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور اپنے "دوسری دنیا کے سفر کی

تفصیلات بے کم وکاست بیان کر دی کیونکہ ایشہ میں یہ عجب طاقت تھی کہ وہ مجھ سے حقیقت اگلوا رہی تھی۔

"ہم۔ تمھارے خواب میں حقیقت ہے" وہ بولی "اور ایک سبق بھی"

"تو وہ سب خواب تھا؟" میں نے پوچھا۔

"ایلن! ہر بات اور ہر چیز، حتیٰ کہ زندگی بھی کیا ایک خواب نہیں ہے؟

پھر تم نے جو کچھ دیکھا وہ خواب کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟"

"لیکن اگر وہ خواب ہی تھا تو پھر حقیقت کیا ہے اور سبق کیا ہے؟"

"تمھارے پہلے سوال کا جواب دیا جا چکا ہے۔ اب اگر اس سے تم مطمئن نہیں ہو تو یہ میرا قصور نہیں ہے کیونکہ میں نہ تو فلسفی ہوں اور نہ ہی تعبیر بتانے میں ماہر ہوں"

"تو پھر حقیقت کیا ہے اور وہ سبق کیا ہے جس کا تم نے ذکر کیا ہے؟" میں نے ضدی بچے کی طرح پوچھا کیونکہ میں نے جو کچھ دیکھا تھا اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے بے تاب تھا اور اس بات کو برداشت نہ کر سکتا تھا کہ ایشہ مجھے بہلا پھسلا کر اور صاف بچ کر نکل جائے۔

"تم نے کہا ہے ایلن کہ اپنے خواب میں تم نے خود اپنے آپ کو تخت پر بیٹھا اور خود تم اپنے سامنے جزا و سزا کا فیصلہ سننے کے لئے مجرموں کی طرح کھڑے ہوئے تھے اور یہ ہے وہ حقیقت جس کا ذکر میں نے کیا ہے۔ یعنی خود انسان اپنے بھلے برے کا منصف ہے۔ اب یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم جیسے بے عقل اور مشکوک طبیعت والے کے سامنے یہ حقیقت کس طرح آشکار ہو گئی کیونکہ تنہا میں اس حقیقت سے آگاہ ہوں۔

دیکھو ایلن! ہر انسان خود اپنے نفس کی پرستش کیا کرتا ہے اس کے

باوجود اس بات سے بے خبر ہوتا ہے کہ اس کا خدا خود اس کے وجود میں موجود ہے۔ انسان بدلتا رہتا ہے۔ بنتا ہے اور بگڑتا ہے، اچھا بنتا ہے اور برا بنتا ہے لیکن اس میں خدا اپنے اصلی روپ میں ہی موجود رہتا ہے۔ چنانچہ جان لو ایلن کہ خدا ہر چیز میں ہے اور ہر چیز خدا میں ہے۔"

الیشہ کی باتیں الجھن میں ڈالنے والی اور پریشان کن تھیں چنانچہ میں نے پوچھا:۔

"تو یہ حقیقت ہے لیکن سبق کیا ہے؟"

"سبق وہ ہے ایلن جس کی تم تبلیغ کیا کرتے ہو۔ انکساری۔ تم ایک حقیر اور بیوقوف انسان ہو اس کے باوجود تم نے اس دنیا میں جانے کی خواہش کی جہاں کوئی جیتے جی تو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ تم یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہ لوگ، جنہوں نے تم سے یا تم نے جن سے اس دنیا میں محبت کی تھی، کہیں اور زندہ ہیں کہ نہیں۔ تم نے تو یہی کہا تھا لیکن حقیقت میں تم معلوم یہ کرنا چاہتے تھے کہ وہ تمہارے لئے تنہا تمہارے لئے ہی زندہ تھے اور تمہارا ہی انتظار کر رہے ہیں۔ کیونکہ تم نے اپنی بیوقوفی سے یہ سمجھ لیا تھا کہ ان مرنے والوں کی روحیں دوسری دنیا میں سوائے اس کے کچھ اور نہیں کر رہیں کہ تمہاری یاد کی آگ میں جل رہی ہیں۔"

"نہیں" میں نے چیخ کر کہا۔ "میں نے ایسا کبھی نہیں سوچا"

"تو پھر میں نے تمہارے متعلق غلط اندازہ لگایا تھا جس کی میں معافی چاہتی ہوں۔ اور تم شاید کہنا یہ چاہتی ہو کہ وہ لوگ جو مر کر دوسری دنیا میں چلے جاتے ہیں ان کا تعلق اس دنیا اور دنیا والوں سے منقطع ہو جاتا ہے اور وہ اس دنیا میں موجود اپنے عزیزوں کو کبھی یاد نہیں کرتے۔"

"بالکل یہی بات ہے ایلن۔"

"اس کے باوجود ایک ہستی ایسی ہے جو دوسری دنیا میں بھی تمہیں نہیں بھولی" میں نے کہا۔ "ایک عورت اور ہاں۔ ایک کتا بھی۔"

"آ۔ ہاں۔ لیکن وہ گنہگار تھی اور اس دنیا سے اپنے گناہوں کی بنا وجہ سے رخصت ہوئی۔ (یہ الیشہ کو کیسے معلوم ہوا میں نہیں جانتا۔ کم سے کم میں نے تو اس سے اینا کی کہانی نہیں کہی تھی)۔ وہ بہرحال گنہگار ہے چنانچہ تمہارا وہ آخری بوسہ نہیں بھولی ہے جو تم نے اس کے ہونٹوں پر ثبت کر دیا تھا بخیک وہ تم سے محبت کرتی تھی لیکن تم چونکہ سفید فام ہو اس لئے تمہارا تعصب آڑے آیا اور تم اسے اپنی بنانے سے احتراز کرتے رہے نتیجہ ہوا کہ وہ تمہاری وجہ سے ان گناہوں کی دلدل میں زیادہ سے زیادہ گہری اترتی چلی گئی جن کی سزا وہ دوسری دنیا میں بھگت رہی ہے اور تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ وہ کتا۔ تو بے شک اس نے تمہیں پہچان لیا اور تمہاری طرف دوڑ آیا۔ تو یہ تمہارے لئے ایک ناقابل فراموش سبق ایلن۔ کتے انسانوں سے زیادہ مخلص اور وفادار ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہ ہے تمہارا سبق۔ انکساری کام لو غرور نہ کرو اور اپنے غرور میں یہ نہ سمجھ لو کہ عورت کا جسم اور روح بھی تمہارے قبضے میں ہے اور رہے گی۔ یاد رکھو کہ اس دنیا میں عورت تم سے مہربانی سے پیش آ سکتی ہے اور تم سے محبت کر سکتی ہے لیکن دوسری دنیا میں نہیں۔ وہاں وہ نئے رشتے جوڑ لیتی ہے، نئے بندھنوں میں بندھ جاتی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے غصے میں آ کر ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھتے ہوئے کہا "مجھے جو سبق ملنا تھا مل گیا چنانچہ اب میں اجازت چاہوں گا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ جب یہ سبق یا اس سے برا سبق حاصل کرنے کا تمہارا وقت آئے گا اور

میرا دل کہتا ہے کہ ضرور آئے گا تو اس وقت تم خود آنا اپنے یہ الفاظ یاد کرنا جو تم نے مجھ سے کہے ہیں۔

بائیسواں باب

اَلوِدَاع

یہ بددعا تھی جو میرے منہ سے بے اختیار نکل گئی۔ شاید اس لئے کہ میں غصے میں تھا! شاید ایسی کوئی پیشگوئی ربز ونے مرتے وقت کی تھی جو مجھے یاد آگئی تھی یا شاید یہ بات تھی کہ میں نے الیشہ کے برے اور عبرتناک انجام کو محسوس کر لیا تھا۔

وجہ کچھ بھی ہو بہرحال یہ حقیقت ہے کہ میرا اس بددعا یا پیشگوئی کا حیرت انگیز اثر ہوا۔ الیشہ کے چہرے کا رنگ ایک دم سے اڑ گیا اس پر خوف کی زردی چھا گئی، اس کے رخساروں پر اندھیرے سائے سے رینگ آئے، اس کی خوبصورت آنکھوں کی چمک ماند پڑ گئی اور وہ ایک دم سے سکڑ سی گئیں ایک لمحے کے لئے خوبصورت الیشہ بوڑھی! بے حد بوڑھی عورت میں تبدیل ہو گئی اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ وہ رو پڑی۔ بڑے بڑے آنسو اس کے سفید لبادے پر ٹپ ٹپ گرنے لگے اور میں کانپ گیا۔

"کیا ہوا؟ الیشہ! کیا ہوا؟" میں نے گھبرا کر پوچھا۔

"کچھ نہیں ایمن" وہ بولی "سوائے اس کے کچھ نہیں ہوا کہ تم نے مجھے بددعا دی ہے۔ حالانکہ میں نے تم سے دشمنی نہیں دوستی کی ہے۔ بہت بری بات کہی ہے تم نے ایمن کیونکہ تم نے غصے اور جھنجھلاہٹ میں جو الفاظ کہے ہیں وہ تیر کی طرح میرے دل میں اتر گئے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ الفاظ کاتب تقدیر

نے تمھاری زبان سے کہلوائے ہیں چنانچہ مجھے خوف ہے کہ میرا انجام [illegible]
وہ خاموش ہو گئی۔ میں بھی خاموش رہا کیونکہ سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ میں
کیا کہوں۔

"ایلین :- اس نے پھر کہنا شروع کیا- کوئی ایسی زرہ نہیں ہے اور کوئی
ایسا سحر نہیں ہے۔ مقدر کے بھالے کو موثر کر بے اثر کر دے۔ تقدیر کا
لکھا ہو کر رہتا ہے چنانچہ جب میں نے تمھارے یہ الفاظ سنے تو جانے کیوں مجھے
یقین ہو گیا کہ جو کچھ تم نے کہا وہ در اصل میرا مقدر ہے۔ رزدکی مثال میرے
سامنے ہے جو اپنے آپ کو لافانی سمجھتا تھا۔ لیکن اسلوپوگاس کے کلہاڑے
سے مارا گیا اور آج رات اس کی لاش کو لومڑیاں اور گیدڑ نوچ رہے ہیں
اس کے علاوہ مجھے ۔اپ دیا گیا ہے کیونکہ میں نے اس شخص کو دیوتاؤں سے
چھین لیا تھا جو دیوتاؤں کے لئے وقف تھا چنانچہ میں نہیں جانتی کہ دیوتاؤں
کا غضب کب اور کہاں مجھ پر نازل ہو گا۔ اور اس غضب کی ابتدا تو ہو
چکی ہے کہ میں اس دور افتادہ خطے میں اور ان وحشیوں میں تنہا
اکیلی اور بے یار و مددگار رہ رہی ہوں اور نہیں جانتی
کہ اس غضب کی انتہا کیا ہو گی اور میرا انجام کیا ہو گا۔"

اور وہ بلک بلک کر رونے لگی اور اب پہلی دفعہ مجھے احساس ہوا کہ
زبردست قوتوں کی مالک، یہ پراسرار ہستی دنیا کی سب سے زیادہ دکھی عورت
تھی۔ تنہائی اسے کھائے جا رہی تھی۔ زندگی کی مسرتیں اسے میسر نہ تھیں
حالانکہ اس نے ہمیشہ جوان اور زندہ رہنے کا راز پا لیا تھا (حالانکہ اس
کے اس دعوے میں بھی مجھے یقین نہ تھا) چنانچہ اسے حسن اور زندگی تو دی گئی
تھی لیکن زندگی کی ساری خوشیوں سے محروم کر دیا گیا تھا۔

اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور وہ ہچکیاں لے رہی تھی اور جب وہ یوں رو رہی تھی تو آہستہ آہستہ اس کا حسن اور جوانی، جو گھڑی بھر کے لئے رخصت ہو گئی تھی، واپس آ رہی تھی جس طرح کہ اندھیرے آسمان پر رفتہ رفتہ روشنی پھیلنے لگتی ہے ۔ ہائے ۔ اس کے کالے بال کھلے تھے اور چند لٹیں اس کے سفید ماتھے پر ناگنوں کی طرح لہرا رہی تھیں اور اس عالم میں وہ دل لوٹ لینے والی معلوم ہو رہی تھی ۔ میرا دل ایک دم سے پگھل گیا مجھے کچھ یاد نہ رہا سوائے اس کے حسن کے ۔

"خدا کے لئے الشبہ رو نہیں، میں نے کہا، تمہیں روتا دیکھ کر مجھے تکلیف ہوتی ہے اور اگر میں نے تمہیں دکھ پہنچایا ہے تو میں معافی چاہتا ہوں "

لیکن اس نے اپنے کالے چمکدار بال اپنے چہرے پر ڈال لئے اور اپنے بالوں کی اس نقاب کے پیچھے روتی رہی ۔

"الشبہ" میں نے کہا، "تم نے مجھ سے بڑی سخت باتیں کہی ہیں اور مجھے اپنے طنز کا ہدف بنایا ہے چنانچہ اگر میں جواب میں سخت بات کہہ گیا تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں "

"اور تم اسی قابل تھے ایلین" اس نے اپنے ریشمی اور معطر بالوں کی نقاب کے پیچھے سے آہستہ سے کہا ۔

"کیوں؟" میں نے پوچھا ۔

"اس لئے کہ تم شروع سے ہی مجھے چیلنج کرتے رہے ہو ۔

"کس طرح؟"

"اس طرح ایلین کہ تم نے اپنی ہر بات اور ہر حرکت سے یہ ثابت کر دیا کہ تم مجھے جھوٹی سمجھتے ہو اور اس قابل نہیں سمجھتے کہ مجھ سے ہمدردی کرو، مجھے

رحم کی نظر سے اور اس نظر سے بھی دیکھو جس نظر سے میرے زمانے میں مرد میری طرف دیکھا کرتے تھے۔ ایلین! تمھارا سلوک میرے ساتھ بڑا سخت رہا ہے اور شاید اسی لئے — میں یقین سے نہیں کہہ سکتی — میں نے تمھارے خلاف وہ ہتھیار استعمال کئے جو عورتوں کا خاصہ ہیں لیکن یقین کرو ایلین میں نے شروع سے تمھاری پسند کیا ہے:

اور وہ پھر رونے اور شدتِ غم سے آگے پیچھے جھومنے لگی۔

اب میں برداشت نہ کرسکا۔ یہ جانے بغیر کہ میں کیا کر رہا ہوں اسے تسلی دینے کے لئے میں اس کا ایک مرمریں ہاتھ تھپتھپانے لگا لیکن اس کا کچھ اثر نہ ہوا تو میں نے وہ ہاتھ چوم لیا اور اس نے نہ تو اس کا برا منایا اور نہ ہی ہاتھ واپس کھینچا۔ دفعتہً مجھے کچھ یاد آگیا اور میں نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

اس نے جھٹک کر اپنے کالے بال چہرے پر سے ہٹائے، اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے میری طرف اور پھر اپنے ہاتھ کی طرف دیکھ کر بے حد نرم آواز میں پوچھا۔

"کیا بات ہے ایلین؟"

"کچھ نہیں" میں نے جواب دیا" مجھے صرف وہ کہانی یاد آگئی جو تم نے تالی ترلیطا نامی ایک نوجوان کے متعلق سنائی تھی"

اس کے خوبصورت ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"تالی ترلیطا کا یہاں کیا ذکر؟ میرے لئے اپنے گناہوں کی کیا یہ سزا کافی نہیں ہے کہ میں اپنے سینے میں ایک طوفانی طلب، آنکھوں میں آنسو لئے اور تنہائی کا بوجھ برداشت کئے تھکا دینے والی صدیوں سے اس کا انتظار کر رہی ہوں ہائے وہ مجھ سے بہت دور ہے اس کے باوجود میں اس کے بندھنوں میں بندھی ہوئی ہوں اور یہی میرا سب سے برا المیہ ہے۔ بتاؤ ایلین! تم جہاں گئے تھے وہاں تم

نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا۔ "تم بدلے نہیں ہو۔ تم ویسے ہی ہو جیسے کہ پہلے
تھے۔ ہو سکتا ہے کہ تمھاری روح بدل گئی ہو لیکن اسے کون دیکھ سکتا ہے؟
ایلن! یاد رکھو میں تم سے خفا نہیں ہوں۔ ہاں۔ اگر تم نے مجھے قتل کرنے
کی کوشش نہ کی ہوتی تو میں تمہیں دنیا کا بدترین انسان سمجھتی۔ چنانچہ اس بات
کو ذہن سے ختم کرو اور بھول جاؤ ۔۔۔ اگر یاد رکھ سکتے ہو تو یاد رکھو۔ میری
طرف سے اجازت ہے۔ رہا تالی تربیط کا واقعہ ۔۔۔ تو اس کے متعلق میں
کیا کہوں؟ تم خود دوسری دنیا میں جا کر دیکھ چکے ہو کہ وہ سب بھول چکے
ہیں جو تم سے اس دنیا میں محبت کرتے تھے۔ تالی تربیط بھی مجھے اس وقت تک
بھولا رہے گا جب تک کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آجاتا۔ لیکن میں
اسے نہیں بھولی ہوں۔ تم میری طرف کیوں مائل ہو گئے؟ کیا اس لئے کہ
تم نے دیکھ لیا کہ تمھارے چاہنے والے دوسری دنیا میں جا کر بے وفا بن گئے
اگر ایسا ہی ہے تو ایلن یہ تمھارے لئے بڑے شرم کی بات ہے اور تمہیں
بھی وفاداری کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے۔"

وہ خاموش ہو گئی اور میرے جواب کا انتظار کرنے لگی۔

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ جواب دے ہی نہ سکا کیونکہ میں خجل تھا اور
پریشان بھی۔

"ایلن!" اس نے پھر کہنا شروع کیا۔ "تم سمجھتے ہو کہ میں نے تمھارے
لئے جال بچھایا اور تمہیں اس میں پھانس لیا ہے۔ اور تمھارا یہ خیال غلط نہیں
ہے۔ اور اس میں تمھارے لئے ایک سبق ہے۔ یاد رکھو ایلن کہ کسی بھی عورت
کو خصوصاً جب وہ حسین اور جوان ہو چیلنج نہ کرنا چاہئے کیونکہ تم نے ایسا کیا
تو وہ تم سے زیادہ طاقتور ثابت ہوگی اور تم سے ناک رگڑوا دے گی کیونکہ

قدرت نے خود اپنے مقصد کے لئے عورت کو ایسا ہی بنایا ہے۔ میں نے اپنے آنسوؤں سے جو کچھ کیا ہے وہ خود تمہارے بھلے کے لئے کیا ہے اور تم تو جانتے ہی ہو کہ آنسو عورت کا سب سے زیادہ قدیم اور کامیاب حربہ ہے"

ایک بار پھر میں غصے کے عالم میں اٹھ کھڑا ہوا اور انگریزی کے وہ الفاظ میرے منہ سے نکل گئے جو ایسے موقع پر نکل جایا کرتے ہیں لیکن شکر ہے کہ الیشہ میرے ان الفاظ کا مطلب نہ سمجھ سکی۔ ایک بار پھر الیشہ نے مجھے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔

"ٹھہرو ایلین!" اس نے کہا۔ "ہرچند کہ وہ جذبہ، جس نے لمحہ بھر کے لئے مجھے تمہاری محبوبہ بنا دیا تھا، ہوا کے جھونکے کی طرح آکر گزر گیا ہے لیکن اب بھی وہ کام باقی رہ گیا ہے جو ہم دونوں کو مل کر کرنا ہے۔ تم اتنے خود غرض ہو کہ تمہیں اپنے کام کی اجرت مل گئی تو تم اس بوڑھے ساحر کو بھول گئے جس نے تمہیں کور میں اور میرے پاس بھیجا ہے۔ سچ ہی کیوں نہ کہہ دوں کہ ابھی ایک گھنٹے پہلے ہی اس نے مجھے یاد دہانی کرائی تھی"

الیشہ کی اس عجیب اور ناقابل یقین بات نے مجھے چونکا دیا اور میں حیرت سے اس کی صورت تکنے لگا۔

"ایک بار پھر تم مجھے جھوٹی سمجھ رہے ہو" اس نے فرش پر پیر مار کر کہا "اگر پھر تم نے ایسا کیا تو میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں تمہیں اپنے قدموں میں گرا دوں گی اور تم میرے سامنے رو رو کر اپنی محبت کا اظہار کرو گے۔ ہاں اس عورت کے سامنے جو کسی صورت میں تمہاری نہیں بن سکتی کیونکہ وہ دوسرے کی ہو چکی ہے اور پھر جب تک زندہ رہو گے، میرے لئے تڑپتے رہو گے اور تم جانو یہ بہت بڑی سزا ہو گی"

"خدا کے لئے ۔۔ نہیں" میں نے کانپ کر جلدی سے کہا۔ "یقین کرو تم نے جو کچھ کہا ہے، کہہ رہی ہو اور جو کچھ کہو گی میں اس کے ایک ایک لفظ پر یقین کرتا ہوں۔"

"یہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ بہرحال جہاں تم نے اتنے بہت سے جھوٹ بولے ہیں، ہاں مزید جھوٹ سے کیا فرق پڑ جائے گا!"

"ہاں واقعی۔ کیا فرق پڑ جائے گا" میں نے کہا۔ "زکالی کا پیغام سے مجھے یاد دلایا گیا ہے ۔۔ ہاں۔ ٹھیک ہے ۔۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ وہ اپنے ایک خاص مقصد میں کامیاب ہوگا یا نہیں۔ اس کی تفصیلات سے، اس نے بتایا ہے، تم واقف ہو چنانچہ بیان کرو ایلین۔"

چنانچہ دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کرکے کہ موضوع بدل گیا ہے اور میں الیشہ کی دھمکیوں سے بچ گیا ہوں میں نے اونو قوم کے شاہی گھرانے سے زکالی کے جھگڑے کی کہانی شروع سے آخر تک بیان کردی۔ الیشہ خاموش اور غور سے سنتی رہی۔

"تو اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ وہ فاتح ہوگا یا مفتوح" جب میں خاموش ہوا تو وہ بولی۔ "اور اسی لئے اس نے ۔۔ تمہیں اس سفر پر بھیجا ہے۔ کم سے کم اس کا تو یہی خیال ہے کہ اس نے تمہیں اس سفر پر بھیجا ہے۔ تم جانو ایلین زکالی اور شاہی گھرانوں سے نہ تو میرا کوئی واسطہ ہے اور نہ ہی مجھے اس سے کوئی واسطہ ہے۔ البتہ تمہاری خاطر میں اس کے اس سوال کا جواب دوں گی اور اس لئے بھی کہ زکالی نے اس کہانے والے کو یہاں بھیجا ہے جس کے ہاتھوں ریزو کی موت مقدر ہو چکی تھی۔ ایلین! وہ پیالہ میرے سامنے رکھ دو" اور اس نے سنگ مرمر کی اس تپائی کی طرف

اشارہ کیا جس پر ایک پیالہ رکھا ہوا تھا اور جو نصف کے قریب پانی سے بھرا ہوا تھا۔ "اور تم خود میرے قریب بیٹھ جاؤ! اس پیالے میں دیکھو اور جو کچھ نظر آئے بیان کرتے جاؤ۔"

میں نے اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے پیالے پر سر جھکا دیا اور اس میں بھرے ہوئے پانی میں جھانکنے لگا۔ میرا انداز بالکل اس شخص کا سا تھا جو حجام کے سامنے شامپو کروانے کے لئے سر جھکائے بیٹھا ہو۔

"حماقت ہے سراسر" میرے دماغ میں حجام اور شامپو کی تشبیہ آئی تو میں نے کہا۔ "مجھے کرنا کیا ہے؟ اس پانی میں تو مجھے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔"

"پھر دیکھو" الیشہ نے کہا۔

اور فوراً ہی پانی ایسا ہو گیا جیسے دھند ہو اور پھر اس کی سطح پر ایک تصویر ابھر آئی۔ اب میرے سامنے ایک جھونپڑی کا اندرونی حصہ تھا جھونپڑی ایسی ہی تھی جیسی کہ کافروں کی ہوتی ہے اس میں ایک موم بتی تھی جو ایک بوتل کے منہ میں پھنسی ہوئی تھی۔ روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ دروازے کے بائیں طرف ایک چارپائی تھی جس پر ایک بوڑھا لیٹا ہوا تھا۔ وہ مر رہا تھا۔ میں نے اسے حیرت سے فوراً پہچان لیا۔ یہ بیمار شخص کوئی اور نہیں بلکہ زولوؤں کا بادشاہ کونڈالیو تھا۔ چارپائی کے پائینتی ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا تھا۔ میں نے حیرت سے دیکھا کہ یہ میں خود تھا اور میری عمر بھی کئی برس زیادہ تھی۔ ایک تیسرا شخص مرتے ہوئے کونڈالیو پر جھکا اس کے کان میں کچھ کہہ رہا تھا۔ یہ بدبخت بونا زیکالی تھا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے اور وہ مرتے ہوئے اور سہمے ہوئے کونڈالیو کو گھور رہا تھا۔ یہ بالکل وہی منظر تھا جو کئی سال بعد میں پیش آیا اور جس کی

کچھ زیادہ پسند نہیں آیا۔ بہرحال اطمینان رکھو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یقین کرو ایلین۔ اس دنیا میں انسان کے لئے کوئی سکھ اور خوشی نہیں ہے۔ الا یہ کہ وہ اس دنیا میں چلا جائے جہاں نہ آرزوئیں ہوتی ہیں اور نہ خواہشیں:

"گوتم بدھ کا یہی کہنا تھا" میں نے کہا۔

اس دانا و بینا شخص کے نظریات مجھے اچھی طرح سے یاد ہیں۔ اس نے حقیقت کی کنجی حاصل کر لی تھی۔

اور پھر اس نے گوتم بدھ کے ذاتی حالات یوں بیان کئے جیسے وہ خود اس کے زمانے میں موجود رہی ہو اور اس کے مذہب اور مرداں کے نظریہ کو ایسی تفصیل سے بیان کیا کہ میں حیران رہ گیا اور سوچنے لگا کہ یہ عورت جو افریقہ کے اس دور افتادہ علاقے میں پڑی ہوئی تھی، حقیقت میں کون تھی؟ کیا تھی اس کی داستان حیات؟ اتنا بہت سا اور صحیح علم اس نے کہاں سے حاصل کیا تھا کہ وہ نہ صرف فلسفہ بلکہ مذاہب عالم اور روحانیت پر بھی نہایت صحیح گفتگو کر سکتی تھی؟ غالباً اس نے میرے خیالات پڑھ لئے کیونکہ اب جو اس نے کہا وہ ایک طرح سے میرے ان سوالات کا جواب ہی تھا۔

اپنی نظریں اٹھا کر وہ چند ثانیوں تک میرا جائزہ لیتی رہی اور پھر کہا۔

"میرے دوست! اب ہم ایک دوسرے سے رخصت ہو رہے ہیں اور اب اس دنیا میں ہماری ملاقات کبھی نہ ہوگی۔ تم اپنی اس زندگی میں اکثر میرے متعلق سوچتے رہو گے کہ حقیقت میں میں کیا ہوں اور آخر میں شاید تم یہ فیصلہ کرو گے کہ الیشہ ایک تنومند سی لیکن حسین عورت تھی جو مہذب دنیا

کوئی جرم کر کے بھاگی تھی یا شاید جسے قبیلے نے اپنے درمیان سے نکال دیا تھا
چنانچہ آوارہ گردی کرتی ہوئی کوہ میں آ پہنچ گئی اور یہاں وحشیوں کو اقوی نکر
ان کی دیوی بن بیٹھی۔ ایلین اور دیوی کا کردار تو میں نے مہذب دنیا میں بھی
ادا کیا ہے لیکن تم اتنی دور تک سوچ نہ سکو گے۔

- ایلین! قدیم زمانے میں ان ملاحوں نے، جنہوں نے شمالی سمندروں
میں سفر کیا تھا، مجھے بتایا تھا کہ وہاں دھند اور طوفانوں میں برف کے
پہاڑ تیرتے رہتے ہیں۔ انھوں نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ اکثر پہاڑوں کی
چوٹیاں اتنی بلند ہوتی ہیں کہ اندھیرے میں گم رہتی ہیں کیونکہ وہاں سورج
نہیں چمکتا لیکن کچھ پہاڑ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی چوٹیاں، صرف چوٹیاں
سطح آب پر دکھائی دیتی ہیں نہیں دیکھ کر جہاز والے دھوکا کھا جاتے ہیں حالانکہ
وہ پورے کے پورے پہاڑ بلکہ جزیرے ہی کیوں، جن کی چوٹیاں سطح آب پر
ہوتی ہیں۔ زیر آب میلوں تک پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔

- ایلین! میں سمندر میں تیرتے ہوئے برف کے ان پہاڑوں کی طرح ہوں
کہ تم میری صرف ایک اور ذرا سی چوٹی دیکھ رہے ہو لیکن میرا اصل روپ
اور میری اصل بنیاد جسے وقت کے دھارے نے تراشا ہے تمھاری نظر سے
پوشیدہ ہے اور اسی میں میری روح ہے چنانچہ مجھے بظاہر تو ایک حسین
اور جوان عورت ہی سمجھ لو اور اس کا یقین بھی کر لو لیکن میری روح کی فضاء
کو نہ تو تم پا سکتے ہو اور نہ ہی اسے سمجھ سکتے ہو چنانچہ دعا کرتے رہو کہ آئندہ
کبھی تمھیں میری اصلیت کو اور میری روح کو سمجھنے
کا موقع مل جائے۔

- اگر تم ایسے نہ ہوتے جیسے کہ ہو تو شاید میں تمہیں اپنی اصلیت اور

چنانچہ روپ دکھایا ہوتا۔ اور تمہیں وہ باتیں بھی بتائی ہوتیں جن کے متعلق تم کچھ نہیں جانتے اور تمہیں ہر دم جوان رہنے کا راز بھی بتا دیا ہوتا۔ لیکن ان لوگوں کے پاس دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے جو معبد میں جاتے ہیں۔ پُرخلوص عبادت اور مستحکم اعتقاد۔ کیونکہ اس کے بغیر تم اپنے معبود کو پہچان بھی نہیں سکتے۔

"اچھا۔ اب یوں سمجھو کہ میں ایشتا معبود ہوں۔ لیکن تم نے میری پرستش اس وقت تک نہ کی جب تک کہ میں نے عورتوں کا کارگر حربہ استعمال نہ کیا۔ یا اعتقاد کو اس کے متعلق یہ ہے کہ تم مجھے عیار اور جھوٹی سمجھتے ہو۔ چنانچہ تم مجھ سے کچھ معلوم نہ کر سکے ہو اور نہ کر سکو گے لیکن اس میں قصور تمہارا نہیں ہے کیونکہ دنیا کے نشیب و فراز اور تجربات نے تمہیں ایسا بنا دیا ہے۔

"چنانچہ یوں ہم ایک دوسرے سے رخصت ہو رہے ہیں یہ نہ سمجھنا کہ میں تم سے دور ہوں گی۔ نہیں۔ میں ہمیشہ تمہارے قریب رہوں گی حالانکہ تم مجھے دیکھ نہ سکو گے۔ میں ایک نہیں بلکہ "بہت" ہوں۔ ایزیس کی طرح میرے مختلف روپ ہیں چنانچہ میں یہاں بھی ہوں اور ہر جگہ بھی ہوں۔ جب تم رات کے وقت تاروں بھرے آسمان کی طرف نظر کرو تو یاد رکھنا کہ تارے میری آنکھیں ہیں جو تمہیں دیکھ رہی ہیں جب شام کی ہوا تمہارے رخساروں کو چھوتی ہوئی گزر جائے تو یاد رکھنا وہ میرا نرم اور معطر سانس ہوگا اور جب طوفانوں میں بجلی چمک رہی ہوگی اور کڑک اور گرج ہو رہی ہوگی تو بجلیوں میں اور کڑک میں اور گرج میں ایشتا ہوگی۔"

"تو تمہارا مطلب یہ ہے کہ تم خود دیوی ایزیس ہو؟" میں نے وحشت زدہ

پھر پوچھا" اگر ایسا ہی ہے تو پھر تم نے مجھ سے یہ کیوں کہا کہ تم اس کی کہانی بتاؤ؟

" جو تمہارا جی چاہے سمجھو ایلین ۔ ہر آواز تمہارے کانوں تک پہنچ رہی ہے اور ہر منظر تمہیں دکھائی دے رہا ہے۔ چنانچہ تم آدھے بہرے اور آدھے اندھے ہو ۔ اب جب کہ ایبڈس کے ہیکل کھنڈر بن چکے ہیں اور اس کی پرستش دنیا سے ختم ہو چکی ہے ہو سکتا ہے کہ اس کی روح اب بھی دنیا میں اور ایشہ کے روپ میں موجود ہو ۔

" الوداع ایلین ۔ ایشہ کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ تم بخیر و خوبی اپنے گھر پہنچ جاؤ گے کیونکہ اس کے سارے انتظامات کر دیئے گئے ہیں ۔ تم بہت برسوں تک زندہ اور محفوظ رہو گے یہاں تک کہ تمہارا وقت آ جائے گا اور تب شاید تمہیں وہ لوگ مل جائیں گے جنھیں آج رات تم نے دیکھا ہے اور تب وہ شاید ایسی بے رخی کا ثبوت نہ دیں گے"

وہ چند لمحوں تک خاموش رہی اور پھر کہا۔

" میرے آخری الفاظ سن لو ایلین ۔ جیسا کہ میں کہہ چکی ہوں کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ زیادہ تر رمزی ہے اور تم اپنی عقل و فہم کے مطابق اس کے جیسے معنی چاہو اخذ کر سکتے ہو لیکن ایک بات سچ ہے ۔ میں ایک خاص مرد سے محبت کرتی ہوں جس کا نام قدیم زمانے میں کالی کریٹ تھا اور میں مقدس رشتے سے اور مقدس حکم سے اس کی، تنہا اس کی ہو چکی ہوں اور یہ کہ یہاں میں اپنے اس محبوب کا انتظار کر رہی ہوں ۔ ایلین ۔ اگر دنیا میں کسی جگہ اتفاقاً تمہاری اس سے ملاقات ہو جائے تو اس سے کہنا کہ ایشہ اس کا انتظار کر رہی ہے اور اب انتظار کرتے کرتے تھک گئی ہے ـــ لیکن نہیں ۔ وہ تمہیں کبھی نہ ملے گا اگر اس نے دوسرا جنم لیا بھی ہے تو کون سی علامت سے تم اسے پہچان سکو گے؟

چنانچہ ایلن۔ میں حکم دیتی ہوں کہ میری کہانی کو راز ہی رکھنا مبادا ایشہ کا غضب
تم پر نازل ہو جائے۔ جب تک تم زندہ رہو میرا ذکر کبھی کسی سے نہ کرنا۔ ایلن! کیا
تم قسم کھا کر مجھے یقین دلاتے ہو کہ میرا ذکر کسی سے نہ کرو گے؟"

"میں قسم کھاتا ہوں ایشہ۔"

"شکریہ میرے دوست" اس نے کہا اور چند ثانیوں تک خاموش بیٹھی رہی۔

آخر کار وہ اٹھی اور اپنے جسم کو کھینچ کر اور تن کر کھڑی ہو گئی اس عالم میں وہ بے حد
مرعوب کن معلوم ہو رہی تھی۔ میں بھی اٹھ کر چبوترے پر سے نیچے اتر آیا تھا۔ ایشہ نے
مجھے قریب آنے کا اشارہ کیا۔

میں اس کے قریب پہنچا تو ایشہ نے قدرے جھک کر اپنے دونوں ہاتھ میرے
سر پر پھیلا دیئے جیسے وہ مجھے سلامتی اور برکت کی دعا دے رہی ہو۔ پھر اس
نے پردوں کی طرف اشارہ کیا جو اٹھا دیئے گئے۔ خدا جانے کس نے انھیں اٹھایا
تھا۔ میں خاموشی سے پردوں کی طرف بڑھا اور ان کے قریب پہنچ کر ایشہ
کو آخری دفعہ دیکھنے کے لیے اس کی طرف گھوم گیا۔

وہ چبوترے کے قریب دونوں ہاتھ پھیلائے کھڑی تھی لیکن اب اس کی نگاہیں
جھکی ہوئی تھیں اور اس کے بشرے سے غور و فکر کے آثار ظاہر تھے اور مجھے
احساس ہوا کہ وہ مجھے بھول چکی ہے اس کے نزدیک اب ایلن کوارٹرمین کا کوئی
وجود تھا ہی نہیں۔ جیسے وہ اس نام کے شخص سے واقف ہی نہ تھی۔

تیئسواں باب

اسلوپوگاس نے جو دیکھا

اس شخص کی طرح جو خواب دیکھ رہا ہو میں عائشہ سے رخصت ہو کر اس بڑے کمرے میں آ گیا جہاں اما جر بھرے دار مجسموں کی طرح بے حرکت کھڑے ہوئے تھے ادرا سے عبور کر کے اور محرابی دروازے میں سے گزر کر باہر پہنچ گیا۔ اور یہاں پہنچ کر میں ٹھہر گیا اول تو اس لئے کہ میں اپنے پراگندہ دماغ کو قابو میں کرنا چاہتا تھا اور دوم اس لئے کہ میں نے ایک آواز سنی تھی جس سے پتہ چلتا تھا کہ کوئی دبے پاؤں میری طرف بڑھ رہا تھا اور ایسی جگہ جہاں دشمنوں کی کمی نہ ہو، چوکنا رہنا ضروری ہوتا ہے۔

میں کسی کا بھی مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھا لیکن اندھیرے میں سے جو شخص نکل کر میرے سامنے آیا وہ کوئی دشمن نہیں بلکہ ہنیس تھا جو کسی ایسی جگہ سے نکل آیا تھا جہاں وہ چھپا ہوا تھا۔ وہ بے حد پریشان اور خوفزدہ معلوم ہوتا تھا۔

"او۔ بابی۔" اس نے خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا "تمہیں دوبارہ اور اپنی ٹانگوں پر کھڑا دیکھ کر مجھے خوشی حاصل ہوئی ورنہ میرا تو خیال تھا کہ تمہیں اب اسٹریچر پر ڈال کر لایا جائے گا۔"

"اور تمہارا ایسا خیال کیوں تھا؟" میں نے پوچھا۔

"ان واقعات کی وجہ سے جو اس کمرے میں ہوئے تھے جہاں وہ بلند قامت عورت، جو اپنے سر پر یوں کپڑا باندھے رہتی ہے جیسے اس کے سر میں

دھواں جالے میں مکڑی کی طرح بیٹھی رہتی ہے۔

"کیا ہوا تھا نوبل ہیبس؟" ہم نے آگے بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ پوچھو کہ کیا نہیں ہوا — ہوا یہ باس کہ وہ ساحرہ تمہارے سامنے اور اسلوپوگاس کے سامنے بولتی رہی اور بس بولتی چلی گئی اور جب وہ چپ ہوئی تو تم دونوں کے چہرے ایسے متغیر ہو گئے جیسے تم لوگوں نے بہترین شراب کی بہت سی بوتلیں چڑھا لی ہوں — ہائے کاش کہ اس وقت مجھے ایسی بہترین شراب پینے کو مل جائے — خیر تو باس تمہارے اور اسلوپوگاس کے چہروں سے بیک عقلمندی اور حماقت ٹپک رہی تھی۔ اور پھر باس وہ ہوا کہ تم دونوں ہی ملبے پہ لیٹ گئے اور بظاہر مر گئے۔ ابھی میں تم دونوں کی لاشوں کو باہر لا کر کفن دفن کا انتظام کرنے کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ وہ منحوس عورت چبوترے پر سے اتر کر نیچے آئی اور پہلے تم پر اور پھر اسلوپوگاس پر جھک گئی اور تم دونوں کے کانوں میں کچھ کہنے لگی۔ پھر اس نے باہر دو سانپ — جسے وہ کمر پر باندھے رکھتی ہے اور جو شاید سونے کا ہے کھول کر پہلے تمہارے ہونٹوں سے اور پھر اسلوپوگاس کے ہونٹوں سے چھوا دیا۔"

"پھر کیا ہوا نوبل ہیبس؟"

"پھر تو باس بے حد عجیب باتیں ہوئیں — میں نے یوں محسوس کیا جیسے وہ پورا کمرہ ہوا میں پرواز کر رہا ہو اور وہ بھی بہترین رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی سی تیزی سے بلکہ اس سے دگنی رفتار سے۔ دفعتاً کمرہ ایسی گرمی سے بھر گیا کہ اس کی آنچ مجھے جھلسانے لگی اور اس آگ کی ایسی روشنی تھی کہ میری آنکھوں سے پانی بہنے لگا حالانکہ تم جانتے ہو میں ہمیشہ پلک جھپکے بغیر سورج کی

طرف بہت دیر تک دیکھ سکتا ہوں۔ اور پاس ہی آگ بھوتوں سے
بھر گئی۔ ہاں پاس اس آگ میں بھوت ٹہل رہے تھے۔ سچ کہتا ہوں پاس
چند بھوتوں کو تو میں نے تمہارے سر اور پیٹ پر کھڑے دیکھا اور پاس لیٹا
کے سر اور پیٹ پر کھڑے دیکھا۔ دوسرے بھوت سفید فام ساحر کے قریب
پہونچ کر اس سے یوں اطمینان سے باتیں کرنے لگے جیسے وہ بازار میں ہوں
اور سفید فام ساحر سے انڈے اور مکھن وغیرہ خریدنے کے لئے بھاؤ تاؤ
کر رہے ہوں۔ اور پھر پاس میں نے ذبح ہونے والے کو دیکھا جو ایسے معلوم
ہوتے تھے جیسے سلگ رہے ہوں اور یقیناً سلگ رہے تھے کیونکہ وہ مقام
سے آئے تھے جہاں ہر دم بہت بڑی آگ جلا کرتی ہے۔ میرے خیال میں
وہ میرے پاس آئے پاس اور مجھ سے کہا "نہیں! فوراً چلے جاؤ یہاں سے
کیونکہ یہ جگہ تم جیسے مرد ڈائنیٹ کے لئے نہیں ہے۔ یہاں کی تپش تو ہم جن
عیسائی ہی برداشت کر سکتے ہیں۔

چنانچہ پاس میں نے تمہیں تو خود تمہارے باپ کے سپرد کیا کہ ان کا جو جی
چاہے تمہارے ساتھ کریں کہ تم ان کے بیٹے ہو اور خود میں نے اپنی آنکھیں
اور منہ بند کیا ایک ہاتھ سے ناک دبائی اور سانپ کی طرح رینگ کر پردے کے
پیچھے سے نکل آیا اور پھر اٹھا اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور بڑے کمرے
سے اور دروازے سے اور کر ان سے گزر کر باہر آ گیا اور پھر یہاں چھپ
کر بیٹھ رہا کہ دیکھوں وہ لوگ تمہاری لاش کو اٹھا کر کہیں میدان میں نہ پھینکا
دیں۔ سیتی اب تو دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے سامنے زندہ کھڑے ہو اور
تمہارا ایک بال بھی نہیں جلا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ تمہاری کاٹھی کس
قدر مضبوط ہے کیونکہ اگر وہ نہ ہوتا تو یقیناً تم جل کر بھرتا بن گئے ہوتے۔"

• "بیرنس!" جب وہ خاموش ہوا تو میں نے کہا، "تم واقعی بڑے حیرت انگیز آدمی ہو کہ شراب کے بغیر بھی تم پر نشہ چڑھ جاتا ہے۔ ایک بات یاد رکھو بیرنس! اور وہ یہ کہ آج رات تم بہکے ہوئے تھے اور تم نے جو کچھ دیکھا وہ سب نشے میں دیکھا جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں چنانچہ جو کچھ تم نے نشے میں دیکھا ہے اسے کسی کے سامنے نہ دہراؤ گے۔"

• "ہاں ہاں۔ سمجھ گیا۔ میں نشے میں تھا چنانچہ میں نے جو کچھ دیکھا تھا اسے بھول بھی گیا۔ لیکن ہاں!۔ ہمارے پاس برانڈی کی ایک بوتل ہے بھری ہوئی۔ اب اس میں سے اگر ایک پیگ مل جائے تو جو تھوڑا بہت یاد ہے میں اسے بھی بھول جاؤں گا۔"

اسی عرصے میں ہم اپنی قیام گاہ تک پہنچ گئے تھے وہاں میں نے دیکھا کہ اسلو پوگاس دروازے میں بیٹھا منہ اٹھائے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا

• "شام بخیر اسلو پوگاس" میں نے حتی الامکان بے تعلقی سے کہا۔

• "شام بخیر اے پاسبان شب۔ میرا خیال تھا کہ رات نے تمہیں ہمیشہ کے لئے نگل لیا کیونکہ آخر رات اپنے کسی بھی پاسبان سے زیادہ قوی ثابت ہوتی ہے۔"

اس کی اس معنی خیز بات سے میں ذرا دہشت زدہ ہو گیا لیکن منہ سے کچھ نہ کہا چنانچہ خود اسلو پوگاس نے، جو عام زود لوگوں کے خلاف متجسس اور بے چین طبیعت کا مالک تھا، پوچھا۔

• "آج رات تم نے بھی وہ سفر کیا تھا میکومیزن؟ اور اگر کیا تھا تو کیا دیکھا تم نے؟"

"اور تم نے آج رات کوئی خواب دیکھا تھا؟" میں نے اس کے سوال کے

کے جواب میں پوچھا " اگر یاں تو کیا تھا اس خواب میں ؟ اس سفید فام ساحرہ کے کمرے میں میں نے تمھیں آنکھیں بند کر کے لیٹے دیکھا تھا اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ سفید فام ساحرہ کی ان باتوں سے تھک گئے تھے جو تمھاری سمجھ میں نہ آ رہی تھیں "۔

" ہاں سیکومیزن ! جیسا کہ تم نے کہا کہ میں اس سفید فام ساحرہ کی باتوں سے تھک گیا تھا جو اس کے ہونٹوں کے درمیان سے چشمے کی ترل رل کی طرح نکل رہی تھیں چنانچہ میں سو گیا اور پھر میں نے خواب دیکھا ۔ کیا دیکھا ؟ اب یہ بتانے سے کیا فائدہ ۔ چنانچہ یہ کہنا کافی ہوگا کہ اس نے یوں محسوس کیا جیسے مجھے فضاؤں میں اچھال دیا گیا ہے اور میں گوپھے سے نکلے ہوئے پتھر کی طرح اوپر ہی اوپر چلا جا رہا ہوں یہاں تک کہ میں ایک حیرت انگیز مقام میں پہنچ گیا ۔ اب وہ مقام کیا تھا یہ بتانے سے بھی کوئی فائدہ نہیں چنانچہ صرف یہ بتا دینا کافی ہوگا کہ وہاں میری ہر انسان سے ملاقات ہوئی جس سے میں اس دنیا میں واقف رہا تھا ۔ وہاں میری ملاقات زولوؤں کے شیر، سرزندۂ جہاں اور عظیم کالے سے ہوئی ۔ اس سے جس کی بیویوں میں سے ایک بالکا تھی "

اور یہاں اس نے ادھر اُدھر دیکھنے کے بعد اور آواز دبا کر کہا " اور اس بالکا کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس لڑکے کا رضاعی باپ موپو نامی ایک شخص تھا اور اسی موپو نے بعد میں اسی شہزادوں سے سازش کر کے عظیم کالے کو قتل کر دیا تھا سیکومیزن ! اس عظیم کالے سے مجھے ایک پرانا حساب چکانا ہے حالانکہ ہم میری رگوں میں بھی وہی خون ہے جو اس کی رگوں میں تھا ۔ لیکن میرے دل میں اس کی طرف سے نفرت اور غصہ بھرا ہوا ہے کیونکہ اس نے اپنی بیوی بالکا اور قبیلۂ لنگانی کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اسے میں

بھولا نہیں ہوں گا[1]۔ چنانچہ سیکومیزن میں نے آگے بڑھ کر اس کے بال پکڑ لیے اور اس کے منہ پر تھوک دیا اور اس سے کہا کہ وہ ڈھال اور بھالا لے آئے اور مردوں کی طرح مجھ سے مقابلہ کرے۔

"پھر کیا ہوا اُمسلوپوگاس؟" وہ سانس لینے کے لیے رکا تو میں نے پوچھا

"کچھ بھی نہیں ہوا سیکومیزن، میرا ہاتھ اس کی کھوپڑی میں یوں اتر گیا جیسے میں نے ہوا میں ہاتھ مارا ہو اور خود عظیم کالے نے کچھ بھی محسوس نہ کیا۔ وہ تو ایک دوسرے شخص سے باتیں کرتا رہا۔ میں نے اس دوسرے شخص کو بھی پہچان لیا۔ یہ تاکو تھا جسے میں نے عظیم کالے کے بھائی ڈنگان کے زمانے میں کوہ چڑیل پر خود اپنے ہاتھوں سے قتل کیا تھا۔

"ہاں سیکومیزن، اور یہ تاکو عظیم کالے کو یہ بتا رہا تھا کہ میں نے اسے کس طرح قتل کیا۔ کمال ہے کہ میں ان کی باتیں سن اور دیکھ رہا تھا لیکن وہ خود نہ تو میری آواز سن رہے اور نہ ہی مجھے دیکھ رہے تھے۔

"تو سیکومیزن وہ دونوں چلے گئے اور پھر دوسرے لوگ آئے اور ان میں ڈنگان بھی تھا جسے میں نے اور موپو نے کوہ چڑیل پر قتل کیا تھا۔ چنانچہ میں اس کی طرف بھی بڑھا اور اسے للکارا لیکن اس نے بھی نہ تو مجھے دیکھا اور نہ ہی میری آواز سنی البتہ اس نے عظیم کالے شاکا کو، جسے اس نے دوسرے شہزادوں کے ساتھ مل کر قتل کیا تھا، دیکھ لیا چنانچہ ڈنگان بھاگ گیا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ دوسری دنیا میں شاکا سے ڈرتا ہے۔ کم سے کم میں نے

---

[1] ملاحظہ ہو ناول "خونریزی" مطبوعہ نسیم بک ڈپو لکھنؤ
مترجم

اپنے خواب میں تو یہی دیکھا۔

"میں آگے بڑھا اور دوسرے سرداروں سے ملاقات کی۔ انہی میں جکیزا بھی تھا جو مجھ سے پہلے پہاڑ والوں کا سردار تھا اور جس سے مقابلہ کر کے اور اسے قتل کر کے میں پہاڑ کا مالک بنا تھا اور کلہاڑے والوں کی سرداری حاصل کی تھی۔ میں اس سے پھر سے لڑنے کے لئے تیار ہو گیا لیکن وہ اور کوئی بھی میری طرف متوجہ نہ ہوا۔ وہ لوگ تو بس میرے سامنے سے گزرتے رہے یا بیٹھے شراب پیتے اور اپنی ناک میں نسوار چڑھاتے رہے لیکن کمال ہے کہ کسی نے بھی مجھے اپنے ساتھ شراب پینے یا نسوار سونگھنے کی دعوت نہ دی۔ چنانچہ میں ان کے قریب سے ہٹ آیا اور اپنے رضاعی باپ موپو کو تلاش کرنے لگا اور اپنے خونی بھائی غالازی کو تلاش کرنے لگا اور ایک اور ہستی کی بھی مجھے تلاش تھی۔"

"اور یہ لوگ ملے تمہیں؟" میں نے پوچھا۔

"موپو نہ ملا۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اب بھی زندہ اور اسی دنیا میں ہے جیسا کہ ایک دفعہ تم نے ڈھکے چھپے لفظوں میں کہا تھا حالانکہ میں اسے ایک عرصے سے مردہ سمجھے ہوئے تھا۔ البتہ دوسرے مجھے مل گئے ......"

وہ ایک دم سے خاموش ہو کر گہرے خیال میں غرق ہو گیا۔

میں اسلوپوگاس کی سرگزشت سے واقف تھا اور اس کا اور غالازی کا تعلق بھی جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ اس نے اس لڑکی سے جو اس کی بہن سمجھی جاتی تھی اور نادا نامی ایک لڑکی سے جس کا لقب سوسن تھا، اس نے محبت کی تھی اور اس کے حسن اور عجیب غمناک موت کے افسانے اب بھی زولولینڈ میں مشہور تھے۔

خود اپنا تجربہ یاد کر کے میں نے سوچا کہ اسلوپوگاس سے پوچھنا چاہئے کہ

ان دونوں نے، یعنی ناڈا اور نکالازی نے، جو اسے اس دنیا میں سب سے زیادہ عزیز تھے، اسے پہچانا ہی نہیں۔

"اچھا تو ان دونوں نے تم سے کیا کہا اسلوپوگاس؟" میں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

"کچھ بھی نہ کہا میکومیزن۔ وہ دونوں میرے سامنے کھڑے رہے ہنستے رہے۔ میرا خون بدل بھائی اور وہ لڑکی ناڈا — جو اب اتنی زیادہ حسین تھی کہ میرا دل سچ مچ تلملا اٹھا گیا۔ ہاتھ میں ہاتھ دیئے کھڑے رہے یا مجھے تکتے رہے اور ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تکتے رہے کہ وہ دنیا میں ایک دوسرے سے کس طرح واقف تھے اور یہ کہ اب وہ ان کے جھمیلوں سے چھوٹ کر کتنا سکون حاصل کر رہے تھے اور ایک دوسرے کا ساتھ پا کر کس قدر مطمئن تھے۔"

"دیکھا اسلوپوگاس کہ وہ دونوں بے حد پرانے دوست تھے؟" میں نے کہا۔

"ہاں میکومیزن بہت پرانے اور گہرے دوست تھے۔ اتنے گہرے کہ انھوں نے میرے متعلق مجھ سے ایک لفظ نہ کہا حالانکہ میں بھی ان دونوں کا پرانا اور گہرا دوست تھا۔ نکالازی کو تو عورتوں سے نفرت تھی اور اس نے میرے سامنے قسم کھائی تھی کہ اسے میرے سوا کسی اور سے محبت نہیں ہے لیکن میں نے دیکھا کہ وہ میری جوانی کی دلہن ناڈا کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے کھڑا تھا اور اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا اور ناڈا بھی، جو میری محبت کا دم بھرتی تھی، مجھے اس طرح سے بھول گئی کہ میرے متعلق ایک لفظ بھی نہ کہا حالانکہ ناڈا نکالازی کے غاروں میں [illegible]

اسے میں نے بچایا تھا۔ میں اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا لیکن اس نے میرے متعلق کچھ نہ کہا۔

"میں سمجھتا ہوں ان لوگوں نے تمہیں نہ دیکھا ہو گا" میں نے کہا۔

"تمہارا خیال شاید غلط نہیں ہے میکومیزن کیونکہ اگر انھوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو وہ یوں خوش نہ ہوتے۔ لیکن میں نے انھیں دیکھا اور چونکہ وہ میری کوئی پروا نہ کر رہے تھے اس لئے میں ان کی طرف دوڑا اور میں نے اپنے خون بدل بھائی غالازی سے کہا کہ وہ مقابلے میں آجائے اور اپنے ڈنڈے سے اپنا بچاؤ کرے۔ لیکن اب بھی وہ میری طرف متوجہ نہ ہوا تو میں نے اپنا کلہاڑا بلند کیا اور اپنی پوری طاقت سے گھما کر غالازی پر وار کر دیا۔"

"اچھا! تو پھر کیا ہوا اسلوپوگاس؟"

"ہوا یہ میکومیزن کہ میرا کلہاڑا اس کے سر سے لے کر پیٹ تک اتر گیا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے لیکن وہ نہ تو گرا اور نہ مرا بلکہ باتیں کرتا رہا۔ بلکہ اس نے کچھ اور بھی کیا۔ اس نے جھک کر وہاں اگا ہوا سوسن کا ایک پھول توڑ لیا اور بڑی لگاوٹ سے مسکرا کر نادا کو پیش کیا۔ اس نے پھول لیا، سونگھا مسکرائی اور پھول اپنے بالوں میں اڑس لیا اور مسکرا مسکرا کر غالازی کا شکریہ ادا کرنے لگی۔ ہاں میکومیزن یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا"

اور یہاں اسلوپوگاس کی آواز گلوگیر ہو گئی اور میرے خیال میں وہ رونے لگا۔ کیونکہ میں نے ناکافی روشنی میں اسے اپنا ایک ہاتھ اٹھا کر آنکھیں پونچھتے ہوئے دیکھا۔ اس پر میں نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس کی طرف پیٹھ کر کے اپنا پائپ سلگانے لگا۔

"میکومیزن" چند ثانیوں کے توقف کے بعد اس نے کہا "شاید میں

پاگل ہو گیا کیونکہ میں ان کی طرف چیختے ہوئے اور گالیاں بکنے لگا کیونکہ میرا خیال تھا کہ جہاں میرے کلہاڑے نے کام نہ کیا تھا وہاں میری آواز اور میرا غصہ کام کر جائے گا۔ لیکن ہوا یہ کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ اور مسکراتے تحلیل ہو گئے

اس پر میں دیوانے کی طرح ادھر ادھر بھاگنے لگا اور منہ بجھ گیا آدم خور بادشاہ ریزہ ریزہ ہو گئی جسے میں نے دل ہی دل میں قتل کیا تھا دہ کھانڈا بلند کر کے اس کی طرف لپکا اور اس عرصہ میں سوچتا رہا کہ اب شاید وہ جم کر مقابلہ کرے گا۔

"اور کیا اس نے مقابلہ ؟"

"نہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس نے میری موجودگی کو محسوس کر لیا کیونکہ ایک دم سے پلٹ کر فرار ہو گیا۔ اور جب میں نے اس کا تعاقب کرنے کی کوشش کی تو وہ کہیں دکھائی نہ دیا۔ لیکن میں اس کی تلاش میں بھاگتا رہا اور جاتے ہوئے میری ملاقات کس سے ہوئی؟ شاہ کی بیوی بالکاسے جو ۔۔۔ کسی سے کہنا نہیں میکومبرن ۔۔۔ میری ماں تھی اس دنیا میں۔ اس نے مجھے دیکھ لیا ۔۔۔ ہاں میکومبرن حالانکہ جب وہ اس دنیا سے گئی تو میں بچہ تھا اور اب بڑا ہو کر جنگجو بن کر بدل گیا تھا لیکن اس نے مجھے دیکھا اور پہچان بھی لیا۔ کیونکہ وہ میری طرف آئی اور مسکرانے لگی اور ایسا معلوم ہوا کہ اس نے اپنے ہونٹ میرے ماتھے سے لگانے والا ہے مگر میں اس کا بوسہ محسوس نہ کر رہا تھا لیکن اس نے میرے دل سے غم و غصہ جیسے گھسیٹ لیا پھر وہ بھی تحلیل ہو گئی اور پھر وقفہ میں کہیں نیچے گرا شاید گہرے کھڈ میں یا اندھے کنوئیں میں۔

"اور پھر میری آنکھ کھلی تو میں سفید فام ساحرہ کے قریب میں تھا اور تم میرے قریب سو رہے تھے اور سفید ساحرہ میری طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی ۔ حالانکہ اس کے چہرے پر کپڑا پڑا ہوا تھا لیکن میں اس کی آنکھوں میں مسکراہٹ دیکھ رہا تھا۔

- اب مجھے اس سفید فام ساحرہ پر غصہ آگیا اور میں نے سوچا کہ کیوں نہ اس ساحرہ کا اسی وقت خاتمہ کر کے دنیا کو اس کے وجود سے پاک کر دوں کہ وہ اپنے جادو سے لوگوں کو ایسے جھوٹے خواب دکھاتی ہے چنانچہ میں ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھا ، اپنا کلہاڑا بلند کیا اور اس کی طرف بڑھا لیکن وہ نہ گھبرائی اور نہ خوفزدہ ہوئی بلکہ وہ اب میرے سامنے کھڑی ہو کر اونچی آواز میں ہنسنے لگی ۔ پھر اس نے کسی ایسی زبان میں ، جو میں نہ سمجھ سکا کچھ کہا اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا اور میں نے یوں محسوس کیا جیسے زبردست دیوؤں نے ، جو دکھائی نہ دیتے تھے ، مجھے پکڑ لیا اور مجھے باہر گھسیٹ لائے اور دوسرے ہی لمحے میں غار کی محراب کے باہر بے دم کھڑا تھا اور ۔۔۔ میکومیزان ! کیا مطلب ہے ان سب باتوں کا ؟"

- کچھ نہیں سوائے اس کے کہ یہ سفید فام ساحرہ ایسی قوتوں کی مالک ہے جن کے سامنے زکالی کی قوتیں بھی ہیچ ہیں اور یہ کہ وہ اپنی انہی قوتوں کے زور سے آدمیوں کو عجیب عجیب تصویریں دکھا سکتی ہے ۔ کیونکہ اسلوپوگاس میں نے بھی اپنے خواب میں انہی لوگوں کو دیکھا جن سے میں محبت کرتا تھا لیکن نہ تو وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور نہ ہی انھوں نے مجھے دیکھا بلکہ وہ ایک دوسرے کی طرف ہی متوجہ رہے ۔ اس کے علاوہ جب میں نے بیدار ہو کر ساحرہ سے اس خواب کے متعلق کہا تو وہ ہنسی

جیسا کہ تم پر ہنسی تھی اور کہا کہ میرے تکبر کے لئے یہ ایک سبق ہے کیونکہ میں یہ یقین کئے ہوئے تھا کہ مرنے والے دوسری دنیا میں جاکر بھی زندگی کے متعلق سوچتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات اس نے ہمیں ذلیل اور غمزدہ کرنے کے لئے کہی ہے اور اسلوپوگاس وہ اسی کا دماغ تھا جس نے ہمارے تخیل کو اپنے اثر میں لے کر ہمیں وہ تصویریں دکھائیں جنھیں وہ خود ہمیں دکھانا پسند کرتی تھی۔

"شاید ایسا ہی ہو لیکن میکومیزن اسے میری اور تمھاری زندگی کے حالات کس طرح معلوم ہوئے الا یہ کہ زکالی نے رات کی تنہائی میں اپنی روح اس کے پاس بھیج کر اسے یہ سب باتیں بتائی ہوں"۔

"نہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے اپنے جادو کے زور سے ہماری زندگی کی داستانیں یا یادیں ہمارے دل کے نہاں خانے سے گھسیٹ لیں اور انھیں پر اپنا رنگ دے کر ہمارے سامنے پیش کر دیا۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے بہت سی باتیں ہنیس، گرد کو اور دوسرے زولوں سے معلوم کر لی ہوں اور اس طرح ہمیں ہماری خدمتوں کی وہ اجرت دی ہو جس کا اس نے وعدہ کیا تھا لیکن اسلوپوگا اس نے ہمیں اجرت کے طور پہ بیمار بیل ہی دیئے ہیں۔

اسلوپوگاس نے سر ہلا کر کہا۔

"حالانکہ اس وقت میں مارے غصے کے پاگل ہو گیا تھا اور حالانکہ میں جانتا تھا کہ عورتیں بے وفا ہوتی ہیں اور مردوں کو اندھا کر کے جس طرف چاہتی ہیں لے جاتی ہیں —— لیکن یہ تو میں کبھی یقین نہ کروں گا۔ میکومیزن کہ عورتوں سے نفرت کرنے والا میرا خونی بدل بھائی

اور ناڈا دوسری دنیا میں عاشق و معشوق ہیں اور مجھے بھول گئے ہیں حالانکہ میں اس دنیا میں ایک کا جگری دوست اور دوسرے کا شوہر تھا اور میکو پیزن اس کے علاوہ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ ہمیں اپنی حماقتوں کا ہی انعام ملا ہے اور ہم اسی کے مستحق تھے۔

• میکو میزن! ہم نے ان چیزوں کو دیکھنے کی آرزو کی تھی جو قبر کی تہہ میں تھیں اور جنہیں آسمانوں کے اوپر رہنے والے "عظیم عظیم" نے انسانوں کی نظر سے پوشیدہ رکھا ہے اور نہیں چاہتا کہ ہم پر ظاہر کرے۔ لیکن اب چونکہ ہم نے قبر کی تہہ میں دیکھ لیا ہے اس لئے ہم اور بھی زیادہ اداس غمگین ہیں اور یہی ہماری سزا ہے۔

• پاسبان شب! میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اپنی پاسبانی سے خوش رہو اور اس دنیا میں جو کچھ بیت جائے اسے برداشت کرو اور میں اپنے آپ سے کہتا ہوں کہ اے کلہاڑے کے مالک! اپنے کلہاڑے سے خوش رہو اور اس سے جنگ کرتے رہو اور میں ہم دونوں سے کہتا ہوں ــ مرنے والوں کو اس وقت سوتے رہنے دو جب تک کہ ہم یہ دنیا چھوڑ کر ان کے پاس نہیں چلے جاتے اور وہ وقت بہت جلد آ جائے گا۔"

• خوب کہا اسلوپوگاس لیکن یہ بات تمہیں اس سفر پر روانہ ہونے سے پہلے کہنا چاہیے تھی۔

"ہاں۔ لیکن یہ بات میں نے اس وقت نہیں کہی کیونکہ یہ سفر ہمارے لئے مقدر ہو چکا تھا محض اس لڑکی کو بچانے کے لئے جس کا نام اداس آنکھوں والی ہے اور جو اب رو بہ صحت ہے اس کے علاوہ نکالی یا پڑا تھا کہ ہم اس سفر پر روانہ ہوں اور کوئی ہے جو راستہ کھونے والے کے حکم سے سرتابی

کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ چنانچہ ہم نے یہ سفر کیا اور بے حد عجیب باتیں دیکھیں، فتح حاصل کی اور یہ بھی معلوم کیا کہ ہماری حماقت کی جھیل کتنی گہری ہے۔ یہ سب باتیں معلوم کر لینے کے بعد اب میں جلد از جلد اس منحوس جگہ کو آخری سلام کرنا چاہتا ہوں۔ تو ہم کب روانہ ہو رہے ہیں بیکوبزین؟

شاید کل صبح بشرطیکہ اوس آنکھوں والی اور دوسرے پوری طرح سے تندرست ہو جائیں جیسا کہ وہ جو حکم کرتی ہے نے کہا ہے:

بس تو ٹھیک ہے۔ اب میں سوؤں گا کیونکہ دوسری دنیا کے سفر کے بعد میں انتہا زیادہ تھک گیا ہوں کہ ریزو سے جنگ کرنے کے بعد بھی اتنا نہ تھکا تھا۔

ضرور تھکے ہو گے۔ میں نے جواب دیا۔ کیونکہ انسانوں کی بہ نسبت بھوتوں اور خوابوں سے جنگ کرنا کٹھن ہوتا ہے خصوصاً اس وقت جب خواب بھیانک ہوں۔ شب بخیر اسلوپوگاس:

وہ چلا گیا اور میں بھی یہ معلوم کرنے چلا گیا کہ آئی ہزر کی طبیعت اب کیسی تھی۔ معلوم ہوا کہ وہ گہری نیند سو رہی تھی اور یہ نیند اس نیند سے مختلف تھی جو الیشہ نے اس پر طاری کر دی تھی۔ اب وہ جو نیند سو رہی تھی وہ سراسر قدرتی تھی اور خود آئی ہزر کے بشرے سے سکون ظاہر تھا ان عورتوں نے، جو اس کی خدمت پر مامور تھیں، مجھے بتایا کہ آئی ہزر وہ۔ جو حکم کرتی ہے کے بتائے ہوئے ٹھیک وقت پر بیدار ہوئی تھی۔ اس وقت وہ اطمینان بخش طور پر تندرست اور معقول تھی البتہ اپنے گرد و پیش سے حیرت زدہ معلوم ہوتی تھی۔ ان عورتوں نے کہا کہ کھانے سے فارغ ہو

کے بعد اس نے ایک گیت گایا" (ان کا اشارہ وہ ما پٹہ بننے کی طرف تھا) اپنے
گھٹنوں پر گر کر کوئی نشان بنایا اور پھر خاموشی سے بستر پر لیٹ گئی اور سو گئی۔

آئی بنز کی طرف سے مطمئن ہو کر میں اپنی قیام گاہ پر پہنچا۔ اس وقت مجھے
چونکہ نیند نہ آ رہی تھی اس لئے میں دروازے میں بیٹھ کر رات کے منظر سے
لطف اندوز ہونے لگا۔ رات خنک اور پرسکون تھی۔ ہزاروں جگنو چنگاریوں
کی طرح فضا میں بکھرے ہوئے تھے اور کبھی کبھی شب زندہ دار الّو اندھیری
فضا میں سائیں سائیں کی آواز پیدا کرتا ہوا گزر جاتا! اور پھر کوہ کے کھنڈروں
میں سے بہت سے چمگادڑ نکل آئے اور رات کا سکون ان کے پروں کی
سائیں سائیں سے درہم برہم ہو گیا۔

میں یوں بیٹھا ہوا تھا اور پچھلے چند دنوں کے حیرت انگیز واقعات
مجھے یاد آ رہے تھے۔ میں سوچنے لگا کہ کیا کبھی کسی انسان کے ساتھ ایسے
واقعات ہوئے ہوں گے؟ کیا مطلب تھا ان کا اور یہ عورت ایشہ کون
ہو سکتی تھی؟ کیا وہ انسان تھی یا دور قدیم میں گزرے ہوئے لوگوں
میں سے کسی کی روح تھی جو ان کھنڈروں میں بھٹک رہی تھی؟ نہیں۔
یہ خیال ہی مضحکہ خیز تھا کیونکہ ایسی کسی چیز کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں
البتہ اس کا تو مجھے بھی اعتراف تھا کہ وہ زبردست اور غیر معمولی قوتوں کی
مالک تھی۔

ایک بات کا مجھے بہرحال یقین تھا اور وہ یہ کہ میں جس دوسری دنیا
میں پہنچ گیا تھا یا پہنچا دیا گیا تھا وہ خود ایشہ کے دماغ کی اپج تھی اور یہ ملوپوگاس
نے غلط نہ کہا تھا کہ ہم نے مردوں کو نہیں بلکہ ان کی ان تصویروں کو دیکھا تھا

جو ایشہ نے ہمارے لئے بنائی تھیں

اس نے ایسا کیوں کیا تھا؟ میں نے سوچا۔ شاید ہم پر اپنی قوتوں کا سکہ جمانے کے لئے یا شاید ہم پر رعب جمانے اور ہمیں سبق دینے کے لئے جیسا کہ خود ایشہ نے کہا تھا۔ اور اگر اس کا یہی مقصد تھا تو وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوئی تھی کیونکہ میں پہلے کبھی اتنا مرعوب نہ ہوا تھا جیسا کہ اس

بہرحال نتیجہ ان سب باتوں کا یہ ہوا تھا کہ میں بھی لاسلوپولس کی طرح جلد از جلد اس منحوس شہر کو رخصت ہو جانا اور اس کی ساری یادوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر دینا چاہتا تھا۔

جب دوسرے دن صبح میری آنکھ کھلی تو سورج کافی بلند ہو چکا تھا۔ نہانے سے فارغ ہو کر اور پھر لباس تبدیل کر کے میں آئی یز کی خیریت معلوم کرنے پہنچا۔ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ اپنے کمرے کے دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی اور حیرت انگیز حد تک صحت مند معلوم ہوتی تھی اور اس کے زرد رخساروں پہ حیات کی سرخی تھی وہ نیلے رنگ کے چھوٹے مگر بے حد خوبصورت پھولوں کو دھاگے میں پرونے میں مصروف تھی۔

پھولوں کی یہ مالا تیار کر کے اس نے اپنی گردن میں ڈال لی جو اس کے سفید جسم پر عجیب بہار دینے لگی۔ یہاں میں یہ بتا دوں کہ آئی یز عربی طرز کا لباس پہنے ہوئے تھی البتہ اس کے چہرے پہ نقاب نہ تھی۔ ایک تاننے تک میں اوٹ میں کھڑا اس کی طرف دیکھتا رہا اور پھر آگے بڑھ کر اسے مخاطب کیا۔ مجھے دیکھ کر وہ چونکی اور یوں گھبرا کر اٹھی کہ معلوم ہوتا تھا

وہ بھاگ جانے لگی لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے اپنی مالا میں سے ایک پھول توڑ کر مجھے پیش کر دیا۔

میں نے فوراً سمجھ لیا کہ وہ مجھے قطعی پہچانتی نہ تھی جیسے اس نے پہلے کبھی مجھے دیکھا نہ تھا۔ مطلب یہ کہ اس کا دماغ پوری طرح سے ماؤف تھا جیسا کہ ایشہ نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا۔ کچھ نہ کچھ کہنے کی غرض سے میں نے اس کی خیریت پوچھی تو اس نے جواب دیا کہ وہ پہلے کبھی ایسی تندرست نہ رہی تھی اور پھر کہا:۔

"ابا ایک لمبے سفر پر گئے ہوئے ہیں اور کئی ہفتوں تک واپس نہ آئیں گے"

مجھے ایک خیال آیا اور میں نے کہا:۔

"ٹھیک ہے آنی بیز لیکن میں ان کا دوست ہوں اور انھوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں تمہیں اپنے ساتھ اس جگہ لے جاؤں جہاں وہ ہمیں شاید مل جائیں گے۔ وہ جگہ کافی دور ہے چنانچہ تمہیں بھی ایک لمبا سفر کرنا ہے"

آنی بیز نے بچوں کی تالیاں بجا کر کہا:۔

"میں چلوں گی۔ چاہے مجھے کتنا ہی لمبا سفر کیوں نہ کرنا پڑے۔ اور پھر ابا کے پاس میرے کپڑے بھی تو ہوں گے۔ یہ لباس جو میں نے پہن رکھا ہے حالانکہ آرام دہ ہے لیکن چونکہ میں ایسا لباس پہننے کی عادی نہیں ہوں اس لئے یہ کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے تم بہت اچھے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ چنانچہ یقیناً... کہ ہم بہترین دوست بن جائیں گے اور اگر ایسا ہوا تو یہ اچھا ہوگا کیونکہ میری ماں جب سے آسمان پر ولیوں کے ساتھ رہنے چلی گئی ہے تب سے میں بہت زیادہ تنہائی محسوس کر رہی ہوں خصوصاً اس

اس لئے کہ آپ ہمیشہ مصروف اور سفر پر رہتے ہیں :

اس کی ان طفلانہ باتوں پر میں خدا کی قسم، رو پڑا ہوتا۔ بجز کہ غیر قدرتی اور ایک حد تک خوفناک بات تھی۔ ایک بالغ لڑکی ایسی بچوں کی سی باتیں اور حرکتیں کر رہی تھی۔ لیکن میں یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دیتا کہ مقررہ وقت پر اس کی ساری سمجھ بوجھ اسے واپس مل جائے گی جیسا کہ آئیشہ نے کہا تھا۔

آئیشہ سے رخصت ہو کر میں ان زولوؤں کے پاس پہنچا جو زخمی تھے اور یہ دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ وہ پوری طرح تندرست اور سفر کے قابل ہو گئے تھے۔ چنانچہ یہاں بھی آئیشہ کی پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی تھی۔ دوسرے بھی امسلوپوگاس کی طرح یہاں سے جلد از جلد رخصت ہو جانا چاہتے تھے۔

جب میں ناشتہ کر رہا تھا تو ہنس نے بلالی کے وہ تشریف لانے کی اطلاع دی۔ بلالی نے فرشی سلام کرنے کے بعد کہا کہ وہ یہ معلوم کرنے آیا ہے کہ ہم کب روانہ ہونا چاہتے ہیں تاکہ وہ ضروری انتظامات کرے میں نے جواب دیا ایک گھنٹے میں ۔ اور وہ اپنی لمبی سفید ڈاڑھی لہراتا بڑی عجلت میں انتظامات کرنے چلا گیا۔

مقررہ وقت سے کچھ دیر بعد وہ چند ڈولیوں اور کہاروں کے قافلے کے ساتھ واپس آیا۔ ان کے علاوہ پچیس مسلح سپاہی بھی اس کے ساتھ تھے اور یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ریزو والوں سے جنگ میں بڑی بہادری کا ثبوت دیا تھا۔

الوداع میں اور کہاروں کے سامنے بلالی نے ایک طویل تقریر کرکے انہیں

بتایا کہ ان کا کام یہ تھا کہ وہ ہمیں دلدلوں میں پھنسا کر اور الجھا کر اور حفاظت سے ہمیں بڑی دلدل کے دوسری طرف پہنچادیں اور اگر ہم کہیں اور بے خبری ہو تو ان دلدلوں سے بھی آگے تک ہمیں پہنچا آئیں۔ اس نے کہا کہ وہ جو حکم کرتی ہے، حکم ہے کہ ہمیں اس کا طرف سے اور کسی بھی صورت میں ذرا سی بھی تکلیف پہنچی تو ان میں سے ہر شخص کو "گرم برتن" سے مارا جائے گا۔ اب میں نہیں جانتا کہ یہ "گرم برتن" کی سزا کیا تھی۔ بہرحال کوئی سخت اور خوفناک سزا ہوگی۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ وہ ہماری اسی طرح حفاظت کریں گے گویا ہم ان کی "حقیقی اپنی" ہیں۔

اور سچ تو یہ ہے کہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور میرا خیال ہے کہ اگر عائشہ انہیں یہ حکم اور دھمکی نہ دی ہوتی تب بھی وہ ایسا ہی کرتے کیونکہ وہ لوگ "کاس" کو اور مجھے "دیوتا" سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ ہم ان کو ختم کرسکتے تھے جس طرح کہ "رینز" اور اس کی فوج کو ختم کردیا تھا۔

میں نے بلالی سے پوچھا کہ کیا "وہ" ہمارے ساتھ نہیں چل رہی۔ جس کا جواب اس نے نفی میں دیا اور وجہ اس کی یہ بتائی کہ چونکہ وہ جو حکم کرتی ہے کو رخصت ہو کر اپنے اصل ٹھکانے پر چلی گئی ہے۔ اس لئے اسے بھی جلد از جلد وہاں پہنچنا ہے۔

میں نے ایک بار پھر اس سے پوچھا کہ "عائشہ کا اصل ٹھکانہ کہاں ہے" جس کا بلالی نے گول گول جواب یہ دیا کہ اس کا ٹھکانہ ہر جگہ ہے اور یہ کہتے

---

۱ اس کی تفصیل اس سلسلے کے دوسرے ناول "عائشہ" میں ملاحظہ ہو۔
مترجم

ہوئے اس نے پہلے آسمان کی طرف اور پھر زمین کی طرف دیکھا کہ یا وہ آسمانوں پر بھی رہتی ہے اور زمین پر بھی اور پھر کہا:۔

"فار ہیا ۔ فار"

اب یہ میں نہیں جانتا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔

"پاسبانِ شب" اس نے کہا "تم لوگوں سے مل کر مجھے واقعی بے حد مسرت حاصل ہوئی۔ اور اس منظر کو تو میں کبھی فراموش نہ کروں گا جب اس کلہاڑے والے عظیم کالے نے ریڈ کو خاک و خون میں لٹا دیا تھا۔ پاسبانِ شب! ایک درخواست ہے۔"

"کہو جانی" میں نے کہا۔

"اپنی کوئی نشانی دیتے جاؤ۔"

چنانچہ میں نے اسے اپنی وہ پنسل دیدی جس پر چاندی کا خول چڑھا ہوا تھا۔ وہ خوش ہو گیا۔ اور اس طرح میں بلالی سے رخصت ہوا جس کے متعلق میں ہمیشہ احترام اور محبت سے سوچتا رہوں گا۔

میں نے دیکھا کہ اس وقت بھی وہ اسلوپوگاس سے دور ہی دور رہ رہا تھا۔ غالباً اسے خوف تھا کہ کہیں جاتے جاتے اسلوپوگاس اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہنا کر مجھ سے میان پر کلہاڑا نہ دے مارے۔

چوبیسواں باب

روانگی

تھوڑی دیر بعد ہم روانہ ہو گئے۔ ہم میں سے چند، جن میں دونوں زخمی زولو بھی شامل تھے، ڈولیوں میں سوار تھے اور چند پیدل چل رہے۔ زولو بھی چلنا چاہتے تھے لیکن میں نے اصرار کیا کہ وہ کم سے کم دو دنوں تک ڈولیوں میں ہی سفر کریں۔ آئی نیزر کی ڈولی میں نے عین اپنی ڈولی کے آگے رکھی کہ اس پر نظر رکھ سکوں۔ مزید احتیاط کی خاطر میں نے ہینس کو اس کی ڈولی کے ساتھ ساتھ رہنے کی ہدایت کر دی۔ خوش قسمتی سے آئی نیزر کو ہینس سے الفت ہو گئی تھی غالباً اس لئے کہ وہ اس پر ضرورت سے زیادہ مہربان تھا۔ حالانکہ اپنی طویل نیند سے بیدار ہونے کے بعد آئی نیزر نے اسے بھی نہ پہچانا تھا جس طرح کہ مجھے نہ پہچان سکی تھی۔

بہر حال جلد ہی وہ دونوں دوست بن گئے یہاں تک کہ ہینس اس کی "آیا" ہی بن گیا اور آیا کی ہی طرح اس کی خبر گیری کرنے اور اسکی ہر ضرورت پوری کرنے لگا۔ آئی نیزر اسے "میرا چھوٹا بندر" کہنے اور اس پر پورا اعتبار کرنے لگی اور خود ہینس کو بھی اس سے ایسی محبت ہو گئی کہ وہ اسے ایک منٹ کے لئے بھی تنہا نہ چھوڑتا تھا۔

اس سلسلے میں ایک دفعہ گڑبڑ بھی ہو گئی۔ شور اور چیخیں سن کر میں اپنی ڈولی سے اترا اور بھاگ کر ان کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہینس غیظ و غضب

کا دیوتا ایک زولو کو گولی مار دینے کی دھمکیاں دے رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ
یہ زولو اپنے اناڑی پن میں آئی نیز کی ڈولی سے ٹکرا گیا تھا جو الٹتے الٹتے
بچی تھی۔ میں نے بیچ بچاؤ کر کے جھگڑا ٹھنڈا کیا۔ رہی آئی نیز تو وہ اپنی
آنکھوں سے جیسا کہ زولو اسے کہا کرتے تھے "چینی آنکھوں والی" ہنس رہی
تھی کیونکہ وہ ہنس رہی اور تالیاں بجا رہی تھی۔ وہ ایک بچے کی طرح بے فکر
اور خوش تھی۔

ایک دفعہ میں نے اسے اداس اور روتے دیکھا۔ ہوا یوں کہ بکری کا وہ
بچہ جسے وہ اپنے ساتھ کور سے لائی تھی، ڈولی سے کود کر بھاگا اور ایک
جھاڑی میں گھس گیا اور خدا جانے کہاں گیا کہ تلاش کے باوجود نہ ملا
آئی نیز بچوں کی طرح ضد کرنے اور رونے لگی۔ لیکن جب ہنس نے اسے
اپنی الٹی سیدھی انگریزی اور اس سے زیادہ بگڑی ہوئی پرتگالی میں سمجھایا
کہ وہ اپنی ماں کے پاس چلا گیا ہے جسے وہ بہت زیادہ چاہتا ہے اور یہ کہ
اسے اس کی ماں سے جدا کرنا گناہ ہوگا تو آئی نیز نے اپنے آنسو پونچھ لئے
اور ایک بار پھر ہنسنے بولنے لگی۔

ہماری رفتار خاصی تیز رہی اور پہلے دن کی شام کو ہم اس چوٹی یا آتش فشاں
کے لب پر تھے جو کور کے وسیع زرخیز میدان کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے
تھا اور پھر ہم تیزی سے ڈھلان اتر کر اس جگہ پہنچ گئے جہاں اس رات ہمیں
پڑاؤ ڈالنا تھا۔

غالباً میں بتا چکا ہوں کہ اس جگہ سے کچھ دور ایک بے حد عجیب چٹان
کھڑی ہوئی تھی اور شاید اب بھی ہوگی جو غالباً اپنی مضبوطی اور ٹھوس پن کی
وجہ سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں برسوں سے جوں کی توں کھڑی ہوئی تھی جبکہ

آس پاس کی چٹانیں موسموں کے ردو بدل، طوفانی ہواؤں کی زیادتیوں اور لاوے کے بہاؤ سے نیست و نابود ہو چکی تھی ۔ چٹان کا یہ ستون کوئی پچاس فٹ بلند تھا اور ایسا مدور ، ہموار اور چکنا تھا جیسے اسے انسان نے تراشا ہو ۔ مجھے یاد ہے کہ کور کی طرف جاتے ہوئے جب ہم اس چٹان کے قریب سے گزرے تھے تو یمانے اسلوپگا سے یا شاید نہیں سے ، مجھے ٹھیک سے یاد نہیں ، کہا تھا کہ اس چٹان پر دنیا کا کوئی بندر نہیں چڑھ سکتا ۔

واپسی کے سفر میں جب ہم دوسری دفعہ اس چٹان کے قریب سے گزرے تو اس وقت سورج مغربی چوٹی کے عقب میں غائب ہو چکا تھا لیکن اس کی ایک سرخ کرن نے اس طوفانی بادل کو خونی رنگ دے دیا تھا جو میں ہمارے سروں پر پھیل رہا تھا اور وہاں سے اس کا عکس چٹانی ستون کی چوٹی پر پڑ رہا تھا ۔

اس وقت میں اپنی ڈولی میں سوار نہ تھا بلکہ قافلہ کے آخر میں اسلوپگا کے ساتھ یہ دیکھنے کے لئے پیدل چل رہا تھا کہ کہیں کوئی ہمارا ساتھی اترتے ہوئے اندھیرے میں بھٹک نہ جائے ۔ جب ہم اس چٹانی ستون سے کوئی چالیس پچاس گز کے فاصلے سے گزر رہے تھے تو اتفاقاً اسلوپگا کی نظریں اس کی چوٹی کی طرف اٹھ گئیں ۔ اس کے منہ سے حیرت کی چیخ نکل گئی ۔ چنانچہ میں نے بھی دیکھا اور دم بخود رہ گیا ۔ چٹانی ستون کی چوٹی پر اور سرخ روشنی میں الیشہ کھڑی ہوئی تھی ۔

یہ ایک عجیب اور بے حد پر اثر انگیز منظر تھا کیونکہ زمین و آسمان کے درمیان کھڑی ہوئی الیشہ ایک عورت سے زیادہ آسمان سے اترا ہوا فرشتہ معلوم ہوتی تھی ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اندھیرے کی سطح پر کھڑی ہوئی ہو کیونکہ نیچے اندھیرا پھیلا ہوا تھا جس نے چٹانی ستون کو نگل لیا تھا صرف اس کی چوٹی

روشن تھی ۔ اس کے علاوہ اس سرخ روشنی میں ایشہ کے سارے خطوط
صاف نظر آرہے تھے اور خط و خال پوری طرح سے نمایاں تھے کیونکہ اس
وقت وہ بے نقاب تھی ۔

ہم اس کی طرف بت بنے دیکھتے رہے بس دیکھتے رہے اور پھر میں
نے کہا :-

" اسلوپوگاس ! یہ بلالی تو بڑا جھوٹا آدمی ہے کیونکہ اس نے مجھ سے کہا
تھا کہ وہ جو حکم کرتی ہے کور سے رخصت ہو کر اپنے مسکن کی طرف چلی گئی ہے "

" شاید اس چٹان کی چوٹی ہی اس کا مسکن ہو بشرطیکہ ہم جسے دیکھ رہے
ہیں وہ مجسم سفید فام ساحرہ ہی ہو "

" بشرطیکہ وہ مجسم سفید فام ساحرہ ہی ہو " میں نے غصے سے کہا کیونکہ
میرے اعصاب ایک دم سے تن کر جھنجھنا لگے تھے " اسلوپوگاس ! تم بڑی بیوقوفی
کی باتیں کرتے ہو ۔ اسے ہم اپنے سامنے بلکہ اوپر دیکھ رہے ہیں چنانچہ
وہ اور کہاں ہو سکتی ہے ؟"

" میکومیزن ! ساحروں کے طور طریقے میں کیا جانوں ؟ ان کا تو یہ ہے کہ
وہ ہوا کی طرح جب چاہیں اور جہاں چاہیں جا سکتے ہیں ۔ میکومیزن ! تم
ہی بتاؤ کوئی بھی عورت ایسی چٹان پر چھپکلی کی طرح چڑھ سکتی ہے ۔ ؟ "

" بات یہ ہے ۔ ؟ "

اور میں اسے سمجھانے لگا ۔ اب یہ مجھے یاد نہیں کہ میں نے اس سے کیا
کہا اور کون سے دلائل پیش کئے ۔ بہرحال عین اس وقت ایک بادل
نے آکر یا خدا جانے کس چیز نے وہ روشنی بجھا دی جو چٹان کی چوٹی پر پھیلی
ہوئی تھی اور اس پر کھڑی ہوئی ایشہ غائب ہو گئی کم سے کم اندھیرے کی وجہ سے

ہم اسے دیکھ نہ سکے۔ ایک منٹ بعد ہی بادل یا جو کچھ بھی تھا چھٹ گیا
روشنی چوٹی پر پھیل گئی لیکن اب وہاں کوئی نہ تھا صرف ایک چھوٹا سا پرندہ
بیٹھا چونچ سے اپنے بازو کھجا رہا تھا۔

میں نے اُسلوپوگا کی طرف اور اس نے اس کی طرف دیکھا خاموشی
سے سر ہلائے اور آگے بڑھ گئے۔

یہ آخری دفعہ میں نے ایشہ کو دیکھا تھا بشرطیکہ وہ اس کا بھوت نہ ہو تاہم
یہ سچ ہے کہ ہمارے واپسی کے اس پورے سفر میں عموماً اور خصوصاً اس وقت
جب ہم دلدلوں سے گزر رہے تھے میں اپنے بہت قریب ایشہ کی موجودگی
کو شدت سے محسوس کرتا رہا۔ اس کے علاوہ دوسروں نے بھی ایک دفعہ
یا اس کی سی کسی عورت کو دیکھا۔

یہ واقعہ یوں ہوا۔

ہم لوگ بڑی اور خوفناک دلدل کے عین قلب میں تھے اور ہمارے اماجر
راہبر جو آگے آگے چل رہے تھے، ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں سے پگڈنڈی
یا راستہ دو حصوں میں تقسیم ہوکر مختلف سمتوں میں جا رہا تھا۔ یہاں پہنچ کر راہبر
گڑبڑا گئے کہ کس طرف چلا جائے۔ آخرکار انھوں نے دائیں طرف جاتے ہوئے
راستے پر چلنے کا فیصلہ کیا اور اس دلدل کے ساتھ جس سے آئی ہوئی تھی اور جس کے
ساتھ نہیں تھا، اس پر چل پڑنے کی تیاری کرنے لگے۔

عین اس وقت، جیسا کہ ہینس نے مجھے بعد میں بتایا، ہمارے راہبر
ایک دم سے سجدے میں گر گئے اور اس نے، یعنی ہینس نے عین سامنے ایک

سفید پوش سایہ سا، جس کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی، کھڑے دیکھا جو بائیں طرف کے راستے کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ پھر وہ سایہ دلدل کی دھند میں تحلیل ہو گیا۔ ہنس نے ڈولی روک لی۔ یہاں تک کہ میں اس کے قریب پہونچ گیا اور ہنس نے مجھے بتایا کہ کیا ہوا تھا اور آئی نیز بھی بچوں کی طرح تالیاں بجا بجا کر سفید پوش خاتون کے متعلق خدا جانے کیا کچھ کہنے لگی۔

میں نے شوق تجسس سے بے تاب ہو کر دائیں طرف کے راستے پر کچھ دور تک جانے کا فیصلہ کیا کہ معلوم کروں کہ یہ راستہ کیوں غلط ہے۔ میں ابھی چند قدم ہی اس راستے پر آگے بڑھا تھا کہ بیکنی بدبودار دلدل میں دھنسنے لگا۔ بڑی مشکلوں کے بعد میں اس سے نکلا اور پھر بانس کھبو کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ پتلا دلدل سطح کے نیچے گاڑھا پانی بہہ رہا تھا جو بہت زیادہ گہرا تھا۔ اگر میں نے ایک اور قدم آگے بڑھایا ہوتا تو یہ دلدل میرا مقبرہ بن جاتی۔ اس رات میں نے راہبروں سے اس سفید سائے کے متعلق سوالات پوچھے لیکن انھوں نے میرے ہر سوال کے جواب میں یہی ظاہر کیا کہ انھوں نے کچھ نہ دیکھا تھا اور یہ کہ وہ بات سمجھ نہ رہے تھے۔ یہ دونوں واقعات — یعنی ایشہ کو چٹانی ستون کی چوٹی پر میرا اور اسلوپوگاس کا دیکھنا اور پھر دلدل میں اسے ہنس کا دیکھنا اور ہمیں صحیح راستہ بتانا، میرے لئے آج تک معمہ بنے ہوئے ہیں اور ان کا کوئی حل میری سمجھ میں تو نہیں آرہا چنانچہ اس کا فیصلہ میں قارئین پر چھوڑتا ہوں ان کا جو جی چاہے سمجھیں۔

ہمارے واپسی کے سفر کی تفصیلات کا بیان ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ میں صرف یہ کہنے پر اکتفا کروں گا کہ اس خوفناک دلدل سے نکلنے اور

خشک اور بلند علاقے میں پہنچنے کے بعد ہم نے اماجر اہبروں اور سپاہیوں
کو رخصت کیا۔ صرف آئی نیٹر کی ڈولی اپنے ساتھ رکھی جسے اب ہمارے زولو
ساتھی اٹھا رہے تھے، اور ہم دریائے زمباسی عبور کر کے بخیر و خوبی اور کسی
بھی حادثے سے دوچار ہوئے بغیر رابرٹسن کے مستقر اسٹراتھ مور پہنچ گئے
یہاں ہمارا چھکڑا اور مویشی، جو ہم زولوؤں کی حفاظت میں چھوڑ گئے
تھے۔ زولوؤں نے خوشی کے نعروں کے ساتھ ہمارا استقبال کیا۔ کیونکہ انھوں
نے سمجھ لیا تھا کہ ہم مر کھپ گئے چنانچہ وہ دو تین بار دن میں اپنے گھروں کی
طرف جانے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ ہنس نے بھی ہمیں خوش آمدید کہا حالانکہ
میں سمجھتا ہوں کہ ہماری صحیح سلامت واپسی سے وہ بھی زولوؤں کی طرح حیران تو
تھا ہی لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ ہماری واپسی سے خوش بھی تھا۔ میں نے
اسے بتایا کہ کپتان رابرٹسن ایک جنگ میں مارا گیا ہے لیکن اس کی بیٹی کو،
جسے آدم خور اٹھا لے گئے تھے، ہم بچا کر لے آئے ہیں ساتھ ہی میں نے اسے
ہدایت بلکہ تاکید کر دی کہ فی الحال وہ یہ بات اپنے تک ہی رکھے۔

اس کے علاوہ میں نے اسلوپگاس اور گورگو کے ذریعہ زولوؤں کو
بھی ہدایت کر دی کہ وہ ہماری اس مہم کا ذکر کبھی کسی کے سامنے نہ کریں اور
یہ کہ اگر انھوں نے ایسا کیا تو سفید فام ساحرہ کا سراپ ان پر پڑے گا اور
پھر ان کا انجام بہت برا ہوگا۔ میں نے کہا کہ اس ساحرہ کا نام اور اس سے
منسوب ہر واقعہ کو وہ اپنے سینے میں ہی بند رکھیں۔ چنانچہ انھوں نے میری
اس ہدایت پر پوری طرح سے عمل کیا اور کبھی بھولے سے بھی نہ تو ہماری
اس مہم کا ذکر کیا اور نہ ہی کسی کے سامنے الشہ کا نام لیا اور اس کا سبب
یہ تھا کہ وہ الشہ سے، جسے وہ دنیا کی عظیم ترین ساحرہ سمجھتے تھے، اور اپنے مزار

اسلو پیکاس کے کہاڑے سے ڈرتے تھے۔

آئی نیز اپنے پرانے گھر کو پہچانے بغیر اس رات سونے چلی گئی اس بچی کی طرح جو کچھ سدید پا اور سمجھ سکتی نہ ہو لیکن صبح جینس نے آکر مجھے مطلع کیا کہ آئی نیز اب بدل گئی ہے اور یہ کہ مجھ سے ملنا چاہتی تھی

میں گھر میں داخل ہوا تو آئی نیز کو خصت گاہ میں بیٹھے پایا۔ وہ یورپین لباس میں ملبوس تھی جو خود اس نے اپنی الماری سے، جہاں وہ اپنے کپڑے رکھتی تھی ا۔ نکالا تھا۔ ایک بار پھر وہ بالغ اور ہوشیار عورت بن چکی تھی

۔ مسٹر کوا ٹرمین !" اس نے کہا" شاید میں بیمار تھی کیونکہ آخری بات جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ تم اور ابا دریائی گھوڑوں کے شکار پر روانہ ہو گئے تھے اور میں اپنے کمرے میں جاکر سو گئی تھی۔ ابا کہاں ہیں ؟ شکار میں ان کے ساتھ کوئی حادثہ تو نہیں ہو گیا ؟"

۔افسوس !" میں نے بے دھڑک جھوٹ بول دیا کیونکہ میرا خیال تھا کہ حقیقت اس کا دماغ الٹ دے گی" حادثہ ہو ہی گیا تمھارے ابا پر ایک دریائی گھوڑے نے حملہ کر کے رگید دیا اور ہم نے انھیں اسی جگہ دفن کر دیا۔

اس نے اپنا سر جھکا لیا اور چند ثانیوں کے توقف کے بعد کہا :۔

۔مسٹر کواٹرمین ! شاید تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو لیکن کوئی غیبی آواز مجھ سے کہہ رہی ہے کہ مناسب ہوگا کہ ہر بات سے میں واقف نہ ہو جاؤں"

۔ ٹھیک ہے آئی نیز" میں نے کہا" تم سخت بیمار اور اپنے ہوش میں نہ تھیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ کسی بات سے تمھارے دل کو سخت صدمہ پہنچا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمہیں اپنے ابا کی موت کی خبر مل گئی تھی، اس ناتھہ کو تم بھول گئی ہو اب" اور غالباً اسی صدمہ سے تمھارا دل الٹ گیا۔ آئی نیز

مجھ پر بھروسہ کرو اور یقین کرو کہ اگر میں تم سے کچھ چھپا رہا ہوں تو ایسا میں تمہارے بھلے کی خاطر کر رہا ہوں۔

"مجھے تم پر بھروسہ ہے کیونکہ مین" اس نے جواب دیا۔ "اچھا۔ اب تم جاؤ۔ لیکن پہلے یہ بتاتے جاؤ کہ وہ — وہ — مسز مورتیمر اور بچے کہاں گئے؟"

"تمہارے ابا کے انتقال کے بعد وہ سب چلے گئے" میں نے ایک بار پھر جھوٹ بولا۔

اس نے ایک بار پھر میری طرف عجیب نظروں سے دیکھا لیکن کوئی جواب نہ دیا۔

اس کے بعد میں وہاں سے چلا آیا۔

آئی نیز کے ساتھ جو کچھ ہوا اور اس پر جو کچھ بیت گئی تھی اس سے وہ کہاں تک واقف تھی یا بعد میں واقف ہوئی یہ میں آج تک معلوم نہ کر سکا البتہ میرا خیال ہے کہ اس کے متعلق وہ کچھ زیادہ نہ جانتی تھی۔ اول تو اس لئے کہ تھوماس سوریت ہر ایک کو دھمکیاں دی گئی تھیں کہ وہ اس سلسلے میں آئی نیز سے کچھ نہ کہیں۔ اس کے علاوہ خود آئی نیز خاصی سمجھدار تھی اور جانتی تھی کہ کب سوالات نہ پوچھنا مناسب ہوتا ہے۔ اسے احساس تھا کہ اس پر حدا بن حیوانی یا پاگل پن کا دورہ پڑا تھا اور اسی دورے میں اس کا باپ مر گیا تھا اور کچھ خاص واقعات ہوئے تھے۔ چنانچہ اس نے اس سے زیادہ کچھ معلوم کرنے کی کوشش نہ کی اور کبھی مجھ سے اس سلسلے میں مزید سوالات نہ پوچھے۔ اور اس کی خاموشی سے میں حقیقت میں خوش تھا کیونکہ آپ جانئے کہ میں ایشہ کی اس پیشنگوئی کی کیا تشریح کر سکتا تھا کہ وہ دماغی طور پر

بھی بن جائے گی اور گھر پہنچنے کے بعد ہی اصلی حالت پر آ جائے گی کیونکہ
اسے میں خود بھی نہ سمجھ سکا تھا؟

لیکن ایک دفعہ اس نے جینی کے متعلق پوچھا جس کا جواب میں نے یہ دیا
کہ اس کی، یعنی آئی یزر کی بیماری کے دوران وہ چل بسی۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی
جھوٹ تھا۔ خدا معاف کرے لیکن سمجھتا ہوں مصلحت کی بنا پر جھوٹ بولنا
گناہ نہیں ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آئی یزر کی پوری داستان میں یہیں ختم کر دوں۔
میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ وہ خاموش طبع اور مذہبی قسم کی لڑکی تھی چنانچہ وہ اکثر
و بیشتر عبادتوں میں مصروف رہتی تھی۔ یہ مذہبی جنون شاید اسے ورثے میں
ملا تھا کیونکہ اس کے باپ نے بھی اپنے آخری دور میں اسی جنون کا اظہار کیا
تھا۔

جب ہم مہذب دنیا میں پہنچے تو سب سے پہلے آئی یزر کی جس شخص سے ملاقات
ہوئی وہ اتفاقاً ایک بوڑھا راہب تھا۔ ان دونوں کی دوستی کا آخر کار وہی
نتیجہ ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ آئی یزر نامال کی ایک خانقاہ میں داخل ہو کر
نن بن گئی تھی۔

برسوں بعد ایک دفعہ میں اس سے ملا تھا جب وہ ترقی کر کے اپنی خانقاہ
مدرسہ بننے والی تھی۔ وہ بے حد مطمئن اور خوش نظر آتی تھی اور خود اس
نے مجھ سے کہا کہ اس کی خوشی اب مکمل تھی اس وقت بھی اس نے مجھ سے
نہ پوچھا کہ جب وہ خانی اللہ بن تھی تو اس کے ساتھ کیا واقعات ہوئے تھے۔
اس نے کہا کہ کچھ ہوا ضرور تھا لیکن نہ کہ وہ اس کی تفصیلات معلوم کرنا
چاہتی تھی۔ ایک بار پھر میں نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا کیونکہ تب

جانے اگر میں اسے اپنی مہم کی داستان سنا بھی دیتا تو وہ شاید ہی اس پر یقین کرتی۔

خیر تو آمدم بر سرِ مطلب اسٹراتھ مور میں ایک دو دن قیام کر کے جب مجھے یقین ہو گیا کہ اب آئی نیز اپنا بھلا برا سوچ اور سمجھ سکتی ہے تو میں نے اس سے کہا کہ میں اب ناٹال کی طرف روانہ ہونے والا ہوں اور یہ کہ خود اس کا کیا ارادہ ہے اس نے فوراً جواب دیا کہ وہ بھی میرے ساتھ ہی چلے گی کیونکہ اس نے کہا، اس کے باپ کے انتقال کے بعد اب اسٹراتھ مور میں اس کے لئے کچھ نہ رہ گیا تھا۔

اس کے بعد اس نے مجھے ایک خفیہ جگہ بتائی ۔ یہ نشست گاہ کے عین نیچے ایک مختصر سا تہہ خانہ تھا جہاں رابرٹ سن اپنی شراب کا ذخیرہ رکھا کرتا تھا ۔ اس تہہ خانے کے فرش سے ایک جگہ سے اینٹیں اکھاڑیں تو وہ اسی گڑھے میں سونے کا ذخیرہ بھرا ہوا تھا ۔ رابرٹ سن نے خود اس ذخیرے کا پتہ اپنی بیٹی کو بتایا تھا اور اکثر اس سے کہا کرتا تھا کہ جب بھی اسے ضرورت ہو وہ یہ سونا نکال لے ۔ اسی خزانے کے ساتھ اس کا وصیت نامہ، چند دوسرے ضروری کاغذات، اس کی جوانی کی یادداشتیں اور چند محبت نامے مل گئے۔ اور دعاؤں کی ایک کتاب بھی تھی جو اس کی، یعنی رابرٹ سن کی ماں کی یادگار تھی۔

یہ چیزیں، جن کا پتہ آئی نیز کے علاوہ کسی کو نہ تھا، ہم نکال لیں اور روانگی کے انتظامات کرنے میں مصروف ہو گئے ۔ ضروری اور قیمتی چیزیں ہم نے چھکڑے میں باندھ کر رکھ دیں اور مویشی آگے آگے ہنکاتے ساتھ لے لئے۔

اسٹور اور جائداد تھوماسو کے ہاتھ نصف قیمت پر اور اس شرط کے ساتھ فروخت کردی کہ وہ رقم کی مقررہ قسطیں ہر سال دودو آلی بیز کے نام ساحلی شہر کے اس بنک میں جمع کرواتا رہے گا جہاں رابرٹ سن کا اکاؤنٹ تھا۔ میں نہیں جانتا کہ اس نے اس شرط پر کہاں تک عمل کیا لیکن چونکہ کوئی بھی اسٹرا تھومور میں قیام کرنے کے لئے تیار نہ تھا اس لئے ہم تھوماسو پر بھروسہ کرنے کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتے تھے۔

ایک سہانی صبح ہم اسٹرا تھومور سے روانہ ہوئے تو میں نے آلی بیز سے پوچھا:۔

"آلی بیز! تمہیں یہ جگہ چھوڑنے کا غم نہیں؟"

"نہیں" اس نے جواب دیا "اسٹرا تھومور میرے لئے جہنم تھا۔ خدا کرے کہ اب میں یہاں کبھی نہ آؤں"

اور اس کے بعد ہی اور نزولولینڈ کی سرحد پر زکالی کے "عظیم طلسم" نے اپنا کرشمہ دکھایا۔ اگر یہ عظیم طلسم، جیسا کہ ہنس اس بدہیئت بت کو کہا کرتا تھا، نہ ہوتا تو ہم سب کے سب مارے جاتے۔ اس واقعہ کی تفصیلات طویل اور پیچیدہ ہیں۔ چنانچہ صرف یہ بتانے پر اکتفا کرتا ہوں کہ اس کا تعلق اس سازش سے ہے جو اسلوپوگاس شاہ زولو کا تھوڈایوسے کر رہا تھا اور اس کی اطلاع اسلوپوگاس کی بیوی مونازی اور اس کے عاشق ڈیرمانے کا تھوڈایو کو دے دی تھی۔ ان دونوں کی اس غداری کی تفصیلات میں اس ناول کے کسی ابتدائی باب میں بیان کر چکا ہوں۔ نتیجہ اس کا یہ تھا کہ زولولینڈ کی سرحد پر کا تھوڈایو نے اپنے جاسوس مقرر کر دیئے تھے کہ وہ اسلوپوگاس

کو نیکتے ہی اس کی اطلاعات، ببی کا لو دا لیوکو دیں کیونکہ اسے یقین تھا
کہ جلد یا بدیر اسلوپوگاس واپس آئے گا۔ اس کے علاوہ سب یہ بھی جانتے تھے
کہ وہ میرے ساتھ سفر کر رہا تھا۔

چنانچہ یوں ہوا کہ ایک افسر نے، جس کا تعلق شاہی گھرانے سے تھا اپنے
دستے کے ساتھ ہمیں گھیر لیا۔ حملہ کرنے سے پہلے اس افسر نے اپنا پیغامبر اپنے
اس پیغام کے ساتھ میرے پاس بھیجا کہ اگر میں اسلوپوگاس اور اس کے ساتھیوں
کو اس کے سپرد کر دوں تو وہ ہم سے کوئی تعرض نہ کرے گا اور مجھے اپنے ساتھیوں
کے ساتھ نکل جانے دے گا اور میرا سامان بھی نہ لوٹا جائے گا۔ اگر میں نے
ایسا نہ کیا تو حملہ کر کے ہم میں سے ہر ایک کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ
بادشاہ نہ چاہتا تھا کہ کوئی شخص بھی اسلوپوگاس کے انجام کی داستان
بیان کرنے کے لئے زندہ رہے۔ یہ پیغام دے کر اور میرا جواب حاصل کرنے
لئے آدھے گھنٹے بعد آنے کا وعدہ کر کے پیغامبر چلا گیا۔

جب وہ حد سماعت سے نکل گیا تو اسلوپوگاس، جس نے پیغامبر
کی باتیں خاموشی سے سنی تھیں، میری طرف گھوم گیا۔

"میکومیزن! اس نے کہا" اب میں اپنے منحوس سفر کے اختتام تک پہنچ
گیا ہوں۔ میں نے مُردوں کی تلاش میں یہ سفر کیا تھا اور سفید نام سا عورت
نے وہ مردے مجھے دکھا دیئے تھے لیکن اب میں مر کر ان کے پاس پہنچنے والا
ہوں کیونکہ ان تک پہنچنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔"

"معلوم ایسا ہوتا ہے اسلوپوگاس کہ ہم اسی طریقے سے ان کے پاس
پہنچنے والے ہیں" میں نے کہا۔

"ایسی بات تو نہیں ہے میکومیزن۔ بادشاہ کا وہ بزدل بچہ تو وعدہ کر رہا

ہے کہ تمہیں صحیح سلامت نکل جانے دے گا۔ اسے تو میرے اور میرے ساتھیوں کے خون کی ضرورت ہے اور اس میں وہ حق بجانب ہے کیونکہ ہم نے بادشاہ کے خلاف بغاوت کر دی ہوتی۔ میں اس جھوٹے سے قبیلے کی سرداری کا سے اکتا گیا ہوں اور جس تخت پر وہ بیٹھا ہوا ہے اس پر میرا جائز حق ہے چنانچہ ہم دونوں کے جھگڑے سے تمہیں کوئی واسطہ نہیں حالانکہ تم مخلص ہو اور مجھے چھوڑ کر جانا نہیں چاہتے۔ اگر تم میرے ساتھ مل کر جنگ کرنا چاہتے ہو تو پہلے اس ہستی کا خیال کرو جو جھگڑے میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اور اس آنکھوں والی کی جان بچانا اور اسے بخیر و خوبی منزل تک پہنچا دینا تمہارا فرض ہے۔"

اسلوپوگاس کی اس دلیل کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ چنانچہ میں نے پوچھا کہ اب وہ کیا کرنے والا ہے۔ ہم چاروں طرف سے گھرے ہوئے تھے چنانچہ فرار تو کسی صورت ممکن ہی نہ تھا۔

"بہادروں کی موت مروں گا میکو میزن" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔ "تم دیکھو گے میکو میزن کہ کلہاڑے کا مالک خونریزی اور اس کے ساتھی شاہی پلٹوں سے کیسی یادگار جنگ کرتے ہیں۔"

میں خاموش تھا کیونکہ سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ کیا کہوں۔ ہم سب خاموش تھے اور ڈھلتے سایوں کو اس نشان کی طرف رینگتے دیکھ رہا تھا جو بزرگ لوبیغا ہمارے بھالے سے زمین پر بنا گیا تھا۔ کیونکہ وہ کہہ گیا تھا کہ جب سایہ اس نشان کو چھوئے گا تو وہ میرا جواب سننے آجائے گا۔

اس بے چین کر دینے والی اور تقریباً خوفناک خاموشی میں میں نے کسی کو کھنکھارتے سنا۔ یہ ہینس تھا۔ جب بھی وہ مجھے اپنی طرف متوجہ کر کے کچھ کہنا چاہتا تو اسی طرح کھنکھارتا تھا۔

"کیا ہے؟" میں نے غصے بے چینی سے پوچھا۔

غصہ مجھے یہ دیکھ آیا تھا کہ وہ زمین پر پالتھی مارے اطمینان اور بے فکری سے بیٹھا ہوا تھا۔

"کچھ نہیں باس۔ ایکسادر اسی بات ہے" وہ بولا "اور وہ یہ کہ زدولو بادشاہ کے یہ لکڑ بگھے شمال کے آدم خوروں کی بہ نسبت زکالی کے عظیم طلسم سے زیادہ ڈرتے ہیں کیونکہ یہ عظیم طلسم والا ان کے بہت قریب ہے۔ تمہیں یاد ہوگا باس کہ جب ہم اپنے اس سفر پر روانہ ہوئے تھے اور زولولینڈ کی سرحد پار کر رہے تھے تو وہ لوگ عظیم طلسم کے سامنے جھک گئے تھے۔"

"اور اب ہم زولولینڈ میں داخل ہو رہے" میں نے تلخی سے کہا۔ "تو کیا تم چاہتے ہو کہ یہ طلسم میں انھیں دکھاؤں؟"

"نہیں باس۔ وہ تمہیں اور اداس آنکھوں والی سے کوئی کرنا نہیں چاہتے تو انھیں یہ طلسم دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن — اگر یہ طلسم امسلوپوگاسس کی گردن میں پڑا ہوا ہو اور وہ اسے زولو کتوں کی نظر کے سامنے نچا کر اعلان کرے کہ وہ عظیم طلسم اور زکالی کی پناہ میں ہے اور یہ کہ ہر وہ شخص تین چاندوں میں ہی بری موت سے مرے گا جو اسے انگلی تک لگائے گا تو — باس شاید کچھ ہو۔"

اور وہ پھر کھنکھار کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔

ہنیس کی اس بات کا ترجمہ، جو اس نے ڈچ زبان میں کہی تھی، امسلوپوگاس کو سنا دیا۔

"اس ننھے زرد آدمی کا لقب اندھیرے میں روشنی ہے اور بے حد مناسب ہے" اس نے کہا۔ "بہرحال اس کے مشورے پر عمل کر کے دیکھتے ہیں اگر یہ ترکیب

—

کام کر جیتی تو ٹھیک ہے۔ ورنہ مرنا تو ہے ہی۔"

چنانچہ اب پہلی دفعہ میں نے وہ جبہ ہیٹ ہیٹ، جو اتنے عرصے سے میری گردن میں پڑا ہوا تھا، اتار کر اسلوپوگاس کی گردن میں ڈال دیا۔ اس نے طلسم پہن کر اسے اپنے کمبل میں، جسے وہ اپنے جسم پر لپیٹے ہوئے تھا، چھپا لیا۔

اس کے کچھ ہی دیر بعد چیتا مبزو واپس آیا اور اس دفعہ اس کے ساتھ نہ صرف دستے کا افسر بلکہ چند دوسرے صاحب بھی تھے۔ اس نے کہا کہ وہ مجھے سلام کرنے اور میری خیریت معلوم کرنے کی غرض سے آیا تھا کیونکہ ایک دفعہ میں نے اس سے مویشیوں کا سودا کیا تھا اور ہم دونوں ایک دیگر سے واقف تھے۔ چند دوستانہ اور رسمی باتوں کے بعد اس نے اسلوپوگاس کا موضوع چھیڑ دیا اور بڑی تفصیل سے بتایا کہ اس کے سپرد کیا خدمت کی گئی ہے اور یہ کہ وہ بادشاہ کے حکم سے سرتابی کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

"میں تمھاری مجبوری کو سمجھ سکتا ہوں" میں نے کہا۔ "لیکن تم جانو دوست جو شخص عظیم زکالی کے عظیم طلسم کو نہ صرف پہنے ہوئے بلکہ اس کی پناہ میں بھی ہو اسے چھیڑنا بہت زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔"

یہ سن کر افسر کی آنکھیں خوف اور حیرت سے پھٹ گئیں۔

"راستے کھولنے والے کا عظیم طلسم!" وہ بولا۔ "اب سمجھ میں آیا کہ کلہ [illegible] والوں کے اس سردار کو کیوں کچھ نہیں [illegible] ہو سکتا؟"

"بالکل" میں نے کہا۔ "اور یہ تو تم جانتے ہوئے کہ جو شخص بھی عظیم طلسم کی بے حرمتی کرتا ہے یا اس شخص کو گزند پہنچاتا ہے جو یہ طلسم پہنے ہوئے ہو تو وہ

شخص تین مہینے کے اندر اندر بڑی خوفناک اور تکلیف دہ موت مرتا ہے۔ نہ صرف وہ بلکہ اس کا پورا گھر حتیٰ کہ اس کے دور کے رشتے دار بھی اس خوفناک موت کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔"

"ہاں۔ میں نے سنا تو یہی ہے" اس نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"اب تک تو تم نے سنا ہی تھا لیکن میرے دوست اب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس میں کہاں تک صداقت ہے اور یہ کہ عظیم طلسم کیا کچھ کر سکتا ہے" میں نے بشاشت سے کہا۔

اب افسر نے اسلوپوگاس سے اکیلے میں گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں کیا باتیں ہوئیں۔ البتہ جو کچھ ہوا وہ یہ تھا کہ اسلوپوگاس نے واپس آکر اونچی آواز میں کہ ہر کوئی سن لے، کہا کہ چونکہ مقابلہ کرنا فضول تھا اور یہ کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے دوست میکومبزن کو کوئی نقصان پہونچ جائے اس لئے اس نے افسر کے ساتھ شاہی کرال تک جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ افسر نے وعدہ کیا ہے کہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو کوئی گزند نہ پہونچے گا اور شاہی کرال تک وہ محض جھوٹے الزامات سے اپنے آپ کو بری ثابت کرنے جا رہا ہے جو اس پر دشمنوں نے لگائے ہیں۔ اس نے کہا کہ افسر نے عظیم طلسم کی قسم کھا کر کہا ہے کہ وہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کوئی غداری نہ کرے گا۔

میں نے بھی اونچی آواز میں کہ سب سن لیں، افسر سے پوچھا کہ کیا اسلوپوگاس سچ کہہ رہا ہے۔ افسر نے اثبات میں جواب دے کر کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ اگر ممکن ہو تو اسلوپوگاس کو مردہ نہیں بلکہ زندہ اس کی خدمت میں پہنچایا جائے۔

اسے اپنی طرف سے کچھ دینے کے بہانے سے میں اسلوپوگاس کو اپنے چھکڑے

کے پاس اور سب سے الگ ہٹے اور وہاں اس سے پوچھا کہ اس کے اور افسر کے درمیان کیا طے ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ افسر اسلوپگاس کو رات کے اندھیرے میں فرار ہو جانے کا موقع دے گا۔

"یقین کرو میکومیزن" اس نے کہا۔ "اگر میں فرار نہ ہو سکا تو پھر افسر بھی نہ بچ سکے گا کیونکہ میں اس کے ساتھ ہی رہوں گا اور اپنا کلہاڑا تیار رکھوں گا اگر مجھے ذرا بھی شک ہوا کہ وہ دغا دینے والا ہے تو میرا کلہاڑا اس کے بھیجے کی خبر لائے گا۔

"میکومیزن!" اس نے اضافہ کرتے ہوئے کہا "ہم دونوں نے ایک عجیب سفر کیا ہے اور ایسی باتیں دیکھی ہیں جو کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوں گی اس کے علاوہ میں نے بھوتوں اور انسانوں کی جنگ میں زبردست طور پر مقابلہ کیا بلکہ اسے قتل بھی کیا ہے چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ میرا سفر محض بیکار نہیں رہا۔ اور اب ہم جدا ہو رہے ہیں لیکن میرے خیال میں ہمیشہ کے لئے نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ افسر کے ساتھ میں اس سفر میں مارا جاؤں گا حالانکہ آخر میں دوسرے مارے جائیں گے۔"

اس کی اس بات کا، جو اس نے بڑی سنجیدگی سے کہی تھی، مطلب اس وقت میری سمجھ میں نہ آیا۔

"میکومیزن! میری روح مجھ سے کہتی ہے کہ آئندہ برسوں میں ہم پھر ملیں گے اور پہلو بہ پہلو ایک زبردست جنگ کریں گے جو ہماری جنگ ہوگی روح کرے کہ ایسا ہی ہو حالانکہ تم سفید فام اور میں سیاہ فام ہوں لیکن میں تمہیں پسند کرتا اور تم سے محبت کرتا ہوں میکومیزن اتنی ہی محبت جتنی کہ ایک بھائی کو دوسرے بھائی سے ہوتی ہے۔ اچھا اب میں رخصت ہوتا ہوں کیونکہ بادشاہ

کا وہ افسر مشکوک نظروں سے انہیں دیکھ رہا اور بے چین ہو رہا تھا۔ اگر میں زندہ رہا تو یہ عظیم طلسم زکالی کو لوٹا دوں گا اور اگر مر گیا تو وہ اپنا گٹ بجو ستک بھیج کر یہ طلسم منگوا لے گا:

• زرد بونے!" اسلوپوگاس نے ہنس سے کہا جو اپنی [illegible] ہوشی کے بالکل قریب آ کر منڈلا رہا تھا۔ "میں تمہیں بھی الوداع کہتا ہوں۔ بے شک تم اندھیر میں روشنی ہی ہو اور میں خوش ہوں کہ اس دنیا میں تم سے ملاقات ہو گئی۔ ہاں۔ اور میں نے تم سے سانپ کی طرح رینگنا اور ڈسنا اور لومڑی کی طرح عیارانہ چالیں چلنا سیکھا ہے چنانچہ میں تمہیں بھی الوداع کہتا ہوں۔ کیونکہ میری روح مجھ سے کہہ رہی ہے کہ اب اس دنیا میں ہماری ملاقات نہ ہوگی:

اور اب اس نے کلہاڑا بلند کر کے مجھے سلام کیا اور مجھے سردار اور بابا کہا جو آج تک اس نے کسی کو نہ کہا تھا اور اس طرح اس نے مجھے اپنے سے بلند درجہ دے دیا۔ گرو گہ اور زولوں نے بھی مجھے سلام کیا اور مجھے الوداع کہی۔

اور دوسرے ہی لمحے وہ اور اس کے ساتھی شاہی افسر کے ساتھ ایک طرف روانہ ہو کر نظروں سے اوجھل ہو چکے تھے۔

پچیسواں باب

زکالی کی خدمت میں

ایک بار پھر میں اس عجیب کالے پہاڑ پر اور بوڑھے زکالی کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

"تو تم زندہ اور صحیح سلامت واپس آ گئے، میکو میزن" وہ بولا۔ میں نے کہا تھا کہ ایسا ہو گا اور دیکھو ایسا ہی ہوا۔ رہا یہ سوال کہ اس سفر میں تمہارے ساتھ کیا ہوا تو اس کی تفصیلات بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور طول طویل کہانیاں مجھے تھکا دیتی ہیں۔ اچھا۔ وہ طلسم کہاں ہے جو میں نے تمہیں دیا تھا؟ لاؤ۔ اب وہ مجھے واپس دے دو۔"

"زکالی! وہ طلسم اب میرے پاس نہیں ہے۔ وہ میں نے اسلوپوگاس کو دے دیا کہ وہ بادشاہ کے آدمیوں سے اپنے آپ کو بچا سکے۔"

"اوہ — میں تو بھول ہی گیا تھا کہ طلسم تم نے اسلوپوگاس کو دے دیا تھا اور اب — وہ میرے پاس پہنچ گیا ہے۔" اور اس نے اپنے چغہ کا گریبان کھول کر مجھے وہی منحوس اور بد قطع بت دکھایا جو اس کی گردن میں پڑا ہوا تھا اور سینے پر لٹک رہا تھا۔ "میکو میزن! میری یادگار کے طور پر اس کی نقل تم اپنے پاس رکھنا پسند کرو تو میں ایسا ہی طلسم تمہارے لئے بنا دوں؟"

"نہیں" میں نے کہا۔ "اسلوپوگاس آیا تھا یہاں۔"

"ہاں۔ آیا تھا اور چلا بھی گیا۔ یہی وجہ ہے کہ میں تمھارے سفر کی داستان تمھاری زبانی اور دوسری بار سننا نہیں چاہتا۔"

"کہاں گیا وہ؟ کہاڑے والوں کے کرال میں جن کا وہ سردار ہے؟"

"نہیں میکومیزن۔ وہ آیا تو وہیں سے تھا کم سے کم میرا تو یہی خیال ہے لیکن اب وہاں کبھی نہ جائے گا۔"

"کیوں؟"

"اس لئے کہ اپنی عادت کے مطابق اس نے وہاں بھی گڑبڑ مچا کر چند لوگوں کو ٹھکانے لگا دیا جن میں سے ایک بسرے خیال میں لوسٹا بھی تھا، جسے وہ تمھارے سفر پر روانہ ہوتے وقت اپنا قائم مقام بنا گیا تھا۔ اور اس عورت موناذی کو بھی قتل کر دیا جو اس کی بیوی تھی یا لوسٹا کی بیوی تھی یا شاید دونوں کی ہی بیوی تھی۔ کہتے ہیں اس عورت کی بے وفائی کے متعلق بہت سی باتیں سننے کے بعد اس نے اپنے کہاڑے کے ایک ہی وار سے موناذی کا سر تن سے جدا کر دیا اور لوسٹا کو مقابلے کی دعوت دی اور اس لڑائی میں اس نے اپنے رقیب اور حریف کو بھی دوسری دنیا میں دھکیل دیا اور وہ اسی کا مستحق تھا بھی کیونکہ بغیر تحقیق کئے کہ اسلوپوگاس زندہ ہے یا مر گیا ہے اس نمک حرام نے اسلوپوگاس کی جگہ نہ صرف اپنے سردار ہونے کا اعلان کر دیا تھا بلکہ اس کی بیوی کو اپنی بیوی بنا لیا تھا۔"

"تو پھر اسلوپوگاس گیا کہاں؟" میں نے حیرت کا اظہار کئے بغیر کہا کیونکہ اس خبر سے مجھے کوئی حیرت نہ ہوئی تھی۔

"یہ نہ تو میں جانتا ہوں اور نہ ہی مجھے اس کی پروا ہے۔ غالباً اطراف کے جن گیا ہے وہ۔ اپنی سرگزشت وہ خود ہی تمھیں سنائے گا جب بعد کے

دنوں میں تمھاری اس کی ملاقات ہوگی کیونکہ میرا خیال ہے اور خود
اسلوپوگاس کو بھی یقین ہے کہ ایک بار پھر تمھاری ملاقات ہوگی اور
تم دونوں ایک بے حد عجیب مہم پر روانہ ہوگے[۱]۔ سنو زولوؤں کے
شیر کے اس بچے کے ساتھ یہاں میرا معاملہ ختم ہوتا ہے جو ہر طرح سے
شاکا تھا لیکن شاکا کی سی سمجھ بوجھ اس میں نہ تھی۔ وہ ایک جنگجو تھا جو
کلہاڑا چلانے میں آپ اپنی مثال تھا لیکن اس میں ذہانت نام کو نہ تھی اور
تم جانو میکومبیزن ایسے لوگ میرے کچھ کام کے نہیں ہوتے۔ تین دفعہ میں
نے اس کے ہاتھ میں اپنی عیاری کا ہتھیار دیا اور اسے راستہ بتایا کہ وہ
یوں کرے اور دوں کرے اور ہر دفعہ اس نے اپنے اناڑی پن سے ہتھیار
توڑ دیا حالانکہ میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس نے میرے کہنے پر عمل کیا تو
میں اسے زولولینڈ کا بادشاہ بنا دوں گا۔ چنانچہ اب کہ بوڑھے اسلوپوگاس
کے ذکر کو یہاں ختم کرو۔ کاش کہ تم نے اسے عظیم طلسم نہ دیا ہوتا۔ پھر بادشاہ
کے آدمی اس کا خاتمہ کر دیتے اور میں اس کی طرف سے بے فکر ہو جاتا۔
تم جانو وہ بہت سی باتیں جانتا ہے اور کیا پتہ کب غصے میں کسی کے سامنے
کچھ بک دے اور میرے سارے کئے کرائے پر پانی پھر جائے۔ خیر وہ چلا
گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس وقت تک زندہ رہے گا جب تک کہ
ایک یادگار جنگ میں، جو ایک دور افتادہ اور عجیب خطے میں لڑی جائے
گی، مارا نہیں جاتا اور اس کی موت تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔

---

[۱] اس سنسنی خیز مہم کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو ناول "لال صحرا" مطبوعہ
نسیم بکڈپو لکھنؤ — مترجم

"زکالی! معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اپنے دوست اسلوپوگوس کی پریشانیوں اور مصائب کا تمھارے دل پر کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔" میں نے طنزاً کہا

"ذرہ برابر بھی نہیں میکومیزن۔ بوڑھوں کے دوست تو وہی لوگ ہوتے ہیں جنھیں وہ اپنی مرضی کے مطابق نچا سکتے ہیں۔ دوسرے جائیں جہنم میں۔"

"ٹھیک ہے زکالی۔ چنانچہ اب خود میں بھی سمجھ گیا ہوں کہ تم جیسے خودغرض بوڑھے سے کیا توقع رکھنی چاہیے۔"

اس نے اپنا مخصوص بھیانک قہقہہ لگا کر کہا۔

"ہاں میکومیزن اور تمہیں مجھ سے بھلے کی توقع رکھنی چاہیئے کیونکہ تم ہوشیار ہو اور اسلوپوگاس کی طرح بے وقوف نہیں ہو۔ تمھارے جیسے دوست تو میرے لئے بڑے ہی کارآمد ثابت ہوتے ہیں اور یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن تم بھی میرے بڑے کام آؤ گے۔"

وہ خاموش ہو گیا اور سر جھکا کر کسی خیال میں غرق ہو گیا اور میں سوچنے لگا کہ خدا جانے کیا مطلب تھا اس بوڑھے وچ ڈاکٹر کا اور اب دوسرا کون سا کام وہ مجھ سے لینا چاہتا تھا؟ مجھ سے کیا فائدہ پہونچ سکتا تھا اسے؟

ایک دم سے زکالی نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھا کر پوچھا۔

"میکومیزن! سفید فام ملکہ نے میرے لئے کیا پیغام بھیجا ہے؟"

"اس نے کہا ہے کہ رات کے وقت خواب میں تم اسے بہت زیادہ پریشان کرنے لگے ہو۔"

"اس نے غلط نہیں کہا وہ ہواؤں کی سائیں سائیں میں اکثر مجھ سے

پوچھا کرتی ہے کہ میں ایسا کیوں کرتا ہوں۔ لیکن اس کی وجہ میں نے اسے نہیں بتائی۔ بہر حال وہ ایک عورت ہے اور اس ویرانے میں اکیلی اکتا رہی ہوگی بس اسی خیال سے میں وقتاً فوقتاً اس سے بات کرلیتا ہوں یا میری روح اس سے گفتگو کرلیتی ہے۔ اگر میں انکار کردوں تو اسے اپنی ہزاروں سال کی عمر ایک بوجھ معلوم ہونے لگے۔ ناقابل برداشت بوجھ"

"تو گویا تم اس پر احسان کررہے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"بے شک" اس نے سر ہلایا۔ "اچھا دوسرا کیا پیغام بھیجا ہے اس ساحرہ نے اس بوڑھے کے لئے جو اسے نیند میں پریشان کیا کرتا ہے حالانکہ اسکی نیند پہلے ہی سے اچاٹ ہے کیونکہ اسے نیند میں ہزاروں سال کی یادوں کے آسیب پریشان کرتے رہیں"

چنانچہ میں نے زکالی کے سامنے اس تصویر کی تفصیلات بیان کردیں جو الیشہ نے مجھے پانی سے بھرے ہوئے پیالے میں دکھائی تھی کہ بادشاہ اپنی جھونپڑی کا میں مردہ پڑا تھا اور وہ ہستیاں سامنے کھڑی اسے گھور رہی تھیں۔

"ہو۔ ہو۔ ہو" زکالی ہنسا۔ "تو میں اپنا انتقام لے لوں گا سب ٹھیک ہوجائے گا حالانکہ راستہ لمبا ہے لیکن میں اپنی منزل تک پہنچ جاؤں گا۔ تم نے میرا کام کردیا میکومبزن اور تمہیں اپنے کام کی اجرت بھی سفیدفام ساحرہ سے مل گئی کیونکہ تم نے وہ سب کچھ دیکھ لیا جو دیکھنا چاہتے تھے"

"ہاں۔ دیکھ لیا" میں نے تلخی سے کہا۔ "لیکن وہ سب جھوٹ تھا نظر کا دھوکا"

"جھوٹ۔ ہو۔ ہو۔ ہو۔ سب جھوٹ میکومبزن۔ سب جھوٹ

ختم

ہو ۔ ہو ۔ ہو ۔ لیکن جھوٹ کے عقب میں سچ بھی ہوتا ہے جس طرح نقاب کے پیچھے وہ سفید فام ساحرہ تھی۔ حسین اور جوان ۔ اس نے اپنی نقاب تمہارے لئے اٹھادی تھی کہ نہیں ؟ اور تم حقیقت سے آشنا ہو کر اس کے قدموں پر گر گئے تھے کہ نہیں ؟

- جھوٹ ۔ جھوٹ ۔ سب جھوٹ ۔ لیکن یقین کرو میکوئیزن ۔ جھوٹ کی نقاب میں سچ چھپا ہوتا ہے حسین اور لازوال ۔ ہو ۔ ہو ۔ ہو ۔ الوداع اے حقیقت کے متلاشی ۔ رات کے بعد صبح آتی ہے اور موت کے بعد ۔۔۔ ؟ موت کے بعد کیا آتا ہے میکوئیزن ؟ خیر۔ ایک دن تمہیں معلوم ہو جائے گا ؟ کیونکہ ایک نہ ایک دن نقاب بہرحال اٹھ ہی جاتی ہے جیسا کہ یہاں سے بہت دور رہنے والی سفید فام ساحرہ نے تمہیں دکھا دیا ہے ۔ الوداع میکوئیزن ۔ ایک دن حقیقت کے چہرے پر سے نقاب اٹھ جائے گی ۔ ہو ۔ ہو ۔ ہو ۔

ختم شد
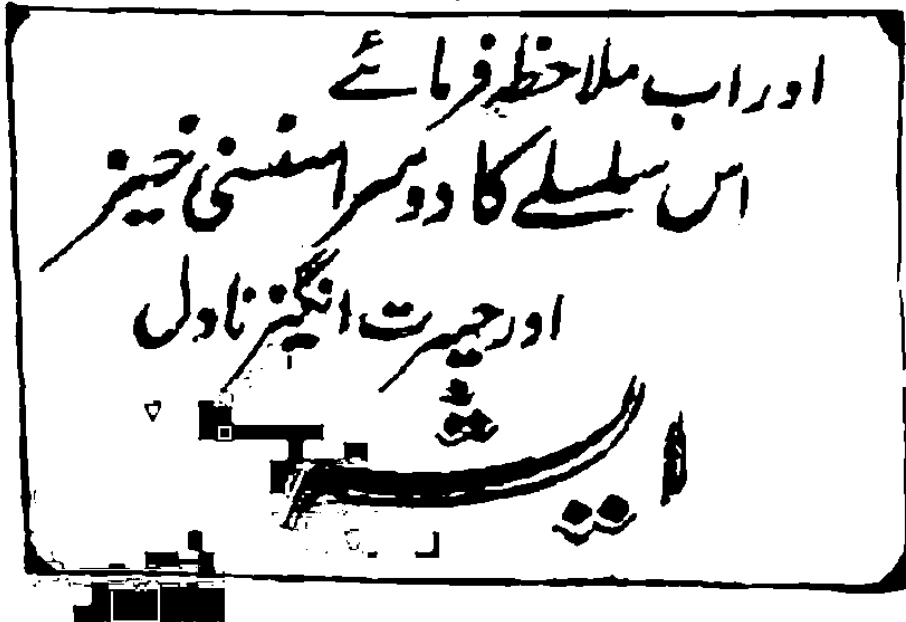
انگریزی بلند پایہ سنسنی خیز حیرت انگیز بھیانک

اور اڈونچرس ناولوں کے ترجمے

اردو کے مشہور اور بے مثال مترجم

مظہر الحق علوی کے قلم سے

آدم خور	ولسن میک آرتھر	7/50
بھیڑیا	گال انڈر	10/-
تیغ زن (کامل)	الگزنڈر ڈوما	20/-
خوابوں کے شکاری	رائیڈر ہیگرڈ	12/-
ریڈ اسکواڈ	ڈیکرٹ گنگ	8/-
دختر شب	رائیڈر ہیگرڈ	12/-
ڈراکیولا	برام اسٹوکر	11/-
قصر ڈراکیولا	انگس ہال	6/50
سایہ شیطان	ڈینس ویٹلی	12/-
سونا سمندر	"	4/-
شہر خموشاں	رائیڈر ہیگرڈ	6/-
قتل بہا	الگزنڈر ڈوما	7/-
عالم گزشتہ	"	[illegible]/50
کواٹر مین کے کارنامے	"	[illegible]/50
گرداب	"	[illegible]/-
گردش ایام	رائیڈر ہیگرڈ	[illegible]

- گناہ آدم — جیمس ہیڈلے چیز — 8/-
- ندائے روح — رائیڈر ہیگرڈ — 11/-
- نیل کی ساحرہ — " " — 8/-
- آواز کے جنگل — برکلے ماتھر — 9/-
- مقدس پھول — رائیڈر ہیگرڈ — 11/-
- زہر آب — " " — 11/-
- لالۂ صحرا — " " — 9/-
- پراسرار جزیرہ — ایچ جی ویلز — 5/50
- ابابیل — رائیڈر ہیگرڈ — 12/-
- دشت دل — " " — 9/-
- سورج کا لہو — ولبر اسمتھ — 14/-
- شہر میں صحرا — جیمس ہیڈلے چیز — 9/-
- جرم و سزا (کامل) — فیوڈور دوستوفسکی — 21/-
- خانقاہ — ایم جی لیوس — 12/-
- منزل منزل موت کے سائے — جیمس گراہم — 10/-

ملنے کا پتہ

نسیم بک ڈپو لاٹوش روڈ۔ لکھنؤ

چند دلچسپ جاسوسی اور اڈونچرس ناول

جانباز	مصنف	جیمس ہیڈلے چیز	مترجم	اختر حسین
دولت کا جال	〃	〃	〃	〃
زندگی کے شکار	〃	〃	〃	〃
اعتراف جرم	مصنف	کریل ہیڈ وڈیلو	مترجم	محمد آفاق
آتشی تحریر	〃	رائیڈر ہیگرڈ	〃	ایم جے عالم
راہیں پیار کی	〃	〃	〃	〃
روح بیابان	〃	〃	〃	〃
زرد دیوتا	〃	〃	〃	〃
سرخ سپیر	〃	ارل ڈر گرز	〃	〃
سنگ ملالت	〃	اگاتھا کرسٹی	〃	〃
روح کا اغوا	〃	سیکسر ش مرتی	〃	〃
پراسرار دنیا	〃	اڈگر رائز بروز	〃	〃
خونخوار دنیا	〃	〃	〃	〃
خونخوار مریخی	〃	〃	〃	〃
مخفی دنیا	〃	〃	〃	〃
مریخی جانباز	〃	〃	〃	〃
مریخی دیوتا	〃	〃	〃	〃
مریخی حسینہ	〃	〃	〃	〃
مریخی شہزادی	〃	〃	〃	〃

مکمل فہرست کتب نسیم بک ڈپو لکھنؤ سے طلب فرمائیں